www.KitaboSunnat.com

خطباتِ ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 2

دین دلیل کے ساتھ

- اِسلام اِنسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت
- کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟
- جہاد اور دہشت گردی
- عالمی بھائی چارہ

ڈاکٹر محمد ذاکر عبدالکریم نائیک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

In the Name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

”دُنیا کے کونے کونے سے تشنگی میں مبتلا لوگ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں...... میں ان کے قریب آتا ہوں...... اور بتانے کی کوشش کرتا ہوں اُن کے تشنہ سوالوں کے جواب ...... پوری سچائی کے ساتھ...... اور نظر آنے لگتا ہے سچ کا جواب ...... سچ جو بہت کڑوا ہوتا ہے...... غلط فہمیاں مذہب کے درمیان ...... اَنت وِشواس...... گمراہی ...... بہت سی باتیں ...... بہت سی سچائیاں...... سچ جو آپ جاننا چاہتے ہیں ...... سچ جو آپ نہیں جانتے ...... میرا مقصد سچ کو سامنے لانا...... میرا فرض اظہارِ حق......!!“

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

---Printed & Published By---

BOOK CORNER
PRINTERS, PUBLISHERS & BOOKSELLERS
Main Bazar Jhelum, Pakistan
***Tel:** (0544) 624306*
***Email:** info@bookcorner.com.pk*

BOOK CORNER SHOWROOM
Opposite Iqbal Library, Book Street, Jhelum
***Tel:** (0544) 614977 **Cell:** 0321-5440882*
***Email:** showroom@bookcorner.com.pk*

---- COMMENTS ON BOOK ----

drzakirnaik@bookcorner.com.pk

www.bookcorner.com.pk

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین دلیل کے ساتھ

خطباتِ ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 2

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک
drzakirnaik@bookcorner.com.pk

مترجمین:
امر شاہد ۔ انجم سلطان شہباز

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)
کتاب نمبر ______

ناشران:
بُک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ جہلم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کے ترجمہ کے حقوق بحق ادارہ ''بک کارنر شوروم جہلم'' محفوظ ہیں۔ اس ترجمے کا استعمال کسی بھی ذریعے سے غیر قانونی ہوگا۔ خلاف ورزی کی صورت میں پبلشر قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔
قانونی مشیر: ملک انوار الحق ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

ایڈیشن	:	مارچ 2009
نام کتاب	:	دین دلیل کے ساتھ (خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 2)
مصنف	:	ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک
مترجمین	:	امر شاہد/ انجم سلطان شہباز
اہتمام	:	گگن شاہد
ترتیب وتدوین	:	امر شاہد
پروف ریڈنگ	:	حافظ ناصر محمود
کمپوزنگ وسرورق	:	زیراہتمام بک کارنر شوروم جہلم
قیمت	:	-/380 روپے

یاسمندعا: اللہ ربّ العزت کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات درست نہ ہوں تو براہِ کرم مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درستگی کی جا سکے۔ جزاك الله خيراً كثيراً۔

ناشران:

بک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم
فون نمبر: 0544-614977 موبائل: 0321-5440882

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

کے قائم کردہ اِدارے (IRF)

''اِسلامک رِیسرچ فاؤنڈیشن''

کے نام

جس نے پوری دُنیا کے قابل اذہان، علماء اور سکالرز
کو دُنیا بھر سے اکٹھا کر کے غیر مسلموں میں اِسلام کے
متعلق غلط فہمیوں کو دُور کرنے کی ٹھانی ہے!

امر شاہد
amarshahid@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

IRF کی خدمات اور اُن کے وسیع نیٹ ورک کو دُنیا کے کسی کونے میں بیٹھے دیکھنے
کیلئے اِن کی آفیشل ویب سائٹ وِزٹ کیجئے!

www.irf.net

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیبِ خطبات

اِسلام اِنسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت	13
جہاد اور دہشت گردی	97
دہشت گردی اور مسلمان (کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟)	183
عالمی بھائی چارہ	289

طریقت کے تمام سلاسل اپنے اپنے انداز میں بالکل صحیح ہیں،
لیکن ملتِ اسلامیہ کی فلاح اِسی میں ہے کہ وہ ایک عظیم وحدت بن کر اُبھرے،
مسلک اسلام سے ہے اسلام نہیں۔
اِسلام **اِسلام** ہے!!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

اصل میں دہشت گرد کون؟ (عرضِ ناشر) شاہد حمید 10

اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت!

اسلام اِنسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت! 13
ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب 21
سوال و جواب کا سیشن 57

جہاد اور دہشت گردی

جہاد کا اصل مفہوم اور اس کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ

جہاد اور دہشت گردی 97
ڈاکٹر رچرڈ ڈی ہائنز کا خطاب 98
جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب 103
کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟ 134
سوال و جواب کا سیشن 145

دہشت گردی اور مسلمان

(کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟)

دہشت گردی اور مسلمان 183
ہاسبٹ سریش کا خطاب 187
ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب 207
سوال و جواب کا سیشن 269

عالمی بھائی چارہ

عالمی بھائی چارہ 289
ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب 295
سوال و جواب کا سیشن 338

زاویۂ نگاہ

(دہشت گردی اور یہودی ازم کے حوالے سے مترجم کی ایک تحقیق)

زاویۂ نگاہ (حرفِ آخر) انجم سلطان شہباز 407

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہولوکاسٹ آخر ہے کیا؟	432
ہولوکاسٹ کے بارے میں یہودیوں کا بیان	434
اس بیان کے ثمرات	437
ہولوکاسٹ کوسب سے پہلے کس نے چیلنج کیا؟	441
رال ہیلبرگ کا مؤقف	442
ایک اور مؤرخ کی رائے	443
ہولوکاسٹ کی نفی	444
ہولوکاسٹ سے انکار ایک جرم	447
ہولوکاسٹ مہم ایک نفع بخش بزنس	448
کیا ہولوکاسٹ میں واقعی 60 لاکھ یہودی مارے گئے تھے؟	450
اہم دستاویز تک محدود رسائی	453
ہولوکاسٹ سے حاصل ہونے والے فوائد	455
مقتولوں کی تعداد میں تضادات	456
آخر کتنے یہودی مارے گئے؟	460
یہودیوں کی ایک اور روایت	467
ہولوکاسٹ گیس چیمبرز کا افسانہ جنگ کے بعد تیار ہوا	469
اتنے بڑے جھوٹ کو کون سچ ثابت کرنا چاہتا ہے؟	475
ہولوکاسٹ پر یہودی مبلغین کی رائے	479
ہولوکاسٹ کے تابوت میں آخری کیل	481
ہولوکاسٹ پوری دنیا کو گمراہ کرنے کا ہتھکنڈہ	487
یہودیوں کی چربی سے صابن بنانے کا جھوٹا دعویٰ	490
یہودیوں کو ذبح کرنے کا جھوٹا دعویٰ	491
نازی ہنٹر	493
موت کا فرشتہ	498
ہولوکاسٹ سے انکار کرنے والوں پر یہودیوں کے مظالم	499
ہولوکاسٹ کے حوالے سے اہم سوالات و جوابات	506
ہولوکاسٹ یہودیوں کا قتلِ عام......ایک سفید جھوٹ!	515
تعارف Peae Tv Online (www.peacetv.tv)	528

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......عرضِ ناشر......

اَصل میں دہشت گرد کون؟

آج پوری دُنیا میں دہشت گردی کے موضوع کو ٹی وی چینلز، اخبارات اور رسائل میں نمایاں جگہ دی جا رہی ہے۔ اور دہشت گردی کو یوں اسلام کے ساتھ منسلک کیا جا رہا ہے کہ جیسے یہ اسلامی تعلیمات کا جز اوّلین ہو۔ بغیر سوچے سمجھے بغیر کسی معقول دلیل کے احمقانہ طریقے سے ہر حادثے، ہر واقعے میں مسلمانوں کو ملوث کرنا اور اس کے تار کسی نہ کسی طرح دہشت گردی سے ملا دینا یہودی، عیسائی اور ہندو بازی گروں کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

گزشتہ کئی برس سے ہندوستان، ناروے، ہالینڈ اور ڈنمارک میں حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے کارٹونوں کی اشاعت ہو رہی ہے اور ہٹ دھرمی کا یہ عالم ہے کہ پوری دُنیا کے مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود مسلسل وقفے وقفے سے اس کی اشاعت بار بار کی جارہی ہے۔ اور اَب حال ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہالینڈ میں قرآن مخالف فلم انٹرنیٹ پر جاری کر کے اِن اسلام دُشمن عناصر نے اخلاقیات اور مذہبی رواداری کے بخیے اُدھیڑ دیئے ہیں۔ ایسے میں یورپ اور امریکہ میں برسرِ اقتدار حکومتوں کو کچھ احساس نہیں ہوتا کہ یہ اشتعال انگیزیاں کس کس طرح پُرامن مسلمانوں کا جینا حرام کر رہی ہیں۔

دُنیا جانتی ہے کہ ہر عمل کا ردِعمل ضرور ہوتا ہے اور کسی بھی برائی کی ابتدا کرنے والا ہی مجرم ہوتا ہے اور اشتعال کے عالم میں قتل تک کے مجرم کو ریلیف دیا جاتا ہے۔

آج تک کسی سچے مسلمان نے کسی مذہب کے بارے میں اشتعال انگیز لٹریچر شائع نہیں کیا۔ پھر یہ اِسلام دُشمن عناصر کیوں اس طرح دہشت گردی کر کے پُرامن مسلمانوں کو کسی بھی حادثے کا سبب بنانا چاہتے ہیں۔

دُنیا جانتی ہے کہ ہم مسلمان کسی طور پر بھی دوسرے مذاہب کی طرح اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والوں کو معاف کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

آپ آزادیٔ اظہار کی بات کرتے ہیں تو آزادی تو ذمہ داری کے ساتھ ہوتی ہے...... آزادی دِل آزاری کے ساتھ نہیں ہوتی۔

آپ کانٹے بوئیں گے تو پھولوں کی فصل کیسے حاصل کریں گے۔ آج دُنیا بھر میں کس کس طرح مسلمانوں کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کی قوتِ برداشت کو آزمایا جا رہا ہے، اس سے اسلام دُشمن عناصر آخر کس خیر کی توقع کریں گے۔

ایک عراقی مسلمان تھا، جس کا سب کچھ امریکی حملے سے جل کر راکھ ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، بیوی، بچے، ماں، باپ، بہن، بھائی، سب جل کر کوئلہ ہو گئے، وہ اس وقت وطن سے دُور کینیڈا کی یونیورسٹی میں جرنلزم پڑھ رہا تھا۔ ایک دفعہ اُسے یونیورسٹی سٹڈی ٹور کی وجہ سے امریکہ جانے کا اتفاق ہوا، ایئرپورٹ پر ان کا استقبال کرنے والے ایک امریکی نے اُسے مخاطب کر کے کہا:

''خوش آمدید! آپ کو فخر ہونا چاہئے کہ آپ امریکہ کی سرزمین پر کھڑے ہیں''۔

وہ امریکہ کی دہشت گردیوں سے سخت نالاں تھا، اُس کے جواب میں وہ یوں گویا ہوا:

''ہاں مجھے فخر ہے کہ امریکہ کی سرزمین میرے قدموں تلے ہے''۔

بات بظاہر ایک ہی ہے لیکن دونوں جملوں میں ظالم اور مظلوم کی بے ساختہ عکاسی ہو رہی ہے۔

ہمارا شروع سے ہی یہ اِرادہ تھا کہ ہم ڈاکٹر صاحب کی ایک ایسی تصنیف شائع کریں جس میں غیر مسلموں میں پائے جانے والی ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہو اور خاص طور پر جن لوگوں میں ''جہاد'' اور ''دہشت گردی'' کے متعلق غلط نظریات پائے جاتے ہیں، اُن کو دُور کیا جا سکے۔

یہ کتاب ہمارے اِدارے سے شائع ہونے والی ڈاکٹر ذاکر نائیک کی مقبولِ عام کتاب ''خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک'' کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں جہاد، مسلمان اور دہشت گردی کے موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب نے اپنی علمی و عقلی اور تاریخی حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس وقت سب سے بڑا دہشت گرد ''امریکہ'' ہے...... ''جارج بش'' ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے فضل و کرم اور آپ کے تعاون سے ہم ڈاکٹر ذاکر نائیک کی مقبولِ عام تحریروں کو اِنگلش زبان میں انٹرنیشنل میڈیا کیلئے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ اُردو ایڈیشن کی طرح انگلش ایڈیشن بھی ہر خاص و عام میں مقبول ہوں گے۔ پڑھنے والوں سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے اِس پلیٹ فارم پر کسی قسم کی کوئی کاوش منظر عام پر لانے کے خواہشمند ہوں تو ہمیں بیحد خوشی ہو گی۔

آخر میں مَیں اُن لاکھوں قارئین کا شکریہ ادا کرنا نہیں بھولوں گا جن کے دُنیا بھر سے خطوط، فون کالز اور اِی میلز ہماری حوصلہ افزائی کا سبب بن رہے ہیں۔

والسلام

شاہد حمید

drzakirnaik@bookcorner.com.pk

''یہ میں نے پانچ برس پہلے بھی آسٹریلیا میں کہا تھا جب مجھ سے امریکن کونصلیٹ نے سوال پوچھا تھا کہ دُنیا کا نمبرون دہشت گرد کون ہے؟ تو میں نے کہا تھا...... جارج ڈبلیو بش!!!!...... اس وقت یہ خبر شہ سرخیوں میں چھپی تھی...... آج بہت سے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ نمبرون دہشت گرد'' جارج ڈبلیو بش'' ہے، امریکہ میں رہنے والے بھی یہی کہہ رہے ہیں!...... امریکہ میں ایک سروے کیا گیا کہ اسامہ بن لادن، صدام حسین اور جارج بش میں سے کون سب سے بڑا دہشت گرد ہے؟...... تو لوگوں نے جارج بش کو ہی سب سے بڑا دہشت گرد ٹھہرایا۔ غیر مسلم بھی یہی کہتے ہیں کہ نمبرون دہشت گرد جارج بش ہے۔ 78% فیصد لوگوں نے نمبرون دہشت گرد جارج بش کا نام لیا۔ یہ اُنہیں اَب پتہ چل رہا ہے، پانچ سال کے بعد۔ میں نے تو بہت پہلے کہا تھا''۔

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Script of

Islam Insaaniyat Ke Liye Rehmat Hai Na Ke Zehmat

اِسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت!

(این ٹی آر سٹیڈیم حیدر آباد۔ 20 مئی 2006ء)

”جتنا وہ اِسلام کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں اُتنا ہی اِسلام تیزی سے پھیل رہا ہے
میں کہتا ہوں کہ اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت!“

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت!

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

منظور شیخ:

آج کی اس بابرکت مجلس میں ''منظور شیخ'' بحیثیت آپ کے میزبان کے آپ سے مخاطب ہوں۔ ہم پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے کررہے ہیں، اسلامک انٹرنیشنل سکول جو ڈاکٹر ذاکر نائیک کے زیرِ اہتمام چلتا ہے کے ہونہار طالب علم فارق نائیک آپ کے سامنے تلاوت کریں گے۔

ڈاکٹر ذاکر کے فرزند جناب فارق نائیک!

............(تلاوت ''سورۃ الانفطار'')............

ترجمہ: ''جب آسمان پھٹ جائے اور جب ستارے جھڑ پڑیں، اور جب دریا اُبل پڑیں اور جب قبریں کریدی جائیں، ہر شخص جان لے گا اُس نے آگے کیا بھیجا؟، اور پیچھے (کیا) چھوڑا؟ اے انسان! تجھے اپنے رَبّ کریم کے بارے میں کس چیز نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکا دیا جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک کیا، پھر برابر کیا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا، ہرگز نہیں، بلکہ تم جزا وسزا کے دِن (قیامت) کو جھٹلاتے ہو، اور بے شک تم پر نگہبان (مقرر) ہیں، عزت والے (اعمال) لکھنے والے جو تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں، بیشک نیک لوگ جنت میں ہوں گے، اور بیشک گنہگار جہنم میں ہوں گے، اس میں روزِ جزا اور سزا (قیامت کے دِن) ڈالے جائیں گے، اور وہ اس سے جدا ہونے والے نہ ہوں گے۔ اور تمہیں کیا خبر روزِ جزا وسزا کیا ہے؟ پھر تمہیں کیا خبر روزِ جزا وسزا کیا ہے؟ جس دِن کوئی شخص کسی شخص کا مالک نہ ہوگا (کچھ بھلا نہ کر سکے گا) اس دن حکم اللہ ہی کا ہوگا۔"

(سورۃ الانفطار، سورۃ نمبر 82)

جزاک اللہ فارق نائیک!

اب آپ کے سامنے حدیثِ نبوی ﷺ پیش کرنے کیلئے ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی صاحبزادی "ذِکرہ نائیک" تشریف لا رہی ہیں۔

ذِکرہ نائیک:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ!

میرا نام ذکرہ نائیک ہے۔ میں آپ کے سامنے حدیثِ نبوی ﷺ مع ترجمہ پیش کروں گی۔

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ جو اس حالت میں مرجائے کہ وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہو وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا جو اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اور وہ مرجائے تو، فرمایا وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

یعنی جو اللہ کے علاوہ کسی کو معبود مان کر اس کی عبادت کرتے ہوئے مرجائے گا جہنم میں جائے گا اور جو اللہ کی عبادت کرے گا اور اس جہان سے رخصت ہوگا تو اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

شیخ منظور:

اب آپ کے سامنے اِسلامک سانگ پیش کرنے کیلئے ڈاکٹر ذاکر نائیک کی بیٹی ''رُشدہ نائیک'' آرہی ہے۔

رُشدہ نائیک:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'!

دستور ناالقرآن و دین الاسلام

ارکان الجلیله دائم الفضیله

وایشهادتان قائمة الایمان

و الصوم الصلوٰة والحج و الزکوٰة

......

....

....

....

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ منظور:

جزاک اللہ بیٹی!

اب ہم خطبۂ استقبالیہ کیلئے شاہ حسین قادری صاحب کوزحمت دے رہے ہیں۔

شاہ حسین قادری:

نحمدہٗ و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

السلام علیکم!

معزز حاضرین! آج بتاریخ 20 مئی 2006 بروز ہفتہ شہر حیدر آباد کے اس وسیع وعریض میدان میں منعقد ہونے والے اس عظیم الشان اجلاسِ عام کے مقرر ڈاکٹر ذاکر نائیک، ناظمِ جلسہ منظور شیخ اور ان کے احباب اور شہر حیدر آباد اور دُور دراز کے علاقوں سے آئی ہوئی اس جمِ غفیر کی خدمت میں سب سے پہلے ہدیۂ سلام پیش کرتے ہیں اور ان کا تہہ دل سے استقبال کرتے ہیں۔

یہ ایک لازوال حقیقت ہے کہ اسلام جو کہ ایک آفاقی اور عالمی مذہب ہے، اس کی بنیاد امن اور سلامتی، انسانیت نوازی، ہمدردی، غمگساری، خیر خواہی، سکون اور اطمینان پر ہے۔

اسلام کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت۔ جو آج کے اس عظیم الشان اجلاس کا موضوع ہے۔ اس موقع پر ہم دنیا کے عظیم اسلامک سکالر اور اس اجلاس کے مقرر ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کا ایک بار پھر جوش وخروش کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

اللہ رَبُّ العزت سے دُعا ہے کہ یہ اجلاس اپنے مقصد میں ایک کامیاب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجلاس ثابت ہو اور اسلام کے خلاف اٹھائے جانے والے پروپیگنڈوں کا جواب بھی ثابت ہو۔

فقط والسلام!

شکریہ!!

جزاک اللہ خیر!!

شیخ منظور:

خواتین وحضرات یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں سے دعوت کا کام جو ہمارے لئے ایک اہم فریضہ تھا۔ ہم نے اس کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم نہیں کیا، لہٰذا اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ دین پسند ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ"۔

ترجمہ: "بے شک دین اللہ کے نزدیک اِسلام ہے"۔

(سورۃ آلِ عمران 3، آیت نمبر 19)

لہٰذا وہ ایسے ایسے لوگوں کو اس یگ (جنگ) میں بھی آگے لاتا ہے جو اسلام اور اس کے دین کی خدمت کر سکیں۔ ایسا ہی ایک نوجوان آج سے تقریباً پندرہ برس پہلے ایم بی بی ایس کی میڈیکل تعلیم سے فارغ ہو کر ایک کامیاب ڈاکٹر بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ والدین اس نوجوان کی طرف پر اُمید نظروں سے دیکھتے تھے کہ ان کا ہونہار بیٹا ایک کامیاب ڈاکٹر ثابت ہوگا۔ مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ شیخ احمد دیدات صاحب کے دورۂ بمبئی نے اس نوجوان کی زندگی کی کایا پلٹ دی اور یہ نوجوان آج آپ کے سامنے اور کوئی نہیں ڈاکٹر ذاکر نائیک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ذہن میں اس قدر اللہ نے انقلاب پیدا کر دیا کہ آپ نے جسمانی علاج کو چھوڑ کر روحانی علاج کو ترجیح دی۔ خدمتِ دین میں لگ گئے۔ ڈاکٹری کو خیر باد کہہ دیا اور دعوت کے میدان میں سرگرمِ عمل ہو گئے۔ نئے نئے تجربے کرتے چلے گئے کہ دعوت کے کاموں کو زیادہ سے زیادہ مؤثر طریقے سے پیش کیا جائے۔ لہٰذا آپ نے اسلام کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے تقابلی مطالعے کو اپنایا، غیر مذاہب کی مقدس کتابوں کو پڑھا اور اس میں مہارت حاصل کی مگر یہ آپ کی انکساری ہے کہ آپ اپنے آپ کو اسلام اور تقابلِ ادّیان کا ایک طالب علم سمجھتے ہیں۔

آپ کی اس لگن نے اور جو موجودہ صورت حال ہمارے سامنے اسلام کے تعلق سے ہے اس نے آپ کو اور سرگرمِ عمل کیا۔ آپ نے اسلام کا صحیح رُخ پیش کرنے کیلئے دنیا کے مختلف ممالک کا دورہ کیا، اسلام کا صحیح رُخ پیش کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح ہمارے ملک ہندوستان میں بھی آپ نے کئی بڑے بڑے شہروں میں جس میں نمایاں طور پر دہلی ہے، آپ کا شہر حیدر آباد ہے، بنگلور میں خصوصاً آپ نے ایک بڑی تاریخ ساز تقریر کی تھی جو سری سری روی شنکر کے ساتھ ہوئی تھی۔ یہ مباحثہ لائیو ٹیلی کاسٹ بھی کیا گیا تھا۔

آپ نے دعوتی سرگرمیوں کو اور فروغ دینے کیلئے موجودہ ذرائع ابلاغ کا سہارا لیا۔ آپ نے ٹیکنالوجی جو آج میڈیا کی ہے، اس کو اپنایا۔ سب سے پہلے IRF میں تیار کی گئی تقریروں کے کیسٹ انٹرنیشنل چینلز پر ٹیلی کاسٹ ہونے لگے۔ آپ کی تقریریں تقریباً ڈیڑھ سو ممالک میں دیکھی اور سنی جانے لگیں۔ مگر اس پر آپ نے اکتفا نہیں کیا اور آپ کے دل میں ایک لگن تھی کہ قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر اسلام کی صورت کو پیش کرنے کیلئے ایک ایسا چینل ہو جس کیلئے آپ کوشاں رہے۔

الحمدللہ آپ کی اس لگن کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور آپ کے زیر نگرانی ایک ٹی وی چینل کا اجرأ ہوا جس کا نام ہے **Peace Tv** اور اس کا اجرأ اس تاریخ ساز دن کو ہوا، جس کا ذکر میں نے ابھی کیا تھا۔

اب میں اپنے کلمات کو سمیٹتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر سے گزارش کروں گا کہ وہ آج آپ کے سامنے ''اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت'' کے عنوان پر آپ سے خطاب فرمائیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک بعنوان '' اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت!''۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن. اما بعد!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا○"

(سورۃ بنی اسرائیل 17، آیت نمبر 81)

"رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَهُوْ قَوْلِیْ ○"

(سورۃ طٰہٰ 20، آیت نمبر 25 تا 28)

میرے محترم بزرگو!

میرے عزیز بھائیو اور بہنو!

میں آپ سب کا اسلامی طریقے سے خیر مقدم کرتا ہوں، السلامُ علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ !!

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکت آپ سب پر ہو!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ تقریباً چھ سال بعد میں پھر سے ایک بار حیدر آباد تقریر کے دورے کے سلسلے میں آیا ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں تقریر اکثر انگریزی میں کرتا رہا ہوں، چند مواقع پہ جب آرگنائزرز اصرار کرتے رہے میں کوشش کرتا ہوں میں کمزور اُردو یا ہندی میں کچھ تقریر کروں۔ چونکہ میری تعلیم صرف انگریزی زبان میں ہوئی ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ اس اُردو تقریر میں مَیں کافی غلطیاں کروں گا۔ اس لئے تقریر کے شروع میں ہی میں آپ سب سے ان غلطیوں کیلئے معذرت چاہتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان غلطیوں کو نظر انداز کر کے تقریر کے پیغام پر توجہ دیں گے۔

آج کی تقریر کا عنوان ہے۔

''اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت''

اسلام لفظ ''سلم'' یا ''سلام'' سے آتا ہے۔ جس کے معنی ہیں سلامتی اور امن۔ اسلام آتا ہے لفظ ''سِلم'' سے بھی جس کا مطلب ہے اپنی رضا، اللہ کے حوالے کرنا۔ مختصراً اسلام کے معنی ہیں:

''سلامتی یا امن حاصل کرنا، اپنی رضا، اللہ کے حوالے کرنے کے بعد''

اسلام ایک ایسا مذہب ہے، جو انسان کی دونوں ضروریات پوری کرتا ہے، جسمانی بھی اور رُوحانی بھی۔

اسلام کی سب سے اہم کتاب قرآن مجید ہے۔ یہ قرآنِ مجید، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو کہ آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کی گئی تھی۔

اس قرآنِ عظیم میں انسانیت کے مسائل کا حل ہے۔ یہ سارے عالم میں سب سے بہترین کتاب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ یہ انسانیت کیلئے ایک پیغام ہے۔

☆ رحمت اور حکمت کا سرچشمہ ہے۔

☆ غافلوں کیلئے تنبیہ ہے۔

☆ بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے رہبر ہے۔

☆ شک کرنے والوں کیلئے اطمینان ہے۔

☆ پریشانی میں مبتلا ہوئے لوگوں کیلئے رحمت ہے۔

☆ مایوس کیلئے اُمید ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ''قرآن مجید'' ساری انسانیت کے مسائل کا حل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید کی سورۃ رعد 13، آیت نمبر 38 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور ہر دَور میں ہم نے ایک کتاب نازل کی''۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کئی کتابیں نازل کیں۔ لیکن قرآن مجید اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

جتنی بھی کتابیں، جتنی بھی وحی جو قرآن مجید سے پہلے آئیں، وہ صرف ایک قوم کیلئے تھیں اور اس کا سارا پیغام مکمل طور پہ صرف ایک محدود وقت کیلئے تھا لیکن چونکہ قرآن مجید اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے، آخری وحی ہے، اس لئے وہ صرف مسلمانوں یا صرف عربوں کیلئے نازل نہیں کی گئی تھی، بلکہ قرآن مجید ساری انسانیت کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ سورۃ ابراہیم 14، آیت نمبر 1 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''ہم نے یہ کتاب نازل کی محمد (ﷺ) پر تاکہ وہ انسانیت کو اندھیرے سے روشنی میں لے آئے''۔

اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے کہ ہم نے کتاب حضرت محمد ﷺ پہ نازل کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا کہ وہ مسلمانوں یا صرف عربوں کو اندھیرے سے روشنی میں لے آئے۔
بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''ہم نے یہ کتاب نازل کی محمد (ﷺ) پر تا کہ وہ ساری انسانیت کو اندھیرے سے روشنی میں لے آئے''۔

اللہ تعالیٰ سورہ ابرہیم 14 آیت 52 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''یہ ایک پیغام ہے سارِی انسانیت کیلئے اور خبردار کر رہا ہے کہ اللہ ایک ہے اور سمجھداروں کیلئے یہ ہدایت ہے''۔

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ 2، آیت 185 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا تھا، یہ فرقان ہے اور ساری انسانیت کیلئے ایک ہدایت ہے''۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الزمر 39 آیت 41 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''ہم نے قرآن مجید نازل کیا محمد (ﷺ) پر تا کہ وہ ساری انسانیت کو ہدایت دیں''۔

صرف مسلمان یا صرف عربوں کو نہیں بلکہ ساری انسانیت کو۔ یہ قرآن مجید اِنسانیت کے سارے مسائل کا حل ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ فاطر 35 آیت 24 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''نہیں ہے کوئی قوم جس میں ہم نے خبردار کرنے والا نہیں بھیجا''۔

اللہ تعالیٰ سورہ الرعد 13 آیت 7 میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اور ہر قوم میں ہم نے ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خبردار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا بھیجا''۔

مشکوۃ المصابیح جلد 3 حدیث 5737 میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس زمین پر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے''۔

لیکن جتنے بھی پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے پہلے آئے وہ صرف اپنی قوم کیلئے تھے اوران کا سارا پیغام ایک محدود وقت کیلئے تھا۔

لیکن چونکہ حضرت محمد ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں، وہ صرف مسلمان یا صرف عربوں کیلئے نہیں بھیجے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ سورہ انبیاء 21 آیت 107 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

کہ ہم نے حضرت محمد ﷺ کو سارے عالمین اور ساری انسانیت کیلئے رحمت بنا کے بھیجا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ سبا 34 آیت 28 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''ہم نے محمد (ﷺ) کو ایک عالمی پیغمبر بنا کے بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو سیدھی راہ دکھا سکے اور برائی سے روکے''۔

چونکہ حضرت محمد ﷺ آخری پیغمبر تھے اس لئے وہ صرف عربوں یا مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ ساری انسانیت کیلئے بھیجے گئے۔

آج جب ہم انٹرنیشنل میڈیا دیکھتے ہیں۔ انٹرنیشنل میڈیا پر پڑھتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آج کا انٹرنیشنل میڈیا......

چاہے وہ انٹرنیشنل نیوز پیپر ہوں۔

چاہے انٹرنیشنل میگزین ہوں۔

انٹرنیشنل ریڈیو براڈ کاسٹنگ سٹیشن ہوں۔

یا انٹرنیشنل ٹیلی ویژن سیٹلائٹ چینلز ہوں۔

اس پہ ہم دیکھتے ہیں کہ کہا جارہا ہے کہ

"اسلام انسانیت کیلئے زحمت ہے"

انٹرنیشنل میڈیا یہ کہہ رہا ہے کہ اسلام انسانیت کیلئے مسئلہ ہے۔

یہ انٹرنیشنل میڈیا اس پیغام کو پھیلا رہا ہے کہ

۱۔ اسلام انسانیت کیلئے زحمت ہے۔

۲۔ اسلام انسانیت کیلئے مسئلہ ہے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ میڈیا میں بڑا پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں۔

ایک آرٹیکل جو 16 اپریل 1979ء میں ٹائم میگزین میں چھپا تھا۔

اس میں لکھا تھا:

"ایک سو پچاس (150) سال میں یعنی 1800ء سے 1950ء کے درمیانی عرصے میں اسلام کے خلاف ساٹھ ہزار سے زائد کتب لکھی گئیں۔"

ساٹھ ہزار سے زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں تو اس کا مطلب ہوا کہ روزانہ اسلام کے خلاف ایک سے زائد کتابیں لکھی گئیں۔ اس کے بعد یہ تعداد اور بھی بڑھتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہی ہے۔

خصوصاً گیارہ ستمبر 2001 کے بعد یہ تعداد کئی گنا بڑھ گئی ہے۔

ہر روز اِسلام اور حضرت محمد ﷺ کے خلاف کئی کتابیں لکھی جارہی ہیں۔ میڈیا اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کئی حربے استعمال کرتا ہے۔ اکثر یہ میڈیا معاشرے میں سے ''کالی بھیڑ'' کو سامنے لاکر اُسے مثالی مسلمان کے طور پر پیش کرتا ہے۔

اسلام کو بدنام کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ نام کے مسلمان ہیں اپنی زندگی میں اسلام پر عمل نہیں کرتے، میڈیا ان لوگوں کو ہائی لائٹ کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ عام مسلمان ہیں۔ اکثر مسلمان اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

ہر مذہب میں اس طرح کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں اور اسلام میں بھی کچھ لوگ ہیں جو اپنے مذہب پر عمل نہیں کرتے۔ میڈیا ان لوگوں کو ٹارگٹ کرتا ہے اور میڈیا میں انہیں ہائی لائٹ کیا جاتا ہے کہ:

''اکثر مسلمان ایسے ہوتے ہیں''۔

اگر ایک نئی گاڑی مارکیٹ میں لانچ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پہ مرسیڈیز 500XEL یعنی ایک نئے ماڈل کی مرسیڈیز لانچ ہوتی ہے اور آپ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ گاڑی کتنی اچھی ہے اور اس گاڑی کے اسٹیئرنگ وہیل کے پیچھے ایک ایسے شخص کو بٹھاتے ہیں جو گاڑی چلانا جانتا ہی نہیں۔ ڈرائیونگ جانتا ہی نہیں۔ وہ شخص گاڑی کو چلاتے ہوئے گاڑی کا ایکسیڈنٹ کر دیتا ہے۔ گاڑی کو کسی چیز سے ٹکرا دیتا ہے۔

میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کس کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس کو قصور وار ٹھہرائیں گے؟

مرسیڈیز گاڑی کو یا ڈرائیور کو؟

آپ ڈرائیور کو ذمہ دار اور قصور وار ٹھہرائیں گے۔

اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ گاڑی کتنی اچھی ہے تو آپ کو اس گاڑی کی خصوصیات کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہئیں اور تحقیق کرنی چاہیے۔

گاڑی کی پک اَپ کیا ہے؟

اس کے گیئر کتنے ہیں؟

اس کی سپیڈ کتنی ہے؟

اس کے سیفٹی میکرز کیا ہیں؟

اسی طریقے سے اگر آپ کو اسلام کے بارے میں جاننا ہے تو آپ مسلمانوں کو مت دیکھئے۔ آپ اسلامی کتب کی تحقیق کیجئے!

اسلام کی بنیادی کتاب قرآن مجید ہے۔

اسلام کی دوسری بنیادی کتاب ہے حضرت محمد ﷺ کی صحیح احادیثِ مبارکہ!

اگر آپ اسلام کو جاننا چاہتے ہیں تو

۱۔ قرآن مجید کو پڑھیے۔

۲۔ صحیح حدیث کو پڑھیے۔

اس مطالعہ کے بعد آپ کو علم ہوگا کہ اسلام کس طرح کا مذہب ہے۔

اگر آپ گاڑی کی ٹیسٹ ڈرائیونگ کرنا چاہتے ہیں تو ایک ماہر تجربہ کار ڈرائیور کو اسٹیئرنگ پر بٹھایئے جو ڈرائیونگ جانتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ ایک اچھے مسلمان کو دیکھنا چاہتے ہیں تو سب سے بہترین مثال حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

یہ اسلام کو بدنام کرنے کا میڈیا کا ایک طریقہ ہے۔

دوسرا طریقہ جو میڈیا استعمال کرتا ہے وہ قرآن مجید کی کئی آیات کا حوالہ دیتا ہے اور اسے بغیر سیاق و سباق کے نقل کرتا ہے۔ یعنی اس کا پس منظر نظرانداز کر کے حوالہ دیا جاتا ہے۔ پس منظر کے خلاف نقل کرتا ہے۔

قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن یہ پس منظر کے خلاف ہے اور سب سے عام آیت جسے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے میڈیا بطورِ حوالہ پیش کرتا ہے وہ ہے کہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے:

''کافر کو جہاں بھی پاؤ اسے قتل کردو''۔

اور اکثر اسلام کے خلاف کتابیں لکھنے والے، اسلام پر تنقید کرنے والے اسی آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔

اور...... اس ملک ہندوستان میں اسلام کے خلاف لکھنے والا جو ایک شخص ہے اس کا نام ''ارون اشوری'' ہے، آپ نے اس کے بارے میں سنا ہوگا، وہ بھی اپنی کتاب "World Of Fatwas" میں لکھتا ہے اور سورۃ توبہ 9 کی آیت 5 کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے کہ

''جہاں بھی آپ کافروں (غیر مسلم، ہندو) کو پاؤ آپ ان کا قتل کرو''۔

بریکٹ یعنی قوسین میں لکھے الفاظ پر غور کریں!

لیکن جب ہم قرآن مجید کھولتے ہیں اور مذکورہ آیت پڑھتے ہیں تو بے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک اس میں لکھا ہے کہ جہاں بھی آپ مشرکوں کو پاؤ ان کا قتل کرو۔

لیکن یہ بغیر سیاق و سباق کے اور متن کے خلاف ہے۔ پس منظر کے خلاف ہے۔ پس منظر جاننے کیلئے ہمیں سورۃ توبہ 9 کو آیت نمبر 1 سے پڑھنا چاہیے۔

آیت نمبر ایک، دو، تین، چار، پانچ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول (کی طرف) سے قطع تعلق ہے ان مشرکوں سے جنہوں نے تم سے عہد کیا ہوا تھا۔ پس (مشرکو) زمین میں چار مہینے چل پھر لو، اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں، اور یہ کہ اللہ کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول (کی طرف) سے حجِ اکبر کے دِن لوگوں کیلئے اعلان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا مشرکوں سے قطع تعلق ہے، پس اگر تم توبہ کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں، اور آگاہ کردو اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا عذابِ دردناک سے۔ سوائے اُن مشرک لوگوں کے جن سے تم نے عہد کیا تھا، پھر اُنہوں نے تم سے (عہد میں) کچھ بھی کمی نہ کی اور نہ اُنہوں نے تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، تو ان سے ان کا عہد ان کی (مقررہ) مدت تک پورا کرو، بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حُرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو جہاں تم اُنہیں پاؤ، اور اُنہیں پکڑو، اور اُنہیں گھیر لو،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کیلئے ہر گھات میں بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں، اور نماز
قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، تو اُن کا راستہ چھوڑ دو، بیشک
اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

(سورۃ توبہ 9، آیت 1 تا 5)

یہ ایک صلح تھی۔۔۔ امن تھا۔۔۔ سمجھوتہ تھا۔۔۔ مسلمان اور مشرکین مکہ کے درمیان اور اس صلح کو مشرکینِ مکہ نے توڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 5 میں مشرکین مکہ سے فرماتے ہیں کہ اگر آپ چار مہینوں میں اپنے آپ کو نہیں سدھاریں گے تو اعلانِ جنگ!!...... کیونکہ ان مشرکین نے صلح کو توڑ دیا تھا اور اس کے بعد جب جنگ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سورہ توبہ کی اس آیت میں جنگ کے میدان میں فرماتے ہیں کہ جہاں بھی آپ مشرک کو پاؤ ان کا قتل کرو۔

یہ ''جنگ کے میدان'' میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں۔

یہ عام بات ہے کہ کوئی بھی سپہ سالار اپنے سپاہی کی ہمت افزائی کیلئے یہ نہیں کہے گا کہ آپ ڈر جاؤ، آپ بھاگ جاؤ!۔ جب بھی آپ دُشمن کو دیکھیں تو ڈر کے بھاگ جاؤ۔

کوئی بھی سپہ سالار اپنے سپاہیوں کی ہمت افزائی کیلئے یہی کہے گا کہ جب بھی آپ دُشمن کو جنگ کے میدان میں دیکھیں تو ڈریئے مت!!۔۔۔ ان سے لڑو۔ ان کا قتل کرو۔

اسی پس منظر میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مسلمانوں سے کہتے ہیں، جب بھی دُشمن ، جب بھی کافر میدان جنگ میں آتے ہیں آپ سے لڑنے کیلئے تو آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈریئے مت۔۔۔!۔۔۔آپ اِن کا قتل کیجئے!

تو یہ جنگ کے میدان میں ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ جب دشمن میدانِ جنگ میں آپ کے سامنے آئے تو ان کا قتل کیجئے۔

مثال کے طور پر اگر امریکہ اور ویت نام آپس میں لڑ رہے ہیں اور امریکی آرمی جنرل یا صدر میدان جنگ میں موجود اپنے سپاہیوں سے کہتا ہے کہ جہاں بھی ویت نامیوں کو پاؤ انہیں قتل کرو۔ اگر میں یہ آج کی تاریخ میں کہوں گا کہ امریکی صدر آج کہتا ہے کہ "جہاں بھی ویت نامیوں کو پاؤ قتل کردو"، میں انہیں قصائی سمجھوں گا۔ یہ Context میں اور جنگ کے میدان میں ہے۔ میں ارون اشوری سے پوچھتا ہوں کہ کیا کبھی ایک بھی مسلمان نے ارون اشوری کو قتل کرنے کی کوشش کی؟

کبھی پڑھا آپ نے؟

اگر یہ سچ ہوتا تو کیا ارون اشوری ہندوستان میں زندہ بچ جاتا؟

اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید میں کہیں نہیں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں بھی نہیں کہتے کہ کافر کو جہاں بھی پاؤ قتل کردو۔ یہ صرف جنگ کے میدان میں جب وہ آپ سے لڑنے آرہے ہیں تو آپ ڈریئے مت اور ان کا مقابلہ کریں۔

اور ارون شوری اپنی کتاب میں سورہ توبہ 9 آیت 5 سے سیدھا آیت نمبر 7 پر پہنچ جاتا ہے۔ اس سے کوئی بھی عام آدمی سمجھ جائے گا کہ آیت نمبر 6 میں اس بیماری کا حل ہے۔ اس میں ارون شوری کی بات کا جواب ہے اور اس کی بیماری کا حل ہے۔ آیت نمبر 6 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ترجمہ: "اگر دشمن، اگر مشرک آپ سے صلح چاہتے ہیں، امن چاہتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو صرف انہیں چھوڑ مت دیجئے بلکہ انہیں حفاظت کے
ساتھ ایک محفوظ جگہ لے جا کر چھوڑ دیئے‘‘۔

کیا آج کی تاریخ میں سب سے رحمدل سپہ سالار اپنے سپاہیوں سے یہ
کہے گا کہ اگر دشمن امن چاہتا ہے تو اسے چھوڑ دو؟؟؟

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف انہیں چھوڑ دیجئے بلکہ بحفاظت انہیں
ایک محفوظ مقام پر پہنچایئے۔

اور جتنی آیات بھی آپ قرآن مجید میں دیکھیں گے جہاں لکھا ہے کہ
جنگ کے میدان میں کافروں کا قتل کرو اس کے فوراً بعد لکھا ہے کہ امن اور صلح بہتر
ہے۔

میڈیا کا یہ اسلام کو بدنام کرنے کا دوسرا طریقہ اور حربہ ہے۔

تیسرے طریقے سے میڈیا اسلام کے بارے میں ایسی چیزیں بیان کرتا
ہے جو اسلام میں موجود ہی نہیں۔

These things are against to Islam.

اور کبھی کبھی میڈیا یہ کہتا ہے کہ
’’اسلام انسانیت کیلئے زحمت ہے‘‘۔

اور کئی بار میڈیا اسلامی تعلیمات کو ایسے طریقے سے پیش کرتا ہے کہ وہ
تعلیمات جو اسلام میں موجود تو ہیں لیکن میڈیا ان کو اس انداز سے پیش کرتا ہے جیسے
یہ انسانیت کیلئے ایک مسئلہ اور انسانیت کیلئے ایک زحمت ہے۔

اور اگر ہم ان تعلیمات کو سمجھیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ یہ تعلیمات تو رحمت
ہیں نہ کہ زحمت!......اور یہ تعلیمات مسئلہ نہیں بلکہ انسانیت کے مسائل کا حل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیا کہتا ہے:

Muslims are Fundamentalists.

کہ مسلمان بنیاد پرست ہیں۔

اب یہاں دیکھیں بنیاد پرست کا معنی کیا ہے؟

بنیاد پرست وہ شخص ہے جو بنیادی باتوں پر عمل کرتا ہے۔

اور کسی بھی شعبے میں مہارت کیلئے خواہ وہ ریاضی ہو، سائنس یا کوئی دیگر جب تک اس کی بنیادی باتوں میں مہارت حاصل نہ کی جائے وہ اچھا ماہر نہیں بن سکتا۔

ہم ہر بنیاد پرست کو ایک میزان میں نہیں رکھ سکتے۔

We can't paint all the fundamentalists with the same brush.

ہمیں اس کی بنیاد پرستی کے میدان یا شعبے کی تحقیق کرنی چاہیے۔

بنیاد پرست چور، معاشرے کیلئے زہرِ قاتل اور بنیاد پرست ڈاکٹر معاشرے کیلئے مسیحا کا درجہ رکھتا ہے جو معاشرے کے ہزاروں افراد کی جان بچاتا ہے اسلئے وہ اچھا انسان اور اچھا بنیاد پرست ہے۔

اس لئے کسی بھی بنیاد پرست پر کوئی لیبل چپکانے سے پہلے، لقب دینے سے پہلے ہمیں تحقیق کرنا چاہیے کہ وہ کس میدان میں بنیاد پرست ہے۔

میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہوں اور مجھے فخر ہے کہ میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہوں۔

I am a fundamentalist Muslim and I am proud of being a fundamentalist Muslim.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہوں اور مجھے فخر ہے کہ میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہوں اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کو جانتا ہوں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اور میں جانتا ہوں کہ اسلام میں ایک بھی چیز ایسی نہیں کہی گئی جو کہ انسانیت کے خلاف ہو۔ عام طور پر اگر آپ تحقیق کریں گے تو قرآنِ پاک میں ایک بھی ایسی آیت نہیں، کوئی بھی ایسی تعلیمات نہیں جو عمومی طور پر انسانیت کے خلاف ہو۔

غیر مسلم کچھ تعلیمات کو سمجھیں گے کہ یہ انسانیت کے خلاف ہیں۔ چونکہ وہ اس کے پس منظر کو نہیں جانتے۔ اس تعلیم یا حکم کی وجہ کو نہیں جانتے۔ اسلام کوئی ظالمانہ یا انسان دشمن اور انسانیت کُش درس نہیں دیتا۔ لیکن جب ہم ان کو صحیح تعلیم دیتے ہیں اور اس کی وجہ بتاتے ہیں تو ساری دنیا میں ایک بھی انسان۔۔۔۔۔ایک بھی انسان۔۔۔ اسلامی تعلیم کے بارے میں نہیں کہہ سکتا کہ فلاں حکم یا تعلیم انسانیت کے خلاف ہے۔ یہ میرا چیلنج ہے اور یہ میرا دعویٰ ہے۔

جہاں تک بنیاد پرستی کے مفہوم و معانی کا تعلق ہے تو آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق پہلے تو اس کا مطلب لکھا گیا تھا کہ:

''وہ شخص جو کسی مذہب کے بنیادی احکامات و عقائد پر سختی سے عمل کرتا ہے''

لیکن میں پہلے بھی کئی مواقع پر انکشاف کر چکا ہوں کہ اس لغت کے نئے ایڈیشن کے مطابق اس کے معانی میں ''اسلام'' کے لفظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے:

''وہ شخص جو کسی مذہب کے بنیادی احکامات و عقائد پر سختی سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرتا ہے خاص طور پر اسلام"

یعنی بنیاد پرست وہ شخص ہے جو پختگی کے ساتھ کسی بھی مذہب کی بنیادی باتوں یا اس کی کتاب پر عمل کرتا ہے۔ خصوصاً اسلام۔۔۔!

اسلام کا لفظ نئے ایڈیشن میں اضافی طور پر جوڑا گیا ہے۔

جب بھی آپ یہ لفظ "بنیاد پرست" سنیں گے تو فوراً آپ کے ذہن میں آ جائے گا۔۔۔مسلمان۔۔۔!

اور آپ کے ذہن میں آ جائے گا۔

Muslims are Extremists.

یعنی مسلمان شدت پسند ہیں۔

میں کہتا ہوں اور سرِ عام کہتا ہوں۔

"میں شدت پسند ہوں!"

I am extremist.

I am extremly kind!

I am extremly loving!

I am extremly honest!

I am extremly peaceful!

میں شدت پسند ہوں کیونکہ:

میں انتہائی ہمدرد ہوں۔

میں انتہائی محبت کرتا ہوں۔

میں انتہائی ایماندار ہوں۔

میں انتہائی امن پسند ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی انسان مجھے یہ ثابت کر سکتا ہے کہ
انتہائی ایماندار ہونا غلط ہے!

یہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ ہم آدھے ایماندار نہیں ہو سکتے، ہمیں پورا
ایماندار ہونا چاہیے۔

We can't be partialy honest.

جب ہمارا فائدہ ہے تو ہم ایماندار ہیں نہیں تو ہم بے ایمان ہیں۔

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ آپکو ہمیشہ پورا پورا ایماندار ہونا چاہیے۔ اسی
لئے میں کہتا ہوں کہ میں شدت پسند ہوں (I am an extremist)۔ لیکن
ان شدتوں کو پسند کرتا ہوں جو انسان کو صحیح راستے پر لے کے جاتی ہیں۔

انسانیت کیلئے رحمت ہیں نہ کہ زحمت!

اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں۔

I am not Fundamentalist.

میں بنیاد پرست نہیں ہوں!

میں شدت پسند نہیں ہوں!

وہ گھبرا جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں بازی کو پلٹو، کب تک ہم ڈریں
گے۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ میں بنیاد پرست ہوں۔ میں شدت پسند ہوں اور
جب تک آپ بنیاد پرست نہیں ہوں گے تب تک آپ اچھے مسلمان بن ہی نہیں
سکتے۔

اگر دنیا کے سارے انسان بنیاد پرست مسلمان بن جائیں گے تو انشاء اللہ
دنیا میں امن ہو جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیا کہتا ہے کہ اسلام انسانیت کیلئے زحمت ہے لیکن اگر آپ تحقیق کریں گے اور صحیح طریقے سے اسلام کو عمل میں لائیں گے تو اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے۔ یہ جو میڈیا کہتا ہے کہ یہ بنیاد پرست لوگ مسائل پیدا کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہر انسان بنیاد پرست مسلمان بن جائے تو انسانیت کے سارے مسائل ہی حل ہو جائیں گے۔

اگر ہر مسلم۔۔۔انتہا پسند۔۔۔شدت پسند۔۔۔اور ہر انسان شدت پسند مسلمان بن جائے گا تو انشاء اللہ دنیا میں امن اور سلامتی رہے گی۔

میڈیا کہتا ہے کہ

Muslims are Terrorist.

مسلمان دہشت گرد ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ہر مسلم کو دہشت گرد ہونا چاہیے۔

Every Muslim should be a Terrorist.

دہشت گرد کے معنی کیا ہیں؟ دہشت گرد۔۔۔مطلب۔۔۔اگر کوئی انسان دوسرے انسان کے دل میں دہشت پیدا کرتا ہے تو اسے کہتے ہیں دہشت گرد۔

مثال کے طور پہ جب بھی کوئی چور پولیس کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں دہشت پیدا ہوتی ہے۔ اَب اس چور کیلئے پولیس دہشت گرد ہے۔

اسی طریقے سے ہر چور جب مسلمان کو دیکھے تو اس کے دل میں دہشت پیدا ہونی چاہیے۔ جب کوئی آدمی بلاتکار (زنا بالجبر) کرتا ہے اور مسلمان کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں دہشت پیدا ہونی چاہیے۔ جب بھی کوئی انسان غلط کام کرتا ہے اور مسلمان کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں دہشت پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونی چاہیے۔اس پس منظر میں اور اس Context میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دہشت گرد بنے۔

قرآنِ پاک کی سورۃ الانفال 8 کی آیت 60 میں ہے:

ترجمہ: ''ایسے لوگ جو معاشرے کے خلاف ہیں، انسانیت کے خلاف ہیں ان کے دل میں دہشت پیدا کرو۔''

میں جانتا ہوں کہ عام طور پہ دہشت گرد اسے کہتے ہیں جو ایک معصوم انسان کے دل میں دہشت پیدا کرتا ہے۔اس پس منظر میں کسی بھی مسلمان کو کسی بھی معصوم انسان کے دل میں کبھی بھی دہشت پیدا نہیں کرنی چاہیے۔صرف وہ لوگ جو انسانیت کے خلاف ہیں۔ مثال کے طور پہ چوری اور بلاتکار (زنا بالجبر) کرنے والے انسانوں کے دل میں دہشت پیدا کرنی چاہیے۔

اور کئی بار ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کام کیلئے دو القاب دیئے جاتے ہیں۔وہی شخص، وہی کام لیکن دو القاب۔

مثال کے طور پہ ہندوستان کو آزادی ملنے سے پہلے۔۔۔تقریباً ساٹھ سال پہلے۔۔۔انگریز اس دیش میں حکومت کر رہے تھے۔کئی ہندوستانی اس دیش کی آزادی کیلئے لڑ رہے تھے۔انہیں انگریز حکومت ''دہشت گرد'' قرار دیتی تھی۔

These are Terrorists.

لیکن ہم عام ہندوستانی ان لوگوں کو ''دیش بھگت (Petriots)'' کہتے تھے۔

وہی شخص۔۔۔وہی کام۔۔۔دو مختلف القاب۔۔!!

اگر ہم برٹش حکومت، انگریز حکومت کے نظریے سے واقف ہیں اور مانتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان لوگوں کو ہندوستان پر حکومت کرنے کا حق تھا تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ لوگ دہشت گرد تھے۔لیکن اگر ہم ہندوستانی نظریے سے واقف ہیں اور مانتے ہیں کہ انگریز ہندوستان میں تجارت کرنے آئے تھے انہیں ہم پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں تو ہم مانیں گے کہ یہ لوگ ''دیش بھگت'' تھے۔محب وطن اور جنگِ آزادی کے سپاہی تھے۔

اسی لئے کوئی بھی لقب دینے سے پہلے ہمیں تحقیق کرنا چاہیے کہ کس وجہ سے وہ آدمی جدوجہد کررہا ہے اور لڑرہا ہے۔

اور آج کی پریس کانفرنس میں،حیدر آباد کی پریس مجھ سے یہ پوچھ رہی تھی کہ مسلمان ہمیشہ Terrorist کیوں ہوتے ہیں؟

تو میں نے ان سے کہا کہ انگریز حکومت ساٹھ ستر سال پہلے بھگت سنگھ کو Terrorist کہتی تھی؟

اس نے کہا:''ہاں!کہتی تھی''۔

''آپ اس کو مانتے ہیں؟''

اس نے کہا:''نہیں!......میں نہیں مانتا!!''

تو میں نے کہا:''میں بھی نہیں مانتا کہ بھگت سنگھ دہشت گرد تھا''۔

تو میں نے اس سے پوچھا:

''اس وقت جب انگریز کہتے تھے کہ بھگت سنگھ دہشت گرد ہے۔آپ نے ان کی باتوں کو نہیں مانا۔آج جب وہ کہتے ہیں کہ مسلمان دہشت گرد ہیں تو آج آپ ان کی بات کیوں مانتے ہیں؟''

تو وہ رپورٹر ہنسنے لگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا چونکہ آپ ہندوستان کے بارے میں جانتے ہیں۔ آپ مسلمان کے بارے میں نہیں جانتے۔ آپ یہ نہیں جانتے کہ جو ویسٹرن میڈیا ، امریکن پریس، برٹش پریس مسلمانوں کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں آپ ان کے بارے میں اور ان کے پس منظر کے بارے میں نہیں جانتے۔ ان کے حالات کو نہیں جانتے اور آپ ایسی مثال دُنیا کی تاریخ میں کئی بار دیکھیں گے۔

مثال کے طور پر اُنیسویں صدی 1875ء میں امریکی انقلاب آیا، انگریز لوگ امریکہ پر حکومت کر رہے تھے۔ کئی امریکن اپنے دیش کی آزادی کیلئے لڑ رہے تھے اور برٹش حکومت ان کو دہشت گرد کہتی تھی اور اس وقت برطانوی حکومت کیلئے جارج واشنگٹن سب سے بڑا دہشت گرد تھا۔ یہی نمبرون دہشت گرد جسے یہ لقب برطانوی حکومت نے دیا تھا، چند سال بعد۔۔۔ وہ بن جاتا ہے۔۔۔ یو ایس اے کا۔۔۔ پریذیڈنٹ!

آپ سوچ سکتے ہیں؟ نمبرون Terrorist یو ایس اے کا صدر بن جاتا ہے اور یہ رول ماڈل ہے۔۔۔ گاڈ فادر ہے۔۔۔ باقی سب صدر جتنے بھی آتے ہیں۔۔۔ وہ اسے رول ماڈل سمجھتے ہیں۔۔۔ بشمول جارج بش!

آپ سوچ سکتے ہیں؟ دہشت گرد۔۔۔ یو ایس اے کا صدر۔۔۔ سب سے پہلا صدر۔۔۔ اور یہ رول ماڈل ہے باقی سب صدور کیلئے۔

ایسی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں اور جو لوگ۔۔۔ انگریز حکومت جسے چار سال قبل دہشت گرد کہتی تھی۔۔۔ آج وہ ان کے سب سے پیارے دوست ہیں۔ انگریز حکومت دہشت گرد سے دوستی رکھتی ہے۔ ایسی کئی مثالیں آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونظر آئیں گی۔ ہم جانتے ہیں کہ پہلے گورے لوگ ساؤتھ افریقہ پر حکومت کرتے تھے۔ اسے کہتے تھے وائٹ اپاتھٹ گورنمنٹ، گورے کی حکومت۔ اس وقت اس حکومت نے نیلسن منڈیلا کو پکڑ کے 25 سال سے زائد عرصہ تک روبن آئی لینڈ میں قید رکھا تھا اور کہتی تھی ساؤتھ افریقہ کا دہشت گرد نمبر ایک ہے نیلسن منڈیلا۔ جب ساؤتھ افریقہ کو آزادی ملتی ہے فوراً بعد اس نمبرون دہشت گرد کو رہا کیا جاتا ہے اور اس کو ساؤتھ افریقہ کا صدر بنا دِیا جاتا ہے اور چند سال بعد اسی شخص نیلسن منڈیلا کو Noble Prize of Peace امن کے نوبل پرائز کا ایوارڈ ملتا ہے۔

آپ سوچ سکتے ہیں کہ کچھ سال بعد دہشت گرد نمبرون کو ملا نوبل پرائز آف پیس!

ایسا نہیں کہ وہ پہلے دہشت گرد تھا، اس نے کچھ برا کام کیا اور بعد میں سُدھر گیا اور انسانیت کیلئے اچھا کام کیا۔ اسی کام کیلئے جس کی وجہ سے اسے دہشت گرد کہا جاتا تھا۔ اسی کام کیلئے اسے چند سال بعد نوبل پرائز فار پیس ملتا ہے۔

یہ سارا میڈیا کا کھیل ہے۔

Media can make day into night,
balck into dark,
Hero into villon,
Villon into a hero.

میڈیا رات کو دن کرسکتا ہے، چور کو ہیرو بنا سکتا ہے، اچھے کو برا بنا سکتا ہے، برے کو اچھا۔ کون سا میڈیا پاور میں ہے اس طریقے سے اس کو لقب دیا جاتا ہے۔ تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے جو بھی لقب آپ کسی سے سنتے ہیں اسے فوری تسلیم کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ تحقیق کرو!

کس وجہ سے وہ انسان جدو جہد کر رہا ہے؟

کس وجہ سے وہ انسان لڑ رہا ہے؟

تو میری درخواست ہے سارے انسانوں سے، سارے غیر مسلموں سے کہ کم از کم آپ Blindly...... آنکھیں بند کر کے، بغیر سوچ سمجھے یہ سب مان مت لیں۔

قرآن مجید کی سورۃ حجرات 49 کی آیت 6 میں ہے:

ترجمہ: "جب بھی کوئی خبر آپ کے پاس آتی ہے کہ کوئی کچھ خبر کہتا ہے تو اس کی تحقیق کرو دوسرے کو پہنچانے سے پہلے"۔

جیسا قرآن میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ انسانیت کے خلاف ہیں ان کے دِل میں دہشت پیدا کرو، اگر ہر انسان صحیح مسلم دہشت گرد بن جائے تو اِس دُنیا سے "زحمت" مٹ جائے گی......صرف رحمت رہے گی......امن رہے گا۔

میڈیا کہتا ہے کہ

Islam is an Intolerant Religion.

اسلام ایک متعصب مذہب ہے۔

متعصب یعنی اس میں برداشت کرنے کی قوّت نہیں ہے۔ اس مذہب کے پیروکاروں میں قوت برداشت نہیں ہے۔ یہ متعصب لوگ ہیں۔

میں کہتا ہوں:

"Islam is intolerant to dishonesty,

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

towards crime, towards injusitce. It is intolerant towards raceism".

اسلام متعصب ہے بد دیانتی سے...... متعصب ہے بے ایمانی سے...... متعصب ہے نسل پرستی سے...... متعصب ہے جرائم سے۔

آج کے معاشرے میں جو ویسٹرن میڈیا ہے، مغربی معاشرہ اور مغربی تہذیب ہے جسے وہ اچھا سمجھتی ہے اور ہم اسے غلط اور برا سمجھتے ہیں۔ ہم ان چیزوں سے متعصب ہیں۔ جو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کیلئے فائدہ مند ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ معاشرے کیلئے بری چیز ہے۔

مثال کے طور پہ اسلام متعصب ہے......

☆ Drug Adiction یعنی منشیات سے۔

☆ شراب سے متعصب ہے۔

☆ جرائم سے متعصب ہے۔

☆ زنا، لواطت، بے حیائی سے متعصب ہے۔

ان چیزوں سے جنہیں مغربی تہذیب انسانیت کیلئے اچھا خیال کرتی ہے، مثلاً شراب پینا، نشہ آور اشیاء استعمال کرنا، پورنوگرافی، فحاشی، زنا کرنا، جو مغربی تہذیب سمجھتی ہے اچھا ہے، ہم ان چیزوں سے متعصب ہیں۔ اسلام معاشرتی برائیوں کو برداشت نہیں کرتا۔

Islam is intolerant to evils of Society.

اگر ہر انسان اس طریقے سے متعصب رہے گا، انشاء اللہ، انشاء اللہ اس دنیا میں امن رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیا کہتا ہے کہ انسانیت کیلئے اسلام ایک مسئلہ ہے حالانکہ یہ انسانیت کیلئے حل ہے۔ اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ سارے مذہب مجموعی طور پر اچھی باتیں سکھلاتے ہیں۔لیکن اسلام اچھی باتیں سکھلانے کے علاوہ ایسا طریقہ بھی بتاتا ہے جس سے اس کو معاشرے میں عمل میں لایا جاسکے۔

مثال کے طور پر

ہر مذہب یہ سکھلاتا ہے کہ چوری کرنا غلط ہے۔

ہندوازم کہتا ہے کہ چوری کرنا غلط ہے۔

عیسائیت کہتی ہے چوری کرنا غلط ہے۔

اسلام بھی کہتا ہے چوری کرنا غلط ہے۔

لیکن اسلام میں یہ کہنے کے علاوہ کہ چوری کرنا غلط ہے، حرام ہے۔ اسلام میں ایک طریقہ بتایا گیا ہے کہ کس طریقے سے چوری کو معاشرے سے ختم کیا جاسکتا ہے۔

اسلام میں ایک سسٹم زکوٰۃ کا ہے۔ ہر امیر شخص جسکے پاس 85 گرام سونے سے زیادہ بچت ہے۔ اس پر فرض ہے کہ ہر قمری سال کے اختتام پر وہ اس بچت پر اڑھائی فیصد خیرات اور زکوٰۃ میں دے۔ اگر دُنیا کا ہر امیر انسان اپنی بچت کا اڑھائی فیصد (2.5%) خیرات کردے، زکوٰۃ میں دے تو دنیا سے غریبی مٹ جائے گی۔ کوئی انسان بھوک کی وجہ سے موت کے منہ میں نہیں جائے گا۔ اس کے بعد اسلام سکھلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ 5 کی آیت 38 میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”اگر کوئی چوری کرتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ کاٹ دو"۔

غیر مسلم کہیں گے اکیسویں صدی میں ہاتھ کاٹنا، اسلام ایک بے رحم مذہب ہے۔ بے درد مذہب ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ سعودی عرب میں جہاں یہ قانون لاگو ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹنا چاہئیں، وہاں یہ اسلامی قانون نافذ ہے اُس لئے اکثر غیر مسلم سمجھتے ہیں کہ جب ہم سعودی عرب جائیں گے تو ہر دوسرے آدمی کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے۔

میں سعودی عرب کئی بار گیا ہوں میں نے اپنی زندگی میں ایک بھی آدمی کا ہاتھ کٹا ہوا نہیں دیکھا۔ کچھ لوگوں کے ہاتھ کٹتے ہیں چوری کرنے کے بعد لیکن اتنا عام نہیں جتنا غیر مسلم سمجھتے ہیں کہ ہر دوسرے آدمی کے ہاتھ کٹے ہوں گے۔

یہ قانون اتنا سخت ہے کہ چور چوری کرنے سے پہلے لاکھ بار سوچے گا تو ہاتھ کاٹنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ عدالتوں میں لوگ رشوت دے کر چھوٹ جاتے ہیں۔ اسلام میں اگر پکڑے جائیں گے تو ثابت کیا جائے گا اور پھر ان کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ خواہ وہ کوئی امیر ہو یا غریب انسان ہو۔ ان کیلئے سزا ایک ہی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ دُنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے، سب سے ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ملک ہے۔ آپ شاید یہ نہیں جانتے کہ یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں چوری کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ اگر آپ فہرست دیکھیں گے ان ممالک کی جہاں سب سے زیادہ چوری ہوتی ہے تو ان ممالک میں سرِ فہرست امریکہ ہے۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اسلامی قانون، اسلامی شریعت امریکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لاگو کر دیں کہ ہر امیر اپنی بچت کا اڑھائی فیصد غریبوں میں تقسیم کر دے۔ اس کے بعد اگر کوئی بھی شخص امریکہ میں چوری کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اُس کے ہاتھ کاٹ دینے چاہئیں۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ امریکہ میں چوری کی شرح میں اضافہ ہوگا، اسی سطح پر رہے گی یا پھر گھٹ جائے گی؟

ظاہر ہے گھٹے گی!!

آپ اسلامی قانونِ شریعت کو کسی بھی دیش میں رائج کریں۔ چاہے وہ امریکہ ہو، کینیڈا ہو، انگلینڈ ہو، آسٹریلیا ہو، سعودی عرب ہو، انڈیا ہو، سنگاپور ہو، دُنیا کے کسی بھی ملک میں آپ اسلامی شریعت کو نافذ کر کے دیکھیں۔ فوراً آپ کو رزلٹ ملے گا۔

اسلام اچھی باتیں بتانے کے ساتھ ساتھ ایک طریقہ یہ بھی بتاتا ہے کہ کس طریقے سے اس اچھی بات کو معاشرے میں عام کیا جائے اور عمل میں لایا جاسکے۔

اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ سارے مذاہب اچھی باتیں سکھلاتے ہیں لیکن اسلام ان اچھی باتوں کو معاشرے میں عمل میں لانے کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔

میں ایک اور مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اکثر مذاہب میں کہا جاتا ہے کہ خواتین کو چھیڑنا نہیں چاہیے۔ عورتوں کا بلاتکار نہیں کرنا چاہیے۔ زنا بالجبر نہیں کرنا چاہیے۔

ویدوں میں اس کی تعلیم ہے۔

بائبل میں اس کی تلقین ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں بھی یہ بات ہے لیکن اسلام میں اس کے علاوہ صرف یہی نہیں کہا جاتا کہ عورتوں کو چھیڑو مت، ان کا بلاتکار (زنا بالجبر) مت کرو۔ بلکہ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کس طریقے سے معاشرے میں ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ کوئی شخص کسی بھی عورت کو چھیڑ نہ سکے۔

بلاتکار کرنا تو دُور کی بات ...... وہ تو چھیڑے گا ہی نہیں۔

اسلام میں حجاب ہے۔ اکثر لوگ عورتوں کے حجاب کے بارے میں ذِکر کرتے ہیں۔ لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن پاک میں پہلے مردوں کے حجاب کے بارے میں کہتا ہے:

سورۃ نور 24 کی آیت 30 میں ہے:

ترجمہ: ''کہہ دو مومن مردوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں''۔

جب بھی کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھتا ہے اور برے خیالات آتے ہیں تو قرآن مجید میں لکھا ہے کہ فوراً اپنی نظر کو نیچے کرنا چاہیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ عورتوں کے حجاب کے بارے میں فرماتا ہے:

سورۃ نور 24 کی آیت 31 میں ہے:

ترجمہ: ''کہہ دو مومنات سے (مومن عورتوں سے) کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی چادر سے سینے کو ڈھانپیں اور اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔ صرف جو عام طور پہ ظاہر ہے اس کے علاوہ اپنی زینت کو چھپائیں''۔

صرف محرم کے سامنے اجازت ہے۔ ان کے شوہر اور ان کے والد وغیرہ۔

اسلام میں جب ہم قرآن اور صحیح حدیث وغیرہ پڑھتے ہیں تو حجاب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ نکات ہیں۔

☆ سب سے پہلا نقطہ ہے ستر، مرد کیلئے ناف سے لے کر گھٹنے تک، عورتوں کیلئے سارا جسم پوشیدہ ہونا چاہیے۔ صرف چہرہ اور ہاتھ کلائی تک کھلا رہ سکتا ہے۔ باقی پانچ نکات مرد اور عورت میں یکساں ہیں۔

☆ دوسرا نقطہ کپڑے اتنے مہین (باریک) نہیں ہونے چاہئیں، اتنے پتلے نہیں ہونے چاہئیں کہ جس سے جسم جھلکتا نظر آئے۔

☆ تیسرا نقطہ کپڑے اتنے چست نہیں ہونے چاہئیں کہ انسان کا ڈھانچہ دکھائی دے۔ یعنی اس کے جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہو جائیں۔

☆ چوتھا نقطہ یہ ہے کہ کپڑے اتنے بھڑکیلے اور شوخ نہیں ہونے چاہئیں جس سے مخالف جنس متاثر ہو۔

☆ پانچواں نقطہ یہ کہ مخالف جنس کے کپڑے نہیں پہننے چاہئیں یعنی عورتیں مردوں والے اور مرد عورتوں والے لباس نہ پہنیں۔

اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب 33 آیت 59 میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اے نبی (ﷺ) کہہ دیجیے اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنات سے کہ جب بھی باہر جائیں تو حجاب اوڑھیں، اپنی جلباب (چادر) کو اپنے جسم پر اوڑھ لیں تاکہ لوگ انہیں پہچان سکیں اور کوئی انہیں نہ چھیڑے''۔

حجاب کیوں کیا جاتا ہے، قرآنِ پاک میں لکھا ہے ''تاکہ لوگ انہیں پہچان سکیں اور کوئی شخص انہیں نہ چھیڑے''۔

مثال کے طور پر دو جڑواں بہنیں نہایت خوبصورت ہیں۔ دونوں کا حسن و

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمال ایک جیسا ہے۔ اگر دونوں حیدر آباد کی سڑک پہ چل رہی ہیں۔ اُن میں سے ایک نے حجاب یعنی اسلامی لباس پہن رکھا ہے۔ سارا جسم ڈھکا ہوا ہے، صرف چہرہ اور ہاتھ کلائیوں تک کھلے ہیں۔

دوسری بہن نے مغربی لباس زیبِ تن کر رکھا ہے۔ مِنی اسکرٹ اور شارٹس۔ دونوں حیدر آباد کی سڑک پر چل رہی ہیں اور ایک کونے پہ ایک لفنگا کھڑا ہے لڑکیوں کو چھیڑنے کیلئے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ ان دونوں میں سے کس کو چھیڑے گا؟

اس بہن کو جو اسلامی لباس میں ہے؟

یا اس بہن کو جس نے مغربی لباس پہن رکھا ہے؟ مِنی اسکرٹ اور شارٹس۔

بالکل! وہ لفنگا اسی بہن کو چھیڑے گا جس نے مغربی لباس یعنی منی اسکرٹ پہن رکھا ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حجاب کرو تا کہ لوگ تمہیں پہچان سکیں اور کوئی آپ کو چھیڑ نہ سکے۔

اور اس کے بعد شریعتِ اسلام یہ کہتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کا بلاتکار (زنا بالجبر) کرتا ہے تو اس کیلئے سزائے موت ہے۔

غیر مسلمان کہیں گے سزائے موت؟؟

اکیسویں صدی میں؟

کتنا بے درد مذہب ہے اسلام۔

کتنا بے رحم مذہب ہے اسلام۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب میں یہ سوال غیر مسلموں سے پوچھتا ہوں اور ہزاروں غیر مسلموں سے پوچھ چکا ہوں مثال کے طور پر کہ خدا نہ کرے، اگر کوئی آپ کی ماں کا بلاتکار (زنا بالجبر) کرے اور بلاتکار کرنے والے کو میں آپ کے سامنے لے آتا ہوں اور آپ کو جج بناتا ہوں۔ آپ اسے کیا سزا دیں گے؟

سو فیصد غیر مسلموں نے کہا کہ وہ اسے سزائے موت دیں گے۔

کچھ نے کہا کہ وہ اسے تڑپا تڑپا کر ماریں گے۔

جب کوئی آپ کی والدہ سے زنا بالجبر کرتا ہے، اس کا بلاتکار کرتا ہے تو آپ کہتے ہیں اس کیلئے سزائے موت ہے۔ کسی اور کی ماں کے ساتھ یہی واقعہ درپیش ہوتا ہے تو آپ کہتے ہیں سزائے موت غلط ہے۔

آخر یہ دورُخی اور دوہرا معیار کس لئے؟

امریکہ...... جسے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ملک کہا جاتا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ بلاتکار (زنا بالجبر) ہوتے ہیں اور ایسے ممالک کی صف میں جن میں عورتوں کو جنسی تشدد اور ہوس کا نشانہ بنایا جاتا ہے، امریکہ پہلے نمبر پر آتا ہے۔

1991ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق 1990 میں روزانہ بلاتکار کی شرح 1756 تھی۔ 1996 میں امریکہ کے شعبہ انصاف کے مطابق روزانہ 2713 بلاتکار ہوئے۔ چھ سال کے عرصے میں امریکی اور نڈر ہوئے اور 1990 کے مقابلے میں یہ تعداد دگنی ہوگئی۔

اس رپورٹ کے مطابق ہر 32 سیکنڈ میں ایک بلاتکار ہوا۔ ہمیں یہاں بیٹھے دو گھنٹے سے زائد ہو چکے ہیں اور اُدھر امریکہ میں اس وقت تک دو سو سے زائد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین اور دوشیزاؤں کی عزتیں پامال ہو چکی ہوں گی۔

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اگر ہم امریکہ میں اسلامی شریعت نافذ کرتے ہیں، وہاں اسلامی قانون آتا ہے، کوئی بھی کسی عورت کو دیکھتا ہے تو غلط خیالات آتے ہی اسے نظریں نیچی کر لینی چاہیے، اس کے بعد عورتیں اسلامی لباس پہنیں، سارا بدن ڈھکا ہوا ہونا چاہیے، صرف چہرہ اور ہاتھ کلائی تک دِکھ سکتا ہے، اس کے بعد اگر کوئی آدمی کسی عورت کا بلاتکار کرتا ہے، زنا بالجبر کرتا ہے تو اس کیلئے سزائے موت۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس اسلامی قانون سے امریکہ میں بلاتکار کی شرح بڑھے گی؟

اسی سطح پر رہے گی؟

یا پھر گھٹے گی؟

ظاہری بات ہے گھٹے گی!

یہ پریکٹیکل لاء ہے۔ آپ جہاں بھی اسلامی قانون یعنی اسلامی شریعت لاگو کریں گے۔ چاہے وہ امریکہ میں ہو، کینیڈا میں ہو، یوکے میں ہو، ہندوستان میں ہو، سعودی عرب میں ہو، سنگاپور میں ہو، جہاں بھی آپ اسے لاگو کریں گے فوراً آپ کو اس کے نتائج ملیں گے۔

فوراً اس دیش میں رحمت ہو جائے گی۔

اور چند سال پہلے جب ایل کے ایڈوانی اس ملک کے ہوم منسٹر تھے، انہوں نے کہا تھا کہ اس دیش میں بلاتکار کرنے والوں کو سزائے موت ہونا چاہیے اور میں اس کیلئے اُن کو مبارکباد دیتا ہوں۔ باقی باتیں ایل کے ایڈوانی کی میں نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانتا لیکن اس بات کو ضرور مانتا ہوں کہ اس وقت جب وہ ہوم منسٹر تھے انہوں نے کہا تھا کہ ہندوستان میں بھی جو انسان کسی عورت کا بلاتکار کرے گا اس کی سزا موت ہونی چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ آنے والا ہوم منسٹر یہ کہے کہ خواتین کو اسلامی لباس میں ملبوس ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ یہ ہوسکتا ہے۔

جو صحیح ہے ہمیں اسے ماننا چاہیے۔

آج میڈیا کہتا ہے کہ اسلام عورتوں کو ذلیل کرتا ہے، اسلام میں عورتوں کے حقوق نہیں ہیں۔

ہم مغربی میڈیا دیکھتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ عورتوں کی آزادی دراصل ایک بہروپ اور حربہ ہے، جس کے ذریعے عورتوں کا استحصال اور استعمال ہوتا ہے۔

آزادیٔ نسواں کا مغربی نعرہ درحقیقت عورت کی ذلت کا باعث ہے اور اس کی عزت و آبرو کو اس سے چھین لیتا ہے۔ لوٹ لیتا ہے۔

مغرب والے عورت کو بلندی پر لے جانے کا دعویٰ کرتے ہوئے اسے پستی اور قعرِ مذلت میں دھکیل دیتے ہیں۔ ہمیں آرٹ اور کلچر کی سکرین پر یہ بظاہر خوشنما چیز نظر آتی ہے جب مغربی تہذیب کہتی ہے کہ ہم عورتوں کے مرتبے کو بلند کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ عورت کو طوائف کی سطح پر لے آتے ہیں۔ رکھیل اور بازار کی زینت بناتے ہیں۔ آرٹ اور کلچر کے رنگین پردے کے پیچھے عورت کو نیلام کرتے ہیں۔ آرٹ اور کلچر کے نام پہ وہ کہتے ہیں کہ ہم عورتوں کو آزادی دے رہے ہیں۔ حقیقت میں وہ انہیں ذلیل کرتے ہیں۔

ہمیں نظر آتا ہے کہ آزادیٔ نسواں کے نام پر مغرب کیا کر رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اکثر اشتہاری مہموں میں عورت کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جو چیزیں عورتیں استعمال نہیں کرتی ان میں بھی عورتیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ موٹر سائیکل کا اشتہار دیکھیں گے اب پوری دنیا میں کتنی عورتیں موٹر سائیکل چلاتی ہیں؟...... پھر بھی موٹر سائیکلز کی اشتہاری مہموں اور پروگراموں میں آپ عورتوں کو دیکھیں گے۔

مجھے کسی نے ایک مشہور بی ایم ڈبلیو گاڑی کے اشتہار کے بارے میں بتایا۔ بی ایم ڈبلیو کار جو نوجوانوں میں بے حد مقبول ہے۔ عام طور پر مرسڈیز کار کو مشہور مانا جاتا ہے لیکن نوجوانوں میں BMW زیادہ مشہور ہے۔ وہ زیادہ تیز ہے، اُس کا پک اَپ اچھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو مجھے کسی نے اِس گاڑی کی ایک مشہوری (Advertisment) کے بارے میں بتایا کہ اُس اشتہار میں ایک عورت Bikini میں دِکھائی گئی، بکنی یعنی اُس کے بدن پہ بہت کم لباس تھا۔ اور اُس Ad میں لکھا تھا "Test drive her now" ...... اُسے گھماؤ اور ابھی دیکھو! ...... کسے؟...... لڑکی کو یا گاڑی کو؟

مغربی تہذیب میں ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو اشتہاری مہموں میں بیچا جاتا ہے۔ ہم اس بات کو بالکل غلط کہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں بازار کی زینت بنیں۔ مغرب آزادیٔ نسواں کے نام پر عورت کو بیچ رہا ہے۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جس قدر میڈیا اسلام کو بدنام کر رہا ہے اسی قدر اسلام پھیل رہا ہے۔ اس وقت یورپ، امریکہ اور پوری دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب اسلام ہے اور نومسلموں میں دو تہائی حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ اگر اسلام عورتوں کو ذلیل کرتا ہوتا تو عورتیں اور خاص طور پر امریکی عورتیں اسلام قبول کیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان خواتین کو علم ہے کہ اسلام عورتوں کا محافظ ہے!

عورتوں کیلئے رحمت ہے!

قرآن پاک کی سورۃ آل عمران 3 کی آیت 54 میں ہے:

ترجمہ: ''ان لوگوں نے پلان بنایا، سازش کی، اللہ نے بھی پلان بنایا، اور سب سے بہترین پلانر اللہ ہے''۔

جتنا وہ اسلام کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں اتنا ہی اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اور خصوصاً میڈیا 11 ستمبر 2001 کے بعد جتنی تیزی سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے، الحمدللہ، ثم الحمدللہ، اتنی ہی تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے۔

11 ستمبر 2001 کے بعد دس مہینے میں 34,000 امریکیوں نے اسلام قبول کیا۔

11 ستمبر 2001 کے بعد نو مہینے میں 22,000 یورپین افراد دائرۂ اِسلام داخل ہوئے۔

جتنا بھی وہ اِسلام کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں اُتنی ہی تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے۔

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ

''اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے زحمت نہیں''

میڈیا کہتا ہے کہ اسلام انسانیت کیلئے مسئلہ ہے حالانکہ اِسلام تمام انسانیت کے مسائل کا حل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی تقریر کو اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17 کی آیت 81 میں ہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

''کہہ دو حق آ چکا ہے اور باطل ختم ہو گیا، اور باطل کو ختم ہونا ہی تھا''۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Script of

Islam Insaniyat Kay Liyay Rehmat Hai Na Kay Zehmat

www.KitaboSunnat.com

اِسلام اِنسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت!

(این ٹی آر سٹیڈیم حیدر آباد۔ 20 مئی 2006ء)

......سوال وجواب کا سیشن......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ منظور:

جزاک اللہ! ڈاکٹر ذاکر نائیک!

ہم آپ کی مسحور کُن تقریر سن رہے تھے جو حقائق اور منطقی دلائل پر مبنی تھی اور دعوتی پسِ منظر میں دشمنانِ اسلام کا منہ توڑ جواب دے رہی تھی۔

اب اِس اجلاس کا دوسرا سیشن "سوال و جواب" شروع کیا جارہا ہے۔ جو حضرات سوال کرنا چاہتے ہیں وہ مائیک پر آ کر قطار میں کھڑے ہو جائیں اور اپنے سوالات کو ترتیب میں لائیں۔

دوسری بات ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال ہے کہ گو یہ سوال و جواب کا سیشن موضوع سے متعلق ہوگا مگر یہ رعایت غیر مسلم بھائیوں اور بہنوں کیلئے ہے کہ وہ اس موضوع سے ہٹ کر بھی سوال کر سکتے ہیں۔

اب ہم سوال و جواب کا سیشن شروع کرتے ہیں۔

پہلا سوال میرے بائیں جانب مائیک سے ہوگا۔ پھر درمیان سے اور خواتین کی طرف سے۔ اور اِنشاء اللہ العزیز اِسی ترتیب سے سوال و جواب کا سیشن چلے گا۔

ہمارے کسی غیر مسلم بھائی کے پاس کوئی سوال ہو تو پہلے وہ یہاں مائیک پر تشریف لائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: السلام علیکم ذاکر بھائی!

شیخ منظور:

آپ غیر مسلم ہیں؟

سوال: جی میں نو مسلم ہوں الحمدللہ۔۔۔!

واقعی اسلام انسانیت کیلئے رحمت ہے اور میں یہاں پہ اپنے سبھی بھائیوں اور ذاکر صاحب کو سلام کہتا ہوں۔

ذاکر بھائی! جیسا کہ آپ نے کہا کہ میڈیا اسلام کو دبا رہا ہے یہ بالکل صحیح بات ہے۔تو آپ سارے مسلمان بھائیوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے کہ ہم سب مل کر اس صورتِ حال کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں۔ میری بھی اُردو تھوڑی کمزور ہے۔اس لئے میں بعض الفاظ انگلش کے استعمال کر رہا ہوں تو آپ باقی مسلم برادرز کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے سوال پوچھا ہے کہ جب میڈیا اِسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلا رہا ہے۔ اسلام کو بدنام کر رہا ہے تو ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ جیسے میں تقریر میں کہہ رہا تھا کہ ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ اکثر ہم گھبرا جاتے ہیں۔ ہمیں معذرت خواہانہ رویّہ اپنانے کی بجائے بازی کو پلٹنا چاہیے اور میڈیا میں اسلام کی صحیح تعلیمات پیش کرنا چاہئیں۔

افسوس کی بات ہے کہ ہم مسلمان میڈیا سے بہت دُور ہیں۔ جو بھی میڈیا ہمارے پاس ہے اسے صرف مسلمان ہی پڑھتے یا سنتے ہیں۔ ہمیں میڈیا کے میدان میں آنا چاہیے۔ ہم دیکھیں گے کہ ہندوستان میں جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا میڈیا ہے وہ اُردو میڈیا ہے۔ اُردو صرف مسلمان پڑھتے ہیں۔ کتنے غیر مسلم اُردو پڑھتے ہیں؟ چاہے وہ ممبئی میں ہوں، کلکتہ میں ہوں یا حیدر آباد میں ہوں۔

ہم جس میڈیا پہ مشہور ہیں وہ صرف اُردو میڈیا ہے جسے صرف مسلمان پڑھتے یا سنتے ہیں۔ غیر مسلم اگر پڑھتے بھی ہیں تو چند فیصد سے زیادہ نہیں۔ اسی طریقے سے ہمارا جو بھی میڈیا ہے، ریڈیو براڈ کاسٹنگ ہو یا ٹیلی وژن چینل ہو ہم دیکھیں گے کہ انگلش میں ہے۔ عربی بھی صرف مسلمان دیکھتے اور پڑھتے ہیں۔

ہمارے پاس انٹرنیشنل زبانوں کے چینلز اور میگزین ہونے چاہئیں۔ اخبارات ہونے چاہئیں۔ آج بین الاقوامی زبان ''انگریزی'' ہے۔

ہمارے پاس کتنے انٹرنیشنل انگلش نیوز پیپرز ہیں؟

ایک بھی نہیں!!

جو بھی انگریزی انٹرنیشنل میڈیا ہے، نیوز ویک (News week)، ٹائم میگزین (Time Magazine)...... یہ سب غیر مسلم کے ہیں۔

ہمارے پاس ایک بھی ہے؟

کتنے ریڈیو سٹیشنز ہیں؟ بی بی سی، سی این این، انٹرنیشنل سیٹلائٹ چینلز۔ اب مسلمانوں کے کتنے ہیں۔ ہمیں اس میڈیا کے ذریعے اسلام کو پھیلانا چاہیے اور لوگوں کی غلط فہمیوں کو دُور کرنا چاہیے۔

ایک طریقہ یہ ہے اور دوسرا طریقہ اخبارات کا ہے۔ میگزین اور رسائل کا ہے۔ ریڈیو براڈ کاسٹنگ سٹیشنز، ٹیلی ویژن سیٹلائٹ چینلز۔ ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس ایک بھی انگریزی انٹرنیشنل سیٹلائٹ چینل نہیں ہے۔ ہم بہت چھوٹے ہیں۔ دس سال پہلے یہ میری سوچ تھی ہمارے پاس جو سہولیات تھیں وہ بہت کم تھیں۔لیکن جو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔اس کے ساتھ بسم اللہ کرو، شروع کرو، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کیلئے راستے کھولے گا۔

آٹھ نو سال پہلے ہم نے انٹرنیشنل سیٹلائٹ چینل کیلئے انگریزی اور اُردو زبان میں پروگرامز بنانا شروع کئے۔ اُردو میں کم جبکہ انگریزی زیادہ تعداد میں۔اور اس کو مسلم اور غیر مسلم چینلز میں بالکل فری بانٹا۔

اب ہندوستان میں چھ سال سے مختلف چینلز ETC، ETV وغیرہ پر ہر روز آدھا گھنٹہ بالکل فری ہمارے پروگرامز آرہے ہیں۔اس طریقے سے ہم نے شروعات کی۔

چند ماہ قبل جنوری میں ہم نے ایک چینل لانچ کیا جس کا نام ہے Peace TV، یہ خصوصاً انگریزی چینل ہے۔تاہم چند گھنٹے اُردو میں بھی پروگرامز نشر ہوتے رہتے ہیں۔ الحمداللہ یہ سیٹلائٹ چینل "Peace Tv" آج کی تاریخ میں سارے ممالک اور ان کے شہروں میں آرہا ہے۔ایشیا میں، یورپ میں، آسٹریلیا میں، افریقہ میں اور مڈل ایسٹ میں۔ انشاء اللہ العزیز چند مہینوں میں امریکہ بھی کور کرلیں گے اور ایک سال کے اندر ساری دُنیا میں آپ کو ہر جگہ Peace tv نظر آئے گا۔ یہ فری ٹو ایئر چینل ہے اور اکثر نشریات انگریزی میں ہیں، کیونکہ جب میرے پروگرامز باقی چینلز پر آتے ہیں تو کئی غیر مسلم دیکھتے ہیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد اللہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ پروگرامز دیکھنے کے بعد اسلام کے بارے میں ان کی کئی غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں۔تو ایسے کئی اور چینلز ہونے چاہئیں۔ کئی پروگرامز ہونے چاہئیں لیکن جب بھی ہم کوئی کچھ بناتے ہیں تو وہ ہمیں معیاری کرنا چاہیے۔

We Muslim should believe in quality.

اکثر جب ہم اسلام کا کام کرتے ہیں تو اسے کوالٹی سے نہیں کرتے۔ ہم جو کچھ بھی کریں خواہ وہ کتنا بھی ہو، کوالٹی سے کرنا چاہیے۔انٹرنیشنل سٹینڈرڈ سے کیجئے۔اور انشاء اللہ العزیز ہم دیکھیں گے آج کی تاریخ میں جو اسلام پھیل رہا ہے وہ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے جو یہ دین پھیل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ غیر مسلموں کو دعوت دے اور اُن کی غلط فہمیاں دُور کرے۔ یہ نجات کا ذریعہ ہے۔ اور میڈیا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ کے سوال کا جواب ہُوا۔

شیخ منظور:

دوسرا سوال سامنے کے مائیک سے کیا جائے۔

میں اپنے رضا کاروں سے درخواست کروں گا کہ وہ کوشش کریں جو سوال کرنے والے بھائی آئیں وہ پہلے غیر مسلم ہوں۔

سوال: میرا نام راجکمار ہے۔ میں ایک چھوٹا سا کاروبار کرتا ہوں۔ میں نے کئی بار قرآن پڑھا ہے تو آپ نے اس میں سے سورۃ توبہ کی جس آیت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر کیا ہے، اس میں آپ نے آدھی آیت کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے کہ غیر مسلم کو جہاں پاؤ مارو اور جب وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تب ان کو چھوڑ دو۔ یعنی جب مسلمان بن جائیں تب چھوڑ دو۔

اور دوسری بات یہ کہ آیت میں لکھا ہے کہ اے مسلمانو! تم عیسائیوں اور یہودیوں کو اپنا دوست مت بناؤ، اگر کوئی انہیں دوست بنائے گا وہ ان میں سے ہو جائے گا۔ یہ بات انسانیت کے خلاف ہے میں محسوس کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے سوال کیا کہ میں نے جو سورہ توبہ 9 کی آیت 5 کی آیت کوٹ کی وہ آدھی ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ انہیں اس وقت چھوڑ و جب وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔

یہ ابھی جو بھائی صاحب کہہ رہے ہیں، میں پوری آیت کا حوالہ دیتا ہوں۔ اگر آپ پوری آیت پڑھیں گے تو آپ کو صحیح پس منظر ملے گا۔ جیسا میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر پانچ میں لکھا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مشرکینِ مکہ کو چار مہینے کا وقت دیتے ہیں سدھرنے کا ورنہ اعلان جنگ۔ اور جنگ کے میدان میں لکھا ہوا ہے کہ جہاں بھی آپ مشرکوں کو پاؤ، ان کا قتل کرو۔ ان کا انتظار کرو اور میدان جنگ میں ان کا قتل کرو۔ لیکن اگر وہ باز آجائیں یعنی معافی چاہیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں تو چھوڑ سکتے ہیں۔ یعنی کہ اگر وہ اسلام کو قبول کرلیں یا وہ صرف امن چاہیں تو کئی Options دیئے گئے ہیں۔

ا۔ اگر وہ معافی مانگیں، اِسلام قبول کرلیں تو بھی چھوڑ دیجئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اگر وہ امن چاہتے ہیں اور اسلام قبول نہیں بھی کرتے تو بھی چھوڑ دو۔

آگے آیت نمبر 6 میں لکھا ہے...... آیت نمبر چھ بھی اس کے ساتھ ہے ناں...... کہ اگر وہ امن چاہتے ہیں تو ان کو حفاظت سے ایسی جگہ لے جا کر چھوڑ دو جہاں وہ محفوظ ہیں۔ تو بہت سے Options دیئے گئے ہیں۔ لیکن اگر وہ آپ سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں میدانِ جنگ میں تو ان کا قتل کرو۔ اگر جھگڑا کرنا چاہتے ہیں تو قتل کرو۔ اگر جھگڑا کرنا نہیں چاہتے اور امن چاہتے ہیں تو چھوڑ دو۔ اگر معافی مانگتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں پھر بھی چھوڑ دو۔ تو کئی آپشنز دیئے گئے ہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ وہ اسلام قبول کریں تو ہی چھوڑو۔ آپ کو ایسی بہت سی آیات کو Context میں پڑھنا چاہیے۔ اگر آپ ایک آیت یا اس کا حصہ پیش کریں گے تو لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہوگی۔

تو صحیح جواب یہ ہے کہ بہت سے آپشنز دیئے گئے ہیں اور کئی سورتوں میں لکھا ہے کہ اگر وہ امن چاہتے ہیں تو امن بہتر ہے۔ اس میں یہ نہیں لکھا ہے کہ اسلام قبول کرنا ان کیلیے ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کو پسند کرتے ہیں تو قبول کرسکتے ہیں۔ قرآن پاک کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 256 میں لکھا ہے کہ

ترجمہ: ”اسلام میں زبردستی نہیں ہے“۔

حق باطل سے الگ ہے، جو حق کی بات ہے وہ غلط بات سے علیحدہ ہے۔ ہمیں حق پیش کرنا چاہیے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو اچھی بات ہے۔ قبول نہ کریں تو بھی کوئی بات نہیں۔ اور قرآنِ پاک میں ایسی بہت سی آیات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، سورۃ کافرون بھی ہے، جس میں لکھا گیا ہے:

ترجمہ: ''کہہ دو، اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا جس کی تم پوجا کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم پوجا کرتے ہو، اور نہ تم عبادت کرنے والے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین۔''

تو یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگوں تک سچائی پہنچائیں۔ پہنچانے کے بعد اگر وہ مانتے ہیں تو الحمداللہ اچھی بات ہے۔ نہیں مانتے تو بھی الحمداللہ، تو بھی کوئی بات نہیں ہمیں ثواب ملے گا۔ ہمیں ہر بات کرنے کا ثواب ملے گا۔ چاہے وہ مانیں یا نہ مانیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اچھی باتیں کریں۔ چاہے انسان مانے یا نہ مانے۔ یہ آپ کئی آیات میں پڑھیں گے۔ تو جب آپ پس منظر میں دیکھتے ہیں تو یہ سب لکھا ہے۔

اور دوسرا سوال کہ بھائی صاحب نے قرآن پاک کی آیت 6:5:51 ''اے ایمان والو! تم عیسائیوں اور یہودیوں کا اپنا دوست مت بناؤ۔ اگر کوئی انہیں دوست بنائے گے، وہ ان میں سے ہوجائے گا'' کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں محسوس کرتا ہوں یہ بات انسانیت کے خلاف ہے۔

یہ 6:5:51 کون سی آیت ہے؟

دراصل یہ قرآن پاک کی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 28 میں لکھا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا مفہوم ہے کہ اگر آپ کے پاس یہ انتخاب موجود ہے کہ کسی معاملے میں آپ غیر مسلم یا مسلمان میں سے کسی ایک کو چن سکتے ہیں تو اس صورت میں مسلمان کو ترجیح دیں۔ حفاظت یا پناہ کے نقطۂ نظر سے غیر مسلموں کے پاس مت جائیں۔ مطلب یہ کہ اپنی حفاظت کیلئے مومن یا مسلمان کی بجائے یہود اور عیسائیوں کے پاس مت جاؤ۔ کیونکہ کئی جگہ پر اور قرآن میں آیات آتی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر 8 میں لکھا ہے:

ترجمہ: ''اللہ سبحانہٗ تعالیٰ آپ کو دوستی کرنے، انصاف کے ساتھ رہنے سے منع نہیں کرتا، ان غیر مسلمانوں کے ساتھ جو آپ کے مذہب کے خلاف نہیں لڑتے اور آپ کو آپ کے گھروں سے نہیں نکالتے''۔

یعنی ان کے ساتھ انصاف کی بنیادوں پر رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

لیکن اس کے بعد لکھا ہے کہ جو غیر مسلم یا کفار آپ سے مذہب کی بنیاد پر لڑتے اور گھروں سے بے دخل کرتے ہیں تو ان کے پاس حفاظت کیلئے مت جاؤ۔ قرآنِ پاک کی کئی ایسی آیات ہیں جن میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا لیکن حفاظت کے معاملے میں مسلمانوں کو ترجیح دی گئی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ مومنوں کے پاس جایئے، بجائے اس کے کہ آپ یہود و نصاریٰ کے پاس جائیں۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

شیخ منظور:

خواتین کی جانب سے اگر کوئی غیر مسلم بہن سوال کرنا چاہیں تو کرسکتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

سوال: السلام علیکم میں دیویا شرما ہوں۔ میرا سوال سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 223 سے ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ

ترجمہ: ''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، پس تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ اور تم اپنی ذات کیلئے (نیک عمل) آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک (ایک دِن) تمہیں اس سے ملنا ہے اور مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔''

کیا آپ مجھے اِن آیات کی وضاحت فرما سکتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 223 کا حوالہ دیتے ہوئے پوچھا کہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ عورتیں آپ کی کھیتی ہیں۔ تو ویسا ان سے صحیح طریقے سے برتاؤ کرو۔

اس آیت کے بارے میں جاننے سے پہلے گزشتہ آیت نمبر 222 پڑھیے، جس میں ہے کہ

ترجمہ: ''اور (اے نبی ﷺ!) لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے: وہ تو گندگی ہے۔ تم حیض (کی حالت) میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے ہم بستری نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک صاف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

جب وہ پوچھتے ہیں حیض کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حیض کی حالت میں آپ ان کے پاس مت جاؤ۔ کیونکہ آج کی میڈیکل سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ حیض کی حالت میں جب خون بہتا ہے تو اس حالت میں عورتوں کے پاس جانے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ خون کے ذریعے بیماری پھیلنے کے زیادہ امکانات ہیں، اس لئے ان کے پاس مت جایئے۔ ورنہ عورتیں آپ کی کھیتی ہیں آپ جب چاہیں جاسکتے ہیں۔ مطلب وہ آپ کی ہے...... آپ کیلئے ہے۔ اور آپ اس سے پہلے قرآن پاک کی سورۃ بقرہ آیت نمبر 187 میں پڑھیں گے:

ترجمہ: ”تمہارے لیے روزے کی رات کو اپنی عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کیلئے لباس ہو۔ اللہ نے جان لیا ہے کہ بیشک تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے، چنانچہ اس نے تم پر توجہ فرمائی اور تمہیں معاف کر دیا، اس لیے اب تم ان سے ہم بستری کر سکتے ہو اور اللہ نے تمہارے لئے جو رکھا ہے وہ تلاش کرو اور کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے، پھر تم روزے کو رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھو تو اپنی عورتوں سے ہم بستری نہ کرو، یہ اللہ کی حدیں ہیں، لہٰذا تم ان کے قریب مت جاؤ، اللہ لوگوں کیلئے اپنی آیتیں اسی طرح بیان فرماتا ہے تاکہ وہ متقی بنیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ انکے لباس ہیں، وہ آپ کا لباس ہیں۔ مطلب Garments،
اس کا مقصد حفاظت کرنا، ڈھانپنا اور چھپانا ہے۔ خوبصورتی پیدا کرنا اور
یہ میاں بیوی کا کام ہے یعنی وہ ایک دوسرے کیلئے اسی کی مثال ہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ عورتوں کو کھیتی کہا گیا ہے کہ آپ ان سے جس طرح سلوک
کر سکتے ہیں کریں۔ اس کے علاوہ اس کے اور کئی معانی ہیں جنہیں ہم
میڈیکلی ثابت کر سکتے ہیں۔

جب زمین میں ہل چلاتے ہیں تو آپ کو پتہ ہے کہ ہل چلانے کیلئے بیل
کے پیچھے ایک سخت چیز ہوتی ہے ......لکڑی۔ جو کہ زمین کو نرمی سے ہموار
کرتی ہے۔ اسی طرح آپ عورت کو سنبھل کر برتاؤ کریں۔ سنبھل کر پیش
آئیں۔ اس کی مختلف تفاسیر اور معانی ہیں اور بنیادی بات یہی ہے کہ
آپ عورتوں کا خیال رکھیں، ان کی دیکھ بھال کریں اور ان کے ساتھ
اچھے طور طریقے سے پیش آیئے۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

شیخ منظور:

اب سوال اِس مائیک (اشارہ کرتے ہوئے) سے کیا جائے۔
آپ غیر مسلم ہیں؟
براہِ مہربانی اپنا نام بتائیں!

سوال: السلام علیکم جناب ڈاکٹر ذاکر صاحب!

میرے ساتھ میرا ایک غیر مسلم دوست ہے جو ہندی نہیں بول سکتا لیکن
اسے اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، لہٰذا کیا اس کی جانب سے میں ایک سوال
پوچھ سکتا ہوں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

جی ضرور پوچھئے!

سوال: تو سر! ان کا سوال یہ ہے کہ میں نے ان کو بولا کہ حضورِ اکرم ﷺ سارے عالموں کیلئے آئے ہیں۔ آخری نبی ہیں۔ خاتم النبیین ہیں۔ تو میں نے ان کو سمجھایا کہ بائبل میں، یعنی میں نے آپ ہی کے یعنی کیو ٹی وی کے پروگرام دیکھتا ہوں اور اسی کے ذریعے میں نے ان کو سمجھایا۔ تو میرے سے پوچھ رہے تھے کہ بائبل میں کدھر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف عیسائیوں کیلئے آئے اور پوری دنیا کیلئے نہیں آئے جبکہ پوری دنیا میں کرسچین ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی کا سوال ہے کہ میں نے کہا کہ جتنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے پہلے آئے وہ صرف اپنی قوم کیلئے آئے اور ان کا پیغام ایک محدود وقت کیلئے تھا۔ تو وہ یہ پوچھتے ہیں کہ بائبل میں کہاں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف یہود کیلئے آئے تھے۔ میں پہلے قرآن مجید کا حوالہ دوں گا:

قرآن پاک کی سورۃ آل عمران 3 آیت نمبر 49 میں کہا گیا ہے:

ترجمہ: ''عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کیلئے بھیجے گئے تھے''۔

سورہ الصف 61 کی آیت نمبر 6 میں بھی ہے کہ

ترجمہ: ''عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کیلئے آئے تھے''۔

لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ عیسائی ہیں قرآن مجید کو شاید نہ مانیں۔ کوئی بات نہیں۔ اگر آپ بائبل پڑھیں تو بائبل میں لکھا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوسپل آف میتھیو، باب 10 کی آیات 5 اور 6 میں ہے:

عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سے کہتے ہیں:

"Don't go to Gentiles"

''Gentiles کے پاس مت جاؤ۔''

Gentiles سے مراد ہے غیر یہودی۔ یہود کے علاوہ اگر چاہے وہ مسلم ہوں، ہندو ہوں، کرسچین ہوں، انہیں Gentiles کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں کہ

''آپ غیر یہود لوگوں کے پاس مت جاؤ۔ غیر یہود کے شہر میں مت جاؤ۔ لیکن ان کے پاس جاؤ جو یہود لوگ ہیں جو بھٹکے ہوئے ہیں۔ یعنی ان میں سے جو بھٹک گئے ہیں یہودی لوگوں میں سے اپنے دین سے، ان کے پاس جاؤ''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوسپل آف میتھیو باب 15 کی آیت نمبر 24 میں فرماتے ہیں کہ

''میں نہیں بھیجا گیا ہوں لیکن صرف اُن یہودی لوگوں کیلئے جو بھٹک گئے ہیں''۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے۔

تو بائبل میں لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف یہودیوں کیلئے آئے تھے اور وہ خود بھی یہود میں سے تھے۔ اور آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو بھی صرف یہودیوں کے پاس جانے کو کہا۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: دین کی بات سمجھنے کیلئے دل کی ضرورت ہے یا دماغ کی؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے اچھا سوال پوچھا ہے کہ دین کو سمجھنے کیلئے دل کی ضرورت ہے یا دماغ کی؟

دونوں کی ضرورت ہے۔ دل کی بھی اور دماغ کی بھی۔ دونوں کا کنکشن ہے۔ دل کی بھی ضرورت ہے دماغ کی بھی ضرورت ہے۔ اگر صرف دل کی بات ماننے کو کہیں اور کوئی illogical بات کہی جا رہی ہے ....

.... بولیں دل سے میں مانتا ہوں 2+2 تین ہیں یا 2+2 پانچ ہیں .... جی! آپ اپنے سوال میں کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں؟

سوال: ...... میں آپ کا پروگرام سنتا ہوں، آپ اپنی ہر تقریر کے اوائل میں یہ پڑھتے ہیں "رب شرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهو قولی" تو سنٹر کیا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب غیر مسلم ہیں اور میرے پروگرامز بھی دیکھتے ہیں اور اُس بارے میں پوچھ رہے ہیں جو میں ہمیشہ اپنی تقریر کی شروعات میں پڑھتا ہوں۔

جب میں تقریر شروع کرتا ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہوں۔

"رب شرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهو قولی"

جس کے معانی (مفہوم) ہیں، یا اللہ! میرے ربّ! میرے صدر! میرے سنٹر کو بلند کرو، اور میرے کام کو آسان کرو۔ اور جو بیچ میں رکاوٹ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے اور سامعین کے بیچ میں اس کو ختم کرو، تاکہ لوگ مجھے سمجھ سکیں۔

یہ جو صدر کا لفظ ہے اس سے مراد ہے سینہ، صدر کے معانی سنٹر بھی ہیں۔ تو آپ نے جو سوال پوچھا تھا کہ کام دل سے لینا چاہیے یا دماغ سے؟ تو اس کے دو معانی ہیں۔ صدر میں ہے دل اور سنٹر میں ہے دماغ۔ تو میں اللہ تعالیٰ کو دونوں کو بلند کرنے کیلئے کہہ رہا ہوں۔ میرے دل کو بھی اور میرے دماغ کو بھی۔ میرا دل، میری ذہانت، میرا دماغ۔ اور کئی جگہ دیکھتے ہیں کہ جب زبان نمو پاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیات 7 اور 8 میں فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قلب یعنی دل پہ مہر لگائی ہے۔ تو لوگ پوچھتے ہیں کہ کوئی دل سے سوچتا ہے، سوچنا تو دماغ سے ہے۔ تو قلب کے دو معانی ہیں۔ ایک معنی ہے دل اور ایک ہے ذہانت یا عقل۔ یعنی دماغ۔ اور ہم جب دیکھتے ہیں کہ زبان ترقی کرتی ہے تو کئی الفاظ استعمال میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر انگریزی زبان میں ہم کہتے ہیں Lunitic اس کا مطلب ہے پاگل انسان۔ لیکن اس کا صحیح مطلب ہے Struck by moon یعنی چاند نے اس پر جو اثر کیا ہے اسے کہتے ہیں Lunitic لیکن انگریزی میں پاگل کیلئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ میں ڈاکٹر ہوں اور مجھے پتا ہے کہ اس کا مطلب پاگل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ چاند کو پاگل پن سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ ہم لفظ استعمال کرتے ہیں Disaster یعنی کوئی خوفناک چیز، کوئی غلط کام جو ہوتا ہے مثلاً سیلاب، سونامی، زلزلہ لیکن اس کا صحیح مطلب ہے Evil Star، منحوس ستارہ، ہم جانتے ہیں کہ ستاروں کا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا دینا نہیں ہے زلزلے سے، سونامی سے یا سیلاب سے۔ لیکن پھر بھی زبان میں یہ چیز موجود ہے۔ ہم کہتے ہیں Sunrise مطلب سورج اُگتا ہے، نکلتا ہے، ہم سائنس میں جاتے ہیں سورج نہ Rise ہوتا ہے نہ Set ہوتا ہے۔ یہ Development of the language ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔ سورج دھرتی کے گرد نہیں گھومتا۔ پھر بھی ہم طلوع اور غروب کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ میں نے دل سے یاد کیا۔ اب یادداشت ہے دماغ میں، دل میں نہیں، پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ ہم نے دل سے یاد کیا کہتے ہیں کہ نہیں؟۔ آپ کہتے ہیں میں آپ کو دل سے چاہتا ہوں۔ چاہت دماغ میں ہے دل میں نہیں۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ Center of Love is a brain محبت کا مرکز دماغ ہے۔ پھر بھی جب ڈاکٹر اپنی بیوی سے کہے گا کہ میں آپ کو دل سے چاہتا ہوں، دماغ سے نہیں کہے گا۔ سائنسدان جانتا ہے کہ Center of Love is brain دماغ میں ہے تو یہ زبان کا ارتقاء ہے۔ آپ کا جو بنیادی سوال تھا کہ دین کو دماغ سے سمجھنا چاہیے یا دل سے۔ میں نے کہا دونوں سے۔ اگر آپ دل کہتے ہیں اس کا مطلب ہے اندرونی چاہت۔ لیکن دماغ کو بند نہیں کر سکتے۔ آپ اندھا وشواس نہیں کر سکتے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا مذہب کہتا ہے 2+2=3، ہاں! میں دل سے مانتا ہوں مان لیا۔ دماغ کہتا ہے نہیں غلط ہے۔ تو دل سے بھی کام لینا چاہیے اور دماغ سے بھی کام لینا چاہیے۔ اسی لئے قرآنِ پاک میں کئی جگہ لکھا ہے کہ یہ ایک پیغام ہے سمجھدار لوگوں کیلئے، جو دماغ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سوچتے ہیں اور ساتھ ساتھ دل والوں کیلئے بھی ہے۔ دونوں کیلئے ہے۔ تو دونوں ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں۔ اسی لئے میں نے کہا ہے اسلام مذہب ہے جو دونوں ضروریات پوری کرتا ہے۔ جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ یہ واحد مذہب ہے جو دل کو بھی تسلی دیتا ہے اور دماغ کو بھی۔ باقی جتنے مذاہب ہیں روحانیت کی بات کرتے ہیں۔ قرآن دونوں کی بات کرتا ہے، جسم کی بھی اور رُوح کی بھی۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہو گیا۔

شیخ منظور:

اگلا سوال سامنے والے مائیک سے کیا جائے۔

سوال: نمشکار ذاکر صاحب! میں نے بہت دفعہ آپ کا پروگرام ٹی وی پہ دیکھا ہے۔ میرا نام گووند تیواری ہے، میں کالج میں پروفیسر ہوں۔ میں جس ایریا میں رہتا ہوں اس ایریا کے آس پاس کئی مسلم آرگنائزیشن اپنے سکول چلاتے ہیں اور ان سکولوں میں اسٹارٹنگ میں جب دُعا کی جاتی ہے تو وہاں پر بندے ماترم نہیں گایا جاتا۔ جب میں نے ان کے پرنسپل سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہو، آپ سکول میں بندے ماترم کیوں نہیں گاتے؟ تو کہتے ہیں بندے ماترم میں ہندی ہے اور ان کے کئی سکولوں میں ہندی زبان نہیں پڑھائی جاتی۔ اور وہ دیش بھگتی کیلئے کچھ بھی پڑھانے سے کتراتے ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ دیش بھگتی کیلئے آپ کے مذہب میں کس طرح سے بیان کیا گیا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے ایک سوال پوچھا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن پر میرے کئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروگرامز سنتے ہیں۔ اور کہا ہے کہ جہاں یہ رہتے ہیں وہاں مسلم سکولز میں بندے ماترم نہیں پڑھا جاتا۔ ہندی نہیں پڑھائی جاتی۔ کیا یہ صحیح ہے اور آپ کے مذہب اسلام میں دیش بھگتی کے بارے میں کیا کہا گیا ہے۔

پہلا سوال کہ مسلم سکول میں بندے ماترم کیوں نہیں کہا جاتا۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کوئی بھی گانا یا کوئی بھی چیز آپ کہتے ہیں اس کا معنی کیا ہے۔ آپ جب بندے ماترم پڑھتے ہیں اس کا معنی ہے کہ ہم سجدہ کرتے ہیں اس دیش کو جو ہماری ماتا ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے شرک ہے۔ شرک ہے اسلام میں اور غلط ہے ہندوازم میں بھی۔

ہندوازم میں بھی آپ کو صرف ایک خدا کی عبادت کرنا چاہیے۔ دھرتی کی نہیں۔ تو ہندوازم میں بھی غلط ہے۔ عیسائیت میں بھی غلط ہے اور اسلام میں بھی غلط ہے۔

لیکن عام ہندو اپنے مذہب کو نہیں جانتے۔ اپنی مذہبی کتابیں نہیں پڑھتے۔ اِسی لئے کوئی بھی گانا جو آپ گاتے ہیں اگر اس کے معانی خدا کے خلاف ہیں، اللہ کے خلاف ہیں، بھگوان کے خلاف ہیں تو ایسا گانا گانا غلط ہے۔ آپ نے مجھے شروع میں نمستے کہا، نمستے کے کیا معنی ہیں پروفیسر صاحب؟ آپ بول سکتے ہیں؟ نہیں پتا!......کیا معنی ہیں؟ مائیکرو فون آن کیجئے ذرا بھائی صاحب کا۔

پروفیسر گووند:

نمستے مطلب میں سر جھکا کے آپ کو نمن کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

سر جھکا کے مجھے نمن کرنا شرک ہے۔ حرام ہے، ممنوع ہے، آپ میرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے بھی سر نہیں جھکا سکتے۔ چاہے آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں، چاہے آپ میری عزت کرتے ہیں۔ پھر بھی آپ میرے سامنے سر نہیں جھکا سکتے۔ سر جھکانا ہے تو صرف خدا کے سامنے۔ اللہ کے سامنے۔۔۔ اور میں خدا نہیں ہوں! آپ میری عزت کر سکتے ہیں۔ باتیں جو میں کہتا ہوں اس کے اوپر عمل کر سکتے ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔!! آپ میرے سامنے سر نہیں جھکا سکتے۔ اِسی لئے میں جواب میں آپ کو کہوں گا السلام علیکم۔۔ آپ پر سلامتی ہو۔ آپ پر سلامتی ہو، آپ سمجھے نا!۔۔۔ میں آپ کے سامنے جھک نہیں سکتا ہوں، یہ سر جھکے گا تو صرف اللہ کے سامنے۔ صرف خدا کے سامنے۔ تو آپ نے بڑپن میں مجھے کہا لیکن اگر غلط چیز کہی تو میں واپس یہ جواب نہیں دے سکتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں جو لوگ نہیں جانتے وہ ایسی حرکت کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پہ ایک مہینہ پہلے جب میں بمبئی ایئر پورٹ پر تھا تو ایک ہندو خاتون مجھ سے پوچھتی ہے کہ کیا آپ ڈاکٹر ذاکر نائیک ہیں؟

Are you Dr.Zakir Naik?

میں نے کہا: جی ہاں!

اوہ میں آپ کا روز پروگرام دیکھتی ہوں، میں دوبئی سے 25 سال کے بعد بمبئی میں آ رہی ہوں، 25 سال کے بعد ہندوستان میں آ رہی ہوں، اس کے ماتھے پہ ٹیکا تھا، ہندو خاتون تھیں، وہ بولیں کہ میں آپ کے پروگرام دیکھتی ہوں اور الحمد للہ بہت تعریف کرنے لگی، ساری تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، میں کچھ بھی نہیں ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر کہنے لگیں کہ میں آپ کے پیر چھونا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ غلط ہے شرک ہے۔

بولی: کیوں؟؟

وہی جواب میں نے دیا۔

پھر وہ کہنے لگیں کہ آپ جو بھی کہیں میں آپ کی بات مانوں گی۔ تو میں نے کہا آپ قرآن مجید پڑھیے اور اس کے اُوپر عمل کیجئے۔

میں نے ایک تقریر کی ''اسلام اور ہندوازم میں یکسانیت'' اور ثابت کیا ہے کہ ہندوازم میں بھی لکھا ہے کہ آپ کو صرف ایک ایشور کی عبادت کرنا چاہیے۔ جتنے رِشی آئے ہیں انہیں ماننا چاہیے اور حضرت محمد ﷺ کو بھی۔ تو آپ کو اگر قرآن اور ویدا پہ عمل کرنا ہے جو یکساں ہے، تو آپ کو ایک اللہ اور آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا ہوگا۔

آپ کا ایک اور سوال تھا کہ مسلم سکولز میں ہندی کیوں نہیں پڑھائی جاتی؟

ہندی، مسلم سکول میں کیوں نہیں پڑھائی جاتی۔ کچھ سکولوں میں ہوسکتا ہے لیکن میرے حساب سے ہندوستان کے اکثر سکولوں میں ہندی پڑھائی جاتی ہے۔ جو سکول میں نے قائم کیا ''اسلامک انٹرنیشنل سکول'' اس سکول میں بھی ہندی پڑھائی جاتی ہے۔ نہ صرف ہندی بلکہ مراٹھی بھی جو ہماری State Language ہے۔ ہم پڑھاتے ہیں اور زور دیتے ہیں، انگریزی اور عربی پر۔ نمبرون انگریزی عربی، پھر اُردو، ہندی اور مراٹھی۔ آگے چل کر سنسکرت بھی سکھائیں گے، تاکہ جتنے مذاہب اس دیش میں ہیں ہندوستانی لوگ اس کو سمجھیں۔ میں گورنمنٹ سے کہتا ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہندوستان میں سنسکرت عام کرو۔ سنسکرت عام کریں گے تو لوگ ویدا پڑھیں گے۔ پڑھنے کے بعد حق کی طرف آئیں گے اور ہندو مسلم ایک ہوجائیں گے۔ ہندی کو چھوڑو، سنسکرت کی طرف آؤ کیونکہ وید سنسکرت میں ہیں ہندی میں نہیں ہیں۔ ہندو کی زبان سنسکرت ہے اور میں نے ''ہندوازم اور اسلام میں یکسانیت'' کے موضوع پر تقریر کی ہے۔ لیکن عام ہندوؤں نے اپنی مذہبی کتاب پڑھی ہی نہیں تو کیا جانے گا۔ تو میں سنسکرت کوٹ کرتا ہوں، پھر ترجمہ کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں کچھ غلط کہہ رہا ہوں تو میں ساتھ حوالہ جات بھی دیتا ہوں۔ آپ کا آخری سوال تھا کہ اسلام میں دیش بھگتی کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

اسلام میں کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے جو ہمیں بات ماننی چاہیے وہ سب سے پہلے ہے ہمارے خالق کی، بنانے والے کی، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی، اگر اللہ کی بات سے کوئی دوسری بات ٹکراتی ہے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ جہاں تک کہ میں ہندوستانی ہوں اور میں گرو (فخر) سے کہتا ہوں کہ میں بنیاد پرست مسلم (Fundamentalist Muslim) ہوں۔ بنیاد پرست مسلم بھی ہوں اور اچھا ہندوستانی بھی ہوں۔ میں ہندوستان کے دستور کو جانتا ہوں۔ ہندوستان کے دستور میں ایک بھی چیز فرض نہیں ہے جو اسلام میں حرام ہے۔ اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہو جو اسلام میں حرام ہے اور ہندوستان کے دستور (Indian Constitution) میں ایسی کوئی بھی حرام چیز نہیں ہے جو کہ اسلام میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض ہے اور ہندوستانی دستور میں حرام ہے۔تو میں دونوں کو ساتھ لے کے چلتا ہوں۔لیکن اگر ٹکراؤ ہوگا۔۔ میرے حساب سے میں ایک بہت اچھا مسلمان اور بہت اچھا ہندوستانی ہوں۔لیکن اگر آگے چل کے!!! ابھی تو کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔لیکن اگر آپ ایسے دیش میں ہیں جس کا قانون اللہ کے قانون سے متصادم ہے تو اللہ کا قانون بالا اور اعلیٰ ہے۔

خالق کا قانون اونچا ہے!

اللہ کا قانون اونچا ہے!!

خدا کا قانون اونچا ہے!!!

پھر آتا ہے دیش۔یہ دیش ہمارے لئے ٹھیک ہے،اس دیش میں ہم جیتے ہیں،یہ دیش ہمیں سہولیات فراہم کرتا ہے۔لیکن ہمیں جان کس نے دی؟

دیش نے یا خالق نے؟

خدا نے دی!

یہ ہوا جو ہے...... ہوا کے بغیر آپ پانچ منٹ بھی زندہ نہیں رہ پائیں گے۔

کتنا؟ پانچ منٹ بھی زندہ نہیں رہ پائیں گے۔

کس نے دی؟ دیش نے یا اللہ نے؟...... خدا نے!

دیش نے بھی ہمارے لئے اچھے کام کیئے،میں دیش کے خلاف نہیں ہوں۔میں بھی دیش بھگت ہوں۔دیش بھگت کے معنی کیا ہیں۔اگر آپ بولتے ہیں دیش بھگت مطلب دیش کی عبادت کرنا تو میں دیش بھگت نہیں ہوں۔اگر دیش کی ترقی چاہتا ہوں تو ہاں میں ہوں دیش بھگت۔تو دیش بھگت کے معنی کیا ہیں؟ اگر دیش بھگت مطلب دیش کی عبادت کرنا تو یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط ہے، عبادت صرف میں خالق کی کرتا ہوں۔ اللہ کی کرتا ہوں۔ خدا کی کرتا ہوں۔ لیکن دیش کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اگر وہ دیش کوئی قانون لاگو کر رہا ہے، وہ شریعت کے اندر ہے، خدا کے قانون کے دائرے کے اندر ہے تو میں ان کے ساتھ ہوں۔ کئی چیزیں اسلام میں مباح یعنی اختیاری (Optional) ہیں اور اگر دیش کہتا ہے یہ کرو تو میں کروں گا لیکن اگر کوئی دیش چاہے وہ امریکہ ہو یا برطانیہ ہو۔۔۔ وہاں کا قانون اگر اسلام کے خلاف ہے تو میں اس دیش کے قانون کے خلاف جاؤں گا کیونکہ میں سب سے پہلے محبت کرتا ہوں خالق سے۔ خدا سے، اللہ سے۔ پھر اپنے دیش سے۔ تو جہاں تک اس دیش کا قانون اللہ کے قانون سے متصادم نہیں ہوتا ہمیں اس قانون پہ عمل کرنا چاہیے اور میرے نظریے کے مطابق ہندوستان کا کوئی ایک قانون بھی مجھے اسلام کے خلاف مجبور نہیں کرتا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ میں ایک اچھا بنیاد پرست اور ایک اچھا ہندوستانی ہوں۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

شیخ منظور:

اب چونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ لہٰذا ہم زیادہ سے زیادہ اور دو سوالات رکھ سکتے ہیں۔ یا دو راؤنڈ پورے کر سکتے ہیں۔ تو خواتین والے حصے میں اگر کوئی غیر مسلم خاتون ہیں تو وہ سوال کر سکتی ہیں۔

سامعین:

کوئی نہیں ہے سر!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ منظور:

تو ٹھیک ہے یہاں سے کوئی غیر مسلم بھائی سوال کرلیں!

سوال: السلام علیکم ذاکر بھائی! میرا نام سری رام راجیو ہے۔ میں جو آپ کا Concept سنتا ہوں۔ تو وید، چھتر وید اور بھگوت گیتا میں جو Concept ہے کہ اللہ کا، توحید، رسالت اور آخرت کا تو یہی چیز آپ لوگ بھی پیش کر رہے ہیں تو جب اس چیز کو انسان سنتا ہے تو نام یا مذہب کی تبدیلی کس لئے؟ اگر صحیح ایک ہے تو سب کتابوں میں ایک ہے تو نام اور مذہب کیوں تبدیل کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ ہمارے ساتھ ہیں جو اسلام قبول کر رہے ہیں حالانکہ وہاں مسلم کہتے ہیں کہ تم مذہب اور نام تبدیل کرلو ایسا کرنے سے بہت پرابلم ہورہی ہے۔ مسلم اس تبدیلی کیلئے بہت اصرار کر رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے۔۔۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب! ایک سوال!...... کم وقت ہے، آپ دو سوال پوچھ چکے ہیں۔ میں ان کا جواب دوں گا اور پھر دوسروں کو موقع دیا جائے گا۔ بھائی نے کہا ہے کہ وید میں لکھا ہے کہ اللہ ایک ہے تو پھر مذہب تبدیل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں کب کہہ رہا ہوں کہ مذہب تبدیل کرو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مذہب پہ پختگی سے عمل کرو۔ آپ کے وید اور بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ بت پرستی حرام اور غلط ہے۔

بھگوت گیتا باب 7 شلوک نمبر 20 میں لکھا ہے:

’’جو کوئی انسان، جو پیسے کے پیچھے بھاگتا ہے وہ غلط خدا کی عبادت کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، بت پرستی کرتا ہے۔"

آپ کے وید میں کئی شلوک ہیں جن میں بت پرستی کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ میں مذہب تبدیل کرنے کو نہیں کہتا بلکہ کہتا ہوں کہ اپنے مذہب پر پختگی سے عمل کرو۔ اس کے آگے آپ کے وید میں لکھا ہے کہ کئی رشی آئیں گے۔ انتم رشی آئیں گے اور لکھا ہے کہ انتم رشی کا جو بھی کہنا ہے اسے مانو۔ تو اگر آپ سچے ہندو ہیں تو آپ کو آخری رشی جو حضرت محمد ﷺ نے جو کہا ہے اور جو پیغام دیا ہے وہ ہے قرآن! اس کے اوپر عمل کرنا آپ کے اوپر فرض ہے۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو آپ اچھے ہندو ہو ہی نہیں سکتے۔ میں کب کہہ رہا ہوں کہ اپنا مذہب بدلو، میں کہتا ہوں کہ اپنے مذہب پہ پختگی سے عمل کرو۔ اور جب عمل کریں گے تو آپ کو ایک اللہ کو، آخری پیغمبر اور آخری پیغام یعنی قرآن کو ماننا ہوگا۔ یہی سب کچھ عیسائیوں کی کتابوں میں لکھا ہے، یہود کی کتاب میں ہے اور ہندوؤں کی کتاب میں بھی موجود ہے۔ آپ نے کہا کہ کیا نام بدلنا ضروری ہے؟...... نہیں یہ ضروری نہیں ہے، نام سے کوئی مسلمان نہیں بنتا، عمل سے بنتا ہے محمد، عبداللہ، ذاکر، سلطان نام رکھنے سے نہیں، اگر آپ اپنی ساری رضا اللہ کے حوالے کرتے ہیں تو پھر مسلم بنتے ہیں، نام بدل لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ ہندو ایک جغرافیائی اصطلاح ہے، جو وادئ سندھ یا دریائے سندھ کے آس پاس رہنے والوں کیلئے اخذ کیا گیا تھا۔ یہ لفظ سب سے پہلے عربوں نے استعمال کیا تھا لہٰذا جغرافیائی اعتبار سے اس علاقے میں رہنے والے ہندو ہیں اور جغرافیائی اعتبار سے میں بھی ہندو ہوں۔ مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعتبار سے نہیں، اگر آپ کہیں کہ ہندو بت پرست کا نام ہے تو میں ہندو نہیں ہوں۔ مذہب کے اعتبار سے میں اللہ کی اطاعت کرتا ہوں اور مسلمان ہوں۔ اِسلام میں بھی نام بدلنا فرض نہیں، ماسوائے اس کے کہ نام مشرکانہ ہو اور اس سے شرک کی بُو آتی ہو۔ آپ اپنا پرانا نام رکھ سکتے ہیں اور مسلمان بھی ہو سکتے ہیں۔ ضروری بات یہ ہے کہ عملی طور پر آپ اللہ کے احکامات پر عمل کریں۔

اُمید ہے کہ سوال کا جواب ہوا۔

شیخ منظور:

ابھی ہم پھر سے ایک غیر مسلم بھائی کی طرف چلتے ہیں۔ جو سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: میرا نام سنجے ہے اور میں انجینئر ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں پہلے ہندوازم آیا، بعد میں بدھ ازم آیا، بعد میں جین ازم آیا اور آخر میں جا کر سکھ ازم آیا۔ اِن سب میں کبھی جھگڑا وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ اُدھر سے جتنے بھی آئے، جیسے Jewish ہیں، بعد میں کرسچین ہیں، بعد میں اسلام آیا۔ یہ تینوں چودہ سو سال ہونے کے بعد ابھی تک کیوں لڑائی جھگڑے میں ہیں؟...... دوسرا سوال یہ ہے کہ اب دہشت گرد لوگ۔۔۔ اِس کا پسِ منظر کچھ بھی ہو یہ لوگ اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ اس کے خلاف جو کام کر رہے ہیں یہ بہت اچھا ہے۔ دوسری بات یہ کہ جو ابھی عراق میں ہوا وہ اچھا نہیں ہوا۔ کوئی بھی ہو، مسلمان ہو، ہندو ہو، مذہبی جگہوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ بس اتنا سا سوال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے دو سوال پوچھے ہیں۔ پہلا سوال کہ ہندوستان میں پہلے ہندودھرم آیا، پھر بدھ اِزم آیا، پھر جین ازم آیا، پھر سکھ ازم آیا اور ان میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا لیکن بعد میں جودازم، کرسچینیٹی اور اسلام میں ہمیشہ لڑائی جھگڑے ہیں۔ کیوں؟ آپ شاید اپنے مذہب کے بارے میں نہیں جانتے۔ آپ نے مہابھارت پڑھی ہے؟

مہابھارت پڑھی ہے آپ نے؟

پوری مہابھارت میں جھگڑا ہی جھگڑا ہے۔

باقی مذاہب سے نہیں...... بلکہ آپس میں!

باقی مذاہب جو آپ کہہ رہے ہیں آپس میں جھگڑتے ہیں۔ اگر آپ مہابھارت پڑھتے ہیں جو ایک سمرتی ہے اور میں اسے پڑھ چکا ہوں۔ اس میں قریبی رشتے داروں یعنی چچا زاد بھائیوں، پانچ پانڈو اور سوکورو سے جھگڑا ہوتا ہے۔ مہابھارت میں جھگڑے کے بارے میں جتنے شلوک ہیں وہ قرآن مجید سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

جب آپ بھگوت گیتا پڑھتے ہیں، جو مہابھارت کا ایک حصہ ہے۔ اس کے اٹھارہ باب ہیں، مہا بھارت کے بھیشم پرو کے ابواب 25 تا 42 ''بھگوت گیتا'' کہلاتی ہے۔ اور بھگوت گیتا ہندوازم میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس کتاب میں سری کرشن ارجن کو ہدایات دے رہے ہیں، صلاح دے رہے ہیں۔ جب آپ بھگوت گیتا کے پہلے باب میں شلوک 45 اور 46 پڑھتے ہیں تو ارجن جنگ کے میدان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے ہتھیار زمین پر رکھ کر سری کرشن سے کہتا ہے: میں جنگ کے میدان میں نہتا مرنا پسند کروں گا بہ نسبت اپنے رشتہ داروں سے لڑوں۔ یہ کہتا ہے۔ اور آپ نے پڑھی ہوگی۔ اس کے فوراً بعد باب دوم کے شلوک دو اور تین میں سری کرشن ارجن سے کہتے ہیں:

ارجن! تم اتنے بزدل کب سے بن گئے؟ تم نپنسے (بزدل) کب سے ہو گئے۔ تمہارے دل میں بزدلی کیسے آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ چھتریا کا دھرم ہے لڑنا۔

اس کے بعد شلوک 31 تا 33 میں کہتے ہیں کہ وہ چھتریا خوش نصیب ہے جسے لڑنے کا موقع ملتا ہے۔ اگر آپ لڑیں گے تو آپ سورگ میں جائیں گے۔ نہیں لڑیں گے تو سورگ میں نہیں جائیں گے۔ کون کہتا ہے؟...... سری کرشن !!۔۔۔۔۔ وہ ارجن کو نصیحت کرتے ہیں۔

اگر میں یہ کہوں کہ آپ کے سری کرشن کہتے ہیں کہ رشتہ داروں کو قتل کرو تو یہ شیطانی حرکت ہے۔ اگر میں کہوں کہ آپ کے ہندو مذہب کی کتاب میں سکھایا جاتا ہے کہ رشتہ داروں کا قتل کرو، یہ شیطانی حرکت ہے۔

ایک ہندو مجھ سے کہتا ہے کہ یہ جنگ ہے حق اور باطل کے درمیان۔ میں نے کہا کہ قرآن مجید میں بھی وہی لکھا ہے۔ حق اور باطل کے درمیان۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ ہندو مذہب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ رشتہ داروں کو قتل کرو۔ لیکن حق کیلئے لڑنا بھی پڑے...... نو پرابلم۔ چاہے وہ آپ کے رشتے دار ہوں، چاہے وہ آپ کے والدین ہوں نو پرابلم۔ تو یہ سری کرشن، ارجن سے کہتے ہیں۔

اسلام کے ناقدین جو صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث نمبر 46 کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُچھالتے ہیں۔ جس میں لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو بھی مجاہد جہاد کیلئے جاتا ہے اگر وہ قتل ہو جاتا ہے تو وہ جنت میں جائے گا، اگر وہ زندہ واپس لوٹتا ہے تو اسے اس دُنیا کا مال ملتا ہے۔ اکثر مخالفین جن میں ارون اشوری بھی شامل ہے اس حدیث کو نشانہ بنا کر کہتے ہیں کہ یہ کیسا مذہب ہے، لڑنے کو کہتا ہے، لڑائی میں مرجاتے ہیں تو جنت ملتی ہے، ورنہ اس دُنیا کی دولت۔

اگر آپ بھگوت گیتا باب دو شلوک 37 پڑھیں گے تو اس میں سری کرشن ارجن سے کہتا ہے:

''ارجن اٹھو اور لڑو! اگر قتل ہو جاؤ گے تو سورگ میں جاؤ گے، اگر زندہ واپس لوٹو گے تو دنیا کی دولت ملے گی''۔

ہو بہو جو صحیح بخاری شریف میں حضرت محمد ﷺ نے کہا، وہی سری کرشن، ارجن سے کہتے ہیں۔

مجھے لگتا ہے کہ ارون اشوری نے بھگوت گیتا پڑھی ہی نہیں۔ اگر پڑھی ہوتی تو اسلام کے خلاف کبھی نہ لکھتا۔

تو آپ کو صحیح جاننے کیلئے دونوں کتابوں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

آپ کہتے ہیں ہندوازم آیا، بدھ ازم آیا، اشوک۔۔ کیا کیا؟ لاکھوں لوگوں کو مارا۔ آپ بولتے ہیں کہ قتل ہوئے ہی نہیں!!!!!!

آپ شاید بھول گئے۔ آپ نے شاید ہندوستان کی تاریخ پڑھی نہیں۔ اگر آپ تاریخ پڑھیں گے تو علم ہوگا کہ یہاں اَب بھی لاکھوں لوگوں کا قتل ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہابھارت میں بھی لکھا ہے اور پھر اشوکا میں بھی کہ وہ دنیا کو کیا کرتا ہے اور پھر وہ سادھو بن جاتا ہے۔لیکن پہلے تو قتل کیا، کس نے؟؟

تو آپ دیکھیں گے کہ تاریخ میں جہاں بھی قتل ہوا، جو دازم میں بھی ہے، عیسائیت میں بھی ہے اور اسلام میں بھی ہے۔ جہاں بھی آپ دیکھتے ہیں کچھ جگہ جو جھگڑا ہوا وہ حق اور باطل کے درمیان ہوا۔ اور کئی جگہ آپ دیکھیں گے معصوم لوگوں کا قتل ہوا۔ آپ جانتے ہیں کہ مذہب کے نام پر سب سے زیادہ قتل ''کروسیڈرز'' نے کیئے ہیں۔ لاکھوں لوگوں کو عیسائیت کے نام پہ قتل کیا۔

اگر آپ دیکھیں گے ایک شخص جس نے دُنیا میں سب سے زیادہ قتل کیئے۔۔کون ہے؟؟

سب سے زیادہ اِس دُنیا میں کس شخص نے قتل کیئے؟

ہٹلر!!

یہودیوں کا قتل کیا!!

ساٹھ لاکھ لوگوں کا قتل کیا۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ عیسائیت غلط ہے یا بائبل یہ چیز سکھلاتی ہے۔ اگر ہٹلر نے ساٹھ لاکھ یہود کا قتل کیا ہم عیسائیت کو دوش نہیں دے سکتے لیکن میں جانتا ہوں کہ عیسائیت کے نام پہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ درست نہیں۔ جو Holy War کہا جاتا ہے وہ صحیح نہیں۔ کروسیڈرز نے لوگوں کو جبری عیسائی بنانے کے لئے لاکھوں لوگوں کو قتل کیا۔

تو آپ دیکھیں گے کہ ہندوستان اور اس کے علاوہ دوسری تاریخوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر مذہب میں ایسی مثالیں ملتی ہیں لیکن جب حق اور باطل کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو حق کیلئے باطل کے خلاف لڑنا ضروری ہے۔تو جناب! یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔

آپ کا دوسرا سوال کہ کیا دہشت گردوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے؟ اور آپ نے کہا کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں حق اور امن کو پھیلا رہے ہیں۔

آپ کسی حد تک صحیح کہتے ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ میڈیا جنہیں دہشت گرد کہہ رہا ہے وہ کس قسم کے دہشت گرد ہیں، یہ جاننا ہمارے لئے ضروری ہے، جولوگ غلط کام کررہے ہیں اُن کے دِل میں دہشت پیدا کر رہے ہیں تو وہ صحیح قسم کے دہشت گرد ہیں۔ جیسے بھگت سنگھ جو دہشت گرد تھا لیکن صحیح تھا، حق پر تھا۔اس طریقے سے اگر مسلم اپنے دُشمنوں یعنی غلط کام کرنے والوں سے حق کیلئے لڑرہے ہیں تو صحیح ہے۔لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کچھ لوگ صرف نام کیلئے لڑرہے ہیں اور اکثر لوگ (جن میں غیر مسلم بلکہ مسلمان بھی شامل ہیں) یہ سمجھتے ہیں کہ جولوگ نام کیلئے، زمین کیلئے، پیسے کیلئے اور ذاتی مفاد کیلئے لڑرہے ہیں اسے جہاد کہتے ہیں......

......یہ غلط فہمی ہے اُن کی۔

جہاد کے معانی یہ نہیں کہ کوئی بھی مسلمان جو بھی جنگ کرتا ہے وہ جہاد کے زمرے میں آتی ہے، خواہ اس کے پیچھے مقاصد کچھ بھی ہوں۔اُسے جہاد نہیں کہتے۔

لفظ ''جہاد'' نکلا ہے جہدہ سے یعنی کوشش سے ماخوذ ہے اور یہ اپنی خواہشات کے خلاف لڑنے کا نام بھی ہے۔ معاشرے کو سدھارنا جہاد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جہاد باالنفس بھی ہے۔ جنگ کے میدان میں دفاعی جنگ لڑنے کو جہاد کہا گیا ہے۔ میڈیا اس کو غلط انداز میں پھیلا رہا ہے۔ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ صحیح معنوں میں دہشت گرد کون ہے، جو صحیح طور لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر رہا ہے، جو آج کی تاریخ میں نمبر وَن دہشت گرد ہے، میری نظر میں وہ ہے جارج بش !!!!!

آپ جانتے ہیں کہ سب سے طاقتور ملک امریکہ سب سے کمزور ملک افغانستان پر بم پھینک رہا ہے، کیا یہ مردانگی ہے؟ اسے مردانگی کہتے ہیں؟ بم پھینک رہے ہیں اوپر سے، اور ہم دیکھتے ہیں کس کیلیئے؟ بن لادن کیلیئے!......الزام لگاتے ہیں بن لادن پہ! ......میں بن لادن کا دوست نہیں ہوں، میں یہ نہیں کہتا کہ بن لادن اچھا ہے یا برا ہے۔ میں آج تک اس ملا بھی نہیں ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ دہشت گرد ہے یا نہیں۔ جتنے ثبوت ہیں وہ غلط ہیں۔ افغانستان امریکہ سے ثبوت مانگتا ہے اور وہ ثبوت مشرف کو دیتا ہے۔ ثبوت دیتا ہے ٹونی بلیئر کو۔ یہ کہاں کا اِنصاف ہے؟ کیونکہ اُن کے پاس پروف ہے ہی نہیں!

لیکن بالفرض اگر مان بھی لیں بحث کے طور پہ کہ ایک شخص نے ایسا کام کیا، تو کیا اس ایک شخص کیلیئے آپ سارے دیش پر بم گرا سکتے ہیں؟

ہزاروں لوگوں کا قتل کر رہے ہیں، کیا حق ہے ان کو؟

پھر عراق جاتے ہیں، ہزاروں لوگوں کو مارتے ہیں۔

میں صدام کا حامی نہیں ہوں، میں یہ نہیں کہتا کہ صدام اچھا آدمی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس سے کافی غلطیاں ہوئی ہیں لیکن جس قدر تکلیف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عراقی عوام آج ہیں، اتنے صدام کے دَور میں بھی نہیں تھے۔

یہ سب کون کر رہا ہے؟؟؟؟..........جارج بش!!!!!

یہ میں نے پانچ برس پہلے بھی آسٹریلیا میں کہا تھا جب مجھ سے امریکن کونصلیٹ نے سوال پوچھا تھا کہ دُنیا کا نمبرون دہشت گرد کون ہے؟ تو میں نے کہا تھا......جارج ڈبلیو بش!!!!

اس وقت یہ خبر شہ سرخیوں میں چھپی تھی۔

آج بہت سے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ نمبرون دہشت گرد جارج ڈبلیو بش ہے......امریکہ میں بھی!

امریکہ میں ایک سروے کیا گیا کہ اسامہ بن لادن، صدام حسین اور جارج بش میں سے کون سب سے بڑا دہشت گرد ہے؟......تو لوگوں نے جارج بش کو ہی سب سے بڑا دہشت گرد ٹھہرایا۔ غیر مسلم بھی یہی کہتے ہیں کہ نمبر ون دہشت گرد جارج بش ہے۔ 78% فیصد لوگوں نے نمبرون دہشت گرد جارج بش کا نام لیا۔ یہ اُنہیں اَب پتہ چل رہا ہے، پانچ سال کے بعد۔ میں نے تو بہت پہلے کہا تھا۔

قرآن میں کسی عبادت گاہ یا خانقاہ کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جو لوگ ایسا کر رہے ہیں یعنی ٹیمپل، چرچ یا مسجد کو توڑتے ہیں تو وہ انسانیت کے بھی خلاف ہیں اور قرآن کے بھی خلاف ہیں۔

امید ہے سوال کا جواب ہوا۔

شیخ منظور:

اب اگلا سوال یہاں سے کوئی غیر مسلم بھائی ہوں تو کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: میرا نام ٹی رامیش ہے۔ میں یونائیٹڈ ایئر ویے کوریئر میں کام کر رہا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ میں نے کچھ دِن قبل اخبار اور میڈیا پہ سپورٹس میں کپڑے پہننے کے بارے میں اسلام میں ممانعت پر کچھ پڑھا اور دیکھا ہے تو آپ کی رائے کیا ہے؟

اور میرا دوسرا سوال کہ میں آپ کے پروگرامز QTV پر دیکھتا ہوں اور وہ اگر علاقائی (حیدر آبادی) زبان میں ہو تو بہت اچھا رہے گا۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے دوسوال پوچھے ہیں!

پہلا سوال کہ میڈیا میں آ رہا ہے کہ اسلام مختصر لباس پہن کر کھیل میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ تو آپ کا اشارہ ثانیہ مرزا کی طرف ہے ناں؟ تو پھر ڈائریکٹ پوچھیے ناں!

میں جانتا ہوں کے ثانیہ مرزا کا تعلق حیدر آباد سے ہے۔ آپ کا سوال ثانیہ مرزا کے بارے میں ہے۔ ثانیہ مرزا کے ایشو کو کئی ماہ تک پہلے انڈین اور پھر فارن میڈیا نے اُچھالا۔ اخبارات میں شہ سرخیوں میں لکھا گیا کہ اسلام ثانیہ مرزا کے خلاف ہے۔ میں نے کافی رپورٹیں پڑھیں لیکن میری رائے یہ ہے کہ جب ایسے سوالات اُٹھتے ہیں تو ہمیں حکمت سے کام لینا چاہیے اور میں یہ نہیں کہتا کہ فتویٰ غلط ہے، اکثر علماء نے صحیح فتویٰ دیا ہے۔ لیکن میں یہاں وضاحت کروں گا کہ بعد میں سیاست بھی اس میں ملوث ہوگئی اور میڈیا نے کہا کہ اسلام بین الاقوامی کھیلوں کے خلاف ہے، سپورٹس کی ترقی کے خلاف ہے۔ ثانیہ مرزا سے پوچھا جانے لگا کہ جب یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لباس اسلام میں حرام ہے تو آپ کیوں ایسا لباس پہنتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ثانیہ مرزا تو لان ٹینس میں 31 نمبر پر ہے، اَب 34 ہو گیا ہے۔ آپ سب سے ٹاپ لسٹ سیرینا ولیم سے کیوں نہیں پوچھتے کہ کیا اس کا مذہب اسے ایسے کپڑے پہننے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ آپ مولانا سے کیوں پوچھتے ہیں کہ اسلام میں اس کی اجازت ہے یا نہیں۔ آپ جا کے پوپ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ جیسے کپڑے سیرینا ولیم پہنتی ہیں کیا وہ عیسائیت میں جائز ہیں؟ ...... پوپ بالکل میری طرح سیدھا جواب دے گا کہ حرام ہے۔

ڈیٹرونومی باب 22 کی آیت 5 میں حجاب کے بارے میں واضح لکھا ہے۔ فرسٹ متی باب نمبر 2 آیت نمبر 9 میں ہے کہ عورتوں کو اچھے اور پرتقدس کپڑے پہننے چاہئیں۔ مطلب بھڑ کیلے کپڑے نہیں پہننا چاہیے۔ ایسے کپڑے پہننے چاہئیں جو شرم و حیا کے مظہر ہوں۔ سونا نہیں پہننا چاہیے اور اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے۔

اور عیسائیت میں بھی مختصر کپڑے پہننا حرام ہے۔ ہر پادری اور راہب آپ کو یہی بتائے گا پھر نن یعنی راہبہ کا لباس مسلمان خاتون کی طرح ہوتا ہے۔ پورا جسم ڈھکا ہوتا ہے صرف چہرہ اور ہاتھ کلائی تک دِکھتا ہے۔ تو آپ جب کہتے ہیں کہ جو لوگ مذہبی ہیں، جو عورتیں مذہبی ہیں صرف اُنہیں ایسے کپڑے پہننا چاہئے، ہمارے مطابق ہر مسلمان عورت کو مذہبی اور اس کے مطابق لباس پہننا چاہیے، حجاب کرنا چاہیے۔

افسوس کی بات ہے کہ میڈیا نے اسے اُچھالا اور کئی سیاستدان بھی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملے میں کُود پڑے اور کہنے لگے کہ مولانا کو مذہب تک محدود رہنا چاہیے، سپورٹس میں نہیں آنا چاہیے۔ میں بھی ان سیاستدانوں سے کہوں گا کہ وہ بھی سیاست تک محدود رہیں اور مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔

وہ کہتے ہیں کہ مولانا ہماری سپورٹس وومن کو ترقی کرنے سے روکتے ہیں۔ کئی دیگر غیر مسلم سیاستدان کہنے لگے کہ جو کوئی ثانیہ مرزا کے خلاف ہے وہ دیش کے خلاف ہے۔ تو میں نے کہا جو کوئی بھی ثانیہ مرزا کی ڈریسنگ کا ساتھ دیتا ہے وہ وید کے خلاف ہے۔ ہندوازم کے خلاف ہے۔

ہندوازم میں بھی رگ وید جلد 10 باب 85 اور شلوک 30 میں ہے:

اور رگ وید جلد نمبر 8 باب 33 منتر 19 میں بھی لکھا ہوا ہے کہ

”براہما نے (اللہ نے) آپ کو عورت بنایا ہے، اس لئے نظریں نیچی رکھو اور اپنا سر ڈھانپو۔“

ہندو مذہب میں بھی حجاب ہے مگر ان سیاستدانوں نے اپنی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا ہی نہیں۔

وہ جو کہتے ہیں کہ جو ثانیہ مرزا کے لباس کے خلاف ہے وہ دیش کے خلاف ہے، میں کہتا ہوں کہ جو ثانیہ مرزا کے لباس کے ساتھ ہے وہ ہندو مذہب کے خلاف ہے۔

اور میں مسلم اور ہندو سیاستدانوں سے کہوں گا کہ ٹھیک ہے کھیلوں کو روکنا نہیں چاہیے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے لان ٹینس میں خواتین پورا لباس پہن کر بیڈمنٹن کھیلتی تھیں۔ مکمل ڈھکی ہوا کرتی تھیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے، کپڑے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ تو پہلے بھی تو مسلم اور غیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم خواتین بھی کھیلتی تھیں۔فرض کیا کہ اگر کل کو بیچ والی بال (Beach Woolyball) کا میچ ہوتا ہے جس میں بکنی (مختصر لباس) پہن کر کھیلنا ہوتا ہے تو کیا آپ اپنی بیٹی کو بھیجیں گے بیچ والی بال کھیلنے کیلئے؟

کونسا ہندوستانی سیاستدان ایسا چاہے گا؟

اور میں جانتا ہوں کہ کپڑوں سے پرفارمنس میں کچھ تبدیلی ہوسکتی ہے۔ ایک فیصد یا نصف فیصد ہوسکتی ہے۔لیکن اگر خالی کپڑے پہننے سے کچھ فرق آتا ہے آدھا فیصد ایک فیصد تو ہم جانتے ہیں کہ سوئمنگ میں کم کپڑے پہنے جاتے ہیں تا کہ وہ بہتر انداز میں ہو سکے۔ اگر آپ عقل لڑائیں گے اور بغیر کپڑوں کے سوئمنگ کریں گے تو سب سے اچھی سوئمنگ ہوگی تو کیا آپ بے لباس ہوکر سوئمنگ کریں گے؟؟

اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہمیں میڈیا کی بازی کو پلٹنا چاہیے۔

جب مجھ سے کسی نے کہا کہ کیا ثانیہ مرزا ٹھیک کرتی ہے تو میں نے کہا فی الحال ثانیہ کو چھوڑو ہمارے بہت سے مسلمان کرکٹر میچوں کے دوران نماز یا نمازِ جمعہ تک نہیں پڑھتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ کافر اور مسلم کے درمیان فرق ہی نماز کا ہے۔ ثانیہ مرزا نماز تو پڑھتی ہے، کم از کم صلوٰۃ تو پڑھتی ہے۔ الحمد اللہ۔ ہوسکتا ہے کل وہ کپڑے بھی اچھے پہننے لگے، انشاء اللہ۔ تو میں کہتا ہوں کہ مسلمان کرکٹرز ثانیہ مرزا سے زیادہ بڑا حرام کام کررہے ہیں۔ ثانیہ نماز تو پڑھ رہی ہے، اس کیلئے ہمیں اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ اگر وہ کچھ غلطی کررہی ہے تو اس کے ساتھ حکمت سے پیش آنا چاہیے۔ اللہ اسے ہدایت دے۔ ہوسکتا ہے چند مہینے بعد، چند سال بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے گا اور وہ کپڑے بھی اچھے پہننے لگے۔
میں مانتا ہوں کہ زیادہ کپڑوں سے پرفارمنس کسی حد تک متاثر ہوسکتی ہے لیکن جب اللہ کا ساتھ ہے تو اس میں کتنی ترقی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت 160 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ: ”اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آنے والا، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ اور مومنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کریں۔“

ہوسکتا ہے کچھ عرصہ کے بعد ثانیہ مرزا کو اللہ ہدایت دے اور وہ پورے لباس میں کھیلے اور انشاء اللہ ترقی بھی کرے۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

اور آپ کا کہنا تھا کہ میری کیو ٹی وی پر جو تقریریں ہیں انہیں علاقائی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ میری طرف سے کوئی بھی ممانعت نہیں ہے، جو بھی چاہے اپنی علاقائی زبان میں ڈبنگ کرسکتا ہے، No Copyrights لیکن میں آپ کی زبان نہیں جانتا۔ آپ کے حیدر آبادی لوگ کرنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہیں، کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کوئی کاپی رائٹس نہیں، آپ یہ کام کریں، انشاء اللہ ثواب ملے گا۔

شیخ منظور:

جیسا کہ میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ وقت کی کمی ہے اور سوال کرنے والے زیادہ ہیں، مگر قانون کا احترام ضروری ہے لہٰذا ہم آج کی اس نشست کو ختم کرتے ہیں۔

......☆......☆......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Translation of

Terrorism & Jehad An Islamic Prospective

جہاد اور دہشت گردی

......جہاد کا اصل مفہوم......

اور اس کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ

''اسلام میں کسی برائی یا برے مقصد کی خاطر جہاد کرنے کا تصور تک بھی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں علم کی خاطر جہاد ہے۔ حصولِ دین کی خاطر جہاد ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر جہاد ہے۔ اسلامی جہاد صرف اپنی ذاتی اصلاح اور فلاح اِنسانیت کیلئے ہے۔ اس لئے جب جہاد کا ذکر آتا ہے تو جہاد فی سبیل اللہ سے مذکور ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی غلط فہمی ہے جس کی بناء پر غیر مسلم اور مسلم دونوں نے 'جہاد' کو ایک مقدس جنگ (Holy War) سمجھ لیا ہے''۔

ڈاکٹر ذاکر عبد الکریم نائیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر رچرڈ ڈِی ہائنز کا خطاب

(جنوبی ہندوستان میں چینائی کے کونسل جنرل)

Dr. Richard D. Haynos

Consul General of USA for South India in Chennai

السلام علیکم! مذاہب کی آزادی کو امریکہ میں خاص اور مرکزی اہمیت حاصل ہے اور یہ بالکل غلط تصور ہے کہ امریکہ مذاہب کے خلاف ہے یا اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں یہاں موجود ہوں اور واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ امریکہ میں مذہب کے معاملے میں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے اور ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ اور مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے اور مذہب کو صرف افراد کا ذاتی معاملہ ہی قرار نہیں دیا جاتا بلکہ اس میں اجتماعی وابستگی کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔

اس ضمن میں مَیں اپنے خاندان کی مثال پیش کروں گا۔ جس میں عیسائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہیں ، یہودی بھی ہیں ، رومن کیتھولک بھی ہیں ، شیعہ مسلم بھی ہیں اور کیتھڈولک بھی ہیں۔ یہ صرف میں اپنے خاندان کی مثال پیش کرر ہا ہوں۔ ہر فرد اپنی سوچ بچار اور فہم وفراست سے کوئی عقیدہ یا مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے کلی طور پر آزاد ہے۔ زیادہ تر امریکی خاندان مذہب کے معاملے میں انفرادی سوچ رکھتے ہیں جس کا احترام کیا جاتا ہے۔

میں نے بار بار لداخ اور سری نگر سے چنائی کا سفر کیا ہے اور اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ امریکہ پیپسی ، کوکا کولا ، ٹی وی ، الیکٹرونکس اور دیگر مصنوعات کی برآمد کیلئے مشہور ہے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ امریکہ کو تحمل اور آزادی کے تحائف بھی تقسیم کرنے چاہئیں۔ کسی ملک کی برآمدات زیادہ اہم نہیں بلکہ یہ چیز اہم ہے کہ اس میں تحمل و برداشت اور احترام آزادی کس قدر ہے۔ دنیا بھر کے افراد کو کامل آزادی کے ساتھ اپنے سیاسی راستے اور معاشی وسائل منتخب کرنے کا اختیار ہے۔ امریکہ ہر سطح پر امن کا حامی ہے اور پوری دنیا میں امن وآشتی دیکھنا چاہتا ہے۔ امریکہ پوری دنیا سے دہشت گردی کے بادلوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ اس معاملے میں دیگر ممالک بھی اس سے ہم آہنگی اور یکجہتی کا اظہار کریں۔ نیز مذہبی تقسیم یوں نہیں کی جاسکتی کہ کون کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے بلکہ یہ تقسیم یوں ہے کہ کون مذہب پر یقین رکھتا ہے اور کون اس مذہب کے عقائد پر عمل پیرا ہے۔

پوری دنیا میں لوگوں کو معاشی آزادی اور اپنے طور طریقے اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ امریکہ امن میں اور امن کے دفاع میں یقین رکھتا ہے۔ ہم آزادئ اظہار کیلئے کوشاں ہیں اور تشدد اور دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ میں اس بات کو کبھی بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا کہ بموں ، ہتھیاروں کا استعمال اور جہازوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغوا یا خودکش حملے ہوں بلکہ میں چاہتا ہوں لوگوں کو تعلیم ملے، بیماروں کو دوا اور صاف پانی ملے۔ان کا ماحول آلودگی سے پاک ہواور نکاسی آب کا عمدہ نظام ہو۔

دنیا کے ملکوں میں یگانگت ہو۔منشیات کا خاتمہ ہو۔ایک ملک سرحد پار سے دوسرے ملک میں شرپسندی نہ کرے اس کے امن وامان کو تباہ نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا کرے۔

اس وقت دہشت گردی کے خلاف جنگ کو بنیادی اور مرکزی اہمیت حاصل ہے اور اس مقصد کیلئے امریکہ ہر سطح پر بھرپور کوشش کررہا ہے۔میں ایک بار پھر اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہوں گا کہ یہ جنگ اسلام کے خلاف ہے یا کسی تہذیب کی جنگ ہے۔نہیں، ہرگز نہیں، یہ جنگ تہذیب کے دشمنوں کے خلاف ہے خواہ ان کا تعلق کسی بھی نسل اور کسی بھی مذہب سے ہو۔

امریکہ کو تمام ممالک سے توقع ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ ان توقعات پر پورا اُتریں گے۔اقوامِ متحدہ اس میں بنیادی کردار ادا کررہی ہے۔اس کیلئے ہماری کوششیں ہی کافی نہیں ہیں بلکہ آپ لوگوں کو بھی اسی انداز سے دیکھنا ہوگا اور ہمارے نقطۂ نظر سے اتفاق کرنا ہوگا۔

انہی مقاصد کیلئے ہم نے دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع کی ہے مگر اس سے ایک تصور نے جنم لیا ہے کہ شاید امریکہ اسلام کے خلاف ہے مگر ایسا نہیں ہے یہ ایک غلط نظریہ ہے۔امریکہ کی جنگ تہذیبوں کا ٹکراؤ یا اسلام کے خلاف صلیبی جنگ نہیں ہے بلکہ یہ صرف اور صرف دہشت گردی کے خلاف ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کی بحالی سے دہشت گردی کے اسباب اور وجوہات کا خاتمہ ہوتا ہے کیونکہ آزادی اور مذہبی آزادی سے دہشت گردی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امکانات معدوم ہو جاتے ہیں۔

آپ کی اور امریکہ کی جمہوری قوتوں کو جمہوریت اور امن کی بحالی میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا چاہیے۔ آزادی اور تحمل نے ہمیں ایک ہی لڑی میں پرو دیا ہے۔ آپ اور امریکہ دنیا کی بڑی جمہوریت پسند قوتیں ہیں اور ان کے مقاصد میں خاصی حد تک ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ہمارے مقاصد اور باہمی تعاون سے مستقبل کی نسلوں کو فائدہ پہنچے گا اور آج ہم جدو جہد کر کے اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ بنالیں گے۔ اس کیلئے ہمیں باہمی تعاون کی فضا کو فروغ دینا ہوگا۔ بہتر مستقبل اور امن و آشتی کیلئے مل کر کام کرنا ہوگا۔ شکریہ!

عبدالحکیم:

السلام علیکم میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا تعارف کرانا چاہوں گا۔

آپ اِسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے بانی ہیں اور تقابلی مذاہب میں خاصا اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ بین الاقوامی طور پر ایک بہترین مقرر مانے جاتے ہیں اور گزشتہ چھ سالوں میں آپ دنیا بھر میں 600 سے زائد خطاب فرما چکے ہیں۔ میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے باوجود آپ نے تبلیغِ اسلام کو اپنا مقصدِ حیات بنایا ہے اور اسلام سے منسوب غلط فہمیوں اور غلط تصورات کو دُور کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ آپ اپنے دلائل میں قرآن حکیم، احادیث نبوی ﷺ اور سائنسی نکات استعمال کرتے ہیں اور دین کی باتیں دلیل کے ساتھ پیش کرنے میں آپ کوئی ثانی نہیں۔ آپ کی شخصیت تنقیدی جائزے، چیلنج سوالات، مباحث، کھلے عام سوالات کے جوابات دینے کیلئے مشہور ہے۔ آپ مدلل اور فی البدیہہ جواب دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اسلام اور تقابلی مذاہب سے متعلقہ آپ کی بے تحاشہ مشہور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جن میں ''خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک (پارٹ 1)'' اور ''ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے'' قابل ذکر ہیں۔ خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک پانچ اثر انگیز لیکچرز کا مجموعہ ہے، جس میں ☆ قرآن اور جدید سائنس، ☆ کیا قرآن اللہ کا کلام ہے؟، ☆ مذاہبِ عالم میں خدا کا تصور، ☆ اسلام میں عورتوں کے حقوق اور ☆ اسلام پر چالیس اعتراضات اور اُن کے مدلل جوابات شامل ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ مناظرے میں آپ کو تین علم افروز مناظروں کو سلیس اُردو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کا موقع ملے گا، جن سے ڈاکٹر ذاکر صاحب کو دُنیا بھر میں بے پناہ مقبولیت ملی۔ جن میں درج ذیل موضوعات پر بحث کی گئی ہے:

☆ ''قرآن اور بائبل، سائنس کی روشنی میں''
جو کرسچن سکالر ڈاکٹر ولیم کیمبل کے مابین مناظرہ ہوا۔

☆ ''اسلام اور ہندومت میں خدا کا تصور''
جو ہندو سکالر سری سری روی شنکر کے مابین مناظرہ ہوا۔

☆ ''گوشت خوری، اجازت یا ممانعت''
جو جناب رشمی بھائی زاویری کے مابین مناظرہ ہوا۔

اَب میں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ سٹیج پر تشریف لائیں اور آج کے موضوع پر تقریر کر کے غیر مسلموں کی غلط فہمیوں کو دُور کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب

جنابِ صدر، جناب مسٹر امر سینا، میری بہنوں اور بھائیو! میں آپ سب کو اسلامی طریقہ سے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ پیش کرتا ہوں، یعنی آپ سب پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی سلامتی اور رحمتیں اور عنایات نازل ہوں۔

جناب صدر! ڈاکٹر رچرڈ ہیمز، پنچو راڈیا!

آج کی اس شام کا موضوع ہے:

﴿جہاد اور دہشت گردی، اسلامی نقطۂ نظر اور مستقبل کا منظر نامہ﴾

دنیا بھر میں 20% سے زائد اسلام کے ماننے والے ہیں یعنی مسلمان عالمی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں اور اسلام اس وقت دنیا میں تیزی سے پھیلنے والے مذاہب میں سرِفہرست ہے مگر بدقسمتی سے اس مذہب کا شمار اس ضمن میں بھی پہلے نمبر پر ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ غلط فہمیاں اِسی مذہب سے منسوب کردی گئی ہیں۔ یعنی لوگ جس مذہب کے بارے میں سب سے زیادہ غلط فہمیوں کا شکار ہیں وہ اِسلام ہی ہے اور پھر گیارہ ستمبر کے سانحہ کے بعد تو اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف مزید غلط فہمیوں اور بدگمانیوں نے جنم لیا ہے اور اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ جب کوئی کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان سے ملتا ہے تو اس کے ذہن میں سب سے پہلے دو الفاظ ''بنیاد پرست'' اور ''دہشت گرد'' گونجتے ہیں اور مدِ مقابل پہلے ہی سے غلط تاثر دل میں رکھ کر ملتا ہے۔

آج پوری دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری ہے اور بدقسمتی سے اس جنگ کا نشانہ مسلمان اور مسلم ممالک ہیں۔ مسلمانوں پر ''دہشت گردی'' کا جو لیبل چپکا دیا گیا ہے اور جس طرح میڈیا نے اس کو اُچھالا ہے اور مسلمانوں کو ''بنیاد پرست'' اور ''دہشت گرد'' قرار دینے کی کوشش کی ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اب تو مسلمانوں سے بھی اکثر یہ سوال پوچھ لیا جاتا ہے کہ مسلمان دہشت گرد اور بنیاد پرست کیوں ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو دہشت گرد اور بنیاد پرست قرار دینے کی حکمتِ عملی، غلط پروپیگنڈے اور غلط معلومات کی بنا پر اکثر اوقات صورتِ حال انتہائی گھمبیر ہو جاتی ہے اور اس کی بنیاد پر مسلمانوں کو جگہ جگہ نفرت اور تشدد کا نشانہ بنا لیا جاتا ہے۔ جب اوکلاہاما امریکہ میں بم بلاسٹ ہوا تو بغیر کسی تحقیق کے فوراً مسلمانوں کو موردِ الزام ٹھہرا دیا گیا اور ان کی میڈیا نے اسے مشرقِ وسطیٰ کی 'سازش' قرار دیا مگر جب تحقیقات مکمل ہوئیں تو پتہ چلا کہ اس میں ایک امریکی فوجی ملوث تھا۔

جہاں تک بنیاد پرستی کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان جس مذہب، جس عقیدے اور جس طرزِ تمدن کا پیروکار ہو اس کے بنیادی نظریات اور عقائد پر پوری طرح سے کاربند ہو۔

ایک ڈاکٹر کی بنیاد پرستی یہ ہے کہ وہ اپنے طبّی نظریات پر کاربند ہو، وہ اس کی بنیادی باتوں کو جانتا ہو، ان پر یقین رکھتا ہو اور ان پر عمل کرتا ہو۔

ایک ریاضی دان کی بنیاد پرستی یہ ہے کہ اسے ریاضی کے اصول وقواعد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہی ہو۔ وہ اس کے بنیادی نظریات کو جانتا ہو، ان پر یقین رکھتا ہو اور ان پر عمل کرتا ہو۔

ایک سائنس دان کی بنیاد پرستی یہ ہے کہ وہ صحیح طور پر سائنسی اُصولوں پر کاربند ہو۔ وہ اس کی بنیادی باتوں کو جانتا ہو، ان پر یقین رکھتا ہو اور ان پر عمل کرتا ہو۔

ہم سب کو ایک ہی چھڑی سے نہیں ہانک سکتے۔ بنیاد پرستی میں بنیادی فرق موجود ہے۔ ہر بنیاد پرست معاشرے کیلئے ضرر رَساں نہیں ہوتا اور ہر بنیاد پرست معاشرے کیلئے سودمند بھی نہیں ہوسکتا۔ اس کی تشریح یوں ہوسکتی ہے کہ اگر ایک ڈاکو بنیاد پرست ہے، ڈکیتی اس کی گھٹی میں پڑی ہے تو وہ معاشرے کیلئے ایک خونی درندے سے کم نہیں۔ لیکن دوسری جانب ایک بنیاد پرست ڈاکٹر جو مریضوں کیلئے مسیحا اور نویدِ صحت ہے کسی فرشتے سے کم نہیں ہوتا۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم جس بنیاد پرستی کو دیکھ رہے ہیں اس کا پس منظر کیا ہے ورنہ ہر شخص اپنے وضع کردہ اصولوں کے تحت ایک بنیاد پرست ہی ہوتا ہے۔

ہمیں ایک مسلمان ہونے اور بنیاد پرست مسلمان ہونے پر فخر ہونا چاہیے کیونکہ ہم اللہ کی عنایت سے اس سچے مذہب کے پیروکار ہیں جو پوری دنیا میں امن کا علمبردار اور سلامتی کا داعی ہے جس کا مطلب ہی ''سلامتی'' ہے جس کا نقطۂ آغاز ہی دوسروں کے تحفظ اور سلامتی سے شروع ہوتا ہے۔

ایک سچے مسلمان کو بنیاد پرست ہونا ہی چاہئے اور یہ امر اس کیلئے کسی طور بھی باعثِ شرمندگی نہیں بلکہ اسے اپنی بنیاد پرستی پر فخر ہونا چاہیے بالکل ایسے ہی جیسے دیگر مذاہب مثلاً ہندوازم، عیسائیت اور یہودیت کے پیروکار اپنی اپنی بنیاد پرستی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر فخر کرتے ہیں۔

اسلام چونکہ فلاحِ انسانیت اور امن کا مذہب ہے اسلئے ہر مسلمان کو اپنے بنیاد پرست ہونے پر فخر ہونا چاہیئے۔ اِسلام ہر انسانی معاشرے، ہر قوم، ہر مذہب، ہر ملّت اور ہر متنفس کی بھلائی چاہتا ہے۔ ایک اچھا بنیاد پرست مسلمان دنیا کے کسی بھی فرد کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

وہ لوگ جو اسلام کے متعلق سطحی اور واجبی سا علم رکھتے ہیں وہ اسلام کے خلاف بولتے رہتے ہیں اور اسلامی نظریات کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں مگر اس کے بارے میں ان کا علم ادھورا ہوتا ہے اور وہ بلا سوچے سمجھے جو کچھ اُن کے کانوں میں ڈالا جاتا ہے اس کو مزید نمک مرچ لگا کر آگے بڑھا دیتے ہیں۔

اگر کوئی کھلے دل و دماغ سے اسلام کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے اور اسلامی تعلیمات کا تجزیہ کرتا ہے تو اسے ماننا پڑے گا کہ اسلام نہ صرف اجتماعی بلکہ انفرادی طور پر بھی فلاحِ انسانی پر یقین رکھتا ہے اور اسلام کا بنیادی مقصد ہی بنی نوع انسان کی فلاح ہے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں Webster کی ڈکشنری میں "Fundamentalism" امریکن پروٹسٹنٹ ازم کی ایک تحریک تھی یہ جدت کے خلاف ایک عیسائی گروہ کا احتجاج تھا اور یہ گروہ بائبل کے مندرجات پر زور دیتا تھا۔ انہوں نے عقائد اور اخلاقیات کے تحفظ پر زور دیا تھا اور بائبل کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا کلام قرار دیا تھا۔ اس طرح Fundamentalism عیسائیوں کے اس گروپ کا نام تھا جن کا یقین تھا کہ بائبل حرف بحرف اللہ کا کلام ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا تحریف عمل میں نہیں آئی۔ اس لئے یہ کتاب ہر لحاظ سے مکمل اور اغلاط

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پاک ہے۔

اب جو لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ بائبل اللہ کا کلام ہے اور اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ اسی صورت میں موجود ہے جس میں نازل ہوا تھا اور وہ اسے ثابت بھی کر دیتے ہیں تو یہ ایک اچھی تحریک ہے لیکن اگر کوئی دوسرا ثابت کر دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ تحریک اچھی نہیں ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "Fundamentalist" کا مطلب ایک ایسا شخص جو اپنے مذہب کے بنیادی عقائد پر سختی سے کاربند ہوتا ہے۔ مگر جدید آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "Fundamentalist" کے معانی ہیں ''کسی مذہب کے قدیم اور بنیادی اصول و عقائد کی پابندی کرنے والا، خاص طور پر اِسلام''۔ ''اسلام'' کا لفظ موجودہ ڈکشنری میں اب شامل کیا گیا ہے۔

آج جب ایک شخص 'بنیاد پرست' کا لفظ استعمال کرتا ہے تو وہ فوراً تصور کر لیتا ہے کہ اس سے مراد ایک مسلمان ہے جو دہشت گرد ہے۔ اگر ہم انسانی فلاحی حوالے سے دیکھیں تو ہر مسلمان کو ایک دہشت گرد ہونا چاہیے۔

امن کے دشمنوں کیلئے ایک دہشت گرد!!

انسانیت کے دشمنوں کیلئے دہشت کی علامت!!

طاغوتی طاقتوں کیلئے ایک دہشت گرد!!

کیونکہ دہشت گرد وہ شخص ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں پر دہشت طاری ہو جاتی ہے۔ جب ایک چور، ڈاکو یا قاتل پولیس کو دیکھتا ہے تو اس پر دہشت طاری ہو جاتی ہے اس طرح ایک پولیس مین ان کیلئے ایک دہشت گرد ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو ان لوگوں کیلئے دہشت کی علامت ہی ہونا چاہیے جو انسانوں کا سکون

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برباد کرتے ہیں، جو معاشرے میں بدامنی پھیلاتے ہیں، جو لوگوں کی زندگیاں اجیرن کر دیتے ہیں۔ ایک مسلمان چوروں ڈاکوؤں اور قذاقوں کیلئے ایک دہشت گرد ہے۔ معاشرے کو نقصان پہنچانے والے ہر شخص کے دل میں مسلمانوں کا خوف ہونا ہی چاہیے۔ یہ درست ہے کہ "دہشت گرد" کا مطلب ہے دہشت طاری کر دینے والا مگر مسلمان کو کچھ 'خاص' لوگوں کیلئے دہشت گرد ہونا چاہیے۔ ان لوگوں کیلئے جو پُر امن شہریوں کیلئے خطرہ ہیں۔ عام لوگوں کیلئے مسلمان ایک تحفظ اور اطمینان کی علامت ہے۔ ایک مسلمان عام لوگوں کے امن و امان کا ایک ذریعہ ہے اور ان کی پُر امن فضا کا پاسبان ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ ایک ہی کارکردگی پر ایک شخص کو "دہشت گرد" ہونے کا لیبل اور اسی بنا پر دوسرے فرد کو "محبِّ وطن" کا خطاب دیا جاتا ہے۔ جب ہندوستان انگریزوں کے پنجے میں پھنسا ہوا تھا تو آزادی پسند ہندوستانیوں نے انگریزوں کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کیا۔ ان کارروائیوں کے نتیجے میں انگریز اور انگریز کے حامیوں نے انہیں دہشت گرد کا لیبل چپکا دیا مگر عام ہندوستانی باشندوں کیلئے وہ قومی ہیرو اور محبّ وطن تھے اس لئے انہوں نے انگریز سے ٹکرانے والے آزادی کے ان متوالوں کو "محبّ وطن" کا خطاب دیا۔

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کام ایک ہی ہے۔ کارکردگی ایک ہی ہے مگر وہ انگریز جو ہندوستان پر حکومت کرنے کو اپنا 'حق' سمجھتے تھے یا وہ لوگ جن کے نزدیک ہندوستان پر حکمرانی کا حق انگریز کو ہی حاصل تھا، ان حریّت پسندوں کو باغی، شر پسند اور "دہشت گرد" سمجھتے تھے لیکن ہندوستان کی آبادی کا ایک بڑا طبقہ جو جانتا تھا کہ انگریزوں نے ان کی سرزمین پر زبردستی اور مکاری کے ساتھ قبضہ کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ نہ صرف ان کے وسائل لوٹ رہا ہے بلکہ انہیں بھی ان غاصبوں نے اپنا غلام بنا رکھا ہے وہ لوگ ان حریّت پسندوں کو ''محبّ وطن'' قرار دیتے تھے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ حکومتِ برطانیہ کی تائید کرتے ہیں اور اسے ہندوستان کا جائز حکمران سمجھتے ہیں تو وہ لوگ جو اِن کے خلاف مسلح جدوجہد کر رہے ہیں سب دہشت گرد ہیں۔

لیکن اگر آپ عام ہندوستانیوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے انگریزوں کو غاصب اور ناجائز قابض سمجھتے ہیں تو وہ تمام کے تمام لوگ حب الوطنی کے جذبے سے سرشار محب وطن افراد ہیں۔

اب یہ لوگ ''محب وطن'' تھے یا ''دہشت گرد'' اس کا فیصلہ ایک غیر جانبدار فریق ہی کرسکتا ہے اور اس غیر جانبدار فریق کا فیصلہ فریقین کو بہرصورت قبول کرنا ہوتا ہے۔

میں اس ضمن میں آپ کے سامنے نیلسن منڈیلا کی مثال رکھنا چاہوں گا جو ساؤتھ افریقہ کے صدر ہیں۔ انہیں پہلی حکومت نے دہشت گرد قرار دیا اور رابن آئی لینڈز میں ۲۵ سال سے زائد عرصے تک قید رکھا۔ لیکن اسی شخص کو ساؤتھ افریقہ کے عوام نے ہیرو قرار دیا کیونکہ وہ ان کے حقوق کیلئے آواز بلند کررہے تھے۔ اب دیکھئے شخص ایک ہی ہے۔ کام بھی ایک ہی ہے مگر اسے دو مختلف القاب دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ ساؤتھ افریقہ کی سابقہ سفید فام حکومت سے متفق ہیں کہ جلد کی رنگت انسان کو عظیم اور بالاتر بنادیتی ہے۔ یعنی اگر آپ کی رنگت گوری ہے تو آپ دوسروں سے برتر ہیں۔ تو سب اس بات کو تسلیم کریں گے کہ روئے زمین کا سب سے بڑا دہشت گرد نیلسن منڈیلا تھا۔ لیکن اگر آپ ساؤتھ افریقہ کے باسیوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقطۂ نظر سے اتفاق کرتے ہیں جو کہ ساؤتھ افریقہ کے اصل باشندے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جلد کی رنگت کسی کو بالاتر یا کمتر نہیں بنا سکتی جیسا کہ قرآنِ پاک میں بھی ذکر آتا ہے:

"اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو بلاشبہ اللہ خوب جاننے والا باخبر ہے"۔

(سورۃ حجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 13)

حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے الفاظ میں اعلان فرمایا:

"کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر، سوائے تقویٰ کے"۔

(مسند احمد: 5-511)

اللہ کے نزدیک بزرگی اور فضیلت کا معیار، رنگت، زبان، دولت، امارت، خوبصورتی نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ لہٰذا اگر آپ قرآنی نقطۂ نظر پر یقین رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کو بھی مانتے ہیں تو آپ نیلسن منڈیلا کو دہشت گرد نہیں بلکہ حقوقِ انسانی کا علمبردار قرار دیں گے۔ اس لئے کسی بھی شخص کو کسی بھی مذہب یا کسی بھی کام کی بنیاد پر کوئی لیبل لگانے سے پہلے اس بات کا تجزیہ کرنا ضروری ہے کہ وہ شخص کن وجوہات اور اسباب کی بنیاد پر وہ سب کچھ کر رہا ہے۔

دوسری سرِ فہرست غلط فہمی جو اسلام سے منسوب ہے وہ "جہاد" ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک جہاد کے لفظی معنیٰ اور مفہوم کا تعلق ہے تو اس حوالے سے نہ صرف غیر مسلم بلکہ مسلم بھی غلط فہمی کا شکار ہیں۔

مسلمان اور غیر مسلم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک مسلمان کسی بھی وجہ سے جو جنگ لڑتا ہے وہ جہاد کہلاتی ہے۔ خواہ وہ یہ جنگ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر لڑتا ہے۔ خواہ اس جنگ کی وجہ رنگ و نسل یا توسیع پسندی ہو۔ خواہ اس جنگ کا محرک زبان ہو یا اس جنگ کا کوئی بھی اور دُنیاوی مقصد ہو، اسے آنکھیں بند کر کے ''جہاد'' قرار دے دیا جاتا ہے اور پھر غیر مسلم ہی نہیں مسلمان بھی اس غلط فہمی کا شکار ہو چکے ہیں۔

اس غلط فہمی کی وجہ سے کسی بھی مسلمان ملک، گروہ یا انفرادی جنگ کو ''جہاد'' کی اصطلاح دے دی جاتی ہے جو ایک بہت بڑی غلطی ہے۔

جہاد عربی لفظ 'جَھْدًا' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے، کوشش کرنا، سعی کرنا، توانائی صَرف کرنا، جدوجہد کرنا۔

۱۔ اسلامی نقطۂ نظر سے جہاد سے مراد اپنی ذاتی خامیوں اور برائیوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

۲۔ اسلامی اِصطلاح میں جہاد سے یہ بھی مراد ہے کہ معاشرے کی فلاح و بہبود کیلئے کوشش اور جدوجہد کرنا۔

۳۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ میدان جنگ میں اپنے دفاع کی خاطر کوشش کرنا۔

۴۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ظلم و زیادتی اور جبر و تشدد کے خلاف جدوجہد کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر اگر ایک طالب علم امتحان میں کامیاب ہونے کیلئے محنت کرتا ہے تو عربی میں ہم کہیں گے کہ وہ جہاد کر رہا ہے، کوشش کر رہا ہے، جدوجہد کر رہا ہے۔

اگر ایک ملازم اپنے مالک کو خوش کرنے کیلئے کام کر رہا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ اچھا کام کر رہا ہے یا برا، اس اصطلاح کے مطابق وہ جہاد کر رہا ہے۔ کوشش اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔ یعنی نیک کام کیلئے بھی انسان کوشش کرتا ہے اور برائی کیلئے بھی کوشش کی جاتی ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ جہاد کا مطلب تو کوشش ہے۔

ایک سیاستدان عوام سے ووٹ لینے کی خاطر کوشش کرتا ہے اب وہ اچھا ہے یا برا، لیکن عربی اصطلاح میں وہ جہاد کر رہا ہے۔

جہاد کا مطلب کوشش ہے اور اس کے مفہوم اور مطلب کے حوالے سے لوگ بڑی حد تک غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اب مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کا نظریہ ہے کہ جہاد تو صرف مسلمان ہی کر سکتے ہیں اور جہاد صرف انہی سے منسوب ہے۔ قرآنِ پاک کی ایک آیت سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلم بھی جہاد کر سکتے ہیں:

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کر دی ہے کہ اس کی ماں تکلیفوں پر تکلیفیں جھیل کر اسے پیٹ میں رکھتی ہے پھر دو سال میں اس کا دودھ چھڑاتی ہے اور یہ کہ تُو میرا شکر ادا کیا کر اور اپنے ماں باپ کا بھی، آخر لوٹ کے میرے ہی ہاں آنا ہے''۔

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر 14)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''لیکن اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ میرے ساتھ اسے جس کا تجھے کوئی علم نہیں شریک کر تو ان کی بات نہ مان مگر دُنیاوی معاملات میں پسندیدہ طریقے پر ان کا ساتھ دے اور اس راہ پر چل جس کا رخ میری طرف ہے پھر میری طرف ہی تم لوگوں کو آنا ہے، پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو تم کیا کرتے تھے''۔

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر 15)

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو والدین سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اُسے جس کا تجھے علم نہیں شریک بنائے تو ان کی بات نہ مان۔ میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے پھر میں تمھیں بتاؤں گا جو تم کیا کرتے تھے''۔

(سورۃ عنکبوت، سورۃ نمبر 29، آیت نمبر 8)

ان آیات کے تناظر میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ غیر مسلم بھی جہاد کرتے ہیں۔

ترجمہ: ''ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر باغیانِ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے حامیوں سے لڑو، بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے''۔

(سورۃ النسا، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 76)

یعنی ایمان والے اللہ کی راہ میں اور کفار شیطان کیلئے جہاد کرتے ہیں۔

لہٰذا جہاد ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب صرف ''کوشش کرنا'' ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تناظر میں وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں ان کی یہ کوشش ''جہاد فی سبیل اللہ'' کہلاتی ہے اور وہ لوگ جو شیطان کی خاطر کوشش کرتے ہیں ان کی یہ کوشش ''جہاد فی سبیل شیطان'' کہلاتی ہے۔

لہٰذا جہاد کی دو اقسام ہیں:

۱۔ جہاد خیر......اچھا جہاد

۲۔ جہاد شر...... برا جہاد

یعنی اچھے مقصد کیلئے جہاد یا کوشش کرنا اور مذموم مقصد کیلئے جہاد یا کوشش کرنا۔

اگر ہم صرف اسلامی تناظر میں دیکھیں تو جہاد کی ایک ہی قسم ہے۔

☆ اللہ کی خاطر یعنی جہاد فی سبیل اللہ کرنا

☆ نیکی کی خاطر جہاد کرنا

☆ اصلاحِ معاشرہ کی خاطر جہاد کرنا

اسلام میں کسی برائی یا برے مقصد کی خاطر جہاد کرنے کا تصور تک بھی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں علم کی خاطر جہاد ہے۔ حصولِ دین کی خاطر جہاد ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر جہاد ہے۔ اسلامی جہاد صرف اپنی ذاتی اصلاح اور فلاح انسانیت کیلئے ہے۔ اس لئے جب جہاد کا ذکر آتا ہے تو جہاد فی سبیل اللہ سے مذکور ہوتا ہے۔

یہ ایک ایسی غلط فہمی ہے جس کی بناء پر غیر مسلم اور مسلم دونوں نے 'جہاد' کو ایک مقدس جنگ Holy War سمجھ لیا ہے۔ درحقیقت جب آپ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں تو اس میں کہیں بھی مقدس جنگ کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ آپ کو کسی بھی صحیح حدیث میں ''مقدس جنگ'' کا لفظ یا تذکرہ نہیں ملے گا۔ مقدس جنگ کیلئے عربی کا لفظ ''حربِ مقدسہ'' ہوسکتا ہے جس کا مطلب Holy War ہوگا۔ یہ لفظ نہ تو قرآنِ حکیم میں مذکور ہے اور نہ یہ لفظ کسی صحیح حدیثِ مبارکہ میں موجود ہے۔ مقدس جنگ کا لفظ تو عیسائیوں اور یہودیوں کا خود سے بنایا ہوا ڈائیلاگ ہے، جنہوں نے اِسلام کے حوالے سے کتابیں لکھنا شروع کیں اور بدقسمتی سے بعد میں مسلم محققین نے بھی ترجمہ کرتے ہوئے جہاد کا مطلب ''مقدس جنگ'' لکھا۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے اور اگر کوئی اسلام کے حوالے سے ایک غلطی کرتا ہے تو یہ قانون نہیں ہوجاتا اور بدقسمتی سے بعض مسلم مشاہیر نے بھی جہاد کا ترجمہ مقدس جنگ یا Holy war کیا ہے جو سراسر غلط ہے۔

لڑائی کیلئے قرآنِ پاک میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ قتال یعنی Fighting ہے جس کا مطلب مارنا یا قتل کرنا ہے اور پھر دیکھیں قتل اور لڑائی کی دو اقسام ہیں:

۱۔ اچھے مقصد کی خاطر لڑائی یا قتال

۲۔ برے مقصد کی خاطر لڑائی یا قتال

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

ترجمہ: ''ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر باغیانِ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، سوتم شیطان کے حامیوں سے لڑو، بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے''۔

(سورۃ النسا، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 76)

ایمان والے اللہ تعالیٰ کی خاطر لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی خاطر لڑائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں تو ایمان والوں کو شیطان کے پیروکاروں کے خلاف لڑنے دو اس کا مطلب ہے برے لوگ شیطان اور شیطانی مقاصد کی خاطر لڑتے ہیں اور اچھے لوگ اللہ اور امن کی خاطر لڑتے ہیں۔ لہٰذا جہاد کا مطلب کسی طور بھی ''مقدس جنگ'' نہیں ہے اور صرف قتال کا مطلب لڑائی کرنا ہے۔ قتال فی سبیل اللہ کا مطلب ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خاطر لڑنا اور قتال فی سبیل الشیطان کا مطلب ہے شیطان کی خاطر لڑنا۔

قرآنِ پاک میں جہاد کا لفظ کئی مقامات پر کئی حوالوں سے استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ حضرت محمد ﷺ نے کئی احادیث میں بھی استعمال فرمایا ہے:

قرآنِ پاک میں آتا ہے:

ترجمہ: ''اور اللہ کیلئے جہاد کرو جیسا کہ اس کیلئے جہاد کرنے کا حق ہے اسی نے تمہیں چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ یہ تمہارے باپ ابراہیم کا طریقہ ہے اسی نے تمہارا نام مسلم (فرمانبردار) رکھا، پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی، تاکہ رسول تم پر گواہ ہو جائے اور تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے تھام لو۔ وہی تمہارا آقا ہے، پھر وہ کیا ہی اچھا آقا ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔''

(سورۃ الحج، سورۃ نمبر 22، آیت نمبر 78)

ترجمہ: ''جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی ہے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے ہاں بہت ہی بڑے درجے والے ہیں اور وہی مراد
پانے والے ہیں''۔

(سورۃ توبہ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 20)

اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔ خلوص اور نظم و ضبط سے، وہ اہل ایمان جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، صعوبتیں اٹھائیں اور اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آخرت میں بڑا اجر ملے گا۔ یعنی وہ لوگ جو اس دنیا میں اللہ کی خوشنودی کی خاطر کام کرتے ہیں ان کا اُٹھنا بیٹھنا اور سونا جاگنا اللہ کی خاطر ہوتا ہے۔ یہی لوگ کامیاب ہیں اور انہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آخرت میں بلند درجات عطا فرمائے گا اور یہ لوگ جنت کے مستحق ہوں گے جہاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے:

ترجمہ: ''مجاہد، وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد (کوشش) کرتا ہے اور صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ کون فی الحقیقت اس کی راہ میں خلوصِ نیت سے کوشش کرتا ہے۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جو مسلسل روزے رکھتا اور عبادت کرتا ہے اور اگر ایک مجاہد یعنی اللہ کی راہ میں کوشش کرنے والا، اللہ کی راہ میں مارا جاتا ہے تو اسے جنت عطا کی جائے گی اور اگر وہ واپس آتا ہے تو اسے اس دُنیا اور آخرت میں نیک صلہ ملے گا''۔

(صحیح بخاری جلد چہارم، حدیث نمبر 46)

ترجمہ: ''اور جو کوئی کوشش کرتا ہے تو صرف اپنی ذات کیلئے کوشش کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اللہ تو جہان والوں سے بے نیاز ہے"۔

(سورۃ عنکبوت، سورۃ نمبر 29، آیت نمبر 6)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بے نیاز ہے اور اگر کوئی اس کی راہ میں خلوص نیت سے کوشش کرتا ہے تو وہ اس کے اپنے ذاتی فائدے کیلئے ہوتی ہے اور اللہ اس کی نیت اور ارادے کا صلہ اسے دیتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خالق و مالک ہے اور اسے کسی چیز کی حاجت وضرورت نہیں ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر ایک انسان نیکی کرتا ہے اچھے کام کرتا ہے۔ پہلے خود اچھا بن جاتا ہے پھر دوسروں کے ساتھ اچھائی کرتا ہے تو اس کا فائدہ اس کی اپنی ذات کو پہنچے گا۔ یعنی وہ نیک عمل کر کے نعوذ باللہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بے پرواہ ہے اور اگر پوری دنیا شرک میں مبتلا ہو جائے تو اس کی ذات کو ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا اور اگر ساری دنیا کے لوگ مومن بن جائیں تب بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو مطلق فرق نہیں پڑتا۔ ہاں اس عمل سے ان مومنین کو ضرور فائدہ پہنچنے والا ہے اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہونے والی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اسے کسی کی مدد اور نصرت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر آپ راہِ خدا میں کوشاں ہیں تو اپنے فائدے کیلئے کوشاں ہیں اور آپ کے اعمال کا ثمر آپ کی جھولی میں ہی آنے والا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: "کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے اور تمہارے
بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور مال جو تم نے
کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو
اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم جاری کرے اور اللہ نافرمان لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا"۔

(سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 24)

یعنی اگر ایک انسان اپنے والدین، اپنی اولاد، اپنی بیویوں اور شوہروں، عزیز رشتہ داروں، مکانات اور کاروبار سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ ان سب چیزوں پر محبت و اطاعتِ الٰہی حاوی ہو جاتی ہے تو اللہ کی عنایات اور کرم کی بارشیں شروع ہو جاتی ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فاسق و فاجر کو ہدایت نہیں فرمایا کرتا۔

اسی طرح آپ کو بہت سی احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی یہی بات ملے گی اور جہاد کے موضوع پر بہت سے ارشادات نظر آئیں گے۔

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا ہمیں جہاد کیلئے نہیں جانا چاہیے؟ آپ نے فرمایا آپ کا بہترین جہاد مکمل حج ہے"۔

(صحیح بخاری، جلد چہارم، حدیث نمبر 2784)

ایک اور مقام پر صحیح بخاری کی حدیث شریف میں موجود ہے کہ

ترجمہ: "ایک شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا مجھے جہاد پر جانا چاہیے؟ یعنی برے لوگوں کے خلاف لڑنے کیلئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین حیات ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں یارسول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ان کی خدمت تمہارے لئے بہترین جہاد ہے"۔

(صحیح بخاری، جلد چہارم، حدیث 5792)

ایک اور موقع پر سنن نسائی شریف میں ہے:

ترجمہ: "ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: "یارسول اللہ ﷺ! بہترین جہاد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق یعنی سچ بات کرنا ہے"۔

(سنن نسائی شریف، حدیث نمبر 4209)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد مختلف مقامات پر مختلف باتوں کیلئے استعمال کیا گیا ہے اور سب سے بہترین جہاد حج اکبر کو بھی قرار دیا گیا ہے۔

ایک موقع پر والدین کی خدمت کو جہاد قرار دیا۔

ایک موقع پر حج کو جہاد قرار دیا۔

ایک موقع پر جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق بیان کرنے کو بہترین جہاد قرار دیا گیا۔

حضرت سعید بن ابان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجاہد وہ شخص ہے جو اللہ کی رضا کے حصول کیلئے اپنے خلاف لڑتا ہے (اپنی خواہشات کو زیر کرنے کیلئے اپنے آپ سے جنگ کرتا ہے) اور مہاجر وہ شخص ہے جو برائی سے اچھائی کی طرف ہجرت کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد کا لفظ مختلف مقامات اور صورت احوال کیلئے استعمال ہوتا ہے اور ایک خاص صورتِ حال کے مطابق اس کی تعریف ہوتی ہے لہٰذا جہاد کے بارے میں صحیح طور پر جاننے کیلئے آپ کو قرآن پاک اور صحیح احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

(سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 208)

اے ایمان والو! پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آؤ۔ یعنی ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی سے باز رہیں اور پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو کر شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جائیں۔

کئی مقامات پر قرآن پاک میں آتا ہے کہ شیطان کی پیروی نہ کرو۔ مگر یہاں بیان ہے کہ شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ کیا شیطان اور اس کے نقشِ قدم کی پیروی میں کوئی فرق ہے؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہاں الفاظ کیوں تبدیل فرمائے؟ اس کا باعث یہ ہے کہ کوئی بھی جو تھوڑا سا ایمان وایقان رکھتا ہے مثال کے طور پر اگر ایک خوبصورت عورت فون کر کے کہتی ہے آؤ ساتھ مل کر شب گزاریں تو اس کا جواب ہوگا نہیں، ہرگز نہیں، بالکل نہیں، اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے اور یہ گناہ ہے۔ میں یہ گناہ نہیں کروں گا کیونکہ اس سے اللہ ناراض ہوگا۔

لیکن ایک کم یا کمزور ایمان والا شخص ایک خوبصورت لڑکی سے فون پر بات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیٹ کو گناہ نہیں سمجھتا اور اس سے گپ شپ کرتا رہتا ہے کہ اس سے کیا ہوگا۔ لیکن ایک دن لڑکی کہتی ہے آؤ! آج مل کر میکڈونلڈ میں چائے پیتے ہیں وہ میکڈونلڈ میں چلا جاتا ہے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتا ہے۔ چند دن بعد وہ ڈنر کیلئے کسی ریسٹورنٹ کا رُخ کر سکتے ہیں اور چند دنوں بعد ہوسکتا ہے وہ کسی ہوٹل میں شب بسری کر لیں۔ یہی شیطانی چالیں ہیں جو لحہ بہ لحہ اور درجہ بدرجہ بڑھتی رہتی ہے اور پتا اس وقت چلتا ہے جب اونٹ خیمے میں اور بدّو باہر ہوتا ہے۔

اگر شیطان براہِ راست حملہ کرتا اور وہ لڑکی پہلے لمحے ہی کہہ دیتی کہ آؤ کسی ہوٹل میں چل کر رات گزارتے ہیں تو ممکن ہے وہ تھوڑے ایمان والا شخص فی الفور انکار کر دیتا اس لئے شیطان نے اپنے پیادے آہستہ آہستہ آگے بڑھائے اور اپنی چالوں کو کامیاب بنایا۔ اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے شیطان کی پیروی اور اس کے بعد شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے منع فرمایا۔

شیطان اپنے حربے بڑے داؤ پیچ سے استعمال کرتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان کے رگ و پے میں اُتر جاتا ہے اس ضمن میں خوبصورت عورت اس کیلئے بہترین آلۂ کار اور ہتھیار ثابت ہوتی ہے۔

دیکھئے جب ایک جواں سال لڑکی دُور سے صرف فون پر اس سے بات کرنا چاہتی ہے تو وہ سوچتا ہے صرف باتوں سے کیا ہوتا ہے چلو تھوڑی بہت بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

پھر اس کے بعد سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

صرف اکٹھے چائے پی لینے میں کیا حرج ہے؟

اکٹھے ڈنر کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب وہ اتنے خلوص سے دعوت دے رہی ہے، ایک بار مل لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو۔

اسلام ایک قلعہ ہے اور جو اس میں پوری طرح داخل نہیں ہوگا وہ غیر محفوظ ہوگا۔

اسی طرح سب سے بہترین، عمدہ اور مکمل جہاد یہ ہے کہ ان لوگوں تک سچائی کا پیغام پہنچایا جائے جو اس سے بے خبر ہیں جو حق اور سچ سے غافل ہیں انہیں غفلت کی نیند سے بیدار کیا جائے۔ سب سے بہترین جہاد نیکی کی دعوت دینا ہے۔ ان لوگوں کو نیکی کا پیغام دینا جو اس پیغام سے نا آشنا ہیں اور حق نہیں پہچانتے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''تم بہترین جماعت ہو جو عوام الناس کی خدمت کیلئے نکلی ہے، تم نیکی کیلئے کہتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو، اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے تو ان کیلئے بہتر ہوتا، اُن میں سے بعض تو مسلمان ہیں، اور اکثر اُن میں کافر ہیں''۔

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 110)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بہترین اُمت اور بہترین انسان قرار دیا اور ان پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ دوسروں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ یعنی جو شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھائی سے دور ہے اور دوسروں کو اچھائی کی تلقین نہیں کرتا اس کا شمار نہ تو اچھے مسلمان میں ہوتا ہے اور نہ اچھے اُمتی میں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس اُمت کو جو یہ عزت اور مرتبہ عطا کیا ہے اس کی بنیاد ہی اچھائی کی ترغیب اور برائی سے بچنے کا حکم دینے پر ہے۔

لہٰذا یہ ایک فریضہ ہے جو مسلمانوں کو سونپا گیا ہے کہ وہ روئے زمین کے انسانوں کو اچھائی کے پلیٹ فارم پر متحد کریں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِا الصَّبْرِ○

ترجمہ: ”زمانے کی قسم! انسان گھاٹے میں ہے، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے عمل کئے اور حق کی تاکید اور صبر کی تاکید کی“۔

(سورۃ العصر، سورۃ نمبر 103، آیت 1 تا 3)

صرف عقیدہ ہی آپ کو جنت میں نہیں لے جائے گا بلکہ اس عقیدے کے علاوہ آپ کو عمل بھی کرنا ہوگا لوگوں کو سچ کی طرف لانا ہوگا۔ اگر آپ میں یہ خصوصیات نہیں جو سورۃ العصر میں بیان کی گئی ہیں تو آپ جنت میں داخل نہیں ہوسکتے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ انٹرنیشنل میڈیا، ٹیلی ویژن، سیٹلائٹ چینلز، اخبارات، رسائل، جرائد میں اسلام بنیادی موضوع ہے، حتیٰ کہ انٹرنیٹ پر بھی اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں وسیع پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔

میں ذاتی طور پر ڈاکٹر رچرڈ ہیمنز کی اس بات سے اتفاق کروں گا کہ امریکی قوم اسلام کے خلاف نہیں ہے۔ میں خود کئی بار امریکہ جا چکا ہوں اور امریکی عوام مجموعی طور پر اسلام کے خلاف نہیں ہیں اور یہی بات میرے ہندوستانی بھائیوں پر بھی صادق آتی ہے کہ مجموعی طور پر ہندو اسلام کے خلاف نہیں ہیں۔ بلکہ چند ہندوؤں کا ایک گروہ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کر رہا ہے۔ اسی طرح چند یورپین بھی ذاتی اور سیاسی مقاصد کیلئے اسلام کو ہدفِ تنقید بنا رہے ہیں ورنہ عوام الناس کو اسلام سے کوئی شکایت نہیں۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ امریکی عوام اور انڈین عوام مجموعی طور پر اسلام کے خلاف نہیں ہیں۔ صرف تھوڑے سے انتہا پسند اِسلام کے خلاف ہیں اور بدقسمتی سے یہی لوگ میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں۔

حصولِ اقتدار کیلئے، ووٹ بینک بنانے کیلئے اور دیگر مفادات کے حصول کیلئے یہ لوگ معاشروں کو آپس میں اُلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور انھیں الجھا کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں۔ اس طرح کے چند لوگ ہندوؤں میں ہیں اور چند لوگ اہلِ مغرب میں ہو سکتے ہیں ورنہ اکثریت کو ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے اور وہ ہر طرح سے باہمی ہم آہنگی اور امن کے خواہاں ہیں۔ یہی تھوڑے سے لوگ غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں اور لوگوں کو باہم اُلجھانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے تناؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ 16 اپریل 1979ء کو ورلڈ ٹائم میگزین میں ایک آرٹیکل شائع ہوا جس میں بتایا گیا تھا کہ صرف 150 سالوں میں اسلام کے خلاف 60,000 سے زائد کتابیں لکھی اور شائع کی گئیں۔ اگر آپ اس کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ اسلام کے خلاف یومیہ ایک کتاب لکھی گئی۔ یہ میڈیا ہے جس نے اسلام کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائرنگ لائن میں لا کھڑا کیا ہے اور میں بالکل واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے محرکات صرف میڈیا اور سیاستدان ہیں۔ معذرت چاہتا ہوں میں کسی صحافی یا سیاستدان کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا صرف 50% سے زائد صحافی اور سیاستدان مفاد پرست اور امن دشمن ہیں دیگر اچھائی اور امن کے پیروکار ہیں۔ یہ میری ذاتی رائے ہے کہ چند نام نہاد اور مفاد پرست صحافی اور سیاستدان امن کی فضا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ سب کے سب سیاستدانوں اور صحافیوں کو ایک پلڑے میں نہیں تولا جاسکتا۔ اچھے صحافیوں اور سیاستدانوں کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن 50% سے زائد سیاستدانوں اور صحافیوں کا ذکر اسی قبیل میں ہوتا ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ آج خاص طور پر مسلمان میڈیا کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر مسلمان خواتین کے 'حجاب' کو نشانہ بنالیا گیا ہے۔ جب کہ راہبائیں (Nuns) بالکل اسی طرح کا لباس پہنتی ہیں جس طرح کا حجاب یا برقعہ مسلم خواتین استعمال کرتی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ راہبائیں اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہیں۔ لوگ ان راہباؤں کا احترام کرتے ہیں۔ کیوں؟ یہ فرق کیوں ہے؟

اگر ایک مسلم خاتون نقاب اوڑھتی ہے تو اسے دہشت گردی کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ بھئی اگر کوئی حجاب لیتا ہے تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ اور اگر کوئی نقاب نہیں اوڑھتا تب بھی اس میں کسی کو کیا نقصان ہے؟ ایک سکھ نے کینیڈین شہری ہونے کا مقدمہ لڑا۔ وہ سکھ آرمی میں تھا اور اس نے کہا کہ وہ اپنی پگڑی کسی قیمت پر نہیں اتارے گا اور وہ مقدمہ جیت گیا۔ اسی طرح ایک طالب علم نے کہا کہ وہ کالج میں پگڑی پہنے گا۔ عدالت نے اسے بھی اس بات کی اجازت دے دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر کوئی خاتون پردہ کرتی ہے، حجاب لیتی ہے تو اس سے کسی کا کیا بگڑتا ہے؟ کسی کو کیا نقصان پہنچتا ہے؟ ایک جھنڈا ایک ٹوپی کسی کا کیا نقصان کر سکتے ہیں؟ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے اور بھی بہت سے مذاہب کے پیروکار داڑھی رکھتے ہیں۔ یہودی داڑھی رکھتے ہیں، عیسائی داڑھی رکھتے ہیں، سکھ داڑھی رکھتے ہیں، ہندو داڑھی رکھتے ہیں۔ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ میں نے ٹوپی پہن رکھی ہے۔ اب بھلا یہ ٹوپی کسی کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے؟ جہاں تک داڑھی کا سوال ہے تو یہ تو کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ مسلمان نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق داڑھی رکھتے ہیں اور عیسائی بھی مذہبی احکامات کے تحت داڑھی رکھتے ہیں۔ اب اس داڑھی سے میرے خیال میں تو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا اور نہ اسے ایشو ہی بنانا چاہیے۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں ہر مذہب کی عظیم شخصیات باریش نظر آئیں گی۔ پھر پتا نہیں لوگ داڑھی کو کیوں ہدفِ تنقید بنا رہے ہیں۔ لہٰذا اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ میڈیا کے پردے کے پیچھے چھپے بیٹھے صرف چند انسان اپنے مفادات کے پیشِ نظر اس مسئلے کو اُچھال رہے ہیں۔ انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج لوگوں میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان کا خاص نشانہ مسلمان ہیں۔ ہم ان لوگوں تک اور آپ لوگوں تک سچائی کا پیغام پہنچاتے ہیں کہ ان غلط فہمیوں کو دِل سے نکال دیں اور حقائق تک رسائی حاصل کریں۔ ایک اور تنقید جو اسلام پر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ

"کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو"

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآنِ پاک میں یہی لکھا ہوا ہے اور الفتویٰ کا حوالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دیا جاتا ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ توبہ ۹ آیت ۵ میں ہے، جسے اس طرح لکھا گیا ہے کہ جہاں کہیں تم کسی کافر (ہندو) کو پاؤ قتل کر دو۔ ہندو کا لفظ قوسین کے اندر ہے۔ اب اگر ایک عام ہندو بھی اس کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اوہو! یہ تو ہمارے یعنی ''ہندو'' کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ اسے قتل کر دو۔ فطری طور پر وہ اس کے خلاف ردِ عمل کا اظہار کرے گا اور اسلام کے خلاف ہو جائے گا۔ اب اس کے پاس الفتویٰ کی تحریر اور حوالہ ہے۔ اسی حوالے کو مستشرقین نے بھی استعمال کیا ہے۔ اب وہ قرآن کی سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۵ کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ اب قرآن پاک اقوال کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک مربوط اور مفصل کتاب ہے۔ اس کا ربط اگلی اور پچھلی آیات سے ہوتا ہے اور اسے اسی انداز میں پڑھنا چاہیے مثلاً زیرِ بحث آیت کا تعلق آیت نمبر ۶ سے ہے۔ اگر آیات کو مربوط انداز سے پڑھا جائے تو متن پوری طرح واضح ہو جاتا ہے مگر یہ لوگ تو آیت نمبر ۶ پڑھنے کے بعد فوراً ہی چھلانگ لگا دیتے ہیں اور کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے قبل کی چند آیات میں مسلمانوں اور کفار کے مابین ہونے والے امن معاہدے کا ذکر ہے۔ اس معاہدے کو اہلِ مکہ نے توڑا تھا۔ آیت نمبر پانچ میں اسی تناظر میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم کفار (کفارِ مکہ) کو میدان جنگ میں جس مقام پر بھی پاؤ انہیں قتل کر دو۔ اب یہاں ''میدانِ جنگ'' کا ذکر ہے اور آپ اب ذرا ویت نام اور امریکہ جنگ کو اپنے ذہنوں میں لائیں اور اگر ویتنامی سپہ سالار اپنے سپاہیوں سے کہتا ہے کہ میدانِ جنگ میں دشمن کو جہاں بھی پاؤ مار ڈالو تو اب ذرا سوچیے! اس میں غلط کیا ہے؟ لیکن اگر آج آپ کہیں کہ امریکہ کہتا ہے کہ جہاں بھی کوئی ویتنامی نظر آئے اسے مار ڈالو تو یہ کوئی منطقی بات نہیں ہوگی۔ میدانِ جنگ میں فریقین لڑنے ہی جاتے ہیں اور وہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرنے مارنے کی بات ہی ہوا کرتی ہے۔

ایک سپہ سالار اپنے فوجیوں کو جوش دلانے کیلئے اس طرح کی مثالیں پیش کرتا ہے اور اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی تم سے لڑنے آئے تو اس سے لڑو اور جب کوئی تمہیں مارنے آئے تو تم اسے ماردو تو بتایئے بھلا اس میں کون سی غلط بات ہے؟

پھر آیت نمبر چھ میں آتا ہے کہ اگر وہ خاموش رہیں یعنی امن چاہیں تو تم بھی تجاوز نہ کرو یعنی ان پر حملہ نہ کرو اور انہیں اپنے مقام پر امن سے رہنے دو۔ قرآن ان کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے آج کی دُنیا میں کون سا جنرل ہے جو اپنے دشمن کو نہ صرف امن دے بلکہ اس کے مقام کی حفاظت بھی کرے؟ یہ صرف قرآن میں ہے۔ اگر آپ پورا متن پڑھیں تو آپ کو قرآن کا اصل مفہوم سمجھ میں آجائے گا۔ آپ کوئی بھی مذہبی کتاب اٹھا لیجئے، بائبل، توریت رامائن، مہابھارت، گرنتھ، سب میں جنگ اور لڑائی کا تذکرہ موجود ہے۔

بائبل باب ۲۲، آیات ۱۸ تا ۲۰ میں ہے، باب ۳۱ آیات ۱۷ اور ۱۸، گوسپل آف لوقا باب ۲۲ آیت ۱۷ میں لڑائی کا ذکر ہے اور آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ جب پیروکاروں کا امتحان تلوار سے لیا گیا تھا۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جنگ اور لڑائی ہر مذہب میں مذکور ہے۔ مہابھارت تو پوری کی پوری ایک جنگ کے نشیب و فراز پر مبنی ہے۔ گیتا کے باب ۲ میں مذکور ہے کہ جب ارجن اُداس ہوجاتا ہے اور اپنے عزیزوں کے خلاف جنگ کرنے سے کتراتا ہے تو کرشن مہاراج اسے کہتے ہیں کہ تم حق پر ہو اور حق کیلئے نبرد آزما ہو اس لئے تمہیں اس بات کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ تمہارے سامنے رشتے دار ہیں یا غیر۔ تمہیں آگے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ کر اَنیائے (بے انصافی) کا خاتمہ کرنا ہے۔ سچ کی خاطر سب کچھ کرنا اور جھیلنا پڑتا ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 135 میں ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ، اللہ کیلئے گواہی دیتے، چاہے اس میں تمہارا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو، بہر حال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

یعنی سچ کی خاطر مضبوطی سے کھڑے ہونے اور ڈٹ جانے کا حکم ہے اور اگر اس راہ میں والدین بھی حائل ہوں تو ان سے بھی لڑنے کا حکم ہے۔ ہر امیر اور غریب کا محافظ اللہ ہی ہے۔ تمام مذہبی کتب میں کسی نہ کسی موقع پر جنگ کا تذکرہ اور جنگ کا حکم موجود ہے جو باطل کے خاتمے اور حق کی بقا کیلئے ضروری ہوتی ہے۔ اب گیتا یا مہابھارت کی کسی بات کو ہدف بنا لینا یا اسی طرح کسی اور مذہبی کتاب کی کسی بات پر معترض ہونا مناسب نہیں بلکہ ہم آہنگی کا تقاضا یہ ہے کہ آپ مذہبی کتابوں کا بغور مطالعہ کریں اور حقائق کی تہہ تک پہنچیں۔ جب آپ کسی مذہب کی بنیادی کتاب کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو اس مذہب کے بارے میں کُلی معلومات حاصل ہوں گی۔ محض اِدھر اُدھر کی سنی سنائی باتوں سے مذہب کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا۔

قرآن پاک کی سورۃ مائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 32 میں ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو بچالیا اس نے گویا سب کو بچالیا“۔

یعنی اگر کسی نے کسی انسان کو خواہ وہ مسلمان ہے یا کافر بلا سبب قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا اور اگر اس نے کسی انسان کی جان بچائی خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم تو گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی۔ یہ ہے قرآن کا دَرس۔ یعنی ایسے انسان کے قتل کو جو نہ تو زمین پر فساد پھیلا رہا ہے اور نہ دوسرے انسانوں کے امن کے درپے ہے ایک جرمِ عظیم قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک جہاد فی سبیل اللہ کا تعلق ہے تو اس کیلئے واضح احکامات اور حالات موجود ہیں اور برے لوگوں سے جنگ کا حکم ہے۔ اس حوالے سے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

قرآن پاک کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 190 تا 194 میں ہے:

ترجمہ: ”اور اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو، اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے۔ اور مسجدِ حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو۔ کافروں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان
ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور ایک
اللہ کی عبادت ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہ کرو مگر ظالموں
پر۔ ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے
جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی
اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کے
ساتھ ہے"۔

اسلام میں جنگ آخری حربہ ہے اور جب ناگزیر حالات میں اس کی ضرورت درپیش ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات ہیں اور حدود میں رہنے کا حکم ہے۔

اس دوران مسلمان مجاہدین کیلئے احکامات ہیں کہ وہ

۱۔ عورتوں پر حملہ نہ کریں۔

۲۔ بچوں پر حملہ نہ کریں۔

۳۔ بوڑھوں اور کمزوروں پر ہاتھ نہ اٹھائیں۔

۴۔ معذوروں اور نہتے لوگوں پر حملہ نہ کریں۔

۵۔ اپنے گھروں میں امن سے رہنے والوں اور عبادت گاہوں میں عبادت گزاروں پر حملہ نہ کریں۔

۶۔ ایسے لوگوں پر حملہ نہ کریں جو ہتھیار باندھ کر نہیں نکلے۔

۷۔ کھیتوں اور مویشیوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔

۸۔ درخت نہ کاٹیں، فصلیں نہ جلائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ عبادت گاہوں کو مسمار نہ کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر حملے سے بھی منع فرمایا ہے اور لوگ تو اپنے ہی ہم مذہبوں کو نشانہ بنا دیتے ہیں۔ ان واقعات کے پیچھے مذہب نہیں بلکہ سیاسی اور انفرادی مفادات ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں ان میں ایک ہزار اٹھارہ لوگ قتل ہوئے۔

آپ جانتے ہیں پہلی جنگِ عظیم میں کتنے لوگ مارے گئے تھے؟

کیا آپ یہ اعداد وشمار جاننا چاہیں گے؟

بیس ملین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!! بیس ملین لوگ!!!!!!!

دس ملین سپاہی اور دس ملین سویلین (شہری) موت کی بھیانک وادی میں اُترے۔

دوسری جنگِ عظیم میں تیس ملین لوگ مارے گئے!!

چونتیس ملین زخمی ہوئے۔

آپ اس کا موازنہ کریں۔ اس سے آپ کو حقائق کا علم ہو جائے گا۔ نیز جب آپ پوری طرح حقائق کی تہہ تک پہنچیں گے تو آپ کو اسلام کے فلسفہ سے آگاہی ہوگی۔ آپ کو اسلام کے مطالعہ سے ہی حقائق کا علم حاصل ہو سکتا ہے ورنہ میڈیا تو اسلام کو بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے۔

اب میں اگلے نقطے کی طرف آتا ہوں جو غلط تصور اور نظریہ بھی اسلام سے منسوب ہے اور یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے اور یہ تصور ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے؟

اسلام امن کا داعی ہے اور اسلام کا تو مطلب ہی ''امن'' ہے۔ یہ تو دین ہی سلامتی کا ہے۔ اسلام 'سلام' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے سلامتی، امن۔ یہ سلامتی کا دین ہے جس کے بنیاد پرست روزِ اوّل سے ہی پوری دُنیا میں امن اور سلامتی کا پیغام دیتے ہیں اور اسلام کے پیروکاروں کو سختی سے اس پر عمل درآمد کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اسلام 'سلم' سے بھی ہے جس کا مطلب ہے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا اور جو ایسا کر لیتا ہے وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ مسلمان کا ایک مطلب ''امن پسند'' بھی ہے۔ اسلام جنگ کے خلاف ہے اور امن کا حامی ہے۔ اسلام اور جنگ متضاد چیزیں ہیں لیکن آخری حل کے طور پر طاقت استعمال کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی ہے۔

لہٰذا اِس تناظر میں دیکھا جائے، سوچا جائے اور سمجھا جائے تو ہر مسلم کو بنیاد پرست ہونا ہی چاہیے۔ کیونکہ ایک بنیاد پرست مسلمان ہی سچا مسلمان اور امن کا داعی ہوتا ہے۔ جس طرح صحیح عیسائی اور صحیح یہودی اُسی کو گردانا جاتا ہے جو بنیاد پرست ہوتا ہے۔ ایک سچا مسلمان امن دشمن قوتوں کیلئے ایک دہشت گرد ہوتا ہے اور وہ لوگ جو انسانی معاشرے کا سکون اور امن تباہ کرنا چاہتے ہیں وہ اس سچے مسلمان سے ڈرتے ہیں کیونکہ سچا مسلمان امن کا پاسبان ہوتا ہے اور وہ کسی کو اسے تباہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

ایک اور بات اکثر دہرائی جاتی ہے کہ اسلام تو تلوار کے زور سے پھیلا تھا اور اسے جنگوں کے ذریعے مسلط کیا گیا تھا۔

اگر یہ بات مان لی جائے اور تسلیم کرلیا جائے کہ اسلام تلوار کی دھار اور نیزوں کی نوک سے پھیلایا گیا ہے تو پھر اسے امن اور سلامتی کا دین کیسے کہا جاسکتا ہے؟

اس بات کو غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگر اسلام تلوار سے پھیلا ہوتا تو اس کے ماننے والوں کی اس قدر کثرت نہ ہوتی اور وہ دُور دراز مقامات جہاں مسلمانوں کے قدم بھی نہیں پہنچے تھے خود بخود حلقہ بگوشِ اسلام نہ ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اس کردار اور سچ کے زور سے پھیلا ہے جس نے مسلمانوں کی زندگیاں تبدیل کر کے رکھ دی تھیں اور انہیں پوری دنیا میں امن کا علمبردار بنا دیا تھا۔ ان کا حسنِ سلوک گویا ایک ایسا سحر تھا جس سے مسحور ہو کر غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ اسلام کا ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب تو سلامتی ہے اور دوسرا 'تسلیم و رضا' ہے یعنی پوری طرح سے اللہ کے سامنے جھک جانا اور اس کے کسی حکم سے چوں وچرا نہ کرنا اسلام ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اپنی مرضی پر اللہ کی رضا کو مقدم جاننا اور اس کی خوشنودی کے حصول کیلئے کوشاں رہنا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ رب العالمین یعنی تمام بنی نوع انسان و دیگر مخلوقات کا رب ہے اور نبی کریم ﷺ رحمت اللعالمین یعنی تمام بنی نوع انسان و دیگر مخلوقات کیلئے رسول ہیں۔ امن و آشتی کے پیامبر ہیں۔ انسانوں کیلئے مجسم شفاعت ہیں۔ آپ مبشر ہیں اور نذیر ہیں۔ مبشر یعنی خوشخبری سنانے والے، جنت الفردوس کی خوشخبری دینے والے اور نذیر یعنی ڈرانے والے، نارِ جہنم سے ڈرانے اور بچانے والے۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ بعض اَوقات قیامِ امن کیلئے طاقت کا استعمال ناگزیر ہوتا ہے۔ دنیا کا ہر فرد انسانی ہم آہنگی اور امن کا قائل نہیں ہوتا اور وہ اپنے ذاتی مفادات کیلئے فساد پیدا کرتا ہے۔ فساد کرنے والوں کو اس عمل سے روکنے کیلئے طاقت کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی واضح مثال ہماری پولیس ہے جسے ہم سماج دشمن عناصر اور مجرموں کی بیخ کنی کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ہر ملک میں پولیس فورس ہوتی ہے جو امن و امان قائم رکھنے کیلئے بعض اوقات طاقت استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ پولیس کے پاس ہتھیار ہوتے ہیں جنہیں وہ بوقت ضرورت استعمال کرتی ہے۔ آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا استعمال کرتی ہے۔ اسی طرح اسلام جنگجوؤں کے خلاف ہے لیکن جنگ کو ناگزیر حالات میں اختیار کرتا ہے جب کوئی اور چارۂ کار نہیں رہ جاتا۔

اسلام امن کا پرچار کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ جو لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن کی فضا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں ان کے ساتھ سختی کے ساتھ نمٹا جائے اور ان کے خلاف طاقت استعمال کی جائے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو طاقت کے استعمال کی اجازت صرف شر پسند عناصر کے خلاف دیتا ہے اور ان لوگوں کے خلاف لڑنے کا حکم دیتا ہے جو امن کے دشمن ہیں۔

یہ نظریہ کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے، پیش کرنے میں مؤرخ De Lacy O'Leary. نے بنیادی کردار ادا کرتے ہوئے اپنی کتاب Islam at the cross road کے صفحہ 8 پر لکھا ہے:

> "History makes it clear however, that the legend of fanatical Muslims sweeping through the world and forcing Islam at the point of the sword upon conquered races is one of the most fantastically absurd myth that historians have ever repeated"
>
> ''تاریخ میں یہ بالکل واضح ہے کہ مشاہیرِ اسلام نے دُنیا میں مفتوح اقوام کو تلوار کی نوک پر اِسلام قبول کرنے پر مجبور کیا، اِس کا حوالہ متعدد بار مؤرخین دے چکے ہیں''۔

آپ تاریخ کے اَوراق الٹا کر دیکھیں تو سپین میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی اور لوگوں کو تلوار کے زور پر مسلمان نہیں کیا مگر جب عیسائیوں نے مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا اور لوگ دوبارہ عیسائیت میں داخل ہو گئے تو سپین میں کوئی ایک مسلمان بھی نہ رہا جو کم از کم اذان ہی دے سکتا۔

دیکھئے مسلمانوں نے چودہ سو سال تک عرب پر حکومت کی اور وہاں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ وسفید کے مختار بنے رہے۔ چند برس انگریز اور چند برس فرانسیسی حکمران بنے مگر پورے چودہ سو سال تک مسلمان حکومت کرتے رہے۔ اس وقت چودہ ملین آبادی عرب کی ایسی ہے جو نسلاً عیسائی چلے آرہے ہیں۔ میرے بھائیو! اگر مسلمانوں نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا ہوتا تو وہ سب سے پہلے اپنے گھر کے اندر رہنے والے عیسائیوں کو تو مسلمان کر لیتے جو آج تک عیسائی چلے آرہے ہیں اور اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ تبدیلی مذہب کیلئے اسلام نے کسی پر جور و جبر سے کام نہیں لیا۔

اگر اسلام تلوار کے زور پر پھیلتا تو لاکھوں کی تو بات درکنار آج ایک صرف ایک عرب بھی عیسائی نظر نہ آتا۔

مسلمانوں نے ہندوستان کی سرزمین پر ایک ہزار سال کے عرصے تک حکومت کی۔ اگر وہ تلوار استعمال کرتے تو زیادہ نہیں تو آدھی ہندو آبادی کو تو مسلمان کر لیتے مگر دیکھئے آج بھی انڈیا میں 80% سے زائد آبادی غیر مسلم ہے۔ یہ سب لوگ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا تھا۔

ملائیشیا کی آبادی کی کثیر تعداد مسلمان ہے۔

اب ذرا کوئی یہ بتائے کہ کون سی اسلامی فوج تلواریں لے کر ملائشیا میں گھس کر انہیں مسلمان بنا آئی تھی؟

انڈونیشیا کی اکثریت مسلمان ہے اور ان کی ایک بھاری اکثریت ہے۔

انڈونیشیا پر کس مسلم فوج نے حملہ کیا تھا؟

اسی طرح افریقہ کا مشرقی ساحل جہاں مسلمان کثرت میں ہیں وہاں کونسی اسلامی فوج نے جا کر تلواریں کھینچ کر لوگوں کو اسلام میں داخل کیا تھا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور و معروف مؤرخ تھامس کارلائل(Thomas Carlyle) نے اپنی کتاب "Heroes and Hero worship" میں لکھا ہے:

"The sword indeed, but where will you get your sword? Every new opinion, at its starting is precisely in a minority of one. In one man's head alone. There it dwells as yet. One man alone of the whole world believes it, there is one man against all men. That he takes a sword and try to propagate with that, will do little for him. You must get your sword! On the whole, a thing will propagate itself as it can"

"بلاشبہ تلوار......لیکن آپ اپنی تلوار کہاں اِستعمال کریں گے؟ ہر ایک نیا نقطۂ نظر جو کسی اقلیت میں جنم لیتا ہے صرف ایک اِنسان کے دماغ میں ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان پوری دُنیا کے برعکس اِس پر یقین رکھتا ہے اور وہ اپنی تلوار کے ذریعے اِس کو پھیلانے کیلئے نکل کھڑا ہوتا ہے تو وہ کیا کرسکتا ہے؟ آپ کی تلوار تمام لوگوں میں اِس نظریے کو پھیلانے کیلئے کام نہیں آ سکتی۔"

اس عبارت سے اس غلط نظریے کی بھرپور انداز میں تردید ہوجاتی ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا تھا۔

اگر مسلمانوں کو تلوار کے ذریعے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کا موقع بھی ملتا تو وہ ایسا نہ کرتے کیونکہ اس امر کی انہیں کسی طور اجازت نہیں ہے۔

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”دین میں جبر کی اجازت نہیں، سچ، ہر قسم کے نقص سے پاک ہے“۔

(سورۃ البقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 256)

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام خوف یا لالچ کی بنیاد پر کسی کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور جو اسے سمجھ کر صدق دل سے قبول کرتا ہے اسے منع نہیں کرتا مگر کسی قسم کے جبر کا قائل نہیں ہے۔

مسلمانوں نے جو تلوار استعمال کی وہ ان کے کردار اور ان کے حسن سلوک کی تھی۔ ان کے اس طرزِ عمل نے لوگوں کے دلوں کو فتح کرلیا تھا۔

قرآن پاک کی سورہ نحل، سورۃ نمبر 16، آیت 125 میں آتا ہے:

ترجمہ: ”اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلا، اور ان سے اس طریقے پر بحث کر جو بہت ہی عمدہ ہو۔ تیرا رَبّ ہی اسے جو اس راہ سے بھٹک گیا خوب جانتا ہے اور وہی راہ پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے“۔

یعنی دعوت دو (سب کو) اللہ کے راستے کی، دلنشیں تبلیغ اور دانش سے اور انہیں احسن انداز میں دلیل دو اور قائل کرو۔

ریڈرز ڈائجسٹ 1986 Almanac ء میں اور ایک میگزین The

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Plain Truth میں دنیا کے بڑے مذاہب میں اضافے کے اعداد و شمار پیش کیے گئے جو 1934ء سے 1984ء کے عرصے پر محیط تھے اور ان اعداد و شمار اور تجزیاتی رپورٹ کے مطابق اسلام سرِ فہرست تھا اور اس میں اضافہ کی شرح 35% تھی اب خود ہی اندازہ لگایئے کہ اس دورانیے میں کون سی بڑی جنگ وقوع پذیر ہوئی اور کہاں تلواریں بے نیام کی گئیں؟ کس جنگ کے نتیجے میں اتنی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا؟

اسلام کے مقابلے میں عیسائیت میں اضافہ کی شرح صرف 7% تھی۔

اس وقت یورپ اور امریکہ میں اسلام کی مقبولیت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور اپنی حقانیت کی وجہ سے یہ لوگوں کے دلوں میں اُتر رہا ہے۔ اسلام کو مقبول بنانے کیلئے اور قبول کرانے کیلئے کوئی تلوار بے نیام نہیں کی گئی۔

امریکہ کے سر پر اسلام کو قبول کرنے کیلئے کونسی تلوار لٹک رہی ہے؟

برطانیہ میں کونسی مسلم فوج انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کر رہی ہے؟

پھر کیا وجہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں اسلام نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے۔

امریکہ میں تقریر کی آزادی ہے!!

یورپ میں تقریر کی آزادی ہے!!

اگر اسلام خواتین کو قید کر دیتا ہے تو غیر مسلم خواتین کیوں اسلام قبول کر رہی ہیں؟

اس وقت اسلام قبول کرنے والوں میں دو تہائی حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی مقبولیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں انسانی مسائل کا حل موجود ہے۔

11 ستمبر کے دو ماہ بعد بیس ہزار امریکیوں نے اسلام قبول کیا۔

اور اس کے چند ماہ بعد برطانیہ نے دہشت گردی کا موضوع چھیڑ دیا۔

منافق اعظم واجب القتل سلمان رُشدی نے جو کچھ کیا نہایت برا کیا اس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور برطانیہ نے اسے پناہ دے دی۔

امریکن ٹائمز کے مطابق امریکی لوگ مسلمانوں کی بائبل پڑھنا چاہتے ہیں "مسلمانوں کی بائبل" انہیں یہ بھی علم نہیں کہ مسلمانوں کی بائبل نہیں بلکہ قرآن ہے۔

تاہم یہ ایک اچھی صورتِ حال ہے کہ وہ لوگ قرآن کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن پاک سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 81 میں ہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○

ترجمہ: "اور فرمایئے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا"۔

جب حق آجائے تو باطل مٹ جاتا ہے۔

مسلمانوں کے پاس تلوار ہے تو کردار کی ہے۔

دلائل کی ہے۔

سچ اور حق کی ہے۔

پیار اور پیار کی مٹھاس کی تلوار ہے۔

مسلمانوں کے پاس امن کی تلوار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس دلنشین تبلیغ کی تلوار ہے جو سیدھی دلوں میں جا اُترتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 33 میں فرمایا ہے:

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے''۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورہ الصف، سورۃ نمبر 61، آیت نمبر 9 میں فرمایا ہے:

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے''۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح، سورۃ نمبر 48، آیت نمبر 28 میں فرمایا ہے اور اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو گزشتہ دو آیات کا ہے:

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے''۔

میں جہاد اور دہشت گردی کے موضوع پر اپنی تقریر کا اختتام ڈاکٹر جوزف ایڈم پیرسن (Dr. Joseph Adam Pearson) کے الفاظ پر کروں گا جنہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ

"People who worry that nuclear weaponry will one day fall in the hands of the Arabs, fail to realize that the Islamic bomb has been dropped already, it fell the day MUHAMMED ﷺ was born"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وہ لوگ جو اس بات سے پریشان ہیں کہ ایک دن نیوکلیئر ہتھیار عربوں کے ہاتھ میں آ جائیں گے، یہ بات محسوس کرنے میں ناکام ہیں کہ اسلامی بم تو پہلے سے گرادیا گیا ہے یہ اس دن گرا جس روز حضرت محمد ﷺ کی ولادت ہوئی“۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Translation of

Terrorism & Jehad An Islamic Prospective

جہاد اور دہشت گردی

...... جہاد کا اصل مفہوم ......

اور اس کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ

...... سوال و جواب کا سیشن ......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سوال و جواب کا سیشن ہے اور آپ سے درخواست ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی سوال کیجئے گا۔

جی پہلا سوال لیتے ہیں!

سوال: میں ایک عیسائی ہوں اور میرا سوال ہے کہ صلیبیوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگیں کیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ صلیبی جنگ ایک مقدس جنگ تھی جو تمام تر صدیوں میں مسلمانوں کے خلاف جاری رہی اور اس وقت دہشت گردی کی تازہ لہر اسی کا ردِ عمل ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے ایک اچھا سوال کیا اور انہوں نے بتایا ہے کہ وہ عیسائی ہیں۔ آپ کا سوال ہے کہ صلیبی جنگیں مقدس جنگیں تھیں جس طرح سے مستشرقین نے جہاد کیلئے مقدس جنگ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور آپ کو بتایا گیا ہے کہ ان مقدس جنگوں میں حصہ لینا مذہبی فریضہ اور کارِثواب ہے۔ آپ ایک صحافی بھی ہیں اور خود اس بات کے معترف ہیں کہ یہ جنگیں مقدس مذہبی جنگیں نہیں تھیں بلکہ ان کا مقصد صرف معصوم مسلمانوں کو ہراساں کرنا تھا۔ میں اس کے بارے میں تو کچھ نہیں کہوں گا البتہ یہاں اسلامی تصور کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ میں کسی بھی مذہب کے کسی منفی پہلو کو نہیں چھونا چاہتا اور جو کچھ میں نے کہا اس کا مطلب محض یہ ہے کہ ہر مذہب کی مقدس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں جنگ اور قیامِ امن کیلئے بالخصوص جنگ کا ذکر ملتا ہے۔ میں کسی مذہب کے عقائد پر بات نہیں کرنا چاہتا اور نہ اس مقصد کی خاطر میں یہاں آیا ہوں۔ لیکن اگر آپ مجھ سے ایک سوال پوچھتے ہیں تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ہاں بھائی آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ صلیبی جنگوں نے معصوم مسلمانوں کو دہشت زدہ کیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور اب جو چیز وہ کر رہے تھے وہی مسلمان کر رہے ہیں جسے آپ دنیا میں دیکھ سکتے ہیں اور کس قدر لوگ مسلمان ہو رہے ہیں اور اسلام ایک تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن چکا ہے۔ تاہم پوری دنیا میں کسی بھی مقام پر کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کیلئے مجبور نہیں کیا جا رہا۔ مسلمانوں کو کسی طور موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور اگر آپ Gospal Of Matthew باب 5 آیات 40 تا 41 کا مطالعہ کریں تو اس میں ہے:

''اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر تھپڑ مارے تو اسے دوسرا گال پیش کر دو۔ اگر کوئی تمہیں ایک میل چلنے کو کہے تو تم دو میل چلو۔ اگر کوئی تم سے قمیص مانگے تو اسے چوغہ دو''۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پڑوسی سے محبت کا درس دیتا ہے اور ہر مذہب میں اچھائی کا درس موجود ہے۔ آپکو چاہئے کہ جب بھی کسی مسئلے کے بارے میں جاننا ہو تو اس مذہب کی بنیادی کتاب کا مطالعہ کریں جس پر آپ کا اعتقاد ہے۔ جب تک آپ بنیادی کتاب کا مطالعہ نہیں کریں گے کوئی بات واضح نہیں ہوگی۔ ہر بنیادی مذہبی کتاب میں جو عقائد ہوتے ہیں وہی اس مذہب کی اصل ہوتی ہے۔ جس طرح کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں سورہ آل عمران ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۳ تا ۴ میں بیان فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اس (اللہ ہی) نے آپ کے پاس یہ کتاب (قرآن) بھیجی ہے حق کے ساتھ، جو تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور اس سے قبل توریت اور انجیل کو اُتارا گیا تھا لوگوں کی رہنمائی کیلئے، اور اللہ ہی نے فرقان نازل کیا، بلاشبہ جو اللہ کی آیات کو نہیں مانتے اُن کیلئے بڑا سخت عذاب ہے اور اللہ غلبہ والے اور بدلہ لینے والے ہیں۔

(سورۃ آل عمران، آیت 3 تا 4)

قرآن پاک پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور لوگوں کو مشترک باتوں کی طرف دعوت دیتا ہے یعنی ان باتوں کی طرف آیئے جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں اور اب جو اوّلیں مشترک بات ہے وہ یہی ہے کہ اللہ ایک ہے۔

سوال: السلام وعلیکم! اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
حضرت محمد ﷺ رسول اللہ پر صلوٰۃ وسلام!

درحقیقت میں ایک غیر مسلم ہوں۔ میرا بھائی سیف اللہ ڈائس کے پاس کھڑا ہے اور مجھے دیکھ نہیں پا رہا۔ میرے خاندان میں اس نے اسلام قبول کیا ہے اور اب والدین کے حوالے سے اسے کافی مسائل کا سامنا ہے۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ......

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مسلم ہوں یا غیر مسلم، کسی بھی موضوع پر آپ مجھ سے سوال کر سکتے ہیں اور مجھے جواب دینے میں تعرض نہیں ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم ہو یا غیر مسلم کسی طرح کے موضوع پر بھی آپ مجھ سے سوال کر سکتے ہیں اور میں بلا تامل اور نہایت خوشی کے ساتھ اس کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

سوال: (جاری)..........آج گیارہ ستمبر سے پہلے اور اس کے بعد صورتِ حال تبدیل ہو چکی ہے، تنزانیہ اور کینیا وغیرہ میں بم دھماکے ہو رہے ہیں۔ اس وقت...... میں سوال کی طرف آتا ہوں اُسامہ بن لادن اسلام کے پلیٹ فارم سے بہت کچھ کہہ اور کر رہا ہے۔ کیا اُسامہ اور اسلام ایک ہی ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ اسلام اور اسامہ مختلف ہیں یا ایک؟ میں اسلامی نظریہ جاننے کیلئے ایک سادہ سا سوال کرنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص جو اسلام کی پیروی کرتا ہے اس کے عقائد و نظریات کیا ہوتے ہیں؟ مسلمان عام طور پر کہتے ہیں کہ اسلام اور ہے اور اسامہ بن لادن اور!!

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے جو معذور ہے اور یہ سوال میں اسی کی طرف سے کر رہا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جو معذور افراد پیدا کئے ہیں اس سے اس کا کیا مقصد ہے اور کیا قرآن حکیم یا نبی کریم ﷺ کی احادیث میں اس حوالے سے کچھ بیان ہوا ہے؟ میں سوال کا موقع فراہم کرنے کیلئے ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کا شکر گزار ہوں۔ میں اِس وقت ان کا شکریہ اس لئے ادا کر رہا ہوں کہ سوال کے جواب کے بعد شاید مجھے شکریہ کہنے کیلئے مائیک فراہم نہیں کیا جائے گا۔ شکریہ!

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے دو سوال پوچھے ہیں پہلا سوال اسامہ بن لادن کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور دوسرا سوال ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے معذور افراد کو کس لئے پیدا کیا اور اس کا کیا مقصد ہے؟

پہلا سوال کہ اسامہ بن لادن اسلام ہے یا اسلام اور اُسامہ بن لادن مختلف ہیں اور کیا اسلام اور اسامہ کو ایک ہی زاویے سے دیکھا جاسکتا ہے اور اسامہ بن لادن کے بارے میں میرے خیالات کیا ہیں۔

میرے بھائی! جہاں تک اسامہ بن لادن کا تعلق ہے میں آج تک اسے ذاتی طور پر نہیں ملا ہوں اور میں اسے ذاتی طور پر نہیں جانتا۔ یہی سوال مجھ سے چند ماہ پہلے پرتھ (آسٹریلیا) میں بھی پوچھا گیا تھا کہ کیا آپ اُسامہ بن لادن کو دہشت گرد سمجھتے ہیں؟ اور آج بھی اسی طرح کا سوال میرے بھائی نے پوچھا ہے۔

میرا جواب یہی ہے کہ میں ذاتی طور پر نہ تو اسامہ بن لادن کو جانتا ہوں اور نہ ہی اس سے میری ملاقات ہوئی ہے اور سنی سنائی باتوں کے ذکر کا فائدہ نہیں۔ جس قدر آپ جانتے ہیں اسی قدر میں بھی جانتا ہوں۔

اگر آپ بی بی سی اور سی این این کی خبروں کی بنیاد پر میری رائے جاننا چاہتے ہیں تو اگر میں ان خبروں کی صداقت کو تسلیم کرتا ہوں تو مجھے اسے بلا تامل دہشت گردی کا لیبل چپکانا ہوگا۔

لیکن قرآنِ پاک میں ہے کہ جب تم تک کوئی خبر پہنچے تو جب تک تم اس کی اچھی طرح تحقیق نہ کرلو اسے دوسروں تک مت پہنچاؤ۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے لیے کوئی خبر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر آئے تو خوب تحقیق کیا کرو، ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی
سے نقصان پہنچادو، پھر تم کو اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے"۔

(سورۃ حجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 6)

اس لئے میں اسامہ بن لادن کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں اسے نہ تو ذاتی طور پر جانتا ہوں اور نہ ہی اس سے میری ملاقات ہے اور خبروں کی بنیاد پر میں اس وقت تک کوئی نظریہ قائم نہیں کرنا چاہتا جب تک کہ ان خبروں کی باقاعدہ تصدیق نہ ہو جائے۔

سی این این بھی ابھی تک اسے مشکوک یا مشتبہ ہی کہتا چلا آ رہا ہے۔

مشتبہ یا مشکوک کا مطلب ہے کہ اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں۔

میں یہاں اسامہ بن لادن کی حمایت کرنے نہیں جا رہا ہوں وہ میرا کوئی دوست نہیں ہے اور میں اسے جانتا تک نہیں۔ نہ میں اسے اچھا کہتا ہوں اور نہ برا۔ صرف اسے مشکوک یا مشتبہ کہہ سکتا ہوں وہ بھی ان خبروں کے تناظر میں۔

قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! دُور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے، بلاشبہ
بعض بدگمانیاں گناہ ہیں"۔

(سورۃ حجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 12)

یہ سوال مجھ سے امریکہ کے وائس کونسل جنرل نے بھی پرتھ میں کیا تھا اور کہا تھا:

کیا اسامہ بن لادن دہشت گرد ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل دہشت گرد کون ہے؟

میرا جواب پرتھ کے اخبارات کی شہ سرخیوں میں چھپا تھا۔

میں اسے دوبارہ پیش کرنا چاہوں گا۔

میں اسے نہ تو اچھا کہتا ہوں اور نہ برا اور سی این این اور بی بی سی کی رپورٹس کے مطابق میں اسے دہشت گرد نہیں کہہ سکتا۔ میں نہ تو اس کا حامی ہوں نہ اس کا مخالف۔ اگر میں کہوں کہ میں اس کا حامی ہوں تو مجھے فوراً القاعدہ سے منسوب قرار دے دیا جائے گا اور اگلے ہی روز پولیس مجھ سے پوچھ گچھ کر رہی ہوگی اور میرے تحقیقی مرکز کو بھی القاعدہ کی شاخ قرار دے دیا جائے گا۔ لہٰذا آپ کسی حتمی ثبوت کے بغیر کوئی حتمی نتیجہ یا رائے قائم نہیں کر سکتے۔

اگر کوئی ثبوت ہمارے پاس موجود ہے تو وہ یہ ہے کہ دنیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک دنیا کے ایک سب سے پسماندہ ملک پر محض اس لئے حملہ کرتا ہے کہ وہاں ان کے بقول ایک مشتبہ شخص موجود ہے۔ اگر آپ امریکی شہریوں سے پوچھیں یا انٹرنیٹ پر دیکھیں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ سینکڑوں اور بھی مشتبہ افراد ہیں جو گیارہ ستمبر کے واقعہ میں ملوث ہو سکتے ہیں۔

آپ انٹرنیٹ پر دیکھیں خود امریکی صحافی اور مؤرخین اس بات کا اعتراف کرتے نظر آئیں گے کہ اس واقعہ میں اسامہ بن لادن کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ سی آئی اے جس کا سالانہ بجٹ کروڑوں ڈالر ہے کس طرح ایک ایسے شخص کو موقع دے سکتی ہے جو ان سے ہزاروں میل کی دوری پر ایک پسماندہ ترین ملک میں رہ رہا ہے اور جس کے پاس اس قدر وسائل بھی نہیں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ نہیں کہتا کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں اور نہ میں انہیں درست کہتا ہوں۔ میں یہ بات صرف ان معلومات کی روشنی میں کررہا ہوں جو مجھ تک پہنچی ہیں اور جنہیں آپ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر یہ سب موجود ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں اور میں دوبارہ یہی کہوں گا کہ مجھے نہیں علم کہ وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کام خود جارج ڈبلیو بش نے کیا ہے۔ اب اس بات کی بنیاد پر ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

اب بی بی سی ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا مسلسل راگ اَلاپ رہی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ صرف چند سیاستدان ہیں جو اپنے سیاسی فوائد کیلئے اس ایشو کو استعمال کررہے ہیں۔ امریکہ سے بھی مفادات حاصل کررہے ہیں۔ لیکن اب تصور کیجئے کہ دنیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک مہلک ترین ہتھیاروں سے لیس بمبار طیاروں اور فوج کے ساتھ ایک کمزور ترین ملک پر چڑھ دوڑتا ہے۔ یہ بات شہ سرخیوں میں آچکی ہے اور مجھے اسے یہاں دہرا دینے میں کوئی باک نہیں ہے کہ فرض کریں اسامہ بن لادن نے یہ سب کچھ کیا بھی ہو اور بالفرض ہم اسے تسلیم کرلیں تب بھی صرف ایک شخص کیلئے ہزاروں بے گناہ اور معصوم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا کیا جواز بنتا ہے؟

کوئی بھی ذی ہوش ایسا کس طرح کرسکتا ہے؟

یہ کھلی دہشت گردی ہے!!

اگر سی این این اور بی بی سی کی رپورٹس دیکھیں اور صرف ان کی بنیاد پر ہی نتیجہ اخذ کریں تو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد جارج بش ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے نزدیک سب سے بڑا دہشت گرد جارج بش!!!

سوال کیا گیا ہے اور مجھے اس کا جواب دینا ہے میں کسی کے احساسات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا۔ مجھے سمجھنے میں غلطی نہ کریں میں صرف حقائق پیش کر رہا ہوں۔ یہ سوال امریکہ کے وائس کونسل جنرل نے مجھ سے پرتھ میں کیا تھا اور اس کا اپنا بھی یہی نقطۂ نظر تھا۔

اسلام کے مطابق آپ بغیر ثبوت کے کسی کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے۔ اسلام میں جو شخص ایسا کرتا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اسی لئے اسلام پوری تحقیق اور چھان بین کے بعد نتیجہ اخذ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اب چند روز پہلے صدام حسین دُنیا کا نمبروَن دہشت گرد قرار دیا جارہا تھا۔ اب اسامہ بن لادن کو نمبرون قرار دیا گیا ہے۔ کل کوئی اور نمبر ون پر ہوگا...... یہ کیا ہے؟

صرف چند سیاستدان ہیں جو اسکے ذریعے اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہیں!

اپنے سیاسی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں!!

اپنے اقتدار کو طول دینا چاہتے ہیں!!!

لوگوں کی توجہ دوسری جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں!!!!

اور میں پھر کہوں گا کہ میں ذاتی طور پر اسامہ بن لادن کو نہیں جانتا! لیکن جب آپ اس کی مذمت کرتے ہیں تو میں آپ کے حضور یہی بات گوش گزار کروں گا کہ آپ کے پاس اس کیلئے ٹھوس ثبوت ہونا چاہئیں۔ صرف یہی شکوک وشبہات نہیں ہونے چاہئیں کہ ہمیں ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے پاسپورٹ ملا ہے۔ اگلے دن مضمون شائع ہوتا ہے جس میں امریکی پولیس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یونیفارم اور پاسپورٹ ملتا ہے۔ ہزاروں لوگ مرجاتے ہیں ہر اک چیز جل کر راکھ ہوجاتی ہے اور پاسپورٹ باقی رہ جاتا ہے۔

ہم مسلمان ہیں اور اگر کوئی مسلمان کسی مسلم یا غیر مسلم پر الزام لگاتا ہے تو اس کیلئے اس کے پاس ٹھوس ثبوت ہونا چاہیے اور اگر کوئی بغیر ثبوت کے کسی الزام کو درست تسلیم کر لیتا ہے تو یہ دانشمندانہ بات نہیں ہے۔

اب میں آتا ہوں سوال کے دوسرے حصے کی طرف یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بعض افراد کو معذور کیوں پیدا کیا ہے۔ میرے بھائی اس کا سبب قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔

سورہ ملک میں ارشادِ ربّانی ہے:

ترجمہ: ''وہ بڑی برکت والا ہے جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہت ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جس نے موت اور زندگی پیدا کی ہے تاکہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔ وہی بڑا زبردست بخشنے والا ہے''۔

(سورۃ ملک، سورۃ نمبر 67، آیت نمبر 1 تا 2)

اب آپ نے جو سوال کیا ہے کہ کچھ لوگ اپاہج کیوں ہوتے ہیں؟...... تو اس حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ دنیا میں کچھ لوگ امیر ہیں کچھ غریب پیدا ہوئے ہیں۔ کچھ صحت مند اور چاک و چوبند ہیں اور کچھ اپاہج و معذور ہیں۔ چند وہ ہیں جو سن نہیں سکتے، بول نہیں سکتے یا دیکھ نہیں سکتے۔

آپ کا یہ سوال ہندو فلاسفی پر بھی چوٹ کرتا ہے جن کے نزدیک پونر جنم یا دوبارہ بلکہ بار بار جنم کا ذکر ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ایک انسان اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں اور پاپوں کے کارن کرما اور دھرما کے اصولوں کے تحت بار بار جنم لیتا ہے اور بعض اوقات وہ یا تو کسی ادنیٰ مخلوق کی صورت میں پیدا ہوتا ہے یا جسمانی طور پر بیمار یا معذور پیدا ہوتا ہے۔ معذوری اور بیماری کے پیدائشی عوارض نے ہندو فلاسفروں کو "سمسکارہ" یا پونر جنم کا فلسفہ اختیار کرنے پر مجبور کیا تا کہ ایک انسان کے جسمانی عیوب وعوارض کو پچھلے جنم کے پاپوں کا نتیجہ قرار دیا جا سکے۔

ویدوں میں دوبارہ جنم کا ذکر ہے۔ قرآن پاک میں دوبارہ جنم یعنی موت کے بعد کی ابدی زندگی کا ذکر ہے مگر اس میں بار بار پیدائش کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ویدوں میں زندگی اور موت پھر زندگی اور موت یعنی بار بار جنم لینے اور مرنے کا ذکر نہیں ہے۔ صرف ایک بار مرنے اور پھر جینے کا ذکر ہے۔ ان میں سورگ اور نرگ کا تصور بھی ہے۔ اسلام میں جنت اور جہنم کا تصور ہے۔ اسلام میں بھی ایک بار موت کے بعد ابدی زندگی کا ذکر ہے۔

ہندو فلاسفہ نے بار بار کے جنم کو "کرم" یعنی عمل کا نتیجہ قرار دیا ہے اور جب کسی کے ساتھ ایسا ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے کرموں کا پھل ہے۔ اس کے علاوہ وہ اس عمل کے ردِعمل کے طور پر اگلے جنم پر یقین رکھتے ہیں اور انسان اپنے کرموں کی وجہ سے دوبارہ کسی اعلیٰ یا ادنیٰ انسانی طبقے یا حیوانی صورت میں جنم لیتا ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک ایک پیدائشی معذور انسان کی اس معذوری کا سبب پچھلے جنم میں اس کے برے کام اور پاپ ہیں۔

لیکن ویدوں میں ایسی کسی بات کا ذکر نہیں ہے اور نہ بار بار جنم لینے ہی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی بات ہے۔ وید ہندوؤں کی بنیادی مذہبی کتب ہیں اور ان پر انہیں پورا پورا وِشواس (یقین) ہے۔ ویدوں میں پونرجنم کا ذکر ہے جس کا مطلب 'دوبارہ پیدا ہونا' ہے 'بار بار پیدا' ہونا نہیں ہے۔

عیسائی اور مسلمان بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور اگر ایک فرد پیدائشی دل کے عارضے میں مبتلا ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ بیماری اس کے پچھلے جنم کے گناہوں کا پھل ہے یا وہ بار بار جنم لیتا ہے۔

ہندو عقیدے کے مطابق یہ کرموں کا پھل ہے اور جنم جنم کا چکر ہے اس جنم کے کرموں کا پھل اگلے جنم میں ملتا ہے اور اگر ایک انسان اس جنم میں اچھے کام کرتا ہے تو اگلے جنم میں وہ اعلیٰ انسانی طبقے اور درجے میں پیدا ہوگا۔ اگر اس کے کام اچھے نہیں ہیں تو اگلے جنم میں وہ کتے یا بلی کی صورت میں پیدا ہوسکتا ہے۔ اچھے عمل اچھا جنم، برے عمل برا جنم۔

آپ سب ماشاءاللہ باشعور حضرات تشریف فرما ہیں۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں:

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

اچھا! اب یہ بتائیے اس وقت دُنیا میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟

حاضرین:

اضافہ!

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

کیا انسانوں کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی واقع ہو رہی ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضرین:

اضافہ ہو رہا ہے!

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

اضافہ ہو رہا ہے نا؟ کمی نہیں ہو رہی۔

حاضرین:

بالکل! اضافہ ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

اب ان کی منطق کے مطابق تو جرائم کی اس شرح کی وجہ سے انسانی آبادی میں کمی اور جانوروں کی افزائش میں ترقی ہونی چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی یہ منطق کہ انسان اپنے کرموں کی وجہ سے بار بار جنم لے رہا ہے بے معنی ہے۔

اب اس بات کی تحقیق کرتے ہیں کہ کچھ لوگ معذور اور بیمار کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

ان کی اس بیماری اور معذوری کا باعث کیا ہے؟

معصوم بچے جن کا کوئی گناہ نہیں ہوتا کیوں پیدائشی معذور یا علیل ہوتے ہیں؟

اس کا جواب قرآن پاک میں کچھ یوں ہے:

ترجمہ: ''جس نے موت اور زندگی پیدا کی ہے تا کہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔ وہی بڑا زبردست بخشنے والا ہے''۔ (سورۃ ملک، سورۃ نمبر 67، آیت نمبر 2)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جس طرح زندگی اور موت کو انسانی آزمائش بنایا ہے اسی طرح معذوری اور بیماری بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی آزمائشیں ہیں۔ غربت بھی آزمائش ہے اور امارت بھی آزمائش ہے۔ صحت بھی آزمائش اور بیماری بھی آزمائش۔ معذور اولاد بھی آزمائش ہے اور ضعیف العمر و علیل والدین بھی آزمائش۔ کہیں والدین کی آزمائش ہے تو کہیں اولاد کی آزمائش ہے۔ کہیں باپ اور کہیں بیٹا آزمائش ہے۔ جہاں ایک اپاہج آزمائش ہے وہیں توانا وتنومند انسان بھی اپنے اعضاء کے حوالے سے آزمائش میں ہے۔

آپ یہاں جو زندگی گزار رہے ہیں وہ آخرت کی امتحان گاہ ہے۔ زندگی آخرت کی کھیتی ہے۔ عملوں کا اجر ضرور ملے گا مگر آخرت کی ابدی زندگی میں ملے گا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسانوں کی آزمائش کیلئے انہیں اس امتحان گاہ میں بھیجا ہے اور یہ سارے اس کے امتحانی سوال اور آزمائشیں ہیں کہ دیکھیں کون صبر کرتا ہے، کون ایک دوسرے کی خدمت کرتا ہے۔ کون اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور کون انہیں بوجھ سمجھتا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مختلف انسانوں کیلئے مختلف آزمائشیں رکھی ہیں۔ آپ مختلف امتحانات دیتے ہیں جس میں مختلف امتحانی پیپرز ہوتے ہیں۔ ہر پیپر ایک ہی جیسا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف پیپر اور مختلف آزمائشیں دی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس نے دولت عطا کی ہے تو اڑھائی فیصد کی شرح سے خیرات یعنی زکوٰۃ نافذ کی ہے جو غرباء و مستحقین کے کام آتی ہے۔ امراء پر سو فیصد زکوٰۃ تو عائد نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو ان کی کتنی کڑی آزمائش ہوتی۔ مگر زکوٰۃ کی شرح سو روپے پر صرف دو روپے پچاس پیسے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ امیروں کیلئے جنت میں جانا سخت مشکل ہوگا۔ امیروں کے پاس جس قدر سہولیات ہیں انہی سہولیات کے اعتبار سے ان کا امتحان بھی ہے۔

اگر آپ کے پاس دولت ہے تو آپ خیرات کریں گے۔

اگر دولت نہیں ہے تو خیرات نہیں کریں گے۔

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدائشی جسمانی اسقام کے ساتھ پیدا کیا۔ جو بچے معذور پیدا ہوتے ہیں آپ بتا سکتے ہیں ان کا کیا قصور ہوتا ہے؟

ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ یہ ان کی بھی آزمائش ہے اور ان کے والدین کی بھی آزمائش ہے۔ ہم مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری دولت، تمہارے بچے، تمہاری بیویاں تمہارے لئے آزمائش ہیں۔

اب معذور بچہ والدین کیلئے آزمائش ہوسکتا ہے۔

ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے والدین کا صبر آزمانا چاہتا ہو۔

والدین پرہیزگار اور اللہ پر یقین رکھنے والے ہوسکتے ہیں۔

اب اللہ ان کی کڑی آزمائش کرنا چاہتا ہے اور انہیں ایک معذور بچہ عطا کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ دیکھتا ہے کہ اس کے باوجود وہ اس کے شکرگزار ہیں یا نہیں؟

جتنی بڑی آزمائش ہوتی ہے اتنا بڑا انعام ہوتا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ بی اے کا امتحان ایم بی بی ایس کے امتحان کی نسبت آسان ہوتا ہے مگر ایم بی بی ایس کرنے کے بعد آپ 'ڈاکٹر' بن جاتے ہیں۔لہٰذا جتنی بڑی آزمائش ہوتی ہے اس کا اجر اور انعام بھی اتنا ہی بڑا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مختلف انسانوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے۔ وہ دولت دے کر بھی آزماتا ہے اور دولت لے کر بھی آزماتا ہے۔صحت دے کر بھی آزماتا ہے اور بیماری سے بھی آزماتا ہے۔کسی کی اولاد کو اس کیلئے آزمائش بنا دیتا ہے اور کسی کی بے اولادی کو اس کا امتحان ٹھہرا دیتا ہے۔

اب ایک معذور و اپاہج شخص کی اس معذوری کا ہرگز یہ سبب نہیں ہے کہ پچھلے جنم میں اس نے برے کام کئے تھے اور اس جنم میں اسے ان کی سزا مل رہی ہے۔ اب معذور شخص بے قصور ہے مگر ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے والدین کیلئے آزمائش ہو یا ہوسکتا ہے یہ آزمائش خود اس کی اپنی ذات کی آزمائش ہو۔اسی وجہ سے کچھ لوگ امیر خاندان میں تو کچھ غریب خاندان میں، کچھ صحت مند اور کچھ معذوری کے عالم میں جنم لیتے ہیں۔اب اگر ایک شخص معذور ہے تو اسے اسی قدر آسانی بھی ہے۔ایک ٹانگ سے معذور افراد کو اگر ریس میں دوڑایا جائے تو سو میٹر کیلئے اسے پچاس میٹر تو پہلے ہی آگے کھڑا کر دیا جائے گا تاکہ وہ ایک تندرست آدمی کے برابر آسکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر امتحان میں پیپر مشکل ہو تو ممتحن اُس سے نرمی برتتا ہے۔

اگر امتحان میں پیپر آسان ہو تو ممتحن اس کی مارکنگ سختی سے کرتا ہے۔

یہ ساری باتیں امتحان کی نوعیت پر مبنی ہوتی ہیں۔ جس طرح کا امتحان ہوتا ہے اسی طرح کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر انسان کو مختلف رنگ، زبان، نسل، ماحول اور فضا میں پیدا کیا اور اسی کے مطابق اس کی آزمائش ہے۔ جو سہولیات اور ماحول انسان کو فراہم کیا گیا ہے اسی کے مطابق ہی اس کا جائزہ لیا جائے گا۔ امید ہے کہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: اسلام کے خلاف لکھی گئی مختلف کتابوں میں ہے کہ اسلام غلط ہے، قرآن غلط ہے اور رسول غلط ہیں۔ اس نظریے پر یقین کرنے والوں کی اکثریت عیسائی ہے جبکہ بائبل اور قرآن میں بیان کیے گئے انبیائے کرام علیہم السلام ایک جیسے ہیں۔ بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور قرآن پاک میں بھی ہے۔ اب 'دہشت گردی' کی اصطلاح صرف مسلمانوں ہی کیلئے کیوں استعمال کی جاتی ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے ایک اچھا سوال اُٹھایا ہے کہ قرآن اور بائبل میں بیشمار باتیں مشترک ہیں۔ تو یہ لفظ خاص طور پر صرف مسلمانوں ہی کیلئے کیوں استعمال کیا جارہا ہے۔

میری بہن! بنیاد پرست کا لفظ تو خاص طور پر امریکہ میں ان عیسائیوں کیلئے وضع کیا گیا تھا جنہوں نے چرچ کے خلاف آواز بلند کی تھی۔

انگریزی زبان میں پہلی مرتبہ یہ لفظ عیسائیوں کیلئے ہی استعمال کیا گیا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اب یہ مسلمانوں سے مخصوص کر دیا گیا ہے اور بہن نے بتایا ہے کہ قرآن اور بائبل میں بہت سی باتیں ایک جیسی ہیں اور ان کتابوں میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ میں کہنا چاہوں گا کہ ہمیں ایک جیسی باتوں پر متفق ہونا چاہیے اور اختلافی باتوں کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھنا چاہیے۔ اس وقت اسلام تیزی سے پھیلتا ہوا مذہب ہے۔ ہوسکتا ہے لوگ اس سے خائف ہوں اور اس طرح کی باتیں کر رہے ہوں۔ ہمیں قرآن اور بائبل کی مشترک اقدار پر بات کرنی چاہیے اور غلط فہمیوں سے دُور رہنا چاہیے۔

سوال: میرا سوال ہے کہ مسلمان عام عدلیہ (Common Civil Court) کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے بہت اچھا سوال کیا ہے کہ مسلمان کامن سول کورٹ کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ بھائی! میں اس کا حامی ہوں لیکن اس کورٹ کو ایسا ہونا چاہیے کہ یہ سب کو بہترین نتائج فراہم کر سکے۔ اگر پورے ہندوستان کے مسلمان بھی اس کے خلاف ہوں تو میں ڈاکٹر ذاکر نائیک اس کی حمایت کروں گا لیکن اس سے قبل ہمیں ایک متحدہ پلیٹ فارم پر یہ طے کرنا ہوگا کہ کون سی کورٹ بالعموم سب کیلئے بہترین ثابت ہوسکتی ہے اور کون سا بہترین قانون ہوسکتا ہے اور اس کے بعد جو قانون سب سے زیادہ مؤثر ہوگا اسے نافذ کر دیا جائے گا۔ میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ انڈیا کو ایک کامن سول کورٹ قائم کرنی چاہیے۔ ایک کامن سول، ایک کامن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیونل کورٹ اور ایک کامن گورنمنٹ کورٹ لیکن ہمیں جائزہ لینا ہوگا کہ وہ کون سی کورٹ ہوگی۔ اس کیلئے مذاکرات کرنا ہوں گے۔

اب ایک ہندو خاتون نے مجھ سے سوال کیا کہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کیوں کرتے ہیں۔ میں نے اسے جواب دیا اور میں کامن کورٹ کے حق میں ہوں۔ اب ایک ہی شادی کی پابندی یا قانون نہیں ہونا چاہیے مگر یہ ہے۔ قانون میں دوسری شادی کو جرم سمجھا جاتا ہے مگر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس وقت دنیا میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں کس قدر زیادہ ہو چکی ہے اور اس قانون سے ان کی حق تلفی ہوگی۔ دنیا کا کوئی قانون یا مذہب دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا مگر اسلام اس کی اجازت دیتا ہے اور یہ چیز بالکل واضح انداز میں قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

اس طرح حجاب کا مسئلہ ہے!

زنا بالجبر کا مسئلہ ہے!!

ایک عبرتناک سزا جو آپ دے سکتے ہیں اور جس سے سو فیصد نتائج حاصل ہوتے ہیں اس کو عائد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پردے کی پابندی لازمی ہونی چاہیے۔ اس سے خواتین سے دست درازی کی شرح میں کمی واقع ہوگی۔ اب بہت سے ممالک حجاب کے خلاف ہیں۔ 1990ء میں امریکہ میں روزانہ 1753 ریپ کیس ریکارڈ کئے گئے۔ 1996ء میں امریکی محکمۂ انصاف میں 2713 ریپ کیس روزانہ درج کئے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر تیس سیکنڈ میں وہاں ایک ریپ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت آپ کو یہاں تشریف فرما ہوئے دو گھنٹے ہو چکے ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ امریکہ میں ریپ کے 200 سے زائد واقعات پیش آ چکے ہیں۔

اسلامی شریعت کے مطابق ہر مرد کو اپنی نظریں نیچی رکھنی چاہئیں اور ہر عورت کو پردہ یعنی حجاب کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے تو اس کے مرتکب کو کڑی سزا ملنی چاہیے۔

میں اس ضمن میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد ریپ یعنی زنا کی شرح میں اضافہ ہوگا؟ یا یہ کہ شرح میں کمی آئے گی؟

یقیناً یہ شرح کم ہوگی اور نائیجیریا میں اس جرم کی سزا فوری موت تجویز کی گئی جس پر بی بی سی نے کافی لے دے کی۔ لیکن اس سے نائیجیریا میں زنا کے واقعات میں حیرت انگیز طور پر کمی واقع ہوئی۔ پوری دنیا میں زنا کی سب سے کم بلکہ نہ ہونے کی شرح سعودی عرب میں ہے۔ میں یہاں سعودی عرب کی مدح سرائی نہیں کر رہا لیکن جو صورتِ حال ہے اسے سراہے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اکتوبر 1999ء میں ایل کے ایڈوانی نے اس حوالے سے ہوم منسٹر کو ہدایت جاری کی کہ بلاتکار (زنا بالجبر) کے مرتکب کو سنگین سزا ملنی چاہیے۔ میں نے اُس کی اِس بات کو سراہا کیونکہ وہ اسلام کے قریب آ رہا تھا۔ ممکن ہے آئندہ آنے والا ہوم منسٹر خواتین کیلئے حجاب کی پابندی لازمی قرار دیدے۔

سوال: میرا تعلق ایران سے ہے میں یہاں سلمان رشدی کی کتاب ''آیاتِ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطانی'' (Satanic Verses) کے حوالے سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں اس کتاب کو پسند نہیں کرتا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ امام خمینی نے اس حوالے سے جو فتویٰ دیا کیا وہ درست ہے؟ یعنی جو فتویٰ سلمان رُشدی کے خلاف دیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ امام خمینی نے سلمان رشدی کے خلاف جو فتویٰ دیا وہ صحیح ہے یا غلط۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ فتویٰ جو سلمان رُشدی کے خلاف دیا گیا ہے غلط ہے یا صحیح ہے مگر بنیادی سوال یہ ہے کہ امام خمینی نے ایک سال بعد فتویٰ کیوں دیا؟

سب سے پہلا ملک جس نے سلمان رُشدی کی کتاب بین کی وہ ہے انڈیا......!!

ایسا کرنے کیلئے میں راجیو گاندھی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

سلمان رُشدی کے قتل کا فتویٰ امام خمینی نے ایک سال بعد کیوں دیا؟؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت یہ خبریں گرم تھیں اور یہ ایک ہاٹ ایشو بن چکا تھا۔ یہ کتاب مختلف ممالک میں منظر عام پر آئی۔ مختلف ملکوں میں اسے بین کیا گیا۔ فتویٰ دینا ہی تھا تو اس کتاب کی اشاعت کے ابتدائی دنوں میں ہی دیا ہوتا۔ یہ ایک سال کی تاخیر کس لئے؟

بہر حال اس سے قطع نظر اس فتوے کی حیثیت بھی سیاسی ہے اور اس سے سیاسی مفادات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن راجیو گاندھی نے غالباً

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کے مندرجات کو بھانپ لیا تھا اور اس نے انڈیا میں اس کتاب کو بین کر کے بروقت سدِ باب کی کوشش کی۔

آپ جانتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے دعویدار سلمان رُشدی نے مذکورہ کتاب میں کسی کو بھی نہیں بخشا۔ اس میں اس نے ملکہ الزبتھ کی مذمت کی ہے۔ مگر برطانیہ نے مارگریٹ تھیچر کے حوالے سے ایک امریکی مصنف کی کتاب تو بین کر دی جس میں مارگریٹ کی پالیسی کو ہدفِ تنقید بنایا گیا تھا مگر سلمان رُشدی کی کتاب کو پذیرائی دی۔ جس پالیسی کی خلاف ورزی امریکی مصنف نے کی تھی اسی برطانوی پالیسی کو رُشدی نے بھی پامال کیا تھا مگر امریکی مصنف کی تو مذمت کی گئی اور اس کی کتاب کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا گیا مگر سلمان رُشدی کو ایوارڈ دیا گیا جس نے صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ کئی دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا تھا۔

کیوں؟؟

اسلیئے کہ انہیں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی پر خوشی ہوئی تھی اور انہوں نے اسے ایوارڈ دے کر ثابت کر دیا تھا کہ وہ شخص جس نے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے ان کا چہیتا ہے اور وہ اس کی پشت پر ہیں۔

سلمان رُشدی نے تو رام اور سیتا کے کردار پر بھی کیچڑ اچھالا ہے۔ اسی کتاب میں اس نے ان کے بارے میں ایسی باتیں تحریر کی ہیں جو ہندوؤں کیلیئے انتہائی ناپسندیدہ ہیں اور اسی بات کے پیش نظر مسٹر راجیو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاندھی نے بلا تامل اس کتاب کو ہندوستان میں بین کر دیا تھا۔ ہندو رام اور سیتا کے تقدس کو تسلیم کرتے ہیں اور رُشدی نے اپنی کتاب میں ان کی بھی مذمت کی۔ میں یہاں اس کے الفاظ نہیں دہرانا چاہتا بس اسی قدر کہنا چاہوں گا کہ اس نے ان کی کردار کشی کرنے کی کوشش کی۔ بہت سی دیگر شخصیات کے ساتھ بھی اس نے یہی سلوک کیا ہے۔ ممکن ہے اس کے یہ مندرجات راجیو گاندھی کی نظر سے گزرے ہوں۔ ممکن ہے کچھ اور لوگوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور انہیں یہ علم ہو گیا ہو کہ رُشدی نے بہت سی عظیم شخصیات پر بہتان طرازی کر کے ان کی توہین کی ہے۔

ایسے افراد کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

ترجمہ: ”جو اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں تو اُن کی یہی سزا ہے کہ اُن کو قتل کیا جائے، یا سُولی دی جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں، یا زمین پر سے نکال دیئے جائیں، یہ اُن کیلئے دُنیا میں سخت رُسوائی ہے اور اُن کیلئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے“۔

(سورۃ المائدہ ۵ آیت ۳۳)

یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتا ہے، اللہ اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے اور یہ چیز قرآن میں ہی نہیں بلکہ بائبل میں بھی موجود ہے کہ جو اللہ کے خلاف جنگ کرتا ہے اور اس کے رسولوں اور پسندیدہ شخصیات کے خلاف بولتا ہے اللہ خود اس کے خلاف اعلانِ جنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔

بائبل میں ہے کہ جو شخص اللہ کا قانون توڑتا ہے اس کی سزا سنگسار ہے۔ یعنی جو اللہ کا قانون توڑے اُسے پتھر مارو یہاں تک کہ وہ موت کے گھاٹ اُتر جائے۔

لہٰذا سزا کا یہ قانون صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کی کتب میں بھی بالکل واضح طور پر موجود ہے۔ اسلام میں تو پھر بھی چار اختیارات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ اسے قتل کیا جائے۔

۲۔ اسے پھانسی دی جائے۔

۳۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں۔

۴۔ اسے ملک بدر (جلاوطن) کیا جائے۔

مگر بائبل میں صرف اور صرف ایک ہی سزا ہے یعنی سنگساری سے موت کی سزا۔

Leviticus کی کتاب میں باب ۲۴ آیت ۱۶ میں ہے کہ جو قانون توڑے اسے پتھر مار مار کر موت کی نیند سلا دیا جائے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قانون اسلام ہی میں نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی یہ موجود ہے۔ بدھ ازم، عیسائیت اور اسلام سب میں اس طرح کی باتیں موجود ہیں۔

اب اگر ایک قانون موجود ہے تو اس کی موجودگی میں فتووں کی کیا ضرورت ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو قتل کرنے کا فتویٰ کیسے دیا جا سکتا ہے؟

لیکن جہاں تک سیاست اور سیاستدانوں کا تعلق ہے تو وہ اپنے سیاسی استحکام کیلئے اس نوعیت کی باتیں اور بیانات جاری کرتے رہتے ہیں۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں سیاستدان موجود ہیں۔ میں اکثریت کی بات نہیں کرتا مگر چند ایک سیاستدان ضرور ایسے ہیں جن کا مذہب سیاست ہے اور وہ اسی حوالے سے بات کرتے ہیں۔ دُنیا میں اچھے سیاستدانوں کی کمی نہیں ہے اور میں تمام سیاستدانوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا۔

اسی طرح سیاستدان اپنی سیاسی شہرت و تشہیر کیلئے بھی اس طرح کے بیانات جاری کرتے رہتے ہیں۔ جہاں تک امام خمینی کا تعلق ہے تو وہ میرے نزدیک ایک سیاستدان ہی ہیں۔ البتہ راجیو گاندھی نے کتاب بین کر کے بروقت راست اقدام کیا۔

کسی نے اس پابندی کو نہیں ہٹایا اور اسلام کے پاس تو پھر بھی سنگساری کے علاوہ دیگر سزائیں ہیں مثلاً جلاوطنی یا قطع یدین و پاؤں کی سزا، دار پر چڑھانے کی سزا، لیکن عیسائیت میں ایسے فرد کیلئے صرف اور صرف سنگساری کی سزا ہے۔

اسلام میں چار طرح کا ردِ عمل ہے اور ان چاروں میں سے کوئی ایک اختیار کیا جا سکتا ہے اور عیسائیت میں ایسا کوئی اختیار نہیں اور صرف سنگساری کے ذریعے موت کی سزا ہے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: جناب میرا خیال ہے کہ دہشت گردی کو صبر و تحمل کی تعلیم کے ذریعے ختم یا کم کیا جاسکتا ہے۔ میں ایک طالبہ ہوں اور فائنل ایئر میں ہوں۔ کیا اسلام صبر و برداشت کی تعلیم دیتا ہے اور اسلام کے وہ لوگ یعنی جس طرح ہندوازم میں گروہ ہوتے ہیں۔

سوری! مجھے اس کی صحیح اصطلاح معلوم نہیں!

کیا اس طرح کے لوگ اسلام میں ہیں جو دوسرے مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں اور کیا وہ دوسروں کو صبر اور برداشت کا درس دیتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے ایک اچھا سوال کیا ہے اور کہا ہے کہ صبر و تحمل کی تعلیم سے دہشت گردی کو روکا جاسکتا ہے۔ نیز انہوں نے پوچھا ہے کہ کیا اسلام اس کا درس دیتا ہے اور مسلمان ایک دوسرے کو صبر و تحمل کا پیام دیتے ہیں یا نہیں؟

بہن! میں اپنے خطاب میں پہلے بھی دہرا چکا ہوں کہ کسی بھی انسان کیلئے جنت میں جانے کا ذریعہ صبر و تحمل ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

ترجمہ: ''عصر کے وقت کی قسم!! کہ انسان واقعی بڑا ہی نقصان میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور آپس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے"۔

(سورۃ العصر، سورۃ نمبر 103، آیات 1 تا 3)

صبر و تحمل جنت میں جانے کی چابی ہے۔ اگر آپ میں صبر و تحمل نہیں تو آپ جنت کے مستحق نہیں۔ آپ کو نہ صرف خود صابر ہونا چاہیے بلکہ دوسروں کو بھی صبر و تحمل کی تلقین کرنی چاہیے۔ لیکن جہاں تک صبر و تحمل کی تعریف کا تعلق ہے یہ قدرے مختلف ہے۔ اگر آپ ماہرینِ لسانیات سے پوچھیں گے تو وہ بتائیں گے کہ صبر و تحمل کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔

صبر و تحمل سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟

ممکن ہے آپ میں سے اکثر خواتین و حضرات کو علم نہ ہو۔ صبر و تحمل کی ایک حد ہوتی ہے۔

اسلام میں "ظالم" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو "ظلم" کرتا ہے۔

اب ظالم دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے اسی لئے وہ ظالم ٹھہرتا ہے۔

لیکن!!! وہ شخص جو خود اپنی ہی ذات پر ظلم سہتا یا کرتا ہے وہ بھی "ظالم" ہے۔

وہ شخص جو ایک ظالم کے ظلم کی تائید و حمایت کرتا ہے وہ بھی "ظالم" ہے۔

ظالم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دوسروں پر ظلم کرتا ہے اور دوسرا وہ جو خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے کہ جب تم کوئی برائی ہوتے دیکھو تو......

اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ اسے اپنے بازو کی طاقت سے روک دو تو اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روک دو۔

۲۔ اگر تم اسے ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو اسے اپنی زبان سے روک دو۔

۳۔ اگر تم اسے اپنی زبان سے بھی نہیں روک سکتے تو دل میں اسے برا کہو اور اسے غلط جانو۔

اگر آپ آخری طریقہ کرتے ہیں تو آپ ایمان اور اہلِ ایمان کے نچلے درجے پر ہیں۔

آپ کا فرض ہے کہ صبر و تحمل کریں اس کی تلقین کریں۔

قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○

ترجمہ: ''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

(سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت 153)

لیکن جب انسان صبر کرتا ہے تو ایک حد میں رہ کر کرتا ہے اور جب صبر کی حدیں پار ہو جاتی ہیں تو پھر صبر کا حکم نہیں ہے۔

صبر کی ایک حد ہوتی ہے۔ برداشت کا ایک پیمانہ ہوتا ہے اور اس سے زیادہ اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔

فرض کریں آپ ایک عورت کے ساتھ زیادتی ہوتے دیکھتے ہیں تو کیا آپ اسے کہیں گے:

''صبر کرو۔۔۔۔! صبر کرو!! کوئی بات نہیں صبر کرو!!''

اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے طاقت دی ہے اور میں ایک مرد کو کسی خاتون کی عزت لوٹتے دیکھتا ہوں تو میں اسے اپنے ہاتھ کی طاقت سے ناکام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنادوں گا اور عورت کی عزت بچالوں گا۔

لیکن اگر مجھ میں طاقت نہیں تو میں اس سے کہوں گا:

''اس عورت کو چھوڑ دو، اللہ سے ڈرو اور اس سے زیادتی نہ کرو''۔

کچھ عرصہ قبل ریل کے ڈبے میں ایک شخص نے پانچ آدمیوں کے سامنے ایک تیرہ سالہ لڑکی کی عزت لوٹ لی۔ ان میں سے کسی ایک شخص نے بھی زبان تک نہ ہلائی اور اسے اس قبیح فعل سے منع نہ کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہ شرابی تھا اور اس وقت نشے کے عالم میں تھا۔

انھوں نے کہا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

آخر!! انسانیت کو ہو کیا گیا ہے!!!

پانچ نوجوان۔۔۔۔!! ایک شرابی کو نہیں روک سکتے تھے؟؟

شرابی۔۔!! جو ٹرین میں ان کی آنکھوں کے سامنے ایک معصوم دوشیزہ کی عصمت تار تار کر رہا تھا۔ آپ اسے ''صبر و تحمل'' کا نام دے سکتے ہیں؟

ہرگز نہیں!!

یہ کھلی بزدلی اور بے حسی ہے!!

کیا یہ پانچ شخص دہشت گرد تھے؟ اگر ہوتے یعنی اسے خوف زدہ کر پاتے تو کیا وہ شخص ان کی آنکھوں کے سامنے ایسا کچھ کرتا؟

بہن! مَیں صبر و تحمل کی حمایت کرتا ہوں۔ اس کا فروغ ہونا چاہیے مگر اس سے کسی قسم کی بزدلی پیدا نہیں ہونی چاہیے۔ انہیں اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ ان سرگرمیوں کی روک تھام بھی ضروری ہے جو ایک معاشرے کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ معاشرے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف سرگرمِ عمل ہیں انہیں روکا جائے اور اس کیلئے اجتماعی نظام قائم کیا جائے۔ آپ کے سوال کا یہی جواب ہے۔ شکریہ!

سوال: میں ایک چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہوں۔ میں آپ سے افغانستان میں طالبان کے دَور کے حوالے سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بامیان میں بدھا کے مجسموں کے خلاف فتویٰ حاصل کیا اور انہیں تباہ کر دیا۔ کیا ان کا یہ فعل غیر اسلامی نہیں تھا؟ کیا واقعی یہ غیر اسلامی تھا اور اگر ایسا تھا تو اس کا مسلمانوں میں کیا ردِ عمل ہوا؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ طالبان نے اپنے دَور میں بامیان میں بدھا کے مجسموں کو تباہ کیا اور کیا یہ غیر اسلامی فعل نہیں ہے؟

اسی نوع کا سوال اس واقعہ سے دو روز قبل مجھ سے کیا گیا تھا۔ اس وقت طالبان مجسموں کو تباہ کرنے والے تھے۔ اس وقت کئی غیر مسلم افراد نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟ اس وقت ابھی یہ تنازعہ جاری تھا اور طالبان بامیان میں بدھا کے مجسموں سے بم وغیرہ باندھ چکے تھے۔ اس وقت ہمیں علم نہیں تھا کہ وہ تباہ کریں گے یا نہیں لیکن آج ہمارے پاس اس بات کی تصدیق موجود ہے کہ انہوں نے بدھا کے مجسموں کو تباہ کر دیا۔

آج آپ غلط یا صحیح کا پوچھ رہے ہیں لیکن تقابلی مذاہب و ادیان کے طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت وہ جو کچھ کرنے جا رہے تھے اور جو کچھ انہوں نے کیا درحقیقت بدھ مت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروؤں کے حق اور حمایت میں کیا۔ میں تقابلِ ادیان کا طالب علم ہوں اور میں نے بدھ مت کی کتابوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ ان تمام کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ہے کہ کسی جگہ مہاتما بدھ نے کہا ہو کہ ان کے بعد ان کا مجسمہ یا بت بنایا جائے۔

بدھا نے کہیں یہ حکم نہیں دیا بلکہ یہ چیز بعد کی اختراع تھی جس کا بدھ مت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ غلط اور صحیح کا سوال تو بعد میں اٹھا مگر اس وقت انہوں نے جو کچھ کیا وہ بدھ مت کے پیروکاروں کی حمایت میں کیا کیونکہ ان کی کسی کتاب میں بھی کوئی ایسی بات نہیں جس سے ثابت ہو کہ بدھا نے اپنا مجسمہ بنانے کی تلقین کی تھی۔

اب سوال کی طرف آتا ہوں یہ سوال بنگلور میں پریس نے بھی مجھ سے کیا تھا۔ اس وقت کہا جاتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو بتوں اور ان کی پوجا کی مذمت کرتا ہے۔ لیکن

Deuteronomy کی کتاب باب نمبر 5 آیات 7 تا 9 میں ہے:

اور Exodus کی کتاب باب نمبر 20، آیات 3 تا 5 میں ہے:

تم میری کوئی تصویر نہیں بناؤ گے!

میری کوئی شکل نہیں بناؤ گے!

میرے علاوہ کسی مظہر یا تصور کی عبادت نہیں کرو گے!

آسمان پر، زمین میں، پانی سے اُوپر میری مثل کوئی شے نہیں!

نہ تم میری کسی تصویر کی عبادت کرو گے!

نہ کسی تصویر کی خدمت کرو گے!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ عیسائیت میں کسی بُت، شکل، تمثیل یا تصور کی کوئی گنجائش نہیں۔

دوبارہ بدھ مت کی طرف آتے ہیں۔

کہا جا رہا ہے کہ طالبان نے بدھ مت کے لاکھوں پیروکاروں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔

میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

لیکن کیا اسلام کسی کو تکلیف یا رنج پہنچانے کی اجازت دیتا ہے؟

لاکھوں انسانوں کو تکلیف دینے کی اجازت دیتا ہے؟؟

ہرگز نہیں!

میں یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ انڈین گورنمنٹ منشیات کا ایک بڑا ذخیرہ پکڑ لیتی ہے۔ فرض کریں اس کی مالیت بیس لاکھ ڈالر ہے۔

اب انڈین حکومت کیا کرتی ہے؟

صحافی مجھے بتاتے ہیں کہ انڈین حکومت منشیات کو جلا دیتی ہے۔

اس پر میں انہیں کہتا ہوں:

"کیا تم جانتے ہو دنیا میں لاکھوں انسان منشیات استعمال کرتے ہیں اور یہ منشیات ان ہی کیلئے تھی"۔

اب آپ بتائیے کہ آپ انڈین گورنمنٹ سے اتفاق کریں گے یا اس سے اختلاف کریں گے۔ اس نے منشیات کو تباہ کر کے لاکھوں انسانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے جو منشیات استعمال کرتے ہیں تو کیا آپ ان لاکھوں انسانوں کی وکالت کرتے ہوئے انڈین گورنمنٹ کے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدام کو غلط قرار دیں گے؟

چونکہ انڈین حکومت جانتی ہے کہ منشیات انسانی جسم کو نقصان پہنچاتی ہیں اس لئے اس کا یہ اقدام بالکل درست اور انسانیت کی فلاح میں ہے۔

لیکن اگر اس سے لاکھوں نشئی غم زدہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس پر احتجاج کرتے ہیں تو آپ کسی طور بھی انڈین گورنمنٹ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان منشیات کو کیوں تباہ کیا گیا۔ منشیات انسانی معاشرے کیلئے زہر ہیں۔

اسی طرح افغانستان اور ان کی حکومت ہے۔ یہ ملک ان کی ملکیت ہے۔ اس میں مجسموں سمیت ہر چیز ان کی ملکیت ہے۔

اگر وہ کسی دوسرے ملک میں جا کر کوئی ایسا کام کرتے ہیں تو آپ اعتراض کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے ملک میں اپنی ملکیت کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں اس سے دوسروں کو سروکار نہیں ہونا چاہیے۔

اگر وہ ان مجسموں کو رکھنا پسند کرتے ہیں تو رکھ سکتے ہیں۔

اگر وہ ان مجسموں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ انہیں تباہ کر سکتے ہیں۔

ہم یا آپ اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں؟

ہم اعتراض نہیں کر سکتے اور مزید برآں جہاں تک صبر و تحمل کا معاملہ ہے تو انڈیا اس معاملے میں بہتر صورتِ حال میں ہے۔ بمبئی ایئر پورٹ کے باہر ہوٹل جارج کے پاس مہاویر کا ایک بہت بڑا مجسمہ تھا۔ یہ مجسمہ عریاں تھا۔ لوگوں نے مجسمے کی برہنگی پر اعتراض کیا تو اس کے اردگرد ایک دیوار اٹھا دی گئی۔ مزید چند ماہ بعد یہ مجسمہ وہاں سے ہٹا دیا گیا۔

اب وہی لوگ جو وہاں مجسمے کی موجودگی پر اعتراض کر رہے تھے، آج

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانستان کی مذمت کررہے ہیں۔ کیوں؟؟

آپ جانتے ہیں کہ انڈیا میں جین مت کے پیروکاروں کی تعداد افغانستان میں رہنے والے بدھ مت کے پیروکاروں سے کہیں زیادہ ہے۔ اب یہاں تو سڑک کے کنارے مہاویر کے بے لباس مجسمے پر اعتراض اٹھایا گیا اور جین مت کے پیروکاروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے وہاں سے ہٹا دیا گیا مگر جب افغانستان میں طالبان نے مجسموں کو تباہ کیا تو واویلا شروع ہوگیا۔ کیوں؟؟؟

اب اگر حکومت بمبئی سے اس مجسمے کو جسے دیوتا اور تیرتنکا کا مقام حاصل ہے ہٹا سکتی ہے تو افغانستان میں جہاں بدھ مت والوں کی تعداد بہت کم ہے وہاں سے بدھ کے مجسموں کے ہٹانے پر احتجاج کس لئے؟ جب انڈیا میں جین مت والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے اور انہوں نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔

اب گورنمنٹ بھی افغانستان کے خلاف احتجاج کررہی ہے کیوں؟؟

یہ دورُخی اور دوہری حکمتِ عملی کس لئے؟؟

صرف ووٹ بینک۔۔۔۔!!

ہاں اس کے پیچھے صرف ووٹ بینک میں اضافہ کا خیال ہے۔

اب جین مت والے جن کیلئے مہاویر تیرتنکا اور دیوتا ہے انہوں نے تو اعتراض نہیں کیا بلکہ اس وقت تو ہر کوئی یہی راگ الاپ رہا تھا۔

مجسمہ ہٹایا جائے! مجسمہ ہٹایا جائے!

اب افغانستان کے حوالے سے اسی پالیسی میں تبدیلی کیوں؟؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی لوگ اب کہہ رہے ہیں کہ بامیان سے بدھا کے مجسمے کیوں ہٹائے گئے۔

یہ دوہرا معیار ہے۔ پالیسی ایک ہی ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ کبھی چھلانگ لگا کر ادھر اور کبھی اُدھر ہو گئے۔

اب جہاں تک میرے احساسات ہیں تو یہ ان کی ملکیت تھی۔ فرض کریں کہ ایک غیر مسلم ایک مکان خریدتا ہے اس مکان کے اندر دیوار پر خانہ کعبہ کی تصویر کندہ ہے اب وہ غیر مسلم کعبہ کو پسند نہیں کرتا اور اس تصویر کو دیوار سے کھرچ دیتا ہے تو ہم کس طرح اس پر اعتراض کر سکتے ہیں؟

یقین کریں اگر کوئی مسلمان نبی کریم ﷺ کا مجسمہ بناتا ہے اور آپ اس مجسمے کو تباہ کر دیتے ہیں تو اگر پوری دنیا کے مسلمان آپ کے خلاف ہو جائیں تو میں ڈاکٹر ذاکر نائیک آپ کی حمایت کروں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ کا مجسمہ بنانا حرام ہے۔

اگر کوئی مسلمان نبی کریم ﷺ کا مجسمہ بنا کر اس کی عبادت کرتا ہے اور آپ بحیثیت غیر مسلم اس مجسمے کو تباہ کر دیتے ہیں تو اگر پوری اسلامی دُنیا بھی آپ کے خلاف اُٹھ کھڑی ہو میں ڈاکٹر ذاکر نائیک آپ کی حمایت کروں گا۔

سوال: اسلام دوسرے مذاہب اور ان کے خداؤں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ میں یہ سوال اسلیئے کر رہا ہوں کہ جب ایک مسلم مصور نے ایک دیوی کا عریاں مجسمہ بنایا تو سب نے اسے سراہا اور اسے اظہارِ رائے کی آزادی سے منسوب کیا۔ لیکن جب سلمان رُشدی نے ایک کتاب لکھی جسے راجیو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاندھی نے بین کیا اور انڈیا کے لوگوں نے اس کتاب کی مخالفت کی۔ لیکن جب ایک مسلمان ایک دیوی کا عریاں مجسمہ بناتا ہے تو انڈیا والے کہتے ہیں کہ یہ اظہارِ رائے کی آزادی ہے اور وہ کچھ بھی تشکیل کر سکتا ہے۔ اس حوالے سے اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے؟ کیا دوسرے مذاہب کے خداؤں کا دفاع کیا جانا چاہیے یا نہیں؟؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

میرے بھائی! اس مسلمان نے سرسوتی کی ایک بے لباس تصویر بنائی اور بہت سے صحافیوں نے اس کے کام کو سراہا اور اس کو نمایاں کیا۔ میں اس حوالے سے صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ اسلام کے مطابق تو کسی بھی عورت کی عریاں تصویر خواہ وہ دیوی ہو یا عام عورت قطعی طور پر حرام اور ممنوع ہے۔ خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہ ایک غیر اخلاقی اور غیر انسانی حرکت ہے۔

اب لوگ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کو کیوں بیچتے ہیں۔ اشتہارات میں جو خواتین آتی ہیں وہ اپنی قیمت لے کر ہی تو آتی ہیں اور اسے فن کا نام دے دیا جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ برطانیہ میں بی ایم ڈبلیو کار کی تشہیر کی گئی تھی یہ کار نوجوانوں کیلئے مرسیڈیز سے کم نہیں تھی۔ اس تشہیر میں ایک دوشیزہ بکنی (مختصر لباس) میں کار کے سامنے کھڑی ہو کر کہتی ہے "Test drive her now"...... کس کا ٹیسٹ؟ کار کا یا لڑکی کا؟

اب اس لڑکی اور کار میں کیا قدرِ مشترک ہے؟

وہ اس مختصر لباس میں کار کے ساتھ کیوں کھڑی ہے؟؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تعلق ہے اس کا اس گاڑی سے؟؟؟

یہ سب چیزیں اظہارِ آزادی کی آڑ میں عورت کو کمتر کرنے اور اسے بازار کی جنس بنانے کی کوششیں ہیں۔ جو کچھ اس مسلم مصور نے کیا مکمل طور پر غلط تھا۔

بنیادی بات یہ ہے کہ آپ دوسرے مذاہب کے خداؤں پر تنقید نہیں کر سکتے۔

انہیں برا بھلا نہیں کہہ سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید میں ارشادِ پاک ہے:

ترجمہ: ''اور ان کو بُرا نہ کہا کرو جن کی اللہ کے سوا یہ عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ پھر اللہ کو بُرا کہیں گے اپنی جہالت کی وجہ سے حد سے آگے نکل کر، اسی طرح ہم نے ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے۔ پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف جانا ہے سو وہ ان کو بتادے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

(سورۃ انعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر 108)

لہٰذا اِسلام میں دوسروں کے دیوی دیوتاؤں کو برا بھلا کہنے کی سخت ممانعت ہے اگر چہ ہم ان کو مانتے نہیں۔ لہٰذا ایف ایم حسین مصور نے جو کچھ کیا اسلام کے نزدیک بالکل غلط ہے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

......☆......☆......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Translation of

Is Terrorism A Muslim Monopoly?

دہشت گردی اور مسلمان

کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟

''اُن دہشت گردوں کو میڈیا پر نہیں لایا جاتا جو بڑے پیمانے پر حملوں میں ملوث ہوتے ہیں مگر مسلمانوں کو ایک ہوّا بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یوں ظاہر کیا جاتا ہے کہ دُنیا کے کسی بھی مقام پر ہونے والا حملہ مسلمانوں نے کیا ہے''۔

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین وحضرات، معزز بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم!

آپ سب پر سلامتی ہو!

میں اس پروگرام میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر محمد نائیک آج کی اس تقریب میں آپ کا میزبان ہوں۔ اس تقریب کے باقاعدہ آغاز کیلئے میں قاری ریحان غالب کو تلاوتِ قرآن پاک کی دعوت دیتا ہوں۔

تلاوتِ قرآن پاک کا ترجمہ:

ترجمہ: ''اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو بچالیا اس نے گویا سب کو بچالیا''۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5 آیت 32)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قاری ریحان غالب بڑی خوش الحانی سے قرأت کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور سامعین پورے ادب واحترام اور ذوق وشوق سے سماعت فرماتے ہیں)۔

آج کی اس نشست کا عنوان ہے:

''کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟''

میں ان تمام معزز حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس اہم موضوع پر اظہارِ خیال کیلئے ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کو دعوت دی اور اس خطاب کا اہتمام کیا اور ان تمام خواتین وحضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس اہم موضوع پر ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کے خیالات سننے کیلئے تشریف لائے اور اپنے قیمتی لمحات کو وقف کیا ہے۔

مسٹر ہاسبٹ سریش آج کی اس تقریب کے مہمان خصوصی ہیں اور تحریر و تقریر سے ان کو گہرا شغف ہے۔ آپ بمبئی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں اور 1991ء میں اپنے عہدہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد سبکدوش ہوئے۔ انسانی حقوق کے حوالے سے وہ اس کے سرخیلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ سادگی اور حقیقت پسندی کا مرقع ہیں۔ آپ بھارتی اخبارات اور میگزینز میں باقاعدگی کے ساتھ مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ آپ کی تازہ ترین کتاب "Fundamental Rights" جو Human Rights کے طور پر مشہور ہے ان کی اہم تصانیف میں شامل ہے۔ آپ بہت سے بین الاقوامی فورمز پر بھی انسانی حقوق کے بارے میں تقریریں کر چکے ہیں۔ 1992 اور 1993 ممبئی میں فسادات کے حوالے سے ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رپورٹ People's Verdict بھی خاصی مشہور ہوئی اور اس سے انہیں بھی شہرت حاصل ہوئی۔ گجرات میں مسلم کش فسادات کے حوالے سے ان کی رپورٹ Crimes Against Humanity جو نومبر 2002ء میں احمد آباد میں منظر عام پر آئی قابلِ مطالعہ ہے اور اسے ہر حلقے میں پذیرائی ملی۔ ممبئی کے ہنگاموں، کیرالا کے طلبہ، گجرات کے عیسائیوں کے حوالے سے بھی ان کی تجزیاتی رپورٹیں خاصی اہمیت کی حامل ہیں۔ آج وہ حاضرین کے سامنے مہمانِ خصوصی کی نشست پر براجمان ہیں اور حاضرین کے سامنے موضوع کے حوالے سے اپنے قیمتی خیالات و تجربات کا اظہار بھی کریں گے۔

بنیادی انسانی حقوق اور دیگر انسانی مسائل پر ان کی کتابیں اور تحریریں سراہی جاتی ہیں۔ آپ ریٹائرڈ جج ہیں اور اب میں بلا تاخیر اس مختصر سے تعارف کے بعد ان سے درخواست کروں گا کہ حاضرین سے خطاب فرمائیں۔

بہنو اور بھائیو! پورے تپاک اور گرمجوشی سے ان کا استقبال کیجئے!

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ہاسبٹ سریش کا خطاب

(ریٹائرڈ چیف جسٹس بمبئی ہائی کورٹ)

حاضرین محترم!

میرا خیال ہے مجھے برطانیہ کے ایک عظیم جج لارڈ ڈینک کے اس قول سے بات شروع کرنی چاہیے کہ

جج اس طرح بات نہیں کرتے جس طرح اداکار دوسروں کو خوش کرنے کیلئے بولتے ہیں۔

جج اس طرح بات نہیں کرتے جس طرح ایک وکیل اپنے دلائل سے قائل کرنے کیلئے بولتا ہے۔

جج اس طرح بات نہیں کرتے جس طرح مؤرخ ماضی کو بیان کرنے کیلئے کرتے ہیں۔

جج صرف Judgement کی بات کرتے ہیں۔ منصف صرف انصاف کی بات کرتا ہے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں آج بھی ایک جج ہوں اور ریٹائرڈ جج نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ منصف کبھی ریٹائر نہیں ہوتا۔ میں کہوں گا کہ میں Tired جج ہوں Retired جج نہیں ہوں۔

آج میں کوئی فیصلے نہیں کروں گا بلکہ آج میں اظہارِ خیال کروں گا اور آپ بھی مجھ سے یہی توقع کرتے ہیں کہ میں آج کے موضوع کے حوالے سے آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میں تقریر پر یقین رکھتا ہوں اور میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف بولتا ہوں۔

میں ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں۔

میں تشدد کے خلاف بھی آواز اٹھاتا ہوں۔

جہاں بھی انسانی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔

جہاں بھی انسانوں پر ظلم وستم ہوتا ہے۔

جہاں بھی انسانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے۔

میں اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہوں۔

میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جج حضرات کو بھی بولنا چاہیے۔ انہیں بھی سامنے آ کر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیے۔ اگر جج تشدد، انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور ناانصافی کے خلاف نہیں بول سکتے تو پھر اس کے خلاف کون آواز اٹھائے گا؟

یہ بات بالکل واضح اور جانی مانی حقیقت ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی تشدد کی لہر اٹھتی ہے اسے سختی سے دبانے کی تمام کوششیں ناکام ہوتی ہیں اور اس سے تشدد دبنے کی بجائے اُبھرتا ہے۔ لہٰذا تشدد کو بذریعہ تشدد ختم کرنا کوئی پائیدار اور حتمی حل نہیں ہے۔

1984ء میں دہلی اور اس کے گردونواح میں ایک تسلسل کے ساتھ بم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھماکے ہورہے تھے۔ یہ سب کچھ خالصتانی تحریک کے تحت ہورہا تھا جو اس وقت ایک دہشت گرد تحریک سمجھی جارہی تھی۔

اس دہشت گردی کی روک تھام کیلئے ہم نے سوچ بچار کی کہ دہشت گردوں کو ان کے مذموم ارادوں سے کس طرح روکا جاسکتا ہے۔ ہم نے ٹاڈا TADA کا قانون بنایا۔

یہ قانون ازاں بعد بہت بدنام ہوا جس کی وجہ اس کا غلط استعمال تھا۔

آخر ٹاڈا کے قانون کے تحت ہوا کیا؟؟

۱۔ بہت سے بے گناہ افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔

۲۔ انہیں سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔

۳۔ ان پر تشدد کے حربے آزمائے گئے۔

مجھے جسٹس اجیت سنگھ یاد ہیں جو پنجاب ہائی کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج ہیں۔ انہوں نے ایک پبلک میٹنگ میں پنجاب میں بڑھتے ہوئے تشدد اور دباؤ کے حوالے سے بات کی۔

انہوں نے کہا کہ ایک روز ہم اس صورتِ حال سے آزاد ہوجائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ ایک روز وہ اس ملک سے الگ اور آزاد ہوجائیں گے۔

ٹاڈا کا قانون دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث افراد کے خلاف بنایا گیا تھا۔

کسی نے اس ملک میں انتشار اور اس کے اسباب جاننے کی بات نہیں کی۔

کسی نے بے چینی اور اضطراب کی وجوہات کا کھوج نہیں لگایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے لوگوں نے یہ تو کہا کہ ہم علیحدگی اختیار کریں گے لیکن نہ تو انہوں نے اور نہ دوسروں نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ اس کے اسباب ومحرکات کیا ہیں اور ان کا تدارک کیسے ممکن ہے۔

اجیت سنگھ نے کہا کہ اس دباؤ، اس ناانصافی اور اس تشدد کی صورتِ حال سے آزاد ہو جائیں گے۔

اس کے ساتھ کیا ہوا، اسے ہتھکڑی لگا کر گرفتار کرلیا گیا۔ ہائی کورٹ کے ایک جج کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنا دی گئی۔ اسے گلیوں میں گھمایا گیا تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ تا کہ لوگ ہراساں ہو جائیں اور اس طرح کی بات کرنے سے گریز کریں۔

اس کے بعد اسے ہائی کورٹ میں لے جایا گیا۔

ہائی کورٹ کے جج اس کی ضمانت نہ لے سکے۔

اسے سپریم کورٹ میں لے جایا گیا مگر وہ بھی مذکورہ قانون کی وجہ سے اس کی ضمانت نہ لے سکی۔ لہٰذا اس صورتِ حال میں اس جج کو ایک سال سے زائد عرصہ سلاخوں کے پیچھے گزارنا پڑا۔

اس کے بیان کے علاوہ اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا مگر اس قانون نے اسے مقید کر دیا۔ آخر میں فیصلہ کیا ہوا؟ کہ اس کے خلاف کوئی کیس نہیں تھا۔

ٹاڈا کے تحت 75000 سے زائد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ ان سب کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا اور ان کی ضمانت بھی نہ ہو سکی۔

ٹاڈا کے تحت پولیس ان سے جبراً اعتراف جرم کرانے کیلئے آزاد تھی۔

پولیس ان افراد کو سخت ترین تشدد کا نشانہ بنا سکتی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ بھی پولیس انہیں ہر طرح سے دبانے اور ہراساں کرنے کیلئے آزاد تھی۔ انہوں نے ان بے گناہ افراد سے تشدد کے زور پر اعترافِ جرم کرا لیا۔ (جس طرح ایک ہاتھی تشدد کے بعد تھانے میں رورو کر کہہ رہا تھا کہ وہ چوہا ہے)

لیکن اسی طرح ان 75000 افراد کو بھی بالآخر 'باعزت' آزاد کر دیا گیا۔ ان کے مقدمات کی کوئی سماعت نہ ہوئی اور نہ ان کے خلاف کوئی کیس ہی ثابت کیا گیا۔ لیکن جو فضا مکدر ہوئی، امن تباہ ہوا، خوف و ہراس کا عالم چھایا رہا اس کا تدارک نہ ہوسکا۔ یہ افراد بلاقصور اپنی زندگی کے قیمتی مہینے اور سال کال کوٹھڑیوں کی نظر کر آئے۔

ٹاڈا کے قانون سے اگر کوئی فائدہ اٹھایا بھی گیا تو وہ نہ ہونے کے برابر تھا اس قانون کا اگر فائدہ ہوا تو وہ یہ تھا کہ پولیس کو لوگوں کو بلا جواز اور بلا ثبوت گرفتار کرنے کا ہتھیار مل گیا اور اس دوران لوگوں نے دشمنیوں، عداوتوں اور سیاسی مقاصد کیلئے بھی اپنے حریفوں کو ٹاڈا کے تحت گرفتار کرا دیا۔

اس قانون سے پولیس کو کھلی چھوٹ اور من مانی کا موقع مل گیا وہ جو چاہے کرسکتی تھی، جسے چاہے گرفتار کرسکتی تھی، جس پر چاہے ہاتھ ڈال سکتی تھی۔ کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا، کوئی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرسکتا تھا۔ سیاستدان بھی اس قانون سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے لگے اور بے گناہ لوگ گرفتار کئے جانے لگے۔

وہ کسی بھی شخص کو پکڑ کر سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتے اور عوام منہ دیکھتی رہ جاتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1995ء میں جب اس کے خلاف وسیع پیانے پر احتجاج ہوا، ہم نے بھی اس پر احتجاج کیا اور کہا کہ یہ ایک خوں آشام اور ڈریکولائی قانون ہے اور یہ ہمیں نہیں چاہیے۔ اس پر ٹاڈا کو ختم کر دیا گیا۔

اس کے بعد 2001ء میں امریکہ میں نائن الیون کا سانحہ پیش آیا۔ اس وقت ہم نے بڑی چابکدستی اور سرعت سے کیا کیا؟

یہ واقعہ انڈیا میں پیش نہیں آیا تھا بلکہ یہاں سے ہزاروں میل دور نیویارک (امریکہ) کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ہوا تھا۔ بش نے فوری طور پر ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا اعلان کر دیا۔

بش نے ایک اور اعلان بھی کیا کہ جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے دشمن ہیں۔

Who are not with us they are against us.

اس پر ہم نے بھی ردِعمل کا اظہار کیا اور ہم سب امریکہ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم نے بش کی حمایت کا اعلان کیا اور پوٹا کا قانون متعارف اور نافذ کر دیا۔

اب جو کچھ پوٹا کے تحت ہوا یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اس کے تحت کسی کو بھی بغیر کسی وجہ کے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ جو کچھ ٹاڈا کے قانون کے تحت وقوع پذیر ہوا وہی کچھ پوٹا کا نتیجہ بھی نکلا۔

اس سے ان لوگوں کو بھی نقصان پہنچا جو ''دہشت گردی'' کے مفہوم تک سے بھی ناواقف تھے۔ اس طرح کے قانون صرف لوگوں کو ''دہشت زدہ'' کرنے کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ آج لوگ پوٹا کی بات کرتے ہیں اس جیسے قانون کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ جو کچھ بمبئی میں ٹرینوں کے اندر ہوا تھا جو کچھ اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ہوا اس کے حوالے سے کہا گیا کہ سخت ترین قانون کے بغیر ''دہشت گردی'' پر قابو پانا ممکن نہیں ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سخت قانون Harsh Law سے نہ تو اس ملک میں اور نہ دنیا کے کسی اور حصے میں دہشت گردی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد POTA پر پارلیمنٹ کے اندر بھی بحث و تمحیص کی گئی اور ہوا کیا کہ جب وہ اس پر بحث کر رہے تھے 13 دسمبر 2001ء کو پارلیمنٹ پر حملہ ہوا۔ جب یہ قانون منظور ہو گیا تو کلکتہ میں یو ایس انفارمیشن سنٹر میں بم دھماکہ ہوا۔ 2002 میں ٹیمپل کو اڑا دیا گیا۔ اس کے بعد نومبر 2002 میں رگھوناتھ مندر کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ ممبئی میں بھی اسی طرح کی کارروائیاں شروع ہو گئیں۔

2003ء کو انڈیا گیٹ بازار میں اسی طرح کی کارروائی ہوئی۔ لہٰذا اس قانون کے باوجود بم دھماکوں کا سلسلہ جاری رہا۔

2002ء میں اٹارنی جنرل آف انڈیا کے بیان کے مطابق جموں اور کشمیر میں 4000 دہشت گردوں اور شر پسندوں نے جموں اور کشمیر میں کارروائیاں کیں جہاں ایک بڑی فوج موجود ہے اور یہ قانون بھی موجود تھا۔ 2002ء میں دہشت گردی کے شبے میں 1707 افراد کو موقع پر ہی گولی سے اُڑا دیا گیا۔ جن میں قریباً آٹھ افراد غیر ملکی تھے۔ گذشتہ سترہ برس میں کشمیر میں مارے جانے والے افراد کی تعداد 80,000 سے زائد ہے۔

پنجاب میں خالصہ تحریک زوروں پر تھی جس دوران بے شمار لوگ غائب ہوئے ازاں بعد جن کی لاشیں کنوؤں اور کھیتوں میں دبی ہوئی ملیں اور ان کے ڈھانچے بھی ناقابل شناخت ہو چکے تھے۔ دریائے بیاس کے کنارے سے بھی ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ڈھانچے اور کھوپڑیاں ملیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں بھی وہاں انکوائری کی غرض سے گیا اور جو چیز میں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ جب میں لوگوں سے ملنے ان کی بستیوں میں گیا متاثرہ خاندانوں اور شکار ہو جانے والے گھروں میں گیا تو بوڑھوں اور بچوں کے علاوہ مجھے کوئی جوان نظر نہ آیا۔ جوانوں کے بارے میں سب نے یہی بتایا کہ نصف شب کو پولیس انہیں گھروں سے اٹھا کر لے گئی اور پھر ان بدنصیب نوجوانوں میں سے کوئی کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔ آٹھ دس دنوں بعد اس کی لاش کسی سڑک یا چوراہے پر پڑی ملتی۔

ان واقعات اور شواہد کے تناظر میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تشدد ایک مسلسل اور جاری عمل ہے۔ کشمیر میں منی پور کے مقام پر جہاں میں خود بھی گیا ہوں، یہی کچھ پیش آیا، ستیش گڑھ میں یہی داستان دہرائی گئی۔ اسی طرح وہاں کے مختلف مقامات پر قتل و غارت معمول بن کر رہ گیا ہے۔

وزیراعظم نے Counter Terrorism آرڈر کا اعلان کیا۔ اب یہ کردار کون لوگ ادا کریں گے میں اور آپ؟ اس کی وضاحت وزیراعظم نے نہیں کی۔ جو کچھ کشمیر میں پیش آیا ذرا اسے بھی پیشِ نظر رکھیں۔ کئی برس پہلے کشمیریوں کی ایک بڑی تعداد کو گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔ ان کی برین واشنگ کر کے واپس بھیجا گیا کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ وہ حکومت کے خلاف لڑائی بند کر دیں۔ ان کے روّیے میں تبدیلی لائیں۔ گورنمنٹ نے بہت سے لوگوں کو خود اسلحہ فراہم کیا کہ وہ ایسے عناصر کے خلاف از خود کارروائی کریں۔ ان لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ انتخابات بھی گن پوائنٹ پر ہونے لگے۔

فوج کے ہاتھ میں ہتھیار، نیم فوجی دستوں کے پاس ہتھیار، عام لوگوں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردوں کے پاس ہتھیار، ہر کوئی گن پوائنٹ پر اپنی بات منوانے پر تُل گیا۔ تشدد کسی صورت میں بھی ہو تشدد ہی ہوتا ہے۔ چھتیس گڑھ میں مقامی افراد کا ایک بریگیڈ تیار کر لیا گیا تاکہ وہ ہمارے ساتھ مل جائیں۔

انہوں نے قبائلیوں کو مارا اور بعد میں خود بھی موردِ الزام ٹھہرا کر مار ڈالے گئے۔ یہ کیا ہے؟ یہ سب کچھ کس لئے کیا جا رہا ہے؟

ہمارے ملک میں کسی ایک دہشت گرد کو بھی عدالت میں پیش کر کے اس پر مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ اس کا بیان ریکارڈ نہیں کیا گیا۔ اسے عدالتی کارروائیوں کے عمل سے نہیں گذارا گیا۔

ان کے ساتھ اگر کچھ کیا گیا تو صرف یہ کہ انہیں قتل کر دیا گیا۔ مثال کے طور پر بمبئی میں 1993ء میں بم دھماکے ہوئے۔ اس سلسلے میں گذشتہ تیرہ برسوں سے لوگ سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ انہیں عدالتوں میں پیش نہیں کیا گیا۔ ان کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ جو لوگ اس طرح کی کارروائی میں ملوث بھی ہوتے ہیں ان کے پیچھے محرکات کا جائزہ نہیں لیا جاتا۔ کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹی جاتی۔ بس موقع پر ہی گولی مار کر کام تمام کر دیا جاتا ہے۔

تشدد کی روک تھام کیلئے ہم نے بھی تشدد کی راہ اپنا لی ہے۔

نائن الیون کے واقعہ کے بعد بش نے اعلانِ جنگ کر دیا۔ دہشت گردوں کے خلاف اعلانِ جنگ، اسامہ بن لادن کے خلاف اعلانِ جنگ،

اس نے کیا کیا؟؟

اس نے افغانستان پر تباہ کن بمباری کی!

اس نے غریب انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا!!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا یقین نہیں کہ اسامہ بن لادن مارا گیا یا زندہ ہے!!!

مگر یہ بات بالکل واضح ہے کہ بے گناہ اور معصوم لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ماری گئی۔

یہی کچھ اس نے عراق میں کیا۔

اس نے کہا کہ طالبان عراق میں ہیں۔

اس نے کہا کہ عراق کے پاس ممنوعہ اور کیمیائی ہتھیار ہیں۔

آج تک نہ تو طالبان کے وہاں ہونے کی کوئی شہادت ملی اور نہ ان کیمیائی ہتھیاروں کا کوئی سراغ ملا جس کی پاداش میں عراق کے ہزار ہا افراد کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔

ابھی تک بمباری جاری ہے۔ عراق کے خلاف جنگ جاری ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری ہے۔ ہزاروں معصوم لوگ موت کے گھاٹ اُتر رہے ہیں۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں مارے جانے والے افراد کی تعداد ان امریکی سپاہیوں سے دس گنا کم ہے جو عراق میں جنگ کے دوران مارے گئے۔

اگر اس وقت ''دہشت گرد'' کے خطاب کا کوئی صحیح حقدار ہے اور کوئی دہشت گرد ہونے کے معیار پر پورا اُترتا ہے تو میں کہوں گا کہ جارج ڈبلیو بش دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

اس نے دنیا پر ایک جنگ مسلط کر دی اور یہ جنگ کسی قانون کے مطابق نہیں ہے۔ یہ ایک غیر منصفانہ اور ظالمانہ جنگ ہے۔ یہ بین الاقوامی قانون کے مطابق بھی نہیں اور ہر کسی کو اس کے خلاف احتجاج کا حق حاصل ہے۔ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندو، مسلمان، عیسائی، بنیاد پرست یا کوئی بھی ہوں آپ کو اس جنگ کے خلاف احتجاج کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

ہم اس دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

اس وقت سب لوگ دہشت گردی، دہشت گردی پکارتے پھر رہے ہیں مگر دہشت گردی کی تعریف اور مفہوم واضح کرنے کی ضرورت ہے۔

دہشت گردی کی تعریف ہے کیا؟

آپ اس کی وضاحت کیسے کر سکتے ہیں؟

ٹاڈا دہشت گردی کی وضاحت نہیں کرتا۔

پوٹا دہشت گردی کی وضاحت نہیں کرتا۔

ان میں صرف دہشت گردی کی کارروائیوں کا تذکرہ ہے اور ان کارروائیوں کو عدالت میں نہیں لایا جاتا۔

یہ بھی قتل و غارت اور ڈکیتی سے مختلف نہیں ہے۔ فائرنگ کرنا دیگر جرائم سے الگ نہیں ہے لیکن بعض کارروائیوں کو ٹاڈا یا پوٹا قانون کے تحت لیا جاتا ہے۔

اگر ہم اس کی تعریف کریں کہ معصوم لوگوں کو بلاوجہ قتل کرنا تو آپ دیکھیں گے، ڈکشنری میں بھی یہی ہے کہ ایک سے زیادہ معصوم لوگوں کی جان لینا دہشت گردی ہے۔ اگر اس تعریف کو مان لیا جائے تو ہیروشیما اور ناگاساکی میں ہائیڈروجن بموں سے وسیع تر تباہی اور بے شمار معصوم شہریوں کی جانوں کا اتلاف اسی زمرے میں آتا ہے۔ ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کے زخم آج تک مندمل نہیں ہو سکے۔

اسی طرح کسی قانون سے معصوم شہریوں کو ہراساں کرنا اور تکلیف پہنچانا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی زمرے میں آتا ہے۔

اکیسویں صدی میں تشدد کی راہ اپنانے والوں میں امریکہ اور برطانیہ سرِ فہرست ہیں۔ لہٰذا میرے نزدیک جارج ڈبلیو بش اور لشکر طیبہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں قتل و غارت پر یقین رکھتے ہیں۔ اسی قتل و غارت نے ہمارے اس خطے میں تناؤ کی کیفیت طاری کر رکھی ہے۔

دراصل یہ قتل و غارت اور دہشت گردی بھی ایک ''بزنس'' ہے اور امریکہ یہی بزنس کر رہا ہے۔ وہ قتل و غارت کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے اور ہر جگہ قتل و غارت میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مصروفِ کار ہے۔ اس دہشت گردی سے وہ اپنی تجارت کو فروغ دے رہا ہے۔ وہ مختلف مارکیٹوں میں اپنے ہتھیار اور اسلحہ و بارود فروخت کر رہا ہے۔ لشکرِ طیبہ قتل و غارت پر یقین رکھتا ہے اس لئے وہ بھی امریکہ کیلئے ایک مارکیٹ فراہم کر رہا ہے۔ امریکہ خود کو سپر پاور بنانا اور تسلیم کرانا چاہتا ہے دوسرا فریق بھی خطے میں کچھ اسی نوعیت کی طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

گلوبل وار کے حوالے سے دہشت گردی ان لوگوں کا ایک مستقل ہتھیار ہے۔

امریکہ گلوبل وار میں الجھا ہوا ہے اور جہاں بھی اسے دہشت گردی نظر آتی ہے اس کی باچھیں کھل جاتی ہیں کیونکہ وہاں اسے اپنے ہتھیاروں کی فروخت کیلئے منڈی نظر آتی ہے۔

دُنیا کے مختلف حصوں میں مختلف تحریکوں کے مقابلے میں معاشرتی تحفظ کے نام پر یہی کچھ ہو رہا ہے۔ آج ہم سب مشکوک ہیں۔ ہماری تلاشی لی جاتی ہے۔ کیمروں کے سامنے سے گزارا جاتا ہے۔ سکیننگ کی جاتی ہے۔ اس سیکیورٹی کی وجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہم اب ''سیکیورٹی سوسائٹی'' بن چکے ہیں۔

اب آزادی کی بجائے ''سیکیورٹی'' کو اہمیت حاصل ہو چکی ہے اور اس سیکیورٹی کے نام پر لوگوں کی آزادی کو محدود کیا جا رہا ہے۔

اس وقت Passenger Information System ہے۔

جب آپ لندن جاتے ہیں تو پندرہ منٹ میں آپ کی پوری ہسٹری بمبئی بھیج کر تفتیش کیلئے کہا جاتا ہے۔ جب آپ لینڈ کرتے ہیں تو پولیس وہاں موجود ہوتی ہے۔ پولیس آپ کے بارے میں پوری معلومات رکھتی ہے۔ آپ کو مقررہ وقت پر کسی مقررہ مقام پر پہنچنا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر ایمسٹرڈیم میں جو کچھ پیش آیا وہ آپ کے گوش گذار کرتا چلوں۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا۔ وہ لوگ جہاز میں مشکوک قسم کے ردِ عمل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ ان کے ظاہری خدوخال، ان کے ملبوسات ان کی زبان انہیں عربوں سے مماثل کر رہی تھی۔ ان کی داڑھیاں مسلمانوں کی طرح تھیں اور خواتین نے برقعے پہن رکھے تھے۔ لہٰذا یہ سب مشکوک سے کردار نظر آ رہے تھے۔ لہٰذا سیکیورٹی کو ہائی الرٹ کر دیا گیا۔ اسی طرح کی مضحکہ خیز صورتِ حال سیکیورٹی کے حوالے سے مختلف مقامات پر دیکھنے میں آتی ہے۔

اس وقت دنیا کے ہر ملک میں یہی صورتِ حال ہے کہ پولیس جو چاہے کر سکتی ہے۔ اب کسی جگہ کوئی شخص نظر آتا ہے پولیس اسے مشکوک یا پاکستانی قرار دے کر اس کے بھیجے میں گولی اُتار دیتی ہے کوئی اسے پوچھنے والا نہیں۔ کوئی اس کا مواخذہ کرنے والا نہیں ہوتا۔ معاشرے کو اس طرح کی سیکیورٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر جب پولیس کو علم ہوتا ہے کہ انہیں کہیں وضاحت یا باز پرس کا سامنا نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا پڑے گا تو وہ اور بھی شیر ہو جاتی ہے۔

پولیس کسی کو بھی بغیر کسی ایف آئی آر کے پکڑ کر تھانے میں بٹھا سکتی ہے تشدد کر سکتی ہے۔ بعض اوقات لوگوں کو محض اس بنا پر تھانے میں لے جایا جاتا ہے کہ وجہ ایک جگہ اکٹھے کیوں کھڑے تھے۔ یہ کس قسم کا قانون ہے؟

اب اگر کوئی شخص کسی کارروائی میں ملوث ہوتا ہے تو اس کی ایف آئی آر کاٹی جاتی ہے یا عام طور پر اس کا بیان درج کر کے اس کا نام پتہ پوچھ کر اسے جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ لیکن محض اس بنا پر کسی کو تھانے میں بند کر دینا کہ وہ مشتبہ ہے کہاں کا انصاف ہے؟

کسی بھی شخص کو بغیر کسی بیان، بغیر کسی شہادت، بغیر کسی اندراج و ریکارڈ کے تھانے میں بند کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایک روز اسے موت کی نیند سلا کر کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ پاکستانی جاسوس تھا۔ کوئی شخص بھی پولیس مقابلے میں مارا جا سکتا ہے اور اس کی کوئی تفتیش نہیں ہوتی۔

سیکیورٹی کے نام پر آپ کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جا سکتی ہے آپ کے بینک اکاؤنٹ کے بارے میں معلومات جمع کی جا سکتی ہیں۔ سیکیورٹی کے نام پر آپ کی ایک ایک حرکت کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ کئی شہروں میں آپ کو جائیداد خریدنے یا اپنی ذاتی جائیداد بیچنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ آپ گھر کرائے پر لیتے ہیں تو آپ کو پولیس آفیسر کو رپورٹ کرنا پڑتی ہے۔

اس طرح سے شخصی آزادی کم سے کم ہو رہی ہے اور انسان ان قوانین کا غلام بنتا جا رہا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ انسان کو اس کے بنیادی حقوق اور آزادی سے محروم کر کے اس کے گرد غلامی کا دائرہ تنگ کرتے چلے جا رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ ٹاڈا جیسے ظالمانہ قانون اس سے قبل بھی بنائے جاتے رہے ہیں اور اس کے بعد بھی بنتے رہیں گے۔ سپریم کورٹ بھی انٹرنل سیکیورٹی کے نام پر ایسے قوانین کی اجازت دیتی رہی ہے۔ سیکیورٹی کے نام پر جہاں جی چاہتا ہے ایمرجنسی کا نفاذ کر دیا جاتا ہے اور آرمی کو عوام کے استحصال اور دباؤ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ منی پور اور دیگر مقامات پر اسی انداز میں عام لوگوں کو ہراساں کیا گیا۔

لبرل سوسائٹی، معاشی اصطلاحات اور اسی نوع کی دیگر چیزیں اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے شخصی آزادی کو محدود کیا جاتا ہے۔

اب تشدد کی لہر کو ختم کرنے کیلئے دہشت گردی کی روک تھام کیلئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے اور آخر اس مسئلے کا حل کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہتھیار اور تشدد کسی طرح بھی اس کا حل نہیں۔

سب سے پہلے تجزیہ کیا جائے کہ معاشرے میں اس قدر تشدد اور دہشت گردی کے اسباب اور وجوہات کیا ہیں۔

جب ان وجوہات کا علم ہو جائے گا تو پھر نہ تو کسی جابرانہ قانون کی ضرورت رہے گی اور نہ ہتھیار اٹھانے کی نوبت آئے گی۔

اب انڈیا کے کسی حصے میں چلے جائیں امیر لوگ جو چاہیں کر گزرتے ہیں جو چاہیں حاصل کر لیتے ہیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ امریکہ جس ملک پر چاہے حملہ کر سکتا ہے کوئی اس سے جواب طلب نہیں کر سکتا۔ کوئی اس کا مواخذہ نہیں کر سکتا۔

امیر لوگ ووٹ ڈالنے نہیں جاتے لیکن وہ جو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جب بڑے بڑے منصوبے بنائے جاتے ہیں تو بہت سے لوگ متاثر ہوتے ہیں مثلاً ڈیم بنائے جاتے ہیں یا دیگر میگا پراجیکٹس پر عمل کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جو اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ جن کے گھر بار اجڑتے ہیں۔ جن کی زمینیں اس کی زد میں آتی ہیں وہ کیا کریں گے۔ بمبئی میں 40 لاکھ سے زائد لوگ تنگ و تاریک کھولیوں اور جھونپڑوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ حکومت کیا کرتی ہے؟ حکومت ان کچی آبادیوں اور جھونپڑیوں کو مسمار کرتی ہے اور اسے ناجائز تجاوزات میں شمار کرتی ہے۔ اب ہر شخص کو گھر یا رہائش فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسے بین الاقوامی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ لوگوں کو رہنے کیلئے چھت مہیا کرنا حکومت کا فرض ہے۔ اب انسانی حقوق کی ان خلاف ورزیوں پر کسی کی توجہ نہیں ہے۔ سپریم کورٹ نے آرٹیکل 51 کے تحت کہا ہے کہ عوام کی تعلیم، صحت، رہائش، خوراک وغیرہ کے امور کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے لیکن آج حکومت اس کیلئے کیا کر رہی ہے؟

حکومت اپنا فرض ادا نہیں کر رہی۔ اپنے متعلقہ امور کی طرف دھیان نہیں دے رہی۔ حکومت اپنی ذمہ داریوں کو بھول چکی ہے اس صورتِ حال میں لوگ کدھر جائیں گے؟ وہ کیا کریں گے؟ کیا وہ تشدد کے ذریعے اپنے غم وغصہ کا اظہار نہیں کریں گے؟

آپ کا گھر مسمار کر دیا جاتا ہے اور جب آپ کو عدالت سے انصاف نہیں ملتا آپ کیا کریں گے؟ لوگ عدالتوں کے چکر لگا لگا کر، اپیلوں پر اپیلیں دینے کے بعد بالآخر تنگ آ کر خودکشی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور بے شمار لوگ اپنی جانیں دے چکے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حکومت عوامی مسائل اور امور پر توجہ نہیں دے گی۔ عوام کو سہولیات نہیں دے گی۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے چلے جائیں گے۔ گراں فروشی عروج پر ہوگی۔ مہنگائی کا عفریت منہ پھاڑے لپک رہا ہوگا تو لوگ کیا کریں گے؟

آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ارون دتیہ رائے نے کہا تھا جب لوگوں کو انصاف نہیں ملتا تو اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ وہ اس سے الگ ہو جاتے ہیں اور اس نظام سے متنفر ہو جاتے ہیں۔

گجرات میں فسادات کے دوران میں وہاں گیا اور میں نے دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی بڑی تعداد اپنی ماؤں بہنوں کی عصمت دری، گینگ ریپ اور زندہ جلائے جانے کے بھیانک مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ کسی نے ان بچوں کی دیکھ بھال نہیں کی۔ ان کی صحت اور تعلیم کا بندوبست نہیں کیا۔ ان کی نفسیات کو نہیں سمجھا۔ ان کے احساسات و جذبات کا اندازہ نہیں لگایا۔ انہیں چھت فراہم نہیں کی۔

بچے کیا کریں گے؟ انہیں کون انصاف مہیا کرے گا؟؟

یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور اگر وہ یہ ذمہ داری پوری نہیں کرتی تو متاثرین ہتھیار اٹھا لیتے ہیں۔ میں یہاں ہتھیار اٹھانے کی تائید نہیں کر رہا لیکن اس کی سراسر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ انہیں انصاف فراہم کرتی تو انہیں اپنے مسائل خود حل کرنے کیلئے ہتھیار نہ اٹھانا پڑتے۔ حکومت ان کے ہاتھوں میں ہتھیار نہیں دیتی لیکن اس ضمن میں پوری ذمہ داری حکومت پر ہی عائد ہوتی ہے۔

اور یہی وہ نقطہ ہے جس پر توجہ کی ضرورت ہے اور جس کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اروندتیہ رائے نے کہا ہے کہ

"When victims refused to be victims they are called terrorists."

”جب ظلم کے شکار لوگ مظلوم رہنے سے انکار کردیتے ہیں تو پھر وہ دہشت گرد کہلاتے ہیں“۔

اس تناظر میں ہم سب لوگ اس ناانصافی کا شکار ہیں جو اس ملک میں ہر جانب نظر آرہی ہے۔ گورنمنٹ کو اس کیلئے سخت ترین قانون، انسداد دہشت گردی کے پروگرام بنانے کی بجائے ان اسباب کے تدارک کی طرف توجہ دینی چاہیے جو اس انتشار اور بدامنی کا باعث بنتے ہیں۔ اگر حکومت انسانی حقوق پر توجہ دے تو یہ سارے مسائل خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب انصاف ہوگا تو امن ہوگا کیونکہ

Where there is no justice there is no Peace

جہاں انصاف نہیں، وہاں امن نہیں!

Justice delayed is Justice denied

انصاف میں تاخیر انصاف سے انکار کے مترادف ہے!

اگر حکومت انسانی حقوق کا احترام کرے تو یہ گمبھیر صورت حال کبھی بھی پیدا نہ ہو۔

ایک انسان کے بنیادی حقوق کیا ہیں؟

اسے صحت اور تعلیم کے مساوی مواقع میسر ہوں۔

اسے گھر کی چھت نصیب ہو۔

اسے ایک اچھا روزگار حاصل ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے آزادی سے جینے کا حق حاصل ہو۔

اسے کھانے کو خوراک چاہیے۔

اسے پہننے کو کپڑا چاہیے۔

جب اسے ضروریاتِ زندگی حاصل ہوں گی۔ اسے ٹیکسوں کے بوجھ تلے نہیں پیسا جائے گا۔ رشوت اور سفارش سے اس کی حق تلفی نہیں ہوگی تو اس وقت امن ہوگا۔ انصاف قائم ہوگا تو ہر چیز اعتدال پر آ جائے گی۔ یہی وہ نقطہ اور بنیادی مقصد ہے جس کی طرف میں آپ سب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اظہارِ خیال کیلئے مجھے یہ موقع فراہم کرنے کا بے حد شکریہ!

ڈاکٹر محمد نائیک:

جناب جسٹس ہاسبٹ سریش، اس بے لاگ تبصرے کا بے حد شکریہ اور اس ناانصافی کی طرف توجہ دلانے پر بھی آپ کے شکرگزار ہیں جو ہمیں اپنے اردگرد نظر آ رہی ہے۔ نیز حاضرین کے سامنے حقائق پیش کرنے پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ نیز تمام لوگ آپ کے ان جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ ایک بار پھر میں آپ سب کو آئی آر ایف کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں کہ آپ اس اہم اور سنجیدہ خطاب کو سننے کیلئے تشریف لائے۔ آخر میں سوال و جواب کا سیشن ہوگا جس میں آپ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب سے اس موضوع پر کوئی بھی سوال پوچھ سکتے ہیں۔ مذہب اور سیاست کے تفاوت، جنگ اور امن، دہشت گردی کے اسباب پر بات کرنا کافی مشکل امر ہے اور اس وقت میڈیا اسلامک فوبیا میں مبتلا ہے۔ دنیا کے اربوں انسانوں کے درمیان ہم حیران ہیں اور اسی طرح دنیا بھی یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقید چ رہی ہے کہ کیا دہشت گردی صرف اور صرف مسلمانوں سے منسوب ہے؟ اس موضوع پر آج آپ کے سامنے آئی آر ایف کے صدر ڈاکٹر ذاکر نائیک گفتگو کریں گے۔ ان کا مختصر تعارف کراتا چلوں۔

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ممبئی کے صدر اور میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے علاوہ پوری دُنیا میں ایک فی البدیہہ مقرر اور مبلغِ اسلام کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ آپ تقابل اَدیان اور اسلام پر بڑے مدلل انداز میں خطاب کرتے اور اسلام سے وابستہ غلط فہمیوں کو قرآن و حدیث اور دیگر مذاہب کی الہامی کتب کے حوالوں سے غلط ثابت کرتے ہیں۔ آپ اپنے دلائل دیتے وقت جدید سائنسی حقائق و نظریات کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

آپ گزشتہ دس برس میں دنیا کے مختلف مقامات پر ایک ہزار سے زائد خطبات پیش کر چکے ہیں۔ آپ ایک سو پچاس ممالک کے اکثر ٹی وی چینلز پر باقاعدگی سے آتے اور خطاب فرماتے ہیں۔

آپ اپنے مفصل، مدلل اور قائل کر دینے والے انداز اور مشاہدے کیلئے مشہور ہیں۔

بہنو اور بھائیو!

آج کی اس پبلک ٹاک کا موضوع ہے ''کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟''

میں دعوتِ خطاب دیتا ہوں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کو کہ وہ تشریف لائیں اور حاضرین کے سامنے بیان کریں کہ کیا دہشت گرد صرف اور صرف مسلمان ہی ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب

(پریزیڈنٹ اِسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن، ممبئی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّا بَعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا○

رب شرح لی صدری ویسرلی امری واھل العقدۃ

من السانی یفقھو القولی.

معزز مہمان جناب ہاسبٹ سریش! میرے قابلِ احترام بزرگو! میرے عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! میں آپ سب کو اسلامی کلمہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ (یعنی آپ سب پر سلامتی ہو اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشات نازل ہوں) سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کی اس شام کا موضوع ہے:

’’کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟‘‘

Is Terrorism a Muslim Monoply?

اس پر گفتگو کرنے سے قبل ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ لفظ Terrorism کے معانی کیا ہیں؟

اس لفظ کی واضح تعریف کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اس کی متعدد مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے بہت سی آپس میں متضاد و مخالف ہیں۔ جغرافیائی حالات اور تاریخی حقائق کے تحت اس کی تعریف اور مفہوم میں ردّوبدل ہوتا رہتا ہے۔ دہشت گردی کی تعریف کرنا اس لحاظ سے بہت مشکل ہے۔ تاہم آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق

> "Terrorism is use of violant actions in order to achieve political aims or force a governement to act."

Terrorism کا لفظ 1790ء میں فرانسیسی انقلاب کے دوران استعمال کیا گیا۔ ایڈورڈ برک برطانوی سٹیٹ مین نے فرانسیسی حاکم جیکوبین کے دور کیلئے استعمال کیا تھا۔ 1793ء اور 1794ء کو Reign of Terror کہا گیا۔ اس حکومت کا سربراہ میکسمین راک فیلر تھا جس نے اپنے دور میں ہزاروں لوگوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ اس نے ہزاروں افراد کو مصلوب کر دیا تھا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس نے پانچ لاکھ انسانوں کو قید کر لیا تھا جن میں سے چالیس ہزار کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ دو لاکھ سے زائد انسانوں کو ملک بدر کر دیا تھا اور دو لاکھ کے قریب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کو تنگ و تاریک قید خانوں میں بھوک، پیاس اور تشدد کے ذریعے قریب المرگ کر دیا گیا۔ لہٰذا Terrorism کا لفظ فرانسیسی انقلاب کے دوران ان لوگوں کیلئے استعمال کیا گیا تھا۔

آج ہمارے پاس انٹرنیشنل میڈیا ہے جو ایک مشترک بیان کی بڑے تسلسل کے ساتھ بمباری کر رہا ہے۔ میری مراد خصوصاً مغربی میڈیا سے ہے اور ان کا بیان ہے کہ

"ALL MUSLIMS ARE NOT TERRORIST

but

ALL TERRORISTS ARE MUSLIM"

یہ بیان انڈیا میں بھی آ گیا اور بمبئی کے دھماکوں کے بعد اس کا پرچار بڑے زور وشور سے ہونے لگا۔ عام لوگ بھی اس بیان کو اُچھالنے لگے کہ تمام مسلمان دہشت گرد نہیں البتہ جو دہشت گرد ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔

آیئے آج اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ تاریخ ہمیں کیا بتاتی ہے اور دہشت گردی کی تاریخ کے اعداد وشمار کیا کہتے ہیں؟

جب ہم ریکارڈ پر نظر دوڑاتے ہیں تو انیسویں صدی میں ہمیں دہشت گردی کے تمام تر واقعات میں ملوث کوئی مسلمان بمشکل ہی نظر آتا ہے۔ ان تمام کارروائیوں میں غیر مسلم ہی ملوث تھے۔ وقت مجھے ان تفصیلات میں جانے کی اجازت نہیں دیتا ورنہ میں آپ کے سامنے اس کی پوری وضاحت کرتا اور اس کا پس منظر بیان کرتا۔

1881ء میں سر الیگزنڈر دوم آف رُوس کو اس وقت قتل کر دیا گیا جب وہ ایک بلٹ پروف گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ اس وقت ایک بم دھماکے میں سر راہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے بیس افراد مارے گئے۔ اس پر وہ گاڑی سے باہر نکلے۔ اس وقت ایک اور بم دھماکہ ہوا اور ان کی جان بھی گئی۔

اسے کسی مسلمان نے نہیں بلکہ اس کے اپنے ہی لوگوں نے، اپنے ہم قوم انتشار پسندوں نے موت کی نیند سلایا تھا۔ اس کے قاتل کا نام اگنسی تھا۔

1886ء میں شکاگو کی ایک مارکیٹ میں لیبر ریلی کے دوران بم دھماکا ہوا، جس میں ایک پولیس مین سمیت بارہ بے گناہ لوگ مارے گئے اور سترہ سے زائد شدید زخمی ہوئے۔ یہ بم دھماکہ کرنے والے مسلمان نہیں تھے بلکہ سب کے سب غیر مسلم انتشار پسند تھے۔

جب ہم بیسویں صدی میں دہشت گردی کے واقعات کا ریکارڈ دیکھتے ہیں تو اس سے بھی کچھ اسی طرح کی صورت حال سامنے آتی ہے۔ 6 ستمبر 1901ء میں امریکہ کے صدر ولیم میکنلی کو غیر مسلم انتشار پسند Lion نے دو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

یکم اکتوبر 1910ء کو لاس اینجلس ٹائمز کے دفتر میں بم دھماکہ ہوا جس میں 21 بے گناہ لوگ مارے گئے۔ اس دھماکے کے ذمہ دار دو عیسائی جیمز اور جوزف تھے جو یونین لیڈر تھے۔

28 جون 1914ء کو آسٹریا کے آرک ڈیوک اور ان کی بیوی کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ذمہ دار بوسنیا کے سرب تھے جو غیر مسلم تھے۔

16 اپریل 1925ء کو صوفیہ (بلغاریہ) کے سینٹ نیڈلیا چرچ میں بم دھماکہ ہوا جس میں 125 لوگ مارے گئے اور 500 سے زائد زخمی ہوئے۔ یہ دھماکہ بلغارین کمیونسٹ پارٹی نے کیا تھا اور بلغاریہ کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھماکہ اور دہشت گردی کی کارروائی تھی۔

9 اکتوبر 1934ء کو یوگوسلاویہ کا کنگ الیگزنڈر قاتلانہ حملے میں مارا گیا تھا۔ اسے ایک گن مین ولاڈا جورجیف نے مارا تھا جو ایک غیر مسلم تھا۔

1961ء میں سب سے پہلے ایک امریکی طیارے کو ایک غیر مسلم نے ہائی جیک کیا تھا۔

اسی طرح تاریخی ریکارڈ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ 28 اگست 1968ء کو گوئٹے مالا کے ایمبیسیڈر کو ایک غیر مسلم نے قتل کیا تھا۔

1969ء میں جاپان کے ایمبیسڈر کو ایک غیر مسلم نے ہی خنجر گھونپ دیا تھا۔ 1969ء میں ہی برازیل کے سفیر کو ایک غیر مسلم نے اغوا کر لیا تھا۔

19 اپریل 1995ء میں اوکلاہاما سٹی کے بم دھماکوں کے واقعہ میں ایک ٹرک کو فیڈرل بلڈنگ میں مار دیا گیا جس میں بم بھرے ہوئے تھا اس واقعہ میں 166 بے گناہ لوگ مارے گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔

اخبارات میں یہ Middle East Conspiracy کی شہ سرخی کے ساتھ کئی روز تک آتا رہا۔ ازاں بعد انہیں علم ہوا کہ یہ حرکت دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے دو عیسائی نوجوانوں ٹموتھی اور ٹیری کی تھی اس کے بعد مڈل ایسٹ الی خبر ہٹائی گئی ورنہ یہ اخبارات میں ایک تسلسل کے ساتھ آ رہی تھی۔

جنگِ عظیم دوم کے بعد 1941ء سے 1948ء تک آٹھ سال کے عرصے میں یہودی دہشت گردوں نے 259 دہشت گردانہ حملہ کئے۔ اس میں ان کی مختلف تنظیمیں ملوث تھیں۔

22 جولائی 1946ء کو کنگ ڈیوڈ ہوٹل میں منیکم بیگن نے بم دھماکے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئے۔ اس میں 91 بے گناہ افراد مارے گئے جن میں 28 برطانوی، 41 عرب، 17 یہودی اور پانچ دیگر افراد شامل تھے۔ شروع میں اس کا الزام مسلمانوں پر دھرا گیا مگر بعد میں ثابت ہو گیا کہ اس کی ذمہ دار بیگن یہودی تنظیم تھی۔ یہ برطانوی تاریخ کی ایک بڑی دہشت گردی تھی جس میں 91 لوگ مارے گئے۔ اس وقت برطانوی حکومت نے مناکیم بیگن یہودی تنظیم کو نمبر ون دہشت گرد تنظیم قرار دیا۔

چند سال بعد مناکیم بیگن اسرائیل کا وزیر اعظم بن گیا اور مزید چند سال بعد اسے امن کا نوبل پرائز دیا گیا۔ ذرا تصور کیجئے کہ ایک شخص سینکڑوں بے گناہ لوگوں کے قتل سے اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔ اسرائیل کا وزیرِاعظم بنتا ہے اور پھر امن کا نوبل انعام حاصل کرتا ہے۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔

اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ اسرائیل کی متحارب تنظیموں کے رہنما جو کئی دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث رہے بعد میں وہ اسرائیل کے وزیر اعظم بنے یا انہوں نے اہم عہدے حاصل کئے۔ بیگن اور شیرون کی مثال کافی ہو گی۔ جبکہ اگنون، ہیگنا اور دیگر تنظیمیں اسی نوع کی دہشت گردی میں ملوث رہیں۔ یہ سب یہودی ریاست کیلئے لڑ رہے تھے۔ اگر آپ دنیا کا نقشہ دیکھیں تو 1945ء سے پہلے اسرائیل کا وجود تک نہیں تھا۔ ان یہودی گروپوں کو برطانیہ نے دہشت گرد قرار دیا تھا جو یہودی سٹیٹ کیلئے لڑ رہے تھے بعد میں ان لوگوں نے طاقت کے بل پر فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا اور جب فلسطینیوں نے اپنی چھنی ہوئی سرزمین واپس لینے کیلئے مسلح جدو جہد کا آغاز کیا تو انہی اسرائیلیوں نے انہیں ''دہشت گرد'' کہنا شروع کر دیا۔

تصور کریں! ہٹلر نے چھ ملین یہودیوں کو اپنی سرزمین سے نکال دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے فلسطینیوں سے ان کی سرزمین چھین لی جسے واپس حاصل کرنے کیلئے وہ آج تک کوشاں ہیں۔ اگر یہود کو اپنی سرزمین واپس چاہیے تو انہیں واپس جرمنی جانا چاہیے۔

اس بات کا تصور کریں کہ فلسطینیوں نے کچھ لوگوں کو پناہ دی اور انہیں اپنے گھر میں رکھا۔ کچھ عرصے بعد مہمان نے میزبان کو نکال باہر کیا اور جب میزبان نے واویلا کیا کہ یہ گھر میرا ہے تو اس پر دہشت گردی کا لیبل چپکا دیا گیا۔

(ایک دیوار چھ فٹ اونچی ہے ایک شخص کا قد پانچ فٹ اور دوسرے کا ساڑھے چھ فٹ ہے دونوں ایک ہی مقام پر کھڑے ہیں لیکن جو کچھ دراز قامت کو نظر آ رہا ہے وہ پست قامت کی آنکھوں سے اوجھل ہے اس لئے وہ اس حقیقت سے انکار کر دیتا ہے جو اس کی رسائی سے باہر ہے)

یہ حقیقت آج فلسطینیوں پر صادق آتی ہے وہ اپنا گھر واپس لینا چاہتے ہیں اور یہودی انہیں دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ اور بہت سے نام نہاد رہنما جن کا تعلق بڑے ممالک سے ہے وہ انکی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جرمنی میں 1968ء سے 1992ء تک BADDER MEINHOFF جیسا نے بہت سے بے گناہ لوگوں کو مارا۔

اسی طرح ریکارڈ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اٹلی میں ریڈ بریگیڈ نے نہ صرف بے شمار بے گناہ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگے بلکہ اٹلی کے وزیر اعظم ایلڈو مورو کو بھی اغوا کر لیا اور پندرہ دن حبسِ بے جا میں رکھنے کے بعد اسے بھی قتل کر دیا۔

20 مارچ 1995ء کو اوم شرنکیو نامی جاپانی بدھسٹ تنظیم نے زہریلی گیس (ناڈ گیس) کے ذریعے ٹوکیو سب وے کے اندر ہزاروں افراد کو زخمی اور بارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہلاک کر دیا۔

انگلینڈ میں ایک سو سال تک IRA آئرش ریپبلکن آرمی مسلسل حملے کرتی رہی۔ وہ کیتھولک تھے لیکن انہیں کیتھولک دہشت گرد کی بجائے IRA کہا گیا۔ انہوں نے بیشمار دہشت گردانہ حملے کیے۔ 1972ء میں تین بم دھماکے کیے۔ پہلے میں چند افراد، دوسرے میں گیارہ افراد اور تیسرے دھماکے میں نو افراد مارے گئے۔ 1974ء میں انہوں نے دو بم دھماکے کیے۔ پہلا دھماکہ پب میں ہوا جس میں پانچ افراد ہلاک اور 45 زخمی ہوئے۔ برمنگھم پب میں 21 افراد ہلاک ہوئے اور 182 زخمی ہوئے۔

1996ء میں لندن کے بم دھماکے میں جو IRA نے کیا تھا دو افراد مارے گئے اور 100 افراد زخمی ہوئے۔ اس کے بعد مانچسٹر کے شاپنگ پوائنٹ پر حملے میں 206 لوگ زخمی ہوئے۔ 1998ء میں بینگ برج کے بم دھماکے میں 35 بے گناہ افراد زخمی ہوئے۔ اسی سال اومیگ میں بم دھماکہ ہوا جس میں پانچ پاؤنڈ دھماکہ خیز مواد کے ذریعے کار میں دھماکہ کیا گیا جس سے 29 لوگ مارے گئے اور 330 زخمی ہوئے۔

یہ تمام ریکارڈ غیر مسلم ذرائع سے اخذ کیا گیا ہے اور اس میں کسی قسم کے مبالغے یا مغالطے کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔ یہ انہی لوگوں کا مرتب کیا ہوا ریکارڈ ہے۔ آپ BBC یا انٹرنیٹ سے اسے چیک کر سکتے ہیں۔ اس کے اعداد و شمار میں ایک آدھ فرد کی کمی بیشی ہو سکتی ہے مگر مجموعی طور پر اعداد و شمار وہی ہوں گے جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ 2001ء میں IRA نے BBC پر بم مارا۔ ان لوگوں کو تو کیتھولک دہشت گرد نہیں کہا گیا اور ان کے ہاتھوں مسلسل نقصان اٹھانے والی برطانوی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنمنٹ آج ان کی بجائے مسلمان دہشت گردوں سے زیادہ خوفزدہ ہے۔

مجھے برطانوی ریکارڈ سے اس بات کا علم نہیں ہے کہ کتنے مسلمان یو کے کے بم دھماکوں میں ملوث ہیں۔ یہاں تک کہ لندن کے بم دھماکوں میں بھی صرف شبہ ظاہر کیا گیا کہ یہ مسلم دہشت گرد ہو سکتے ہیں اس بات کا کوئی واضح ثبوت نہیں پیش کیا گیا۔

کہیں بیان ہوتا ہے کہ 45 لوگ مارے گئے، کہیں 55 بتائے جاتے ہیں یا کہہ دیا جاتا ہے کہ 50 سے زائد لوگ مارے گئے۔

اگر ہم مان لیں کہ 7 جولائی 2007ء کو بم دھماکے کرنے والے مسلم دہشت گرد تھے۔ لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ IRA سو سال سے زائد عرصے سے اس طرح کی کارروائیاں کرتی چلی آ رہی ہے مگر اسے تو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا گیا لیکن مسلمانوں سے اب سب سے زیادہ ڈر اور خوف محسوس کیا جا رہا ہے جن کے بارے میں ابھی تک کوئی ٹھوس ثبوت بھی نہیں ہے۔

جارج بش کے بقول:

"Tony Blair is more afraid of Muslim Terrorists than IRA who is conducting Terrorist Attacks for more than a hundred years."

ہمیں تاریخی ریکارڈ سے یہ بات معلوم ہے کہ سپین اور فرانس میں دہشت گردوں نے 36 حملے کیے جبکہ افریقہ میں بے شمار تنظیمیں ہیں لیکن سب سے بدترین دہشت گرد تنظیم لارڈز سالویشن آرمی ہے جو عیسائیوں کی ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو دہشت گردی کی تربیت دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہم سری لنکا کو دیکھتے ہیں تو وہاں تامل ٹائیگرز کی ایک دہشت گرد تنظیم LTTE نظر آتی ہے۔ یہ تشدد کے معاملے میں دنیا کی تمام دہشت گرد تنظیموں میں سب سے زیادہ بدنام ہیں۔ اس کے ممبران خودکش حملوں کے ماہر ہیں۔ یہاں تک کہ یہ اس معاملے میں بچوں کی مدد بھی لیتے ہیں اور انہیں تربیت دے کر خودکش حملوں کیلئے تیار کرتے ہیں۔ اس وقت سب جانتے ہیں کہ فلسطین میں خودکش حملے ہورہے ہیں۔ عراق میں خودکش حملے ہورہے ہیں۔

لیکن یہ تاریخی ریکارڈ ہے کہ ان میں سب سے زیادہ اور نمایاں کردار LTTE کا ہے۔ یہ تامل ٹائیگرز کی جماعت ہے۔

کون تامل ٹائیگرز؟

آخر تامل ٹائیگرز ہیں کون؟

یہ ہندو ہیں مگر کسی نے ان کو ''ہندو دہشت گرد'' کا لیبل نہیں لگایا، بس انہیں LTTE کہا جاتا ہے۔ جب ہم انڈیا میں آتے ہیں تو خودکش حملہ آوروں کے حوالے سے کشمیری مجاہدین Kashmiri Millitants کا نام سامنے آتا ہے اور زیادہ تر حملوں کا ذمہ دار انہی کو قرار دیا جاتا ہے۔ یہ حملے غلط تھے یا صحیح ان پر ہم بعد میں کبھی بحث کریں گے لیکن ابھی جیسا کہ مہمانِ خصوصی بھی ذکر کر چکے ہیں کہ دہشت گردوں کے بارے میں عام عوامی روّیہ کیا ہے اور آپ سب جانتے ہیں کہ کتنے لوگ ہیں جو میڈیا میں اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں ورنہ عام طور پر تو دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ دہشت گردی کے ہر واقعہ کا الزام مسلمانوں پر تھوپ دیتے ہیں اور ہر خودکش حملے کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ انڈیا میں دہشت گرد یا دہشت گرد تنظیمیں ہر مذہب سے وابستہ ہیں۔ پنجاب میں سکھوں کی دہشت گرد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیمیں ہیں۔ 5 جون 1984ء کو انڈین سیکیورٹی فورسز نے گولڈن ٹیمپل پر قبضہ کیا اس دوران 100 کے لگ بھگ لوگ مارے گئے۔ 31 اکتوبر 1984ء کو اس وقت کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو ان کے سکھ باڈی گارڈ نے موت کی نیند سلا دیا۔

اگر آپ South Asian Terrorism Portal کی ویب سائٹ دیکھیں جو ساؤتھ ایشیا میں دہشت گردی کے حوالے سے سب سے بڑی ویب سائٹ ہے تو اس میں آپ کو تمام تر دہشت گردی کے حملوں میں مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر نظر آئے گی اور یہ ان دہشت گرد حملہ آوروں میں ایک نہایت کم اقلیت ہوں گے۔

لیکن ان دہشت گردوں کو جو بڑے پیمانے پر حملوں میں ملوث ہیں میڈیا پر نہیں لایا جاتا مگر مسلمانوں کو ایک ہوّا بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یوں ظاہر کیا جاتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی مقام پر ہونے والا حملہ مسلمانوں نے کیا ہے۔ تڑی پورہ میں عیسائیوں کی دہشت گرد تنظیم ATTF یعنی All Taripura Tiger Force موجود ہے۔ اس کے علاوہ NLFT ہے جو نیشنل لبریشن فرنٹ آف تڑی پورہ کا مخفف ہے یہ بھی عیسائیوں کی تنظیم ہے اسی طرح ہندوؤں کی بھی کئی تنظیمیں موجود ہیں۔

جب آپ سائٹ پر دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ چار ہندو مارے گئے، آٹھ ہندو مارے گئے۔ 12 اکتوبر 2004ء کو عیسائیوں نے 44 ہندوؤں کو ہلاک کیا تھا۔

آسام میں ULFA نے 1990ء سے 2006ء تک 749 دہشت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردانہ حملے کیئے۔ 749 دہشت گردی کے حملے جن کی باقاعدہ تصدیق ہو چکی ہے اور کشمیریوں کے حملے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ لیکن جب ہم اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں صرف اور صرف کشمیری مسلمانوں کا تذکرہ ملے گا۔ دو سال قبل کا واقعہ ہے کہ میں ہندوستان کے ہر علاقے میں جا چکا تھا دنیا کے کئی گوشے دیکھ چکا تھا مگر کشمیر سے دعوت آنے کے باوجود میں وہاں نہ جا سکا۔ ستمبر 2005ء میں وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ میں سری نگر پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ گزشتہ چالیس برس میں یہ پہلا موقع ہے کہ گورنمنٹ نے پبلک ٹاک کی اجازت دی ہے۔ میں نے پولو گراؤنڈ کشمیر میں خطاب کیا جس میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ گورنمنٹ نے مجھے سیکیورٹی فراہم کی اور میں حیران تھا کہ آخر یہ مشین گن بردار لوگ میرے ساتھ کیوں ہیں۔ میں نے کشمیر کے دیگر علاقوں کا دورہ بھی کیا اور میرا یہ خیال نہیں تھا کہ مجھے اس سیکیورٹی کی ضرورت ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہاں کتنے دہشت گرد موجود ہیں لیکن ULFA کو صرف اور صرف مسلمانوں کو نشانہ بنانے کیلئے تربیت دی گئی ہے۔ ان کی کارروائیوں کی خبریں اخبارات میں نہیں چھپتیں اور چند لوگوں کے علاوہ کسی کو علم بھی نہیں ہوتا۔ ان کی متعلقہ تنظیموں کو البتہ اس کی مکمل اطلاعات ہوتی ہیں۔ MAOISTS انڈیا کی بدنام دہشت گرد تنظیم ہے جس نے نیپال میں گذشتہ سات سال کے دورانیے میں 99 دہشت گردانہ حملے کیئے۔ حکومت ہند کے مطابق یہ لوگ 600 اضلاع میں موجود ہیں اور انہوں نے انڈیا کے ایک تہائی حصے پر دہشت گردی کے حملے کیئے ہیں۔

اگر ان کا موازنہ کشمیر کے ساتھ کیا جائے تو یہ ناقابل موازنہ ثابت ہو گا۔ ان میں آپ کو کوئی قدرِ مشترک نظر نہیں آئے گی۔ MAOISTS بھارت کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک زبردست خطرہ ہے مگر حکومت صرف مسلمان دہشت گردوں سے خوف زدہ ہے۔ آخر اس کی وجہ ہے کیا؟ چلیے میں آپ کو اس کی وجہ بتائے دیتا ہوں اس کی وجہ ہے جارج ڈبلیو بش!

نائن الیون سے 2 دِن قبل 875 راکٹ اور 30 راکٹ لانچر MAOISTS سے برآمد ہوئے ذرا تصور کیجئے کہ اس مقدار سے کس قدر تباہی پھیلائی جاسکتی تھی۔ یہ انڈیا کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ پکڑا گیا۔ اس میں چھوٹے خودکار ہتھیار شامل نہیں ہیں اور اس ذخیرے سے انڈین آرمی کے خلاف ایک بڑی جنگ چھیڑی جاسکتی تھی۔ یہ سارے ہتھیار MAOISTS کے بتائے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے بتایا گیا کہ ان کی مدد سے 600 میٹر کی دوری سے کسی پولیس سٹیشن یا آرمی کے ٹینکوں کو نشانہ بنایا جاسکتا تھا اور کوئی ان کا کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا لیکن اس کے باوجود اگر انتظامیہ کو خوف ہے تو ان لوگوں سے ہے جن کی داڑھی ہے۔

انہیں ان لوگوں سے ڈر لگتا ہے جو خاص وضع یا خاص طرز کی ٹوپی پہنتے ہیں۔

اب یہاں راکٹ لانچر زیادہ تباہ کن اور خطرناک معاملہ تھا مگر کیا وجہ ہے کہ وہ خاص طور پر مسلمانوں کو دہشت گردی کیلئے موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں اور ان کا پورا زور صرف مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے پر صرف ہو رہا ہے۔

اس کی وجہ مغربی میڈیا ہے جس کا فوکس اس وقت مسلمانوں پر ہے اور مغربی میڈیا پوری دنیا کے میڈیا کو کنٹرول بھی کرتا ہے اور اس پر چھایا ہوا ہے۔ جب ہم اس بات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہم بغیر کسی شک وشبہ کے بڑے وثوق سے کہہ سکتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ دہشت گردی کے مرتکب صرف مسلمان نہیں ہیں اور مسلمانوں سے دہشت گردی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

Not Only is Terrorism not a Muslim Monopoly, It is not even a speciality of the Muslims.

اسلام دہشت گردی کی کسی طور بھی حوصلہ افزائی نہیں کرتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ''دہشت گردی'' اسلام میں قطعی طور پر ''ممنوع'' ہے۔ تقابل ادیان کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں نہیں کہہ سکتا کہ دنیا کے تمام مذاہب معصوم اور بے گناہ افراد کے قتل کی ممانعت کرتے ہیں لیکن ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں یہ ضرور کہوں گا کہ زیادہ تر مذہبی کتابوں میں بے گناہ انسانوں کے قتل سے روکا گیا ہے اور اسے ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ لیکن وہ مذہب جو مکمل طور پر دہشت گردی کے خلاف ہے اور اس کی کھلی مخالفت اور مذمت کرتا ہے اسلام ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ المائدہ میں ہے:

ترجمہ: ''اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو بچالیا اس نے گویا سب کو بچالیا''۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5 آیت 32)

ابھی کچھ وقت قبل آپ قاری ریحان غالب سے اس کی قرأت سن چکے ہیں اور ڈاکٹر محمد نائیک نے آپ کے سامنے اس کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ اس کا واضح مطلب ہوا کہ کوئی بھی جو مسلم ہے یا غیر مسلم کسی بے گناہ انسان کو خواہ وہ مسلم ہو یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم، قتل کرتا ہے تو گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا اور پوری انسانیت کے خلاف بغاوت کی۔

میں نے بہت سی مذہبی کتب میں پڑھا ہے کہ آپ کو معصوم انسانوں کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن قرآن نہ صرف یہ کہتا ہے بلکہ مزید آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو بلاوجہ قتل کرتا ہے تو وہ پوری انسانیت کے قتل کا مرتکب ہوتا ہے۔

یعنی قرآن کے نزدیک اگر کسی نے کسی بے گناہ انسان کا قتل کیا تو گویا اس کا جرم اتنا سنگین ہے گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا۔ یہ بات میں نے کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں پڑھی کہ اگر کوئی کسی ایک معصوم کو قتل کرتا ہے تو گویا وہ پوری انسانیت کے قتل کا مجرم ہے۔

اس سے آگے قرآن مزید کہتا ہے کہ اگر تم نے کسی ایک انسانی زندگی کو بچایا تو گویا تم نے پوری انسانیت کو بچالیا۔ یعنی یہاں اس کے اجر کا ذکر ہے اور ایک انسانی زندگی بچانے پر اس کو اس انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا جارہا ہے کہ جس طرح اس نے ساری انسانیت کو بچالیا ہو۔

اسلام کا تو مطلب ہی امن اور سلامتی ہے اور اس کے مآخذ اور مادے کے متعلق پہلے گفتگو ہوچکی ہے۔

اسلام کا مطلب ہے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور پوری دنیا میں امن کے قیام کا عہد کرنا۔ اس لئے اسلام ہر قسم کی دہشت گردی کی بڑی سختی سے مذمت کرتا ہے۔ کسی بھی انسان کے قتل کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

جہاں تک نائن الیون کے واقعہ کا تعلق ہے یا جولائی میں جب پچاس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زائد معصوم لوگ لندن بم دھماکے میں جاں بحق ہوئے۔ 1993ء میں بمبئی میں بم دھماکوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جس میں 250 سے زائد لوگ مارے گئے۔ نیز وہ تمام بم دھماکے جو حال ہی میں ہوئے ہیں یعنی 11 جولائی 2006ء میں جن میں 200 سے زائد لوگ مارے گئے۔ یہ سب قابلِ مذمت ہیں اور کسی بھی انسانی جان کے اتلاف وضیاع کی کسی بھی طرح تائید نہیں کی جاسکتی۔

بہت سے مسلمان اس معاملے میں ان واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور اس سے آگے فل سٹاپ۔ لیکن میں فل سٹاپ نہیں لگاؤں گا اور بات جاری رکھتے ہوئے افغانستان میں ہزاروں افغانیوں کے قتل کی مذمت کروں گا اور ان ہزاروں معصوم انسانوں کے قتل کی مذمت کروں گا جو عراق میں جاں بحق ہوئے۔

ان ہزاروں لوگوں کے قتل کی مذمت کروں گا جو گجرات میں فسادات کے دوران میں مارے گئے۔

ان ہزاروں لوگوں کے قتل کی مذمت کروں گا جو فلسطین میں مارے گئے۔

ان ہزاروں لوگوں کے قتل کی مذمت کروں گا جو لبنان میں مارے گئے۔

آپ مذمت کرتے ہوئے ڈرتے کیوں ہیں؟؟

اپنی نامکمل بات اور احتجاج کے آگے فل اسٹاپ کیوں لگاتے ہیں؟؟

آخر آپ کس سے ڈرتے ہیں؟؟

دہشت گردی کے تمام واقعات اور ان تمام دہشت گرد طاقتوں کی مذمت ضروری ہے جنہوں نے معصوم انسانوں کی جانیں لی ہیں۔ خواہ دہشت گردی کے شکار مسلم ہوں یا غیر مسلم، دہشت گردی اور دہشت گردوں کی شدید مذمت ضروری ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ نائن الیون یا لندن بم دھماکوں میں مسلمان ملوث تھے۔

یہ صرف تعصب اور تشکک ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب ان کی شناخت ہوجاتی ہے تو خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کی مذمت ہونی چاہیے اور اس کی روک تھام ہونی چاہیے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے مذاہب میں تبلیغ کا وہ اسلوب نہیں ہے جو مسلمانوں میں ہے۔ میں یہ بات وثوق سے کہوں گا کہ دہشت گردی کسی بھی مذہب کی ترجیح یا نقطۂ نظر نہیں ہے۔

Terrorism is not the Monopoly of any religion.

لیکن جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں ایسے دہشت گرد نظر آتے ہیں جو مختلف مذاہب سے اپنی وابستگی کا دعویٰ کرتے ہیں اور مزید یہ بات مشاہدے میں آتی ہے کہ اس میں مختلف مذاہب یا قریباً تمام مذاہب شامل ہیں۔

ان میں عیسائی دہشت گرد ہیں۔

ان میں کیتھولک دہشت گرد ہیں۔

ان میں یہودی دہشت گرد ہیں۔

ان میں ہندو دہشت گرد ہیں۔

ان میں مسلم دہشت گرد ہیں۔

ان میں بدھسٹ دہشت گرد ہیں۔

ان میں سکھ دہشت گرد ہیں۔

دہشت گردی کی اصطلاح ایک بالکل مختلف چیز ہے لیکن زیادہ تر مذاہب معصوم انسانوں کے قتل کی مذمت اور سختی سے ممانعت کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہم سروے کرتے ہیں تو جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی بھی مذہب معصوم انسانوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا لیکن ہر مذہب میں دہشت گرد ہو سکتے ہیں۔ تاہم جب ہم سروے کرتے ہیں تو وہ انسان جس نے سب سے زیادہ انسانوں کو قتل کیا ''ایڈولف ہٹلر'' (Adolf Hitler) ہے جس نے ساٹھ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا۔ دوسری جنگِ عظیم میں مارے جانے والے افراد کی سب سے زیادہ تعداد اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتری۔ وہ قتل و غارت میں پہلے نمبر پر ہے۔

اب سوال اُٹھتا ہے کہ کیا وہ مسلم تھا؟

نہیں! ہرگز نہیں وہ عیسائی تھا۔

جوزف سٹالن (Joseph Stalin) جو ''انکل جو'' کے نام سے مشہور تھا اس نے 20 ملین افراد کو موت کے منہ میں دھکیلا جن میں سے 14.5 ملین افراد کو بھوکا پیاسا رکھ کر مرنے کیلئے چھوڑ دیا گیا۔

چین میں Mao Tse Tsung نے بھی 20 ملین کے قریب لوگوں کو قتل کیا وہ بھی غیر مسلم تھا۔

اٹلی کے مسولینی (Benito Mussolini) نے چار لاکھ انسانوں کو قتل کیا۔

فرانسیسی انقلاب کے Maximilin Robespierre نے دو لاکھ انسانوں کو بھوک اور تشدد سے موت کے گھاٹ اُتارا جبکہ چالیس ہزار افراد کو براہِ راست قتل کر دیا گیا۔

اشوک نے کالنگا کی لڑائی میں ایک لاکھ افراد کو موت کے گھاٹ اُتارا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہندو تھا۔

صدام حسین نے عراق میں چند ہزار لوگوں کو قتل کیا تھا لیکن جارج بش اور امریکہ نے Embargo کے ذریعے پانچ لاکھ سے زائد صرف عراقی بچوں کو ہی موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

انڈونیشیا میں سہارتو نے پانچ لاکھ انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔

لیکن ہٹلر اور انکل جو سے کسی کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس حوالے سے مسلمان تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ میرے کہنے کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ دہشت گردی کسی خاص مذہب سے منسوب ہے۔ بلکہ دہشت گرد دنیا کے ہر مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور صرف مسلمان ہی اس کیلئے موردِ الزام نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔

جب ہم اس وقت میڈیا کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کا شکار صرف اور صرف مسلمانوں ہی کو بنایا جا رہا ہے لیکن بین الاقوامی میڈیا انہیں بنیاد پرست (Fundamentalist)، انتہا پسند (Extremist)، اور دہشت گرد (Terrorist) کے نام دے رہا ہے۔

اب بنیاد پرست کا کیا مطلب ہے؟

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اس کا مطلب ہے:

"Fundamentalist is a person who strictly adheres to the ancient teachings or doctrines of any Religion."

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جب کسی سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے:

میں بنیاد پرست نہیں ہوں!

میں انتہا پسند نہیں ہوں!

بنیاد پرستی اور انتہا پسندی اچھے مقاصد کیلئے ضروری ہے اور میں بانگِ دہل کہتا ہوں کہ میں:

لوگوں سے امن کے معاملے میں انتہا پسند ہوں!

میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہوں!

میں انصاف کے معاملے میں، انسانی حقوق کے معاملے میں، انسانوں سے پیار کے معاملے میں، انسانوں سے ہمدردی کے سلسلے میں انتہا پسند ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔

انتہا پسند دیانتدار، انتہا پسند مہربان، انتہا پسند منصف ہونے میں آخر کیا برائی ہے؟

لیکن میڈیا اس کو کچھ اس منفی انداز سے اچھالتا ہے کہ فلاں انتہا پسند اور بنیاد پرست ہے لہٰذا وہ دہشت گرد ہے۔

اسلام میں یہ چیز نہیں ہے کہ آپ کسی عمل کے ایک حصے کو اختیار کریں اور ایک کو چھوڑ دیں۔ آپ کو اس پر پوری طرح عمل پیرا ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ جو چیز پسند آئی وہ تو اختیار کر لی لیکن جس چیز پر دل مائل نہ ہوا اسے چھوڑ دیا۔

اب میں کسی بھی انسان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا دیانتداری میں انتہا پسندی غلط ہے؟

انسانوں سے محبت میں انتہا پسندی غلط ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامِ امن میں انتہا پسندی غلط ہے؟

فلاحِ انسانیت میں انتہا پسندی غلط ہے؟

ہمیں انتہا پسند ہونا چاہیے لیکن درست سمت کی جانب!

اب ایک شخص مسلم ہے تو وہ مسلم ہے اب اسے انتہا پسند مسلم کہنا بھلا کون سی اصطلاح ہے؟

قرآن پاک کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 208 میں ارشادِ ربانی کا بھی یہی مفہوم ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

آج مسلمانوں کو دہشت گردی کا لیبل چپکا دیا گیا ہے۔

سورہ الانفال 8 آیت 60 اور 61 میں ہے:

ترجمہ: ''اور ان کیلئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔ اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہی سننے جاننے والا ہے''۔

اب چور، ڈاکو، فساد کرنے والوں کیلئے تو مسلمان دہشت گرد ہے اور دیگر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام عناصر کیلئے بھی جو معاشرے کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں مسلمان دہشت گرد ہیں کیوں کہ انہیں مسلمانوں سے دہشت محسوس ہوتی ہے اور وہ کھلے عام جرائم نہیں کر سکتے۔

اگر ہم دہشت گردی کا یہ مفہوم لیں کہ اس کا مقصد معصوم انسانوں کو خوفزدہ کرنا ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ ایک منفی چیز ہوگی۔

اسلام میں عام اور معصوم انسانوں کو خوف زدہ کرنے یا انہیں تکلیف پہنچانے کی سختی سے ممانعت ہے۔

ذرا ماضی پر نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ آزادیٔ ہند کے متوالوں مثلاً بھگت کبیر اور سبھاش چندر بوس وغیرہ کو انگریزوں نے دہشت گرد اور اہل وطن نے محبِ وطن قرار دیا۔

امریکی انقلاب کے دوران برطانوی حکومت کے نزدیک بنجامن فرینکلن اور جارج واشنگٹن نمبرون دہشت گرد تھے۔ لیکن دیکھئے بعد میں یہی جارج واشنگٹن امریکہ کا صدر منتخب ہوتا ہے اور اسے دنیا کا امن پسند انسان ہونے کا خطاب دیا جاتا ہے۔ تصور کیجئے! کل ایک شخص کو ایک نمبر کا دہشت گرد ٹھہرایا جارہا ہے اور آج اسی شخص کو امن کا علمبردار قرار دیا جارہا ہے۔ برطانیہ والے جسے دہشت گرد قرار دیتے ہیں چند برس بعد وہ ان کا مضبوط اتحادی ثابت ہوتا ہے۔ بدلتے وقت میں سارے نام و مقام بدل جاتے ہیں۔ لہٰذا تاریخی اور جغرافیائی پس منظر کے حوالے سے بھی بعض مقاصد کے حصول کیلئے بعض افراد پر دہشت گردی کا لیبل چپکا دیا جاتا ہے۔

جس کے پاس طاقت ہوتی ہے وہ جو چاہے کر گزرتا ہے۔ آج امریکہ کو دُنیا کی سپر پاور تصور کیا جارہا ہے اور میڈیا اس کے ساتھ ہے لہٰذا امریکہ جس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اشارہ کرتا ہے اس پر دہشت گردی کا لیبل چپکا دیا جاتا ہے۔

2001ء میں پرتھ میں مجھ سے اُسامہ بن لادن کے دہشت گرد ہونے یا نائن الیون میں ملوث ہونے کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا اور میں نے بتایا تھا کہ میں اسے ذاتی طور پر جانتا نہیں ہوں اور عالمی میڈیا کی خبروں کے حوالے سے کچھ کہنا نہیں چاہتا تاہم اتنا ضرور جانتا ہوں کہ افغانستان اور عراق میں ہزاروں بے گناہ افراد کو وحشیانہ بمباری کا نشانہ بنایا گیا ہے اور جب جارج ڈبلیو بش سے اُسامہ بن لادن کے دہشت گرد ہونے کا ثبوت مانگا جاتا ہے تو وہ ٹونی بلیئر کو اور ٹونی بلیئر پرویز مشرف کو اشارہ کرتا ہے۔

اب ممالک کے درمیان مجرموں کے تبادلے کا قانون ہے۔ گزشتہ برسوں جب ندیم نامی شخص نے جو فلمی دُنیا سے وابستہ تھا قتل کا ارتکاب کر کے برطانیہ میں جا قیام کیا تو بھارتی حکومت نے اسے واپس طلب کیا تو برطانیہ نے ثبوت پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ انڈین پولیس وہاں گئی مگر جرم ثابت نہ کر پائی اور اسے ندیم کے وکیل کو بھی اس کی فیس اور دیگر اخراجات ادا کرنا پڑے۔

ہم بھوپال کے گیس کے المیے کو جانتے ہیں جس میں ہزاروں معصوم ہندوستانی مارے گئے تھے۔ اس میں ملوث شخص امریکہ میں جا کر بیٹھ جاتا ہے تو کیا انڈیا کو اسے واپس لانے کیلئے امریکہ پر حملہ کرنا چاہیے؟

اب یہاں ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ مجرم ہے اور اسے واپس لانا ہوگا۔ لیکن کسی طور بھی ایک شخص کیلئے خواہ وہ مجرم بھی ہو ہزاروں بے گناہ انسانوں کا قتل روا نہیں ہے۔ اب ہزاروں خاندان برباد ہوئے، عورتیں بیوہ ہوئیں، بچے یتیم ہوئے اور جس کیلئے یہ ساری جنگ چھیڑی گئی تھی وہ وہاں سے بھاگ نکلنے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہوگیا۔

لیکن اگر ہم مان لیں کہ امریکہ اور افغانستان میں مجرموں کے تبادلے کا معاہدہ نہیں ہے۔ تب بھی ہزارہا انسانوں کا قتل کے کوئی جواز نہیں ہے اب یہاں سے ان کے حملے کا رُخ عراق کی جانب ہوتا ہے اور وہاں بھی یہی وحشیانہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ وہاں انہیں کچھ ہاتھ تو نہیں آتا لیکن وہ عراق پر قبضہ اور کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا سبب کیا ہے؟

عراقی عوام اتنی تکلیف میں صدام کے دور میں نہیں تھے جتنی تکلیف اور مصیبت میں اب ہیں۔ اس میں مسلمان یا غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور میں صدام حسین کی حمایت نہیں کر رہا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ صورتِ حال پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ خراب ہوگئی اور قتل و غارت اور تباہ کاری کا ایک نیا باب کھل گیا۔ مستورات کے ساتھ زیادتی کی شرح میں اضافہ ہوا اور اب اگر حالات کا جائزہ لیا جائے اور بغور و عمیق نگاہوں سے جانچا جائے تو اس کا ایک ہی سبب نظر آتا ہے اور وہ ہے ''تیل کے ذخائر'' اور اب یہ بات Open Secret ہے۔ لہٰذا دنیا میں ایک نمبر کا دہشت گرد جارج ڈبلیو بش ہے جس طرح کہ پہلے مہمانِ خصوصی بھی اظہار کر چکے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک بار یہ بات کہی تھی اور اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں سے شائع کی گئی تھی کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک بنیاد پرست مسلمان ہے اور جارج بش کو دنیا کا نمبرون دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ اس وقت میرے علاوہ یہ بات کہنے والا کوئی نہیں تھا لیکن آج ہزاروں اہم شخصیات اس بات کا برملا اظہار اور اقرار کرتی ہیں کہ جارج ڈبلیو بش نمبرون دہشت گرد ہے۔ اس کی ایک مثال ہمارے مہمانِ خصوصی ہیں اور مجھے اس بات کا قطعاً علم نہیں ہے کہ یہ بات انہوں نے پہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار کہی ہے یا اس سے قبل بھی یہ بات کہہ چکے ہیں۔

وینزویلا کے صدر ہوگوشاویز (Hugo Chavez) نے بھی کہا کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد خود جارج ڈبلیو بش ہے۔

بولیویا کے منتخب صدر ایوومورالس (Evo Moralis) نے بھی یہی بات دہرائی کہ جارج ڈبلیو بش دہشت گرد ہے۔

امریکہ کے مشہور اداکار اور گلوکار ہیری (Harry Belafonte) نے بھی کہا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد جارج ڈبلیو بش ہے۔

انگلینڈ کے ایم پی جارج گالوے (George Galloway) نے بھی جارج ڈبلیو بش کو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد قرار دیا اور کہا کہ جارج بش اور ٹونی بلیئر کے ہاتھوں پر معصوم انسانوں کا خون لندن بم دھاکے میں جاں بحق ہونے والوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی دہشت گرد ٹونی بلیئر کو خودکش حملے میں اس طرح مار ڈالے کہ اس دوران کسی اور معصوم جان کا نقصان نہ ہو تو اس خودکش حملہ آور کو سراہا جائے گا۔ یہ الفاظ ایم پی گالوے کے ہیں۔

مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ جیوتی بابو نے جب جارج بش انڈیا آیا تو کہا کہ جارج بش نمبرون دہشت گرد ہے۔

اب ہر کوئی کہتا ہے کہ انڈین حکومت اس کے ساتھ ہے۔

کس لئے؟؟

کیا اس سے دہشت گردی کا فن سیکھنے کیلئے!!!

حال ہی میں دوروز قبل، ایک آرٹیکل میں لکھا تھا کہ نوبل پرائز حاصل کرنے والی خاتون بیٹی ولیمز Betty Williams نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"I would love to kill George Bush"

''میں جارج بش کو قتل کرنا پسند کروں گی''۔

البتہ میں اس سے اختلاف کروں گا۔

گزشتہ دنوں لندن میں دہشت گردی کے موضوع پر ایک مذاکرے کے دوران ایک نوجوان نے بآواز بلند صدائے تکبیر بلند کرتے ہوئے کہا:

اللہ اکبر!......بش مر جائے!

اس وقت ہال میں بہت سے غیر مسلم بھی موجود تھے۔

اب ذرا تاریخ کے جھروکوں میں جھانکئے۔

اس وقت دونوں عمر اسلام کے سب سے زیادہ مخالف اور سب سے بڑے دشمن بنے ہوئے تھے۔

اور نبی کریم ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ یا اللہ ان دو ''عمر'' میں سے اگر ایک عمر بھی اسلام قبول کر لے تو یہ اسلام کیلئے زبردست معاون ثابت ہوگا۔

اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اور وہ اسلام کی ایک زبردست قوت بن کر نمودار ہوئے تھے۔

اسی طرح میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ جارج بش کو ہدایت دے اور اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔ یا کم از کم جارج بش اور ٹونی بلیئر میں سے کسی ایک کو ضرور توفیق بخشے۔

اسلام کے خلاف بہت سے محاذ کھول دیئے گئے ہیں۔ اب میری مثال لیجئے کہ میں ہی لوگوں کو اسلام کی اچھائی کے بارے میں قائل کرتا ہوں۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کو کوئی مسئلہ ہے۔ الحمد اللہ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی وضع وقطع سے اس داڑھی اور ٹوپی کے ساتھ بعض افراد کو ایک مسخرہ لگتا ہوں۔اب بعض اوقات مجھے بھی تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ذاکر نائیک کو کیا مسئلہ ہے جو وہ اسلام کا علمبردار بنا پھرتا ہے۔

نائن الیون سے دو روز قبل میں نیویارک میں تھا اور وہاں سے میں واپس چلا آیا لیکن اگر وہیں ہوتا تو شاید مجھے بھی مشتبوں میں دھر لیا جاتا۔ یہ اللہ کا شکر ہے کہ میں وہاں سے واپس چلا آیا۔اس واقعہ کے وقت میں لندن میں تھا۔

2003ء میں میں ایک ایوارڈ کے حصول کیلئے لاس اینجلس گیا امیگریشن والوں نے میرا حلیہ بغور دیکھا اور مجھ سے دریافت کیا کہ میں کس مقصد سے آیا ہوں؟

میں نے بتایا کہ میں ایک ایوارڈ وصول کرنے آیا ہوں۔

کس چیز کا ایوارڈ؟ کیا کسی چیرٹی شو میں آئے ہیں؟

میں نے کہا کہ سچ بولنے کا ایوارڈ، ہمیں اسلام نے سچ بولنے کی تلقین کی ہے۔

اس کے بعد میں کسٹم والوں کے سامنے گیا اور سب کے سامنے کہا کہ میں اسلامی کانفرنس کیلئے آیا ہوں۔

اسلامی کانفرنس!!

انہوں نے دوبارہ چیکنگ شروع کر دی اور میرا بیگ کھنگالا، میری وڈیو کیسٹ دیکھیں۔

اور Terrorism and Jehad کے کور پر پسٹل کی تصویر تھی۔

کسٹم آفیسر نے پوچھا: کیا تم جہاد پر یقین رکھتے ہو؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ" میں نے جواب دیا۔

میں جہاد پر یقین رکھتا ہوں بلکہ اس پر تو یہودی بھی یقین رکھتے ہیں۔ دیگر لوگ بھی اس پر یقین کرتے ہیں۔ جہاد کا مطلب کوشش ہے اور کوشش ہر کوئی کرتا ہے۔

"نو! نو! میرا مطلب "لڑائی" والے جہاد سے ہے۔" آفیسر نے پوچھا۔

میں نے کہا: "اگر تم بائبل پڑھتے ہو تو بک آف نمبرز کے باب 31 کی آیات 1 تا 19 میں ہے۔ اسی طرح ایکسوڈس کی کتاب کے باب نمبر 22 کی آیات 18 تا 20 میں لڑائی کا ذکر ہے۔

اسی کتاب کے باب 32 آیات 27 اور 28 میں بھی یہی مضمون ہے۔

گوسپل آف لوقا کے باب 22 اور آیت 36 میں ہے کہ ہتھیار اٹھاؤ اور لڑائی کرو۔

اس وقت تک وہاں آٹھ دس کسٹم آفیسر جمع ہو چکے تھے اور باری باری مجھے کہہ رہے تھے۔

"سر! کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

میں نے آسٹریلیا، انگلینڈ اور دیگر ممالک کا سفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے کسی ملک میں کسی پابندی کا شکار نہیں ہونا پڑا اور نہ ہی مجھے کہیں سے ڈی پورٹ ہی کیا گیا ہے۔ میں الدعویٰ کا مشن لے کر نکلتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت میرے شاملِ حال رہتی ہے۔ مجھے مختلف ممالک میں بین الاقوامی مقررین اور سکالرز کے سامنے بولنے کا بھی موقع ملا ہے۔

میرے پیش نظر سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3 کی آیت نمبر 64 رہتی ہے:

ترجمہ: "آپ فرمائیے! اے اہل کتاب! ایسے کلمہ (بات) کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ یہ کہ صرف خدا کی عبادت
کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی ایک
دوسرے کو رب نہ بنا لے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ
دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں''۔

جب ہم ان باتوں کی طرف آ جاتے ہیں جو ہمارے درمیان مشترک ہیں تو بہت سے مسائل از خود حل ہو جاتے ہیں۔

آج کی یہ گفتگو ایک ماہ قبل لندن میں ہونا تھی اور مجھے اس پر اظہارِ خیال کرنا تھا۔ جب میں لندن گیا تو 10 اگست کو ہیتھرو ایئر پورٹ پر اُترا جہاں مجھے اپنی بیوی کی کال موصول ہوئی اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ ذاکر آپ کہاں ہیں مجھے سخت گھبراہٹ ہو رہی ہے، میں نے سنا ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے بتایا کہ میں خیریت سے ہوں اور اس وقت ہیتھرو کے ایئر پورٹ پر موجود ہوں۔

اگر چہ اس وقت تمام داڑھی اور ٹوپی والوں کو روک لیا گیا مگر اللہ کے فضل وکرم سے ہم وہاں سے بلا روک ٹوک چلے گئے۔ میں نے برمنگھم میں خطاب کیا اور اس سے اگلے دن ہم مختلف مقامات پر شوٹنگ کیلئے گئے۔

یہ شوٹنگ گن والی نہیں بلکہ کیمرے سے تھی اور ہم نے وہاں ویڈیو کیمرے سے ریکارڈنگ کی۔ ہم ڈیڑھ دو گھنٹے یہودیوں کے رہائشی علاقے میں بھی رہے اور اس کے بعد ہم چرچ میں گئے۔ اس سے فراغت کے بعد ہم کچھ کھانے پینے کیلئے گئے۔ اس وقت تک پولیس کو ہماری نقل وحرکت کی اطلاع ہو چکی تھی اور بعض افراد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں داڑھی اور ٹوپی کی وجہ سے دہشت گرد سمجھ رہے تھے۔ پولیس نے ہماری دستاویزات اور گرین کارڈ کی بدولت ہمیں ایک ہوٹل میں کھوج لیا۔

جب انہوں نے انکوائری شروع کی تو خوش قسمتی سے ایک معروف مسلمان سیاستدان آ گئے جو ہمیں اچھی طرح جانتے تھے۔

اس علاقے کے پولیس چیف نے کہا کہ کیا آپ ان دہشت گردوں کو جانتے ہیں؟

اس سیاستدان نے کہا: ''کیا انہی دہشت گردوں کی تمہیں تلاش تھی؟''۔

پولیس آفیسر نے کہا: ''ہاں ہاں انہی کی تلاش تھی''۔

''کیا آپ کو یاد نہیں دو روز قبل میں نے آپ کو ڈاکٹر ذاکر نائیک کی ڈی وی ڈی دی تھی؟''

''ہاں! ہاں! یاد آیا، اس شخص کی شکل بالکل اس سے ملتی ہے۔'' پولیس چیف نے جوش سے کہا۔

''شکل ہی نہیں ملتی یہ خود بھی ڈاکٹر ذاکر نائیک ہیں؟''

''کیا یہی ڈاکٹر ذاکر نائیک ہیں؟'' دوسرے پولیس چیف نے کہا۔

یوں وہ معاملہ ختم ہوا ورنہ ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو جانے کیا ہوتا۔

اب وہاں ہمیں داڑھی اور ٹوپی کی وجہ سے مشتبہ اور دہشت گرد سمجھ لیا گیا تھا۔ کسی نے سوچنے سمجھنے کی کوشش نہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ وہ سیاستدان وہاں نہ آتے تو شاید آج میں آپ کے سامنے آ کر خطاب نہ کر رہا ہوتا۔

مسلمانوں کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیے اور سچ بولتے ہوئے کسی سے خائف نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اس میں حکمتِ عملی کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔ قرآن پاک میں اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اپنے رَبّ کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت
کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے"۔

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر 125)

جب بھی ہم گفتگو کریں، دانشمندی اور فہم و فراست سے گفتگو کریں۔ دوسروں کی دل آزاری نہ کریں اور ان کے جذبات و احساسات کا خیال رکھیں۔

اب لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر دہشت گردی کی حکمتِ عملی کس کی ہے اور اس کے پیچھے کون کارفرما ہے تو میں یہاں بڑے وثوق سے کہوں گا کہ یہ سیاستدانوں کا حربہ اور ہتھکنڈہ ہے۔

اب وہ سیاستدان یو کے کے ہوں یا امریکہ کے یا پھر ان کا تعلق انڈیا سے ہو دہشت گردی انہی کا ہتھیار اور انہی کی حکمتِ عملی ہے۔ یہ انہی کا شیوہ اور انہی کا وطیرہ ہے۔

اب اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ دہشت گردی کا باعث کیا ہے؟

دہشت گردی کے اسباب کیا ہیں؟

دہشت گردی کی وجوہات کیا ہیں؟

اگر دہشت گردی کو ختم کرنا ہے تو پہلے اس کی جڑوں کو تلاش کرنا ہوگا اور ان وجوہات کو جاننا ہوگا جن کی وجہ سے دہشت گردی جیسی خوفناک چیز سامنے آتی ہے۔

میں ایک میڈیکل ڈاکٹر ہوں اور علاج کیلئے صحیح تشخیص کو ضروری خیال کرتا ہوں اور اس کے بعد متعلقہ بیماری کے جراثیم کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔ بیماری کو ختم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کیلئے جراثیم کا خاتمہ کیا جاتا ہے بیمار ہی کا خاتمہ نہیں کر دیا جاتا۔

اب غور کریں کہ دہشت گردی کے اسباب کیا ہیں۔ اس ضمن میں ماہرین کہتے ہیں کہ:

"The Cause of Terrorism is INJUSTICE."

یعنی دہشت گردی کی بنیادی وجہ ناانصافی ہے۔

جب کچھ خاص لوگ ناانصافی کرتے ہیں خواہ وہ کسی بھی طبقے سے ہوں تو اس وقت دہشت گردی جنم لیتی ہے اور دہشت گردی کا یہی واحد سبب ہے۔ دہشت گردی کی یہ پہلی اور آخری وجہ ہے۔

جب ہم نائن الیون کے واقعات کا جائزہ لیتے ہیں جن میں دو جڑواں ٹاورز کو نشانہ بنایا گیا یا سات جولائی کو لندن بم دھماکوں کا جائزہ لیتے ہیں یا بھارت میں مختلف اوقات میں ہونے والی دہشت گردانہ کارروائیوں اور خودکش بم دھماکوں کا جائزہ لیتے ہیں یا افغانستان، عراق اور گجرات میں ہزاروں لوگ موت کے گھاٹ اُتار دیئے جاتے ہیں۔ بوسنیا میں لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے یا فلسطین میں لوگ مارے جاتے ہیں۔ ان سب واقعات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ ان سب کے پیچھے بڑی وجہ سیاستدان ہیں۔ لندن میں 21 نوجوانوں کو گرفتار کرلیا گیا اور میں حیران ہوں کہ اس کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ دوسری بات یہ کہ جس وقت ان نوجوانوں کو حراست میں لیا گیا اس وقت اسرائیل لبنان پر بم برسا رہا تھا۔ اب تو کیفیت ہے کہ لوگ اس طرح کی خبروں کا انتظار کرتے ہیں کہ کب کچھ ہوگا۔

اسرائیلی حملے میں ایک ہزار سے زائد لوگ مارے گئے تھے۔

اب ایک طرف تو اکیس (21) مسلم جوانوں کو محض بمبار ہونے کے شبے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گرفتار کرلیا گیا اور دوسری جانب ایک ہزار بے گناہ لوگ موت کی نیند سلا دیئے گئے۔

یہی صورت حال انڈیا میں ہے۔ کہیں کارگل کے ایشو پر اور کہیں دیگر معاملات پر پاکستان کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا جاتا ہے۔ اب دہشت گردی صرف سیاستدانوں کا حربہ ہے خواہ ان کا تعلق ہندوستان سے ہو، امریکہ سے ہو یا برطانیہ سے ہو۔ لہٰذا دہشت گردی کی سب سے بڑی وجہ سیاستدان ہیں۔

ذرا ماضی پر نظر دوڑائیں جب انگریزوں نے Divide and Rule یعنی تقسیم کرو اور حکومت کرو کی پالیسی اپنائی اور لوگوں کو باہم الجھا کر خود ایک جانب ہو گئے۔ کچھ عرصہ قبل ہم نے ان سے آزادی تو حاصل کرلی۔ وہ ہمارا ملک تو چھوڑ گئے مگر ہماری بدقسمتی کہ وہ اپنی یہ پالیسی یہیں چھوڑ گئے اور اسے ہمارے سیاستدانوں نے اپنا لیا۔ انہوں نے اس پالیسی کو اپنے ووٹ بینک کیلئے استعمال کرنا شروع کردیا۔

اب دنیا میں وہ ملک جس میں سب سے زیادہ شورش اور انتشار کے واقعات پیش آتے ہیں وہ انڈیا ہے۔ کوئی ایک ہفتہ بھی سکون سے نہیں گذرتا۔ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور ان میں انتشار پیدا کرنے والے صرف اور صرف سیاستدان ہیں۔

وہ دہشت گردی سے ووٹ بینک کے علاوہ طاقت اور روپیہ بھی حاصل کرتے ہیں۔ میں تقابلِ ادیان کا طالب علم ہوں اور یہ میرا موضوع ہے میں نے تجزیہ کیا ہے کہ عام ہندو اور عام مسلمان ایک ساتھ مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے خوش رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار اور دوستانہ مراسم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ باہم امن و امان سے اور ایک معاشرے کی طرح رہنا پسند کرتے ہیں۔ اب کہا جاتا ہے کہ ان میں اختلافات ہیں لیکن لوگ ایسا خیال نہیں کرتے، سیاستدان ان اختلافات کو نمایاں کرتے ہیں اور ایسے محرکات پیدا کرتے ہیں جو امن کی فضا کو تباہ کرتے ہیں اور اس طرح ان سیاستدانوں کا ووٹ بینک بھر جاتا ہے۔

سیاستدان عوام میں نفرت کی فضا پیدا کرتے ہیں۔

Politicians engineer hatred among different Religions to fill their vote bank.

اب جتنے بھی فسادات نمودار ہورہے ہیں ان کی بالواسطہ یا بلاواسطہ وجہ صرف اور صرف سیاستدان ہیں۔ چند برس پہلے بابری مسجد اور رام جنم بھومی کے مسئلے پر سیاستدانوں نے اپنی سیاست چمکانے کی کوشش کی اور اس کیلئے لوگوں کے جذبات کو بھڑکایا۔ اب مجھے نہیں علم کہ کتنے ہندو اور کتنے مسلمان بابری مسجد اور رام جنم بھومی کے مسئلے سے آگاہ تھے۔ نیز تقسیم سے پہلے جب وہ اکٹھے رہ رہے تھے تو اس وقت تو کبھی بھی ان میں اس طرح کا تنازعہ کھڑا نہیں ہوا۔

عام ہندو جنہیں اس بات کی خبر تک نہیں تھی سیاستدانوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ 6 دسمبر 1992ء کو جب یہاں لوگوں کا اجتماع ہونے لگا تو سپریم کورٹ نے اس متنازعہ علاقے میں کسی قسم کے اجتماع پر پابندی عائد کردی۔ لیکن ہندو اور مسلم سیاستدان اس کے باوجود وہاں اجتماعات کی پشت پناہی کررہے تھے اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو سراسر نظرانداز کردیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیاستدان جانتے تھے کہ اگر آج انہوں نے عدالتِ عظمیٰ کی تائید کی تو ان کا ووٹ بینک بری طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثر ہوگا اس لئے ان سیاستدانوں نے بھی اس میں حصہ لیا جو اس وقت برسرِ اقتدار تھے۔

ہزاروں ہندو جمع ہوئے اور کہا گیا کہ یہ لوگ اچانک پر اسرار طریقے سے جمع ہوگئے اور پھر انہوں نے اچانک بے خبری میں بابری مسجد کو تباہ کر دیا۔ انتظامیہ ان کے سامنے بے بس ہوگئی۔ میڈیا یہ سب کچھ لائیو دکھا رہا تھا۔ یہ سب کچھ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوا تھا ورنہ سب جانتے ہیں کہ مشتعل ہجوم کو لاٹھی بردار سپاہیوں کا دستہ نہیں روک سکتا بلکہ اس کیلئے آنسو گیس وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

نیز مشتعل اور بے ہنگم ہجوم اس عمارت کو نہیں گرا سکتا تھا اس لئے وہاں پہلے سے دھماکہ خیز مواد نصب کر دیا گیا جس کی وجہ سے پوری عمارت آناً فاناً زمین بوس ہوگئی ورنہ ہجوم اسے گرا نہیں سکتا تھا۔ ممکن ہے یہ واقعہ جارج بش نے بھی دیکھا ہو اور اس نے گیارہ ستمبر کیلئے پہلے سے ان عمارات میں اس طرح کا مواد نصب کروا دیا ہو۔ اب وقت مجھے اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس پر تفصیل سے بات کروں۔ لیکن اگر نائن الیون کے واقعات کو دیکھا جائے تو کافی حد تک سمجھ آ جاتی ہے۔

بابری مسجد کے سانحہ میں تقسیم کے بعد سب سے بڑے فسادات ہوئے جس میں ہزاروں معصوم لوگوں کی جانیں گئیں اور یہ سب کے سب مسلمان تھے۔

اب اس کیلئے موردِ الزام کس کو ٹھہرایا جائے؟

ان عام ہندوؤں کو جنہیں سیاستدانوں نے لڑنے کیلئے اُکسایا یا ان سیاستدانوں کو جنہوں نے اس سارے خونی کھیل کے تانے بانے بُنے؟

معصوم لوگوں کے جذبات کو بھڑکایا گیا اور انہیں اس طرح کی کارروائی پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبور کر دیا گیا۔ ہم جانتے ہیں کہ بمبئی میں اتنے لوگ تقسیم کے وقت کے خونیں فسادات میں نہیں مارے گئے تھے جتنے دسمبر اور جنوری کے فسادات میں مارے گئے۔

اس وقت پولیس اور ریزرو دستے خاموش تماشائی بنے رہے اگر وہ متحرک ہو جاتے تو یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ پولیس، سیاستدانوں کے زیرِ اثر ہوتی ہے اور جب وہ اشارہ کرتے ہیں تو پولیس کو خاموش رہنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اکثریت ان واقعات سے غیر جانبدار رہی مگر کچھ مخصوص افراد کو ان بہیمانہ کارروائیوں کیلئے چنا گیا۔ لہٰذا ان واقعات کا الزام بھی سیاستدانوں کے سر ہی جاتا ہے۔

اس کے بعد گورنمنٹ نے اقلیت پر ہونے والے اس ظلم کی تحقیق کیلئے ایک کمیشن تشکیل دیا اور اس کا سربراہ جسٹس شری کرشنا کو مقرر کیا گیا اور یہ سنگل جج کمیشن تھا جسے 92 اور 93 کے فسادات کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔

ہم جانتے ہیں کہ شری کرشنا ایک ہندو ہے لیکن اس وقت وہ ایک اعلیٰ اور دیانت دار جج تھے جیسا کہ مسٹر ہاسبٹ سریش ہیں۔

شری کرشنا نے مختلف لوگوں سے ملاقات کی بیس سے زائد پولیس تھانوں کا دورہ کیا اور واقعات کا تجزیہ کیا۔ شکار ہونے والوں سے بھی بات کی اور اس کے بعد بڑے جامع انداز میں اپنی رپورٹ پیش کی اور یہ بھی تجویز پیش کی کہ فسادات کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔

اس رپورٹ کو عام نہ کیا گیا کیونکہ اس وقت تک یہ واقعات حکومت کیلئے بھولی بسری بات ہو چکی تھی۔ نیز اقلیتی طبقے کی جانب سے کوئی کمیشن مقرر نہ کیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر اس رپورٹ کے مندرجات سامنے آجاتے تو اس وقت برسرِ اقتدار سیاستدانوں کا ووٹ بینک متاثر ہوسکتا تھا۔اب یہ حقیقت ہے کہ مسلمان انڈیا کے عدالتی نظام پر یقین رکھتے ہیں۔ پولیس ، سیاستدان اور دیگر اداروں سے انہیں شکایت ہوسکتی ہے لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ عدالتی نظام پر یقین رکھتے ہیں اور ان فسادات میں متاثر ہونے والوں کو انصاف کی امید تھی۔

اگر پولیس انہیں دھوکا دیتی ہے۔

سیاستدان ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہیں تو ان کا صرف اور صرف عدلیہ پر اعتماد ہے۔ہم جانتے ہیں کہ جن بے گناہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا بالآخر ان سب کو رہا کردیا گیا۔

لیکن جو نقصان انہیں پہنچ چکا تھا اس کا ازالہ کبھی نہ ہوسکا۔

اس کے بعد صرف دو ماہ بعد 12 مارچ 1993ء کو بمبئی میں مسلسل تیرہ بم دھماکے ہوئے جن میں اڑھائی سو سے زائد بے گناہ شہری مارے گئے اور 700 سے زائد افراد زخمی ہوئے۔شری کرشنا نے ان واقعات کو منصوبہ بندی کے تحت قرار نہیں دیا لیکن زیادہ تر لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ مسلمانوں کی زیرِ زمین تنظیموں کا انتقام ہے جو انہوں نے بمبئی کے فسادات میں ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کی موت کا بدلہ لینے کیلئے کیا تھا۔ پولیس کمشنر نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ بمبئی کے فسادات کا ردِعمل تھا۔

ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ دسمبر 92 اور پھر جنوری 93 کے فسادات کے بعد مسلمانوں کیلئے گلیوں میں چلنا پھرنا بھی ناممکن ہوکررہ گیا تھا۔ان کیلئے ٹرین یا بس میں سفر دشوار ہوچکا تھا اور ان کی نقل وحرکت بھی ناممکن ہوکررہ گئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ نیز وہ غیر مسلموں کے علاقے میں تو قطعی طور پر نہیں جا سکتے تھے اور یہ ان کیلئے کسی طور بھی ممکن نہیں تھا۔

12 مارچ 1993ء کے فوراً بعد بم دھماکے ہوئے اور پوری فضا ایک بار پھر تبدیل ہو کر رہ گئی۔ اسلام میں معصوم افراد کی جان لینے کی سختی سے ممانعت ہے اور جو مسلمان کہلاتے ہیں وہ ہرگز ایسا قدم نہیں اٹھا سکتے جس میں بے گناہ انسانوں کی جانوں کے ضیاع کا احتمال ہو۔ اسلام اس عمل کی سختی سے ممانعت اور مذمت کرتا ہے اور مسلمان دوسروں کے نقصان پر خوش نہیں ہوتے۔ اب یہ بم دھماکے جس نے بھی کئے ہوں اسلام اس کی مذمت کرتا ہے۔ اگرچہ مسلمان اندرونی طور پر ان واقعات سے خوشی محسوس کرتے ہوں کہ ان کا انتقام پورا ہو گیا ہے لیکن مسلمان کسی طور بھی ایسے مذموم کاموں کے بارے میں نہیں سوچ سکتے اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو بھی اس بات کا شعور ہے کہ یہ چیز اسلام میں حرام اور ناپسندیدہ ہے۔ نیز مسلمان غلط ذرائع اختیار کر کے کوئی مستحسن چیز حاصل نہیں کر سکتے اور وہ جانتے ہیں کہ غلط ذرائع اختیار کر کے کوئی جائز مقصد حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

Islam doesn't permit to use a wrong method to reach a right goal.

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ بے گناہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہم کسی بھی معصوم انسان کے قتل کی خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں تائید نہیں کر سکتے اور دہشت گردی کی ہر قسم کی مذمت اور مخالفت کرتے ہیں۔

اب ان 250 مقتول افراد کے اہلِ خاندان کے بارے میں سوچیئے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ بہیمانہ کارروائی مسلمانوں نے کی ہے تو ان کے تاثرات کیا ہوں گے؟

ان کا ردِعمل کیا ہوگا؟؟

اور وہ خود کس راہ پہ چل نکلیں گے؟؟؟

ممکن ہے وہ فساد پر اُتر آئیں۔ ممکن ہے وہ اسلام کے شدید دشمن بن جائیں۔

اسلام دہشت گردی کی کسی بھی طرح تائید نہیں کرتا اور اس کی ہر قسم کی سختی سے ممانعت اور مذمت کرتا ہے۔ اسلام کسی ایک انسان کے قتل کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

جب ہم ان واقعات کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ اس کیلئے کس کو موردِ الزام ٹھہرایا جانا چاہیے اور اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں۔

حالات و واقعات کے مشاہدے سے پانچ لوگ یا اِدارے اس کے ذمہ دار ہیں۔

۱۔ حزبِ اختلاف میں بیٹھے ہوئے سیاستدان ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے بابری مسجد اور رام جنم بھومی کو سیاسی مقاصد کیلئے استعمال نہ کیا ہوتا تو یہ حالات و واقعات پیش نہ آتے۔

۲۔ وہ سیاستدان جو حزبِ اقتدار میں تھے ان کے پاس پولیس تھی۔ فوج تھی اور دیگر ادارے تھے۔ وہ اس اجتماع کو روک سکتے تھے اور اس کیلئے طاقت بھی استعمال کر سکتے تھے مگر وہ اس خوف سے چپکے بیٹھے رہے کہ اس طرح ان کا ووٹ بینک متاثر ہوگا اور ان کا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ان واقعات کی ذمہ داری ان پر بھی عائد ہوتی ہے۔

۳۔ تیسرے نمبر پر وہ لوگ جنہیں اقلیت کے خلاف اشتعال دلایا گیا اور وہ مشتعل ہوکر ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے مرتکب ہوئے اس کے ذمے دار ہیں۔ اگر چہ یہ لوگ بھی بے گناہ تھے لیکن سیاستدانوں کے آلہ کاربن کر انھوں نے فسادات کی آگ کو بھڑکایا۔

۴۔ ان فسادات کی چوتھی ذمہ دار پولیس ہے۔ پولیس ایک تربیت یافتہ ادارہ ہے اور اگر وہ چاہے تو لوگ گھروں سے نکل کر سڑکوں پر نہیں آسکتے۔ ان کے پاس ایسے ذرائع اور وسائل ہوتے ہیں جن سے وہ شاہراؤں اور گلیوں کو بند کر سکتے ہیں۔ کسی بھی ترقی یافتہ شہر اور خصوصاً بمبئی پولیس کیلئے ان فسادات کو روکنا بہت آسان تھا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ خوف زدہ تھے اگر چہ ان میں سے چند ایک ہی ہوں گے جنہوں نے اس دوران مثبت کردار ادا کیا لیکن اکثریت سیاستدانوں سے خائف تھی اور انہیں اپنی نوکریوں کی فکر تھی۔ لہٰذا چوتھے نمبر پر جن لوگوں پر ہم ان فسادات کی ذمہ داری کا الزام عائد کر سکتے ہیں وہ پولیس ہے۔

۵۔ پانچویں اور آخری نمبر پر وہ لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اور ان کے جرم کی سنگینی بھی کم نہیں ہے جنہوں نے یہ بم دھماکے کئے۔

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ پولیس بم دھماکے نہیں روک سکتی لیکن یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کے فسادات کو روکنے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتی ہے اور اسے اسی کی تربیت دی جاتی ہے۔ عام شہری ایک منظم اور تربیت یافتہ پولیس فورس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن ان پولیس والوں کی ایک بڑی تعداد کو سیاستدانوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاموش تماشائی بننے پر مجبور کر دیا۔

میں ایک بار پھر یہی بات دہرانا چاہوں گا کہ اگر آپ دہشت گردی کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کی بنیادی وجوہات تلاش کر کے اس کے بنیادی اسباب کا خاتمہ کر دیں۔ دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔

آپ معاشرے سے ناانصافی کا خاتمہ کر دیں۔

لوگوں کو انصاف فراہم کریں۔

استحصال کی ہر صورت کا خاتمہ کر دیں۔

دہشت گردی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اس وقت انڈیا میں دہشت گردی کے واقعات کی شرح میں اضافہ ہو چکا ہے لیکن جب بھی جائزہ لیا جاتا ہے تو وہی اسباب، وہی محرکات نظر آتے ہیں اور ان واقعات کے ذمہ دار بھی وہی لوگ اور وہی گروپ ہوتے ہیں۔

گجرات میں فسادات کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب 26 فروری 2002ء میں گودھرا میں ''سبراتی کوچ'' کو نذرِ آتش کیا گیا۔ اس ٹرین کی آتشزدگی میں 59 لوگوں کی جانیں گئیں۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ آتشزدگی ٹرین کے باہر سے نہیں بلکہ اندر سے ہوئی اور اس وقت یہ بات ''اوپن سیکرٹ'' ہے۔

اسی طرح بابری مسجد میں اندر سے دھماکا ہوا۔

نائن الیون میں بھی یہی کچھ ہوا۔

ان تمام واقعات میں اگر کسی پر الزام دھرا جاسکتا ہے تو وہ سیاستدان ہیں۔

27 فروری 2002ء کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت گجرات میں مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہو گیا اور یہ کوئی فوری اشتعال یا وقتی اُبال کا نتیجہ نہیں تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ سب کچھ ایک طے شدہ حکمتِ عملی کے تحت ہو رہا تھا اور گجرات کے معصوم شہریوں کو مشتعل کیا گیا تھا۔ اس اشتعال کے نتیجے میں ہزاروں جانیں تلف ہوئیں اور یہ اشتعال باقاعدہ منصوبے کے تحت دلایا گیا تھا۔

اس میں بہت سے افراد نے پیسے لے کر کرائے کے قاتلوں کا کردار ادا کیا تھا اور چند روپوں کے عوض بے گناہ انسانوں کی جانیں لی تھیں۔

اس بات کے واضح ثبوت اور شواہد موجود ہیں کہ قتل و غارت کیلئے باقاعدہ رقم خرچ کی گئی تھی۔

گجرات کی انتظامیہ کے بیان کے مطابق 793 مسلمان مارے گئے تھے اور 253 ہندو مارے گئے تھے۔ لیکن ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے بیان کے مطابق 2000 سے 2500 لوگ مارے گئے تھے اور یہ سب کے سب مسلمان تھے۔ ایک اور رپورٹ کے مطابق 5000 مسلمان ان فسادات میں بے رحمی سے ذبح کر دیئے گئے تھے۔

ہزاروں مسلم خواتین کی عصمت دری کی گئی۔

ہزاروں مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا۔

اس کے بعد مسلمانوں کے گھروں کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی اور انہیں راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا گیا۔

ہزاروں مسلمانوں کی دکانات کو لوٹ کر جلا دیا گیا اور ہزاروں مسلمان اپنے کاروبار، ذریعہ معاش اور ملازمت سے محروم ہو گئے۔ اس طرح مسلمانوں کو بُری طرح تباہ و برباد کر دیا گیا۔ گجرات میں مارے جانے والے افراد کی تعداد نائن الیون میں مارے جانے والوں سے کہیں زیادہ تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود جارج بش گجرات کے فسادات میں ملوث افراد کو دہشت گرد ماننے پر تیار نہیں۔ یہ ان کی اپنی حکمتِ عملی ہے۔ لیکن اس وقت جو شواہد دستاویزات، تحریروں، وڈیو کیسٹ اور آڈیوز کی شکل میں موجود ہیں ان کا وزن بلا مبالغہ ٹنوں میں ہے۔ اس قدر تحریری ثبوتوں، اخباروں، رسائل، فیچر، رپورٹس وغیرہ کے باوجود آج تک ان واقعات کے ذمہ دار افراد کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کی گئی۔

حتیٰ کہ گجرات کا عدالتی نظام، میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ بُری طرح ناکام ہوا اور میرا خیال ہے کہ ان پر سیاسی دباؤ تھا جس نے میزانِ انصاف کے پلڑوں کو لڑکھڑا دیا تھا یہاں تک کہ انڈیا کی سپریم کورٹ کو گجرات کی ہائی کورٹ کے خلاف ریمارکس پاس کرنا پڑے۔ یہاں یہ اقدام قابلِ تعریف ہے کہ اس بات کا کہیں تو کوئی نوٹس لیا گیا۔

سپریم کورٹ نے گجرات ہائی کورٹ کے روّیے پر تنقید کی اور اسے مجرمانہ غفلت قرار دیا۔

اس بات سے اعراض نہیں کیا جا سکتا کہ عدلیہ پر سیاستدانوں کا اثر تھا اور دو ماہ بعد اکشادم ٹیمپل کا معاملہ پیش آتا ہے جس کے دوران دو لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور انہیں قتل کر کے مسلمان قرار دیتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ انہوں نے مندر میں بہت سے ہندوؤں کو قتل کر کے مسلمانوں کا بدلہ لینے کی کوشش کی تھی۔

اب وہ لوگ جو اس واقعہ کے ذمہ دار تھے ان کے پاس اپنی اس کارروائی کیلئے جواز ہوسکتا ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بہت سے عزیز فسادات میں مار دیئے گئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی مستورات کی ان کی آنکھوں کے سامنے عزت لوٹی گئی تھی۔

ان کی ماؤں بہنوں کی بے حرمتی کی گئی تھی اور ان کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا تھا۔ وہ اپنی اس کارروائی کی تائید میں جواز اور تاویلیں پیش کر سکتے ہیں لیکن اسلام کسی صورت میں بھی ان کی تائید نہیں کرتا۔ اسلام کسی انسان کے قتل کی اجازت نہیں دیتا۔ نیز اسلام کے پاس انصاف کا پورا نظام ہے۔ تحقیق و تفتیش کا معیار ہے۔ گواہوں کا تعین ہے اور شک کی گنجائش ہے۔ اس لئے اگر ایک شخص مجرم ہو بھی تو اسے سزا دینا قاضی کا کام ہے کسی عام مسلمان کو قانون ہاتھ میں لے کر اپنے طور پر فیصلے کرنے یا سزا دینے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اسلام اس طرح کے واقعات کی قطعی اجازت نہیں دیتا اور اگر کوئی اپنے طور پر ایسا کرتا ہے تو اس کی مذمت کرتا ہے تائید نہیں کرتا۔

لوگ اپنے ذاتی نقصانات کی بنا پر اکثر قانون ہاتھ میں لے بیٹھتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کے درپے ہو جاتا ہے۔ اب اگر مان لیا جائے کہ ان مسلمانوں نے سینکڑوں معصوم لوگوں کی جانیں لی تھیں تو اسلام انہیں مجرم قرار دیتا ہے اور کسی طور بھی ان کی تائید نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے جو کچھ بھی کیا اسلام کی تعلیمات کے خلاف کیا اور اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا اور نہ قرآن یا حدیث میں ایسی ایک بھی چیز ملتی ہے جس کی بنا پر کسی بے گناہ کے قتل کی اجازت ملتی ہو۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اسلام دشمن ہیں اور مسلمانیت پر ایک داغ ہیں۔

یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے یہاں معصوم مسلمانوں کو مار دیا گیا اور وہاں مغرب میں بے گناہ ہندو مارے گئے۔ اسلام کسی بھی بے گناہ کے قتل کی اجازت نہیں دیتا بلکہ مجرم یا گنہگار کو بھی از خود اور بلا تحقیق سزا دینے کی سختی سے ممانعت کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اب اگر کوئی مجرم ثابت ہو جاتا ہے تو اسے اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔

اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔

اسے تنبیہہ دے کر کے چھوڑا جا سکتا ہے۔

اسے جرمانہ کیا جا سکتا ہے

اور۔۔۔۔اسے اس کے جرم کے مطابق سزا دی جا سکتی ہے۔

اس کیلئے اسلام کے پاس تحقیق وانصاف کا پورا نظام ہے اور شک کی بنا پر کسی کو چھوڑا تو جا سکتا ہے لیکن شک کی بنا پر کسی کو سزا نہیں دی جا سکتی۔

11 جولائی 2006ء کو بمبئی میں ٹرینوں میں بم دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ گیارہ منٹ کے قلیل دورانئے میں سات بم دھماکے کئے گئے جن میں 200 سے زائد معصوم اور بے گناہ انسان ناحق مارے گئے۔ 800 سے زائد شدید زخمی ہوئے اور کئی ایک معذور ہو کر رہ گئے۔

پولیس اور قانون نافذ کرنے والے دیگر اداروں نے بھی اسے گجرات میں مارے جانے والے مسلمانوں کی موت کا انتقام اور ردِ عمل قرار دیا۔

قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اس کا الزام لشکرِ طیبہ پر ڈال دیا۔

اگر حالات کا بغور جائزہ لیا جائے اور ان واقعات کا تجزیہ کیا جائے تو پھر ذمہ داری انہی سیاستدانوں پر عائد ہوتی ہے اور کڑیاں وہیں جا ملتی ہیں جنھوں نے سبراتی کوچ میں آگ لگا کر پورے ملک اور اس کے عوام کو شعلوں میں دھکیل دیا۔

اس کے بعد مرکزی حکومت کے وہ سیاستدان اس کے ذمہ دار ہیں جو ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات کے مرتکبین کو روک سکتے تھے یا بعد میں ان کا مواخذہ کر سکتے تھے مگر وہ خاموش رہے اور ان کی یہ خاموشی ان کی مجرمانہ غفلت ثابت ہوئی۔

تیسرے نمبر پر گجرات کے وہ شہری اس کے ذمہ دار ہیں جو سیاسی نعروں سے جوش و جذبات میں آ کر عقل و حواس کھو بیٹھے اور انہوں نے جذبات میں اندھے ہو کر بہیمانہ قتل و غارت کا ایک خونیں باب رقم کر دیا اور مسلم خواتین کی عزتیں پامال کر کے تمام مسلمانوں کے جذبات کو دھچکا پہنچایا۔

چوتھے نمبر پر پھر گجرات کی پولیس ہے جو ان فسادات کے دوران خاموش تماشائی بنی رہی اور ان کی آنکھوں کے سامنے موت کا وحشیانہ رقص ہوتا رہا، خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی مگر وہ اپنے پاؤں سے سیاسی بیڑیوں کو نہ نکال سکے۔

گجرات کے مسلم کُش فسادات میں پولیس کی نگرانی میں قتلِ عام جاری رہا۔ ٹھیک ہے کہ شہریوں کو اُکسا کر اور ورغلا کر استعمال کیا گیا لیکن ان کی عدلیہ بھی تو خاموش رہ کر مجرم بنتی ہے۔ میں دوبارہ پھر یہی بات دہراؤں گا کہ ان دہشت گردوں نے جنہوں نے ہندوؤں کا قتل کیا اسلام ان کی کسی طور تائید نہیں کرتا بلکہ ہر بے گناہ انسان کی حمایت کرتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔

اب ایک مجرم خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان سزا کا مستحق ہے اور اس کیلئے باقاعدہ ثبوت ہونے چاہئیں اور اس طرح کا نظام پوری دنیا میں رائج ہے۔ لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ چند مجرموں کی خاطر پوری قوم کو موردِ الزام ٹھہرا کر انہیں سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جائے۔ اس واقعہ کے بعد بھی ہزاروں مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ بعض گرفتار شدگان کے اہل خاندان کو اس کی خبر تک بھی نہیں تھی۔ اس دوران بہت سے لوگوں کو ماورائے عدالت قتل کر دیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے گرفتار شدگان کی آج تک خبر بھی نہیں مل سکی۔ ان میں سے کچھ کو سرکاری طور پر گرفتار کیا گیا اور بعض کو یونہی اٹھا لیا گیا۔ گھروں میں گھس کر خاندان کے خاندان گرفتار کئے گئے اور ان لوگوں کے ساتھ برا سلوک کیا گیا۔ اب میں یہ بات دوٹوک انداز میں کہنا چاہوں گا کہ ان سینکڑوں گرفتار مسلمانوں میں سے کسی ایک کا تعلق بھی ان بم دھماکوں سے نہیں تھا۔

اب اگر کوئی ثبوت کے ساتھ کارروائی کر کے کسی مسلمان کو گرفتار کرتا ہے تو اس پر اعتراض نہیں لیکن ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو بلا ثبوت گرفتار کرنے کا کوئی جواز ہے۔

300 مسلمانوں کو تفتیش کیلئے لے جایا گیا اب یہ بات آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کی تفتیش کیلئے چند لوگ ہی کافی ہوتے ہیں سینکڑوں لوگوں کو ہراساں کرنا بے معنی ہے۔ اب ان لوگوں سے جنہیں تھانے میں جمع کر لیا گیا تھا تفتیش کرنے کیلئے کتنے لوگ تھے؟

دس؟ بیس؟ پچاس؟ یا سو؟

اتنے ہی ہوں گے اور اب ان لوگوں سے نام و مقام اور ٹیلی فون نمبر لے کر انہیں چھوڑ دیا گیا۔

اب اس سے کیا حاصل کرنا مقصود ہے؟ میں پولیس سے درخواست کروں گا کہ اسے مسلمانوں کو اعتماد میں لینا چاہیے۔

ان بم دھماکوں کے بعد ایک سیمینار میں جس کا موضوع اس سے مختلف تھا اور جس کا اہتمام غیر مسلم کمیونٹی نے کیا تھا۔

اس میں دو سینئر پولیس آفیسرز کو بھی مدعو کیا گیا تھا تا کہ بمبئی کے واقعات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر معلوم کیا جا سکے۔ ان میں سے ایک نے آ کر پاکستان کے مدارس کو موردِ الزام اور ان واقعات کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

دوسرے نے بھارتی مدارس پر نزلہ گرایا۔ اب یہ بات کہنا کہ انڈیا کے مدارس کسی قسم کی دہشت گردی میں ملوث ہیں ایک سفید جھوٹ سے زیادہ کچھ نہیں۔

میں نے اس آفیسر سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے کسی ایک ہی ہندوستانی مدرسے کا نام بتا سکتے ہیں جس کے بارے میں آپ کے پاس ثبوت موجود ہوں کہ وہ دہشت گردی میں ملوث ہے؟

مذکورہ پولیس آفیسر نے اعتراف کیا کہ اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔

اب سوچیں ایک سینئر آفیسر غیر مسلموں کو کیا بیان دے رہا ہے اور اس کا پیغام کیا ہے؟ یا وہ لوگوں کو کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔

ایک سینئر آفیسر کا اس طرح کا بیان نہایت غیر ذمہ دارانہ ہے اور اس سے ان کا کیا مقصد ہے اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ میں انڈیا کے کم و بیش تمام دینی مدارس کو جانتا ہوں۔

اگر آپ کہیں کہ یہ مدرسے جدید انداز میں کام کر رہے ہیں۔

میں اس کی تصدیق کروں گا۔

آپ کہیں گے یہ انگلش میں تعلیم بھی دیتے ہیں۔

میں آپ کی تائید کروں گا۔

آپ کہیں گے کہ ان کے پاس جدید آلات، کمپیوٹر اور برقی آلات ہیں۔

میں اسے بھی مان لوں گا۔

لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ ان میں دہشت گردی کی تعلیم دی جا رہی ہے یا یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارس دہشت گردی کے فروغ کا باعث ہیں تو میں ہرگز قبول نہیں کروں گا اور اس سے صاف انکار کروں گا اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کوئی ایک ثبوت ہی فراہم کردیں تو میں مان لوں گا۔

بلکہ میں یہ کہوں گا کہ بلا واسطہ تو دور کی بات یہ مدارس بالواسطہ بھی کسی ایسی سرگرمی میں ملوث نہیں ہیں۔

آخر کیا ہو رہا ہے؟ غیر مسلم عوام کو مسلمانوں کے بارے میں کیا باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے؟

اب اس واقعہ کے بعد پولیس نے مسلمانوں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا اور بہت سے مسلمانوں کو صرف شبے کی بنیاد پر گرفتار کرلیا۔ انہوں نے لوگوں کے گھروں میں چھاپے مارے اور ''جہاد'' سے متعلقہ مواد کی کھوج کی اور ایسی کتابیں قبضے میں لیں جن میں جہاد کا تذکرہ تھا۔ اسے انہوں نے دہشت گردی کے حملوں کے حوالے سے ایک ثبوت قرار دیا۔ اب یہاں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کتابیں مختلف سٹالوں پر، بمبئی کی شاہراؤں پر ایک عرصے سے فروخت ہو رہی ہیں اگر یہی کتابیں ان واقعات کا محرک تھیں تو حکومت نے انہیں بین کیوں نہیں کیا یا ان کی فروخت پر پابندی کیوں نہیں لگائی۔ جو کتابیں سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر سرِ عام بک رہی ہیں انہیں گھر میں رکھنے سے لوگوں کو دہشت گردی میں ملوث قرار دیا جارہا ہے۔

جہاں تک لفظ جہاد کا تعلق ہے تو یہ قرآن کریم کے کئی پاروں اور آیات میں موجود ہے اور آپ جانتے ہیں کہ قرآن ہر مسلم گھرانے میں موجود ہوتا ہے۔

کیا اس سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ بمبئی کے تمام مسلمانوں کے گھروں میں چونکہ قرآن موجود ہے اور اس میں جہاد کا ذکر بھی ہے اس لئے تمام مسلمانوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرفتار کرلیا جائے؟

جہاد کا ذکر اگر قرآن میں موجود ہے تو میں تقابلِ ادیان کے حوالے سے کہوں گا اور میرا اس معاملے میں گہرا مطالعہ ہے۔ میں یہ بات بڑے ثبوت کے ساتھ کہوں گا کہ مہابھارت میں قرآن سے کہیں زیادہ لڑائی کا ذکر ہے۔ اسی طرح بھگوت گیتا جو کرشن چند کی نصیحتوں کا مجموعہ ہے۔

جب ارجن کہتا ہے کہ وہ اپنے چچازاد بھائیوں کے خلاف جنگ لڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تو کرشن چند اسے دلائل دے کر قائل کر لیتے ہیں اور اسے جنگ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

بھگوت گیتا کے باب دوم منتر میں شری کرشن چندر کا جواب ہے:

''ارجن تم نامرد کیسے ہو سکتے ہو؟''

اسے کہتے ہیں کہ لڑائی ایک مذہبی فریضہ ہے۔

میں مہابھارت اور بھگوت گیتا کے ان تمام منتروں کی تائید کرتا ہوں جن میں لڑائی کا ذکر ہے کیونکہ میں اس کے اسباب اور پسِ منظر سے واقف ہوں۔

یہ جنگ انصاف اور ظلم کی جنگ ہے۔

صحیح اور غلط کی جنگ ہے۔

یہ سچ اور جھوٹ کے مابین جنگ ہے!

اب مہابھارت اور بھگوت گیتا کا بیان ہے کہ سچ اور انصاف کی خاطر جنگ لڑو خواہ تمہارے سامنے تمہارے اپنے سگے ہی کیوں نہ آ جائیں اس وقت کسی رشتے داری کی پرواہ نہ کرو اور سچ کی فتح کیلئے بے جگری سے لڑو۔

اب قرآن بھی تو یہی بات کہتا ہے اور بات اتنی ہی ہے اگر لوگوں کی سمجھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آ جائے۔

اب میں درخواست کروں گا کہ پولیس کو انڈیا میں رہنے والے افراد کے مذہب کے بارے میں کم از کم بنیادی جانکاری تو ہونی ہی چاہیے۔

میں ہمیشہ ایسے مواقع پر بات کرنے کا پہلو ڈھونڈ لیتا ہوں اور کچھ عرصہ قبل مجھے غیر مسلم پولیس آفیسرز سے خطاب کا موقع ملا۔ یہ آفیسر بمبئی، بنگلور اور دیگر شہروں سے تعلق رکھتے تھے۔

دو سال قبل مجھے نیشنل پولیس اکیڈمی حیدر آباد میں بھی خطاب کا موقع ملا جہاں سو سے زائد سینئر پولیس آفیسر موجود تھے۔ ان میں کمشنر، آئی جی، ڈی آئی جی اور ڈی جی لیول کے افراد بھی تھے۔ نیشنل اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل بھی موجود تھے اور جب میں نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا اور اسلام کی حقانیت آشکار کی تو وہ سب کے سب گویا سناٹے میں رہ گئے۔

آپ کو ہر مذہب کی سوچ اور اس کے عقائد کا علم ہونا چاہیے۔

اب اگر ہم پسِ منظر کو نظر انداز کر کے مہا بھارت اور بھگوت گیتا کے لڑائی والے منتر سامنے لے آئیں اور تصویر کا ایک رُخ دکھائیں تو ہم اپنی مرضی کا مطلب اخذ کر سکتے ہیں اور یہ منفی سوچ اور غلط حکمتِ عملی ہے۔

ہمیں دوسرے مذاہب کے بارے میں جاننا چاہیے۔ الحمدللہ مجھے پولیس اور دیگر فورسز کے ساتھ ملک اور بیرونِ ملک خطاب کا موقع ملا، یو کے، بحرین، یو ایس اے، سعودی عرب اور اسی طرح دیگر ممالک میں میں نے ان افراد سے گفتگو کی اور یہی پیغام دیا۔ میں نے زیادہ تر غیر مسلم پولیس آفیسرز سے بات کی اور انہیں یک طرفہ سوچ سے الگ رہنے کا پیغام دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے انہیں اسلام کے بارے میں معلومات دیں اور اس کی حقانیت سے آگاہ کیا۔ غیر مسلموں کے بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا اور انہوں نے میری بات پورے دھیان اور توجہ سے سنی۔

میڈیا کے برعکس میں نے انہیں اسلام کی اصل تصویر دکھائی اور انہیں قائل ہونا پڑا کہ اسلام امن وسلامتی کا پیامبر ہے۔

جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے وہ افہام وتفہیم ہے جب فریقین میں افہام وتفہیم کی فضا قائم ہو تو غلط فہمیاں جنم نہیں لیتیں اور اعتماد برقرار رہتا ہے۔ انتشار اور شورش اس وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں جب آپس میں بداعتمادی ہوتی ہے۔

بہت سے وکلاء نے یہ بات بتائی ہے اور مسٹر ہاسبٹ سریلش نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سینکڑوں مسلمانوں کو اٹھالیا گیا تھا۔

ان میں سے بعض کو ذہنی تشدد کا نشانہ بنایا گیا!

بعض کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا!!

بہت سے لوگوں نے تشدد کی روح فرسا کہانیاں سنائیں۔ ان سے جبری طور پر بیانات لئے گئے بلکہ بہت سے افراد ایسے بھی تھے جن سے سادہ کاغذات پر دستخط لے کر اپنی مرضی کے بیانات درج کر لئے گئے۔

اب اگر آپ کو دہشت گردوں کا علم ہے انہیں گرفتار کریں۔ جرم ثابت کریں اور انہیں سزا دیں لیکن ہزاروں مسلمانوں کی گرفتاری سے آپ کون سے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔

اگر آپ دس دہشت گردوں کی گرفتاری کیلئے ایک ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بناتے ہیں انہیں ہراساں کرتے ہیں تو آپ ان دس دہشت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردوں کو پکڑنے میں کامیاب رہیں یا ناکام ہوں لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس کارروائی اور اس روّیے سے آپ زیادہ نہیں تو مزید 100 دہشت گردوں کو ضرور جنم دے رہے ہیں۔

ہندوستان کے بہت سے سینئر پولیس آفیسر اور خاص طور پر بمبئی کے ایک سینئر پولیس آفیسر نے مجھ سے کہا:

''ڈاکٹر ذاکر نائیک! میں اس وقت خوشی محسوس کروں گا جب آپ ہندی یا اُردو میں خطاب کریں گے''۔

ان کا کہنا تھا کہ اس سے مزید ہزاروں لوگ آپ کا خطاب سن کر سمجھ پائیں گے میں گذشتہ دو برس سے خطاب کر رہا ہوں اور پولیس آفیسرز جانتے ہیں کہ میرے خطبات سننے کیلیے سینکڑوں ہزاروں لوگوں کا اجتماع بھی ہوتا ہے۔

جب مجھے کشمیر میں جانے کا موقع ملا اور یہ موقع مجھے مختلف وزراء نے فراہم کیا تو اس وقت کا گورنر کشمیر سکسینا مجھے ملنے کا خواہش مند تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے غیر مسلم کمیونٹی سے بھی خطاب کا موقع فراہم کیا جائے۔ اس نے ایک ملٹری آفیسر سے مشورہ کیا اور بعد میں جب وہ مہاراشٹر آیا تو اس نے مجھے گورنر ہاؤس میں بلایا اور میں نے اس سے ملاقات کی۔ اس نے کہا:

مسٹر ڈاکٹر ذاکر نائیک کشمیر کے لوگوں پر تمہارا بہت اثر ہے اور وہ تمہاری بات سنتے ہیں ان کی خواہش ہے کہ تم دوبارہ کشمیر کا دورہ کرو۔ اس لئے تمہیں دوبارہ کشمیر جانا چاہیے اور ریڈیو پر خطاب کرنا چاہیے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا میری تقریر سے ماحول اور فضا پر کچھ اثر پڑتا ہے اس میں کوئی تبدیلی نظر آتی ہے۔ قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی نہیں ہے جس میں کسی معصوم انسان کے قتل کی اجازت ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں بھی کہیں کسی انسان کے قتل کی اجازت نہیں ہے بلکہ وہ لوگ جو مسلم معاشرے میں رہ رہے ہیں ان کے ساتھ بھی انصاف کی تاکید ہے۔

اب یہاں دیکھیں ہزاروں مسلمانوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اور ان کا تعلق لشکرِ طیبہ سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بالفرض اگر ہم یہ بات مان بھی لیں کہ بم دھماکوں میں مقامی لوگوں کا ہاتھ ہونا لازمی ہے تو ہزاروں افراد پر تشدد کر کے ہم لشکر طیبہ کیلئے سینکڑوں ریکروٹس تیار کر رہے ہیں۔

کیا یہاں لشکرِ طیبہ موجود ہے۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ مجھے لشکرِ طیبہ کے غلط یا صحیح ہونے کا تعین نہیں کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ کل مجھے پولیس اس جرم کی پاداش میں قید کر لے۔

میں یہاں کہنا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہم ان کی بات مان لیں کہ یہ لشکرِ طیبہ کی کارروائی ہے اور اس میں مقامی لوگ ملوث ہیں تو آپ کو مسلمانوں کو اعتماد میں لینا چاہیے نہ کہ ہزاروں بے گناہ افراد کو ہراساں کر کے ان سے جبری اقبالِ جرم کرایا جائے۔

اب بم دھماکوں میں کوئی ماسٹر مائنڈ ملوث ہے ہم یہ بات مانتے ہیں۔

اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں بہت سے بے گناہوں کی جانیں گئیں۔

لیکن ان سب باتوں کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ہزاروں مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی جائے جن کا ان واقعات سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔

ممکن ہے ان میں چند ایک ہوں لیکن ہمیں مسئلہ حل کرنا ہے۔ ہمیں فضا کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید خراب نہیں کرنا۔

آپ دوسروں کا احترام کریں وہ آپ کا احترام کریں گے۔

بہت سے پولیس والوں کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے تفتیش میں ان سے ہر ممکن تعاون کیا۔

لیکن اگر اس طرح کی صورتِ حال ہو کہ اے فلاں تم نے داڑھی کیوں رکھی ہے؟

تم نے شلوار ٹخنوں سے اوپر کیوں کر رکھی ہے؟

تم نے ٹوپی کیوں پہن رکھی ہے؟

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس کتاب میں درج ہے کہ دہشت گرد کی یہ نشانیاں ہیں کہ

۱۔ اس کی داڑھی ہوتی ہے۔

۲۔ وہ شلوار ٹخنوں سے اُوپر رکھتا ہے۔

۳۔ وہ ٹوپی پہنتا ہے۔

اب اگر ان ہی علامات سے دہشت گرد کی پہچان ہوتی ہے تو پھر میں ان کے نزدیک اپنے اس حلیے کی بنا پر نمبرون دہشت گرد ثابت ہوں گا۔

یہاں اسلام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ولیم یا جارج بش اسلام کو بالکل نہیں جانتے۔ جب تک آپ کسی بات کو جانتے ہی نہیں آپ اسے حل کیسے کریں گے؟ ایک مسئلے کے سبب کا علم ہی نہیں تو حل کیسے ہوگا۔ بیماری کی تشخیص ہی نہیں تو علاج کیا ہوگا؟

اب میں پولیس سے یہ نہیں کہتا کہ وہ دہشت گردوں کو نہ پکڑیں۔ ضرور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ ممکن ہے بعض لوگ میری اس بات سے اتفاق نہ کریں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کی سختی سے مذمت کی ہے جو بے گناہ انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں۔

نیز اللہ کا حکم ہے کہ لوگوں کو سچ بولنے کا حکم دیجئے اس لئے میں بھی سچ بولتا ہوں اور دوسروں کو سچ بولنے کی تلقین کرتا ہوں۔

ہندوستان ٹائمز 9 ستمبر 2006ء میں Julio Rebiero نے لکھا ہے:

> "More the unneccessary arrests that are made to get a breakthrough becomes more difficult proportionately."

اس کا واضح مطلب ہے کہ آپ جتنے زیادہ بے گناہ لوگوں کو گرفتار کریں گے اسی قدر آپ کا اپنے ہدف تک پہنچنا دشوار تر ہوتا جائے گا۔

2 ستمبر 2006ء کو مجھے پولیس کمشنر کا ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ بے قصور مسلمانوں کو گرفتار نہیں کیا جانا چاہیے یہ ایک خوش آئند بات ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں یہ کھلا خط اور بھی بہت سے مسلم رہنماؤں کو پہنچایا گیا تھا۔

اگر آپ واقعی فضا کو پُر اعتماد رکھنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے آپ کو مسلمانوں کا اعتماد بحال کرنا ہوگا۔ جب ایسا ہوجائے گا تو پھر مجرموں کی گرفتاری آسان ہوجائے گی اور جب ان واقعات کے اصلی مجرم گرفتار ہوجائیں تو پھر خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو انہیں سخت ترین سزا ملنی چاہیے۔

ہم جانتے ہیں کہ جب پنجاب میں دہشت گردی کی لہر اٹھی تو گرفتار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والوں کی واضح تعداد سکھوں کی تھی۔ آسام میں الفا کے حوالے سے دہشت گردی ہوئی تو ہندوؤں کی اکثریت کو دھرلیا گیا۔ تامل میں LTT ہندو ہیں۔ بمبئی میں جب اس طرح کی کارروائیاں ہوئیں تو انہیں کشمیر اور پھر مسلمانوں سے جوڑ دیا گیا۔ یہ مجھے ذمہ دار افراد نے بتایا ہے۔

پنجاب میں سکھوں کی اکثریت ہے اور وہاں دہشت گردی میں انہی کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا۔

آسام میں ہندو اکثریت ہے اس لئے انہی کو گرفتار کیا گیا۔

تامل ناڈو میں ہندو اکثریت ہے لہٰذا وہاں بھی منطقی طور پر ہندوؤں کو ہی گرفتار کیا گیا۔

بمبئی میں مسلمان رہ رہے ہیں لیکن وہ اکثریت میں نہیں ہیں تو یہاں اکثریت کو گرفتار کرنے کی بجائے اقلیت کو کیوں گرفتار کیا گیا۔

جہاں تک کشمیر کا معاملہ ہے آپ وہاں کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی کارروائی ہوگی۔ لیکن بمبئی میں دیگر دہشت گرد تنظیمیں بھی تو کارروائی کرسکتی ہیں اور اس کے سو فیصد امکانات موجود ہیں۔ تو پھر یہاں صرف مسلمانوں پر ہی الزام لگانے کی کیا وجہ ہے؟

آپ ثبوت فراہم کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن یہاں ہم جو کچھ آپ کو بتانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ صرف ذمہ دار افراد کے خلاف ہی کارروائی کی جائے اور دیگر افراد کو ہراساں نہ کیا جائے۔

ہمیں علم ہے کہ گزشتہ برس 16 افراد کو گرفتار کیا گیا جن کا تعلق ہندو تنظیم سے تھا اور وہ تین بم دھماکوں میں نامزد تھے۔ بعد میں وہ ایک بم تیار کررہے تھے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھٹ گیا اور اس میں چار افراد ہلاک اور گیارہ زخمی ہوئی جو سارے کے سارے اسی تنظیم سے تعلق رکھتے تھے۔

ان کے بارے میں علم ہوا کہ وہ لندن میں ایک مسجد کو اڑانا چاہتے تھے جہاں سکھوں اور مسلمانوں میں کشیدگی تھی اور وہ اس تناؤ سے اس دھماکے کے ذریعے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔انہوں نے اپنے حلیے سکھوں جیسے بنا رکھے تھے۔

اس بات کے بھی شواہد موجود ہیں کہ بہت سے ہندوؤں نے مختلف مقامات پر حملے کئے اور وہ ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے اور ان کی داڑھیاں بھی تھیں۔

اب امکانات موجود ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سو فیصدی بمبئی کے واقعات میں مسلمان ہی ملوث تھے۔

8 ستمبر 2006ء کو مسجد کے باہر اور صحن کے پاس بم دھماکے ہوئے جن میں 35 بے گناہ مسلمان جاں بحق اور 100 سے زائد زخمی ہوئے۔اس کا الزام بھی لشکرِ طیبہ کے سر منڈھ دیا گیا۔

یہ سب کچھ ایک طے شدہ حکمتِ عملی ہے اور امریکہ اور القاعدہ کے کھیل کا ایک حصہ ہے۔گذشتہ دنوں ایک آرٹیکل پڑھا جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ اس طرح کے کھیل میں شریک ہوجاتے ہیں تو ناکامی آپ کا مقدر بن جاتی ہے اور اصل مجرم نکل جانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

آپ کو صحیح سمتوں اور صحیح انداز میں تفتیش کر کے مجرموں تک پہنچنا اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہیے۔

ان دہشت گردوں کا تعلق خواہ کشمیر سے ہو، انڈیا سے ہو، پاکستان سے ہو یا LTT سے ہو جب ان کا جرم ثابت ہوجائے تو انہیں سزا ملنی چاہیے۔خواہ وہ مسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں یا غیر مسلم۔

میں دہشت گردی کی کسی کارروائی کی حمایت نہیں کرتا اور قطعی طور پر دہشت گردی کی ہر قسم کی مذمت کرتا ہوں۔

ہمیں شہریوں کو اعتماد میں لینا چاہیے اور اس ضمن میں میڈیا کی بھی ذمہ داری ہے اور وہ میڈیا جسے سیاستدان کنٹرول کرتے ہیں ہمیں اس سے باخبر اور ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ یہ میڈیا سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ میں تبدیل کر کے دکھاتا ہے۔

دن کو رات اور ہیرو کو دشمن بنا کر پیش کرتا ہے۔ اب خوش قسمتی سے انڈیا میں ایسا میڈیا بھی ہے جو سیاستدانوں کے اثر سے باہر ہے اور یہ واقعات کی صحیح منظر کشی کرتا ہے خواہ وہ گجرات کے فسادات ہوں یا بمبئی کے بم دھماکے۔ اگرچہ مسلمانوں کو ہراساں کرنے میں اخبار اور الیکٹرونک میڈیا مصروف عمل ہے لیکن اس کے باوجود یہ میڈیا حالات کی صحیح عکاسی کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات یہ بھی کچھ ایسی خبریں پیش کر دیتا ہے جن کی باقاعدہ تصدیق نہیں ہوتی۔ مجموعی طور پر میڈیا کو دیانتدار ہونا چاہیے اور دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہئیں۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ غیر مسلم میڈیا ہے اور یہ دیانتداری سے حقیقی تصویر پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

لیکن ہمیں اس میڈیا سے پوری احتیاط کرنی چاہیے اور اس میڈیا سے ہوشیار رہنا چاہیے جو سیاستدانوں کے زیر اثر ہے۔

جہاں تک انڈیا کی عدلیہ کا تعلق ہے تو مسلمان اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ زیادہ تر جج اپنے فرائضِ منصبی دیانتداری سے بجالاتے ہیں اگرچہ چند ایک سیاستدانوں کے دام میں آجاتے ہیں لیکن واضح اکثریت سیاستدانوں کو خاطر میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لاتی اور فیصلوں کے دوران ان کی پرواہ نہیں کرتی۔ اگر سیاستدان عدلیہ پر قابض ہو جاتے ہیں تو جانے کیا ہوگا لیکن تا حال ہم اس عدلیہ پر اعتماد کرتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ دہشت گردی کی بنیادی وجہ اور سب سے بڑا سبب ''نا انصافی'' ہے اگر ہم دہشت گردی کو روکنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے سیاستدانوں کو ایماندار، دیانتدار اور امن پسند ہونا چاہیے، انہیں ووٹ بینک کیلئے ناجائز ذرائع اختیار نہیں کرنا چاہئیں بلکہ عوام کی خدمت سے اپنے آپ کو منوانا چاہیے۔

اگر سیاستدان دیانتدار ہو جائیں اور انصاف قائم کریں اور انصاف کی خاطر کرسی سے دستبردار ہونا قبول کر لیں تو دہشت گردی رک جائے گی۔ لہٰذا اس حوالے سے پہلی ذمہ داری ان سیاستدانوں پر عائد ہوتی ہے۔

دوسرے نمبر پر شہری ہیں جن کا فرض ہے کہ وہ سیاستدانوں کے وقتی، جھوٹے اور جوشیلے نعروں کے فریب میں آ کر دنگا و فساد میں ملوث نہ ہوں۔ انہیں سیاستدانوں کی باتوں میں آ کر مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔ انہیں قتل و غارت اور قانون ہاتھ میں لینے سے گریز کرنا چاہیے۔

تیسرے نمبر پر پولیس ہے اگر پولیس دیانت دار ہو جائے اور پولیس کا ایک ایک سپاہی سیاستدانوں کے اثر سے نکل آئے اسے تبادلے یا تنزلی کی پرواہ نہ ہو بلکہ صرف فرض سے پیار ہو۔ سو فیصد دیانتداری ہو تو دہشت گردی کا سرے سے قلع قمع ہو جاتا ہے۔ انصاف آ جائے تو ظلم مٹ جاتا ہے۔ روشنی میں اندھیرے کا کیا کام؟ اگر پولیس والے دیانتدار ہو جائیں گے تو ان کے بعد آنے والے اس روایت کو برقرار رکھیں گے اور اس طرح معاشرہ امن میں ہو جائے گا۔

آخر میں پھر شہریوں کا روّیہ ہے کہ اگر ان سے ناانصافی بھی ہو تو انہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتجاجی طور پر املاک یا انسانی جانوں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔ انہیں کسی صورت بھی قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے اور اپنے معاشرے یا دوسری قوموں پر چڑھائی نہیں کرنی چاہیے۔ فساد سے بہرصورت بچنا اور کنارہ کش رہنا چاہیے۔ اگر وہ اس معاملے میں استقامت اختیار کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ناانصافی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر انڈیا کے ہندو اور مسلم ہم آہنگی سے رہنا شروع کر دیں تو 2020 تک انڈیا دنیا کی سپر پاور بن کر ابھرے گا۔

اگر ہم اکٹھے رہیں، ایک دوسرے سے پیار کریں اور اختلافات کو بھول جائیں انہیں ایک طرف رکھ دیں۔ اپنے اپنے معاشرے میں اپنے انداز سے رہیں اور مذہبی فرق کو اپنے آپ تک محدود رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت کریں تو یقیناً انڈیا سپر پاور بن جائے گا۔

مہاتما گاندھی نے کہا تھا:

"If India has to improve it should be ruled by a dictator as honest and upright as Hazrat Umar رضی اللہ عنہ."

یعنی اگر ہندوستان نے ترقی کرنی ہے تو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے دیانتدار اور منصف حکمران کی ضرورت ہے۔

مہاتما گاندھی قوم کے باپ ہیں اور نصیحت کرتے ہیں کہ یہاں کے حکمران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات ہونی چاہئیں تاکہ یہ ملک خوشحالی اور ترقی کی جانب سفر کر سکے۔

انہوں نے مسلم اور غیر مسلم نہیں کہا بلکہ اس شخصیت کی مثال دی جسے تاریخ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انصاف کی بدولت ''الفاروق'' کا لقب دیا۔

میں اپنے خطاب کا اختتام سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر 81 پر کروں گا:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○

ترجمہ: ''اور فرمایئے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا''۔

میں آج کے اس خطاب کا اختتام ڈاکٹر جوزف ایڈم (Dr.Joseph Adam Pearson) کے ان الفاظ پر کروں گا:

"People who worry that nuclear weaponry will one day fall in the hands of the Arabs, fail to realize that the Islamic bomb has been dropped already, it fell the day MUHAMMED (pbuh) was born."

''وہ لوگ جو اس بات سے فکرمند ہیں کہ نیوکلیئر ہتھیار ایک دن عربوں کے ہاتھ لگ جائے گا یہ بات جاننے میں ناکام رہے ہیں یہ اسلامک بم تو اسی وقت مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تھا اور یہ اس دن گرا جس روز نبیٔ آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ولادت ہوئی''۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Translation of

Is Terrorism A Muslim Monopoly?

دہشت گردی اور مسلمان

کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟

...... سوال و جواب کا سیشن ......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد نائیک:

جزاک اللہ!

اس خطاب کیلئے آپ کا بے حد شکریہ!

اس کے ساتھ ہی ہم اپنا سوال و جواب سیشن شروع کرتے ہیں۔ قبل اس کہ میں حسبِ روایت آپ سے قواعد وضوابط بتانا چاہوں گا۔

ا۔ سوال مختصر اور واضح ہو۔

۲۔ سوال موضوع سے متعلق ہو۔

۳۔ ایک وقت میں ایک ہی سوال کیا جائے۔

آڈیٹوریم میں پانچ مائیکروفون مہیا کئے گئے ہیں۔ خواتین اور حضرات کیلئے الگ الگ مائیک ہیں۔

تو سوالات کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ ہاں بھائی! آپ اپنا سوال کیجئے!

ڈاکٹر ذاکر نائیک!

یہاں غیر مسلم ہمارے مہمان ہیں اور حسبِ روایت میری خواہش ہے کہ میرے سے پہلا سوال کوئی غیر مسلم کرے۔ اگر کوئی غیر مسلم سوال کرنا چاہیں تو بہنوں اور بھائیو! وقت مختصر ہے اس لئے کوئی بھی غیر مسلم سوال کرے!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: میرانام شام ہے، میں مہاراشٹرا مہانگر پیپر میں کام کرتا ہوں، پتر کار ہوں۔ آپ کیلئے میرے پاس شبد (الفاظ) نہیں ہیں، کیا بولوں، لیکن مجھے یہ لگتا ہے کہ بھارت میں ہندواور مسلم کے ایک ہونے کیلئے کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے۔ کیا ہندواور مسلم کمیونٹی کے لوگ اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے ایک اچھا سوال پوچھا ہے کہ ہم ہندو اور مسلم دونوں کو ایک پلیٹ فارم پر کیسے لا سکتے ہیں؟ ہم آپس میں ایک دوسرے کے قریب کیسے اس سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے ہندوازم اور اسلام میں مشترک اقدار کے حوالے سے بمبئی، چینائی اور انڈیا کے دیگر حصوں میں ایک خطاب دیا تھا۔ اس تقریر کو ہزار ہا افراد نے سماعت کیا۔ ان میں غیر مسلم کی ایک واضح تعداد تھی۔ ہزاروں ہندوؤں نے یہ خطبات سنے اور بہت سے لوگوں نے مجھے بتایا کہ

"ذاکر بھائی! میں ہندوازم کے بارے میں جو باتیں گزشتہ چالیس برس سے نہیں جانتا تھا وہ ان چار گھنٹوں میں جان گیا ہوں"۔

قرآنِ پاک میں ہے کہ ان باتوں کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں یکساں ہیں:

سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 64 میں ہے:

ترجمہ: "آپ فرمائیے اے اہل کتاب! ایسے کلمہ (بات) کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ یہ کہ صرف خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنا لے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

اس میں پہلی مشترک چیز ہے اللہ کی وحدانیت!

جو کچھ ہم محسوس کرتے ہیں اس کے مطابق میں یہ نہیں کہوں گا کہ ہندوازم، اسلام اور عیسائی ایک جیسے ہیں۔ میں ایک پنڈت سے کہوں کہ وہ مسلمان ہو جائے تو وہ انکار کر دے گا، میں ایک مسلمان کو عیسائی ہونے کیلئے کہوں تو وہ فوری ہی نہیں مان جائے گا۔

لہٰذا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مذاہب میں اختلاف اور یکسانیت بھی ہے۔ مشترک اقدار موجود ہیں اور ان پر ہم ایک ہو سکتے ہیں۔ اب اختلافات کو نظر انداز کر کے مشترک اقدار پر تو اتحاد ہو سکتا ہے ناں!!

وید، گیتا، اُپنشد، بائبل اور قرآن کو لے لیں۔ جو کچھ ان میں مشترک ہے ہمیں اس کی پیروی کرنی چاہیے۔ میں نے بہت سی یکساں باتوں کی نشاندہی کی ہے۔ آپ اختلافات کو کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھیں اور یکساں باتوں پر متحد و متفق ہو جائیں۔ میرے خطبوں اور کتابوں میں آپ یہ سب دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ نا صرف ہندو بلکہ مسلمان تک اپنی مذہبی کتابوں سے مکمل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔

بہت سے مسلمان اعتراض کرتے ہیں کہ ہندومت اور اسلام میں مشترک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزیں ناممکن ہیں۔

بہت سے ہندو کہتے ہیں کہ یہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کیا کہتا ہے، مسلمان اور ہندو ایک جیسے!!!!!!!......کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔

لیکن جب ان سے بات کرتے ہیں تو انہیں دھچکا لگتا ہے اور انہیں پتہ چلتا ہے کہ وہ تو آج تک کچھ جانتے ہی نہیں تھے یا اس پہلو پر انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔

اب جو کچھ ہم جانتے ہیں اس میں سب سے پہلی بات ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا ثبوت ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ چھند اُپنشد میں باب 6 سیکشن 2 کے منتر نمبر ایک میں ہے:

"ایکم ادتیا"۔

"اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں"۔

شویتاسا اُپنشد کے باب 6 منتر 9 میں ہے:

"اس کے سوا کوئی آقا نہیں اور اس کا کوئی ثانی نہیں ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے کوئی والدین یا اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

اسی طرح باب 4 منتر 19 میں ہے:

"اللہ کا کوئی عکس (Image) نہیں ہے"۔

یجروید کے باب 32، منتر 3 کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اللہ کا کوئی عکس نہیں۔

لہٰذا اگر آپ ویدوں یا دیگر مذہبی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک ہی اللہ کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ ان مذہبی کتب سے شناسا ہی نہیں ہوتے اور انہیں اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ ان کی اپنی مذہبی کتب میں کیا لکھا ہے۔

دو روز قبل میں نے سٹار نیوز کو انٹرویو دیا تو انہوں نے ایک سوال کیا:

ذاکر صاحب! بندے ماترم کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

کیا مسلمان یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

میں نے کہا کہ اس بات کا جواب تو میں بعد میں دوں گا کہ مسلمان کہہ سکتے ہیں یا نہیں، سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اس بارے میں ہندوازم کی کتب کیا کہتی ہیں؟

وہ ششدر رہ گئے۔

میں نے کہا کہ وید کے مطابق اللہ کا پرتیما نہیں ہے۔ اور جب وہ ویدوں کی تعلیمات سے ناآشنا ہوتے ہوئے ''بندے ماترم'' کہتے ہیں تو گویا اس وقت وہ ویدوں کے خلاف جا رہے ہوتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ اگر آپ آریہ سماج کو دیکھیں تو مختلف محقق آپ کو برملا یہ کہتے نظر آئیں گے کہ ویدوں کے مطابق بتوں کی پوجا کی ہرگز اِجازت نہیں ہے۔

اسی طرح بھگوت گیتا کے باب 7 منتر 20 میں ہے:

''تمہیں بتوں کی پوجا نہیں کرنی چاہیے''۔

لہٰذا جب آپ ویدوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہاں آپ کو توحید اور اللہ کی وحدانیت نظر آتی ہے۔ اس لئے بندے ماترم کا یہاں کوئی جواز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر نہیں آتا۔

اسلام میں بھی کئی ایسی باتیں در آئی ہیں، جن کا اسلام سے حقیقت میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

بندے ماترم تین بار دہرایا جاتا ہے جس کا مطلب ہے یہ دھرتی میری ماں ہے۔ یہ مجھے روزی فراہم کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ درگاہ کہلاتی ہے۔ لکشمی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہم مسلمان بھی اس ملک سے محبت کرتے ہیں لیکن ہم اللہ کے سوا کسی کے مطیع نہیں ہیں اور صرف اللہ کے بندے ہیں اور ہماری ماں جو نو ماہ تک ہمیں شکم میں رکھ کر پالتی اور پھر جنم دیتی ہے ہم اس کا احترام کرتے ہیں اس سے محبت بھی کرتے ہیں مگر اس کا ''بندہ'' ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے یعنی ماں کو معبود نہیں بنا لیتے۔ ہم مسلمان دنیا میں اللہ کے بعد جس ہستی سے محبت کرتے ہیں وہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ ہیں لیکن وہ بھی ہمارے معبود نہیں ہیں۔

جہاں تک بندے ماترم کا تعلق ہے یہ ایک سیاسی ایشو ہے اور اس کی تاریخ بھی کوئی اتنی قدیم نہیں ہے۔ یہ بھی ووٹ بینک بنانے کا حربہ ہے۔ سعودی عرب میں رہنے والے لوگ اپنے ملک کو یا پاکستان میں رہنے والے اپنے ملک کو معبود کا درجہ نہیں دیتے لہٰذا میں یہی کہوں گا کہ ہم اس سرزمین سے پیار کرتے ہیں وقت آنے پر اس کیلئے جان بھی دے سکتے ہیں مگر اسے اللہ کا درجہ دینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور ہم مسلمان صرف اللہ کو خالق، مالک اور رازق مانتے ہیں۔ شکریہ!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

غیر مسلم کی طرف سے سوال ہو گیا۔ اب جس نے سوال لکھ کر دینا ہو وہ بھی دے دیں کیونکہ وقت مختصر ہے۔ اب میں بہنوں سے درخواست کروں گا کہ ان کی جانب سے سوال کیا جائے۔

سوال: یہاں موجود تمام خواتین و حضرات کو السلام علیکم اور گڈ ایوننگ! میرا نام پریتی سیٹھی ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اُسامہ بن لادن دہشت گرد نہیں اور جیسا کہ سی این این اور بی بی سی چینلز اس بات کو بار بار دُہرا رہے ہیں۔ اسی وقت بم دھماکے بھی ہوتے ہیں، کیا آپ اس پر یقین کرتے ہیں یا نہیں؟ شکریہ جناب!

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ جب ہم اُسامہ بن لادن کے بارے میں بات کرتے ہیں اور بی بی سی یا سی این این کی خبروں پر یقین کرتے ہیں یا نہیں؟ جو بم دھماکوں سے متعلق انہوں نے خبریں فراہم کی ہیں۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بی بی سی کی تمام خبریں غلط ہوتی ہیں ماسوائے ان خبروں کے جن میں وہ ایک ہیرو کو وِلن بنا کر پیش کرتے ہیں، انہیں جانچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب انہوں نے بم دھماکے کی جو اطلاعات دی ہیں وہ دیگر سے مماثل ہو سکتی ہیں۔ اب جس حکومت میں وہ واقعہ پیش آتا ہے وہاں کے اعداد و شمار میں اختلاف ہوتا ہے۔ مجھے پولیس افسر بتاتا ہے کہ ستر کے لگ بھگ لوگ مارے گئے ہیں، اخبارات کچھ اور کہانی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سناتے ہیں اور الیکٹرونک میڈیا اپنی الگ بات کرتا ہے۔ اس تناظر میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ کون صحیح اور کون غلط کہہ رہا ہے۔

میں اس کمشنر کے فراہم کردہ اعداد و شمار کو غلط نہیں کہہ سکتا۔

اخبارات کی اطلاع کو بے بنیاد نہیں کہہ سکتا۔

ٹی وی کو غلط قرار نہیں دے سکتا۔

لیکن!!!

ان سب پر آنکھیں بند کر کے اعتماد بھی نہیں کر سکتا۔

ہم تو ثبوت کی بات کرتے ہیں لیکن میری بہن! اس وقت تک تمام چینلز اسے صرف مشکوک قرار دے رہے ہیں۔

اگر آپ امریکہ کی سائٹ پر جائیں تو انہوں نے دہشت گرد تنظیموں کی ایک فہرست دے رکھی ہے۔ اس میں 43 دہشت گرد تنظیمیں ہیں۔ ساٹھ فیصد مسلمان ہیں۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ ان میں سب سے مشہور دہشت گرد تنظیم کون سی ہے؟

پریتی سیٹھی:

سوری! مجھے علم نہیں ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

سب سے مشہور دہشت گرد تنظیم القاعدہ ہے۔ الفا نے 749 حملے کیے جبکہ القاعدہ نے صرف 28 حملے کیے ہیں۔ ان میں سے 26 کی ذمہ داری القاعدہ نے قبول کی ہے لیکن القاعدہ کے کسی ایک حملے کو بھی ثابت نہیں کیا جا سکا۔ میں یہاں القاعدہ کی حمایت نہیں کر رہا۔ ایک امریکی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافی خاتون جب افغانستان میں گئی اور اسے طالبان نے گرفتار کرلیا اور جب وہ واپس آئی تو اس سے پوچھا گیا کہ القاعدہ کے بارے میں کیا جانتی ہو؟

اس نے جواب دیا:

''میرا خیال ہے کہ القاعدہ کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے''۔

اگر آپ میڈیا سے تعلق رکھتے ہیں تو بخوبی جانتے ہیں کہ کونسی خبر ٹھیک ہے اور کونسی خبر کی تحقیق ہونی چاہیے۔ اُسامہ بن لادن کو انہوں نے مشکوک قرار دیا ہے اور ایک مشکوک فرد کی خاطر افغانستان میں ہزاروں لوگوں کو قتل کرنے کا کیا جواز ہے؟؟

ہمیں دیکھنا چاہیے کہ یہ خبریں کہاں سے آ رہی ہیں۔ ان کے پیچھے کون ہے اور کا کی ایجنڈا کیا ہے؟ نیز ہم کونسی خبروں پر اعتماد کر سکتے ہیں اور کون سی خبروں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: جناب میرا سوال ہے کہ کیا مسلمان یہاں (ہندوستان میں) عدم تحفظ کا شکار ہیں اور کیا یہ سب دہشت گردی کی وجہ سے ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

آپ کا سوال ہے کہ کیا مسلمان عدم تحفظ کا شکار ہیں اور کیا دہشت گردی کی یہی وجہ ہے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ دہشت گردی کی بڑی اور بنیادی وجہ نااِنصافی ہے۔ یہ عدم تحفظ کی بات نہیں ہے۔ یہ چیز اس کا ایک حصہ ہوسکتی ہے لیکن اس کی بڑی وجہ ناانصافی اور کچھ خاص گروہوں کی استحصالی کارروائیاں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ گزشتہ ہفتے آنے والے آرٹیکل کا مطالعہ کریں جس میں نائن الیون کے حوالے سے لکھا گیا ہے، اس میں ولیم نے لکھا ہے کہ اس کا بنیادی سبب نااِنصافی ہے۔

بمبئی کے بم دھماکوں کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ ممکن ہے ان کے پیچھے کشمیریوں کا ہاتھ ہو لیکن اس کا باعث کیا ہے؟ کشمیر میں غیر فوجی لوگ ہیں تو آخر کس چیز نے انہیں لڑنے پر مائل کیا ہے؟ اور وہ کہتا ہے کہ یہ جمہوریت ہے جس نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جمہوریت کی اصل روح کو مسخ کر دینے کی وجہ سے اس صورتِ حال نے جنم لیا ہے اور یہی چیز فلسطین میں بھی ہے۔ وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کیلئے لڑ رہے ہیں۔ لہٰذا دہشت گردی کی بنیادی وجہ نااِنصافی اور خاص طبقوں کی استحصالی کارروائیاں ہے۔ اب جو لوگ اپنے حق کیلئے لڑ رہے ہیں ان کے نزدیک یہ ایک اچھا مقصد ہے مگر دوسرے لوگ جو ان کے مخالف ہیں ان کی ان کوششوں کو دہشت گردی کا نام دیتے ہیں۔

یہاں میں بھگت سنگھ کی مثال دینا چاہوں گا جو اپنے ملک کی خاطر لڑا مگر برطانوی حکومت نے اسے دہشت گرد کا لقب دیا اور ہم اسے آزادی کا جنگجو قرار دیتے ہیں۔

لہٰذا دہشت گردی کا لیبل دینے سے پہلے ہمیں پس منظر کو دیکھنا چاہیے کیونکہ دہشت گردی کا مفہوم اور معانی کچھ اور ہیں اور جغرافیائی اعتبار سے، تاریخی اعتبار سے اس کے معانی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ شخص جسے برطانیہ والے دہشت گرد کہتے ہیں، ہم انڈین اسے آزادی کا جنگجو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Freedom Fighter) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دہشت گردی کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کے ایک گروہ کی ناانصافی ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

مسٹر لوبو نے تحریری سوال کیا ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کے بارے میں آپ کیسے ثابت کریں گے کہ یہ کارروائی اندر سے کی گئی تھی؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

مسٹر لوبو نے سوال کیا ہے کہ میں کیسے ثابت کرسکتا ہوں کہ نائن الیون کے واقعہ میں کارروائی اندر سے ہوئی تھی۔

چند روز قبل اخبار میں ایک آرٹیکل شائع ہوا، جس کے مطابق امریکہ کے 75 پروفیسروں کا ماننا ہے کہ نائن الیون کا واقعہ Inside Job تھا۔ ''ٹائمز آف انڈیا'' میں بھی اس کا تذکرہ ہے کہ 75 پروفیسروں اور سائنسدانوں کا کہنا کہ یہ کام اندر سے کیا گیا تھا اور اس کیلئے انجینئرز نے وائٹ ہاؤس میں بیٹھ کر ان جڑواں ٹاورز کی تباہی کا خاکہ تیار کیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد تیل کے ذخائر والے ملک پر حملے اور تیل پر قبضے کا جواز پیدا کرنا تھا۔ یہ ایک اوپن سیکرٹ ہے۔ ایک پروفیسر سٹیو جونز نے کہا کہ ہم یقین نہیں کرسکتے کہ چند ہائی جیکر افغانستان سے امریکہ آئے اور مختصر سے عرصے میں انہوں نے یہ کام سرانجام دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ گورنمنٹ کی دھمکیوں پر بھی یقین نہیں رکھتے۔ نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ ٹاورز صرف طیاروں کے ٹکرانے سے نہیں گر سکتے تھے جب تک ان کے اندر دھماکہ خیز مواد نہ ہوتا کیونکہ ان کے سٹیل بیم ایسے حادثات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ میں نے اس حوالے سے بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ان باتوں میں صداقت ہے۔ میں نے پروفیسر سٹیو جونز کی وڈیو ریکارڈنگ بھی دیکھی ہے۔ اس بیان سے اگلے روز خبر آئی کہ مذکورہ پروفیسر کو جبری رخصت پر بھیج دیا گیا۔ ذرا تصور کیجئے کہ اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں۔ ایک اور اکتیس سالہ نوجوان نے اس حوالے سے کام کیا۔ نائن الیون کے واقعہ کے بارے میں اور بھی بہت سے شواہد موجود ہیں۔ ایک ڈاکومنٹری کے مطابق جو سی این این اور بی بی سی پر بھی چلائی گئی، یہ طیارے عام مسافر طیارے نہیں نظر آتے تھے۔ ان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور یہ ملٹری طیارے معلوم ہوتے تھے۔ ان ٹاورز کو تعمیر کرنے والی کمپنی نے کہا کہ یہ طیارے ان ٹاورز کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اس کا میٹریل 2000 سنٹی گریڈ تک کا درجہ حرارت برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا اور زلزلوں اور ٹارنیڈو سے بھی یہ ٹاورز متاثر نہیں ہو سکتے تھے۔ بعد میں انہوں نے بیان تبدیل کرتے ہوئے کہا کہ ہاں ایسا ممکن ہے کہ طیاروں کا ایندھن اس کے ستونوں کو نقصان پہنچا سکے۔ دوسرے پروفیسر نے بیان تبدیل نہ کیا اس لئے اسے منظر سے ہٹا دیا گیا۔

امریکہ میں اور بھی بہت سی کثیر منزلہ عمارات ہیں مگر کہیں ایسا واقعہ پیش نہیں آیا اور جس انداز میں یہ ٹاورز زمین بوس ہوئے وہ باقاعدہ پلاننگ کے تحت تھے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بتدریج بم دھماکے کر رہا ہو۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد تیسرا۔

لہٰذا اس انداز میں ٹاورز کی تباہی خود اس بات کی غماز ہے کہ انہیں باقاعدہ منصوبے کے تحت اڑایا گیا تھا۔ بعد میں ہائی جیکرز کے بارے میں کہا گیا کہ انہیں اس کام کی خاص تربیت دی گئی تھی اور انہوں نے ہوابازی کی تربیت بھی لے رکھی تھی۔ متعدد تجربہ کار پائلٹوں نے اسے ناممکن امر قرار دیا اور جن لوگوں نے طیاروں کو اس انداز میں موڑا یہ ممکن نہیں تھا۔ اب کہا جا رہا ہے کہ یہ فوجی طیارے تھے۔ گورنمنٹ نے جو معلومات دیں، ان میں فون کالز ہیں اور وہ بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کالز کو اس مقصد کیلئے ریکارڈ کیا گیا تھا۔ ان میں ایک نوجوان غیر فطری انداز میں اپنی ماں کو طیارہ ہائی جیک ہونے کی اطلاع دیتا ہے۔ ایک ایئر ہوسٹس چیختی ہے......عمارات!......پانی!......او مائی گاڈ۔

اب ایک جوان اپنا پورا نام لے کر ماں کو اغوا کی اطلاع دیتا ہے۔

اگر ایسی صورتِ حال ہو تو میں تو کہوں گا ''ماں میں ذاکر بول رہا ہوں ہمارا طیارہ اغوا ہو گیا ہے''۔

یا میں یہ کہوں گا کہ ''ماں میں ڈاکٹر عبدالکریم ذاکر نائیک بول رہا ہوں، ہمارا طیارہ اغوا ہو گیا ہے''۔

یہ بات یقیناً مضحکہ خیز ہے اور یہ خود ہی بہت سی باتوں کو ظاہر کر رہی ہے۔

اب کیا تمام موبائل فون کو ٹیپ کیا جا رہا تھا؟

اب سروے سے پتہ چلتا ہے کہ 4000 فٹ کی بلندی پر موبائل کی سروس 0.4 فیصد ہوتی ہے۔ 8000 فٹ کی بلندی پر 0.1 فیصد اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13000 فٹ کی بلندی پر 0.006 فیصد سروس ہوتی ہے یعنی قریباً نہ ہونے کے برابر۔ آج امریکہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ اس بلندی تک موبائل سروس کیلئے کئی ملین ڈالر خرچ کر رہا ہے اور نائن الیون میں وہ یہ کام کر چکا تھا۔

پھر اس ڈاکومنٹری میں یہ بھی ہے کہ دو بلیک باکس ملے جو 3000 سنٹی گریڈ کا درجہ حرارت برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ 2000 سنٹی گریڈ پر ہی پگھل گئے۔

اور اس سے چند روز قبل اُسامہ بن لادن ''امہ میگزین'' میں انٹرویو دیتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان جھوٹ نہیں بولتا اور اسلام کے مطابق بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اور اس انٹرویو کے بعد وہ ان ٹاورز کی تباہی کی منصوبہ بندی کرتا ہے؟

مذکورہ پروفیسرز کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ تر تباہی اندر سے کی گئی تھی۔ دوسرا حملہ پینٹاگون پر ہوا اور وہاں جہاز اس کی بلڈنگ میں سوراخ کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ ٹی وی پر دکھایا گیا کہ اس کے پر باہر ہی تھے اور پینٹاگون کی کھڑکی یا شیشے بھی محفوظ رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ جہاز 45 فٹ بلندی پر تھا، یہ بھی نہایت مضحکہ خیز ہے۔ ایک ملٹری مین نے بتایا کہ وہاں میزائل جیسی آواز آئی اور حقیقت یہی ہے کہ وہ سوراخ اس میزائل نے بنایا۔ وہاں اس طیارے کا انجن ہی نظر آیا، دیگر سکریپ وہاں موجود نہیں تھا اور طیارے نے وہاں صرف ایک گڑھا بنایا۔

اس سے ایک بیوقوف بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اندر سے کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہا تھا لیکن یہ تنہا جارج بش نے نہیں کیا اور اس کا مقصد صرف افغانستان، پھر عراق اور پھر ایران پر حملہ تھا اور اس پالیسی پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

اب اس بات پر سوچ بچار ہو رہی ہے کہ ایران پر کب اور کیسے حملہ کرنا ہے۔ وہ تمام تیل کے ذخائر پر اور ان ممالک پر جن میں تیل کے ذخائر ہیں قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایک ناانصافی ہے اور اس کا مقصد حصولِ زر ہے۔ اس سے پاور حاصل کرنا مقصود ہے اور اسی ہتھکنڈے کو سیاستدان اپنے ووٹ بینک کیلئے استعمال کر رہے ہیں اور یہی کچھ گجرات میں پیش آیا۔ اگر مسلمانوں کو دبایا نہ گیا تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا اقتدار نہیں رہے گا۔ لہٰذا یہ تمام واقعات اندرونی ذرائع سے پیش آئے۔ آپ نے بہت سی سی ڈیز اور فلمیں دیکھی ہیں مگر اوپن سیکرٹ یہی ہے کہ جڑواں ٹاورز کو جارج بش نے اندر سے تباہ کرایا ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اب آج کا آخری سوال کیا جائے۔

سوال: میرا سوال بنیادی نوعیت کا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں، جیسا آپ نے کہا ہے کہ دہشت گردی ناانصافی کے خلاف جنگ ہے۔ اسی طرح دہشت گردی کسی نہ کسی طرح حکومت کے خلاف بھی جنگ ہے۔ ٹھیک؟ اور یہ عام لوگ کر رہے ہیں۔ کسی شخص کے خلاف انیائے (زیادتی) ہوتا ہے تو مذہب کے نام پر لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر انہیں لڑنے کیلئے اُکسایا جاتا ہے۔ لیکن ایک عام شخص اگر ہم میں سے کوئی گجرات میں ہوتا تو شاید

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم بھی وہی کرتے جو انہوں نے کیا۔ مطلب آپ اور کیا کر سکتے ہیں، پولیس پر آپ کو بھروسہ نہیں، عدلیہ دس سال لگا دے گی۔ اس طرح کی برائی ہو تو پھر کون سا راستہ بچتا ہے؟ اس حوالے سے آپ مجھے یا کسی اور کے ساتھ اگر ایسا ہوتا ہے تو اسے کیا نصیحت کریں گے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، اگر یہ آپ کے ساتھ یا میرے ساتھ پیش آیا ہوتا۔ ہم دیکھتے کہ ہمارے خاندان کے افراد مارے گئے ہیں۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کی عصمتیں پامال کی گئی ہیں۔ ہمارے گھر لوٹ کر جلا دیئے گئے ہیں تو کیا کرنا چاہیے؟

میں اتفاق کرتا ہوں کہ آپ وہی کام کریں گے ویسے ہی ردِعمل کا اظہار کریں گے۔ ایک عام آدمی یہی کچھ کرتا ہے۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ ننانوے فیصد لوگوں کا ردِعمل یہی ہوگا اور اگر چوڑیاں پہن لی جائیں تو وہ الگ بات ہے۔ لیکن اگر ایک انسان کو اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ ہے تو وہ اس ردِعمل کا اظہار نہیں کرے گا۔ قرآن پاک میں ہے کہ جس نے کسی انسان کو قتل کیا اس نے انسانیت کو قتل کیا۔ اگر میں بھی یہی کچھ کروں گا تو قرآن سے انحراف کروں گا۔ اگر کسی نے میرے کسی بے گناہ رشتہ دار کو قتل کر دیا ہے تو کسی دوسرے بے گناہ کو نا اِنصافی سے قتل کر دینا مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے تو مجھے کسی تیسرے کے ساتھ زیادتی نہیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ شخص جو اس کا ذمہ دار ہے اسے سزا دلوانی ہے تو اس کا ثبوت فراہم کروں گا اور حکومت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کروں گا کہ اس کو اس کے جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے۔ میں قرآنِ حکیم کے حکم سے سرتابی کر کے بے گناہ انسانوں کے خون سے ہاتھ نہیں رنگوں گا اور خود بھی انہی ظالموں کی صفوں میں شامل نہیں ہو جاؤں گا۔

میرا یقین ہے کہ وہ لوگ جو گجرات کے قتلِ عام کے ذمہ دار ہیں، وہ سیاستدان ہوں یا پولیس والے ہوں، وہ لوگ جو بمبئی دھماکوں کے مجرم ہیں، اگر وہ آزاد گھوم رہے ہیں اور انہیں سزا نہیں ملتی تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور ان کے گناہوں کی سزا دے گا، یہ میرا ایمان ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 185 میں ارشاد فرمایا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ○

ترجمہ: ''ہر ذی رُوح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔

ہم اس زندگی کے بعد اخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور اسی طرح روزِ جزا و سزا پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ اگر یہاں ہمیں انصاف نہیں ملتا تو ہم یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں، وہاں ہمارے ساتھ انصاف ہوگا۔ آج اگر ہٹلر کو پکڑ لیا جائے جس پر چھ ملین انسانوں کے قتل کا بوجھ ہے تو ہم اسے کیا سزا دیں گے؟

ہم اسے کیا سزا دے سکتے ہیں؟

اسے ایک بار ہی موت دی جا سکتی ہے لیکن باقی لوگوں کی موت کا بدلہ کیسے لیا جائے گا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کی سورۃ النسا، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 56 میں ہے:

ترجمہ: ''وہ جو ہماری نشانیاں بھلا دیتے ہیں ہم انہیں جہنم کے شعلوں میں پھینک دیتے ہیں اور جب ان کی کھال جل جاتی ہے تو انہیں ایک نئی کھال دیتے ہیں اور دوبارہ جلاتے ہیں تاکہ وہ اس کا درد محسوس کریں''۔

اللہ تعالیٰ اس روز انہیں سزا دے گا اور انہیں عذاب کا مزہ چکھانے کیلئے ان کی جلی ہوئی جلد کی جگہ نئی جلد دے گا تاکہ وہ اس دائمی عذاب اور تکلیف میں مبتلا رہیں۔ اب ہٹلر کو چھ ملین انسانوں کے قتل کی سزا دینا انسان کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ معاملہ اللہ رَبُّ العزت کی عدالت میں پیش ہوگا اور وہی عظیم منصف ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ہم آپ سب خواتین وحضرات کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ مزید سوال کرتے جاتے اور ڈاکٹر ذاکر ان کا جواب دیتے لیکن وقت کی کمی ہے۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ کسی اور موقع پر ڈاکٹر ذاکر نائیک آپ سے پھر خطاب کریں گے اور آپ کے سوالوں کے جواب دیں گے۔

جزاک اللہ خیراً۔

ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے شکرگزار ہیں جس نے ہم سب کیلئے یہ پروگرام ممکن بنایا۔ ہم اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس پروگرام کو نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنا۔

بے حد شکریہ! اور آخر میں میں تمام تکنیکی عملے، ریکارڈنگ کرنے والے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات اور دیگر معاونین کا شکریہ ادا کروں گا کہ یہ پروگرام دُنیا بھر میں جائے گا۔
شکریہ۔ جزاک اللہ خیر۔ السلام علیکم!

......☆......☆......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Translation of

Universal Brotherhood

عالمی بھائی چارہ

(زیرِ اہتمام: اقصیٰ ایجوکیشنل سنٹر، بھیونڈی، انڈیا)

''اسلام کا بنیادی عقیدہ یہی ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کائنات کا بلاشرکت غیرے خالق و مالک ہے۔ صرف وہی ہے جس کی عبادت کی جائے۔ اگر آپ بغور جائزہ لیں تو ایک، اور صرف ایک خدا پر ایمان عالمی بھائی چارے کی ایک عملی صورت ہے۔''

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)
کتاب نمبر ـــــــــــ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○

معین ڈان:

الحمد للّٰہ رب العالمین. والصلوۃ والسلام عَلٰی
نبی الکریم وآلِ واصحابِ اجمعین.

حاضرینِ محفل!

صبح بخیر!

ایک بار پھر بھیونڈی والوں کیلئے نہایت فخر اور سعادت کی بات ہے کہ آج ہمارے درمیان ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب موجود ہیں۔ میں خوش آمدید کہتا ہوں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب اور محترم شخصیات کو جو زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہیں۔ یہ استقبال منتظمین اقصیٰ ایجوکیشن سوسائٹی کی طرف سے ہے۔

دوستو! اَب ہم باقاعدہ جلسہ شروع کرنے جا رہے ہیں۔ میں قاری عبدالسلام سے درخواست کروں گا کہ وہ ڈائس پر تلاوتِ قرآنِ پاک کیلئے تشریف لائیں۔ جناب قاری عبدالسلام!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلامُ علیکم!

((((......تلاوت......))))

جزاک اللہ!

قاری عبدالسلام نے قرآن پاک کی سورۃ النساء کی پہلی آیت کی تلاوت فرمائی۔ جو لوگ یہاں موجود ہیں اُن کیلئے میں اس آیت کا ترجمہ پیش کرنا چاہوں گا۔

ترجمہ: ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے لوگو! اپنے رَب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا، اور اُسی سے اُس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے پھیلائے بہت سے مرد اور عورتیں، اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم آپس میں حق مانگتے ہو اور (خیال رکھو) رشتوں کا، بیشک اللہ ہے تم پر نگہبان۔''

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 1)

اَب میں اپنے مہمانوں کا تعارف کرانا چاہوں گا جو سٹیج پر موجود ہیں۔ میں بہت شکرگزار ہوں جناب ہنگورانی صاحب کا جو سینئر ایڈووکیٹ ہیں کہ اُنہوں نے آج کے جلسے کی صدارت کو قبول کیا۔ جناب کے آر ہنگورانی جو پچھلے پینتالیس سال سے بھیونڈی میں وکیل ہیں۔ آپ پچھلے چھ سال سے بھیونڈی بار ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہ چکے ہیں اور ان کا مذاہب پر بڑا گہرا تقابلی مطالعہ ہے۔

ہمارے آج کے مہمانِ خصوصی پر بھا کر ہیگڑے کی شخصیت بھیونڈی والوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے جانی پہچانی ہے۔ وہ پچھلے پچاس سالوں سے اس صوبے کے کامیاب وکیل ہیں۔ وہ لاء کمیشن کے ممبر بھی تھے اور اُنہوں نے ہی دِی لیگل اَیڈ اینڈ لوک عدالت کی بنیاد ڈالی جو بھیونڈی میں پہلی مرتبہ متعارف ہوئی۔ پچھتر سال کی عمر میں بھی وہ ایک کامیاب وکیل ہیں۔ اُنہوں نے جونیئر وکیلوں کی گائیڈنس کیلئے کئی کتابیں بھی لکھیں۔ آجکل یہ بمبئی میں ٹاٹا کے شکار لوگوں کے بچاؤ میں مصروف ہیں۔

ہمارے خاص مقرر جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صدر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن جو تقابلی مذاہب پر ایک بے خوف عالمی مقرر ہیں۔ وہ ایک ایسی شخصیت ہیں الحمدللہ جن کے سبب اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کا عالمی سطح پر استقبال کیا جارہا ہے۔ اسلام کی صحیح پیشکش علم اور وضاحت کیلئے اور اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور کرنے کیلئے، حالانکہ وہ ایک میڈیکل ڈاکٹر ہیں لیکن اُنہوں نے اپنے آپ کو عالمی سطح پر اسلامی حقانیت پھیلانے کیلئے وقف کر دیا ہے، خاص طور پر انگریزی زبان بولنے والے کروڑوں سامعین کیلئے۔ صرف بتیس سال کی عمر میں ڈاکٹر ذاکر اسلامی تعلیمات کو سمجھاتے ہیں اور مطمئن کرنے والے انداز اور سائنسی دلیل کے ساتھ لوگوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہیں۔ ان کے اندر بے شمار قرآنی آیات اور دوسری مذہبی کتابوں کو لفظ بہ لفظ پیش کرنے کی صلاحیت ہے۔ مشکوک لوگ سوال و جواب کے کھلے دَور میں ان کے عوامی خطبوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اُنہوں نے پچھلے چند سالوں میں مختلف ممالک میں جا کر سینکڑوں لیکچرز دیئے ہیں، جن میں امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا، دوبئی، سعودی عرب، بحرین، کویت، قطر، سری لنکا، ملائشیا، سنگاپور اور دیگر ایسٹرن ممالک شامل ہیں۔ ہندوستان میں دیئے گئے بہت سے عوامی لیکچرز کے علاوہ اُنہوں نے دوسرے مذاہب اور عقیدوں کی اہم شخصیات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ کئی فیصلہ کن مناظرے کیے۔ (ڈاکٹر ذاکر نائیک کے کامیاب مناظروں پر مشتمل کتاب ''ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے'' اس وقت پاکستان میں بے پناہ مقبولیت کی حامل ہے، جسے بک کارنر شوروم، جہلم ہی نے شائع کیا ہے)۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک اس وقت بہت سے عالمی ٹیلی ویژن چینلز پر دکھائی دیتے ہیں۔ ان سے عالمی سطح پر میڈیا کے ذریعے مسلسل انٹرویوز میں پوچھا جاتا ہے کہ اسلام کیوں عورتوں کے حقوق کے خلاف ہے؟ انسانی حقوق، جدید سائنس اور جمہوریت کے خلاف کیوں ہے؟...... لیکن اُنہوں نے بے خوفی سے اسلام کی حقانیت سے میڈیا کی غلط کہانیوں کو دُور کیا۔ اُنہوں نے پہلے سے قائم نتیجوں اور میڈیا کے تعصب کو بے اثر بنایا، جن کی بنیاد ناجائز فرضی نتائج اور فیصلے ہیں۔ اس وقت ڈاکٹر ذاکر نائیک کی اسلام اور تقابلی مذاہب پر سینکڑوں دستاویزات اور لیکچرز کتابی شکل میں منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

دوستو! یہاں میں سب کے تعارف کا اختتام کرتا ہوں۔

میں اقصیٰ ایجوکیشنل سوسائٹی کی طرف سے ٹی سی پی جناب سکینہ صاحب کا استقبال کرتا ہوں، جو ابھی سٹیج پر تشریف لائے ہیں۔ اور اَب میں جناب محمد نائیک سے باقی اجلاس سنبھالنے کی درخواست کرتا ہوں۔ جناب ڈاکٹر محمد نائیک!

ڈاکٹر محمد نائیک:

جزاک اللہ الخیر آپ کے تعارف کیلئے!

ہمارا اِجلاس ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی تقریر ''عالمی بھائی چارہ'' سے شروع ہوگا۔ اُس کے بعد سوال و جواب کا دَور شروع ہوگا۔ آپ ''عالمی بھائی چارہ'' کے موضوع پر سوال، معلومات یا جرح کر سکتے ہیں، تاکہ یہاں پر موجود سب لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع کو سمجھ سکیں۔

میں دعوت دیتا ہوں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کو کہ وہ تشریف لائیں اور ''عالمی بھائی چارہ'' کے موضوع پر تقریر کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ.

ترجمہ: ''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو بلاشبہ اللہ خوب جاننے والا باخبر ہے''۔

(سورۃ حجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 13)

جناب ایڈووکیٹ ہیگڑے صاحب، جناب ایڈووکیٹ ہنگورانی صاحب، قابل احترام بزرگو اور میرے عزیز بھائی بہنو!

میں آپ سب کا اسلامی طریقے سے استقبال کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ !

آپ سب پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ رحم فرمائے اور بے حساب کرم فرمائے !

آج کی اِس خوبصورت صبح کا موضوع ہے......

''عالمی بھائی چارہ''

یوں تو بھائی چارے کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں، مثلاً بھائی چارہ خونی رشتے کی بنیاد پر، بھائی چارہ علاقائی بنیاد پر، قوم، ذات اور عقائد کی بنیاد پر بھائی چارہ وغیرہ۔ مگر بھائی چارے کی یہ تمام قسمیں بہت محدود ہیں۔ لیکن الحمدللہ اِسلام عالمی بھائی چارے پر یقین رکھتا ہے نہ کہ اِس بات پر کہ اِنسانوں کو ذات برادری یا چھوٹے بڑے میں فرق کے ساتھ پیدا کیا اور میں نے اپنی بات قرآنِ مجید کی سورۃ حجرات سورۃ نمبر 49 آیت نمبر 13 سے شروع کی تھی، جس میں عالمی بھائی چارے کا اِسلامی نظریہ بہترین انداز میں سمجھایا گیا ہے۔ جوکہ یوں ہے:

ترجمہ: ''اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔''

(سورۃ حجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 13)

قرآنِ مجید کی یہ آیت بتاتی ہے کہ اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت کے ایک جوڑے سے پیدا کیا۔ مطلب یہ کہ تمام اِنسانی نسل صرف ایک مرد اور عورت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جوڑے سے شروع ہوئی۔ دُنیا کے تمام اِنسانوں کا جدِّ امجد صرف اور صرف ایک ہی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمام اِنسانی نسل کو قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں نہ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے نفرت کریں یا فساد کریں۔ کسی کو پرکھنے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اِس آیت کے مطابق نہ تو وہ جنس ہے، نہ ذات، نہ رنگ، نہ نسل، نہ دولت بلکہ وہ ہے تقویٰ۔ جس کا مطلب ہے اللہ پر یقین کرنا، پرہیز گار ہونا اور نیک عمل کرنا۔ جو کوئی زیادہ نیک عمل کرے گا، زیادہ پرہیز گار ہوگا، زیادہ اللہ پر یقین رکھے گا اُس کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس اونچا درجہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر خبردار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید کی سورۃ رُوم، سورۃ نمبر 30، آیت نمبر 22 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا، اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کے مختلف ہونے میں (نشانیاں ہیں)، بیشک اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں''۔

قرآنِ مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف طرح کی زبانیں پیدا کیں، اور رنگ پیدا کئے۔ کالے، گورے، پیلے اِنسان سب اللہ کی نشانیاں ہیں، لہٰذا رنگوں اور زبانوں کا یہ اختلاف ایک دوسرے کو کمتر سمجھنے کیلئے نہیں۔ ہر وہ زبان جو اِس دُنیا میں موجود ہے وہ میٹھی زبان ہے۔ جو زبان آپ کیلئے اجنبی ہے وہ آپ کو عجیب لگ سکتی ہے۔ جس زبان کو آپ نے پہلے سنا اُس کو سن کر ہنسی آ سکتی ہے لیکن جو لوگ اُس زبان کو بولتے ہیں اُن کیلئے وہ سب سے میٹھی زبان ہے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اُس نے مختلف زبانیں اور رنگ ونسل کا یہ اختلاف محض تعارف اور پہچان کیلئے پیدا کیا۔

قرآنِ مجید کی سورۃ الاِسراء سورۃ نمبر 17 آیت نمبر 70 میں ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے اولادِ آدم علیہ السلام کو عزت بخشی، اور ہم نے انہیں خشکی اور دریا میں سواری دی، اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، اور ہم نے انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بڑائی دے کر فضیلت دی۔''

اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ اُس نے صرف عالموں یا امریکیوں کو یا کسی خاص قوم کو عزت بخشی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدم کو بغیر کسی قوم، نسل، ذات، جنس کا فرق کئے ہوئے عزت بخشی اور بہت سے مذاہب کے ماننے والوں کا یقین ہے کہ تمام اِنسانیت کو ایک ہی جوڑے سے پیدا کیا گیا ہے اور وہ ہیں آدم اور حوا۔ لیکن کچھ ماننے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ سب عورت کے گناہ کے سبب سے ہوا۔ یعنی ہر اِنسانی پیدائش ایک گناہ سے ہوئی اور وہ لوگ عورت یعنی حوا پر اِلزام لگاتے ہیں۔

حقیقت میں قرآنِ مجید کئی مقامات پر آدم اور حوا علیہما السلام کے واقعات بتاتا ہے۔ لیکن ہر جگہ پر برابری کے ساتھ دونوں کو یعنی آدم و حوا علیہما السلام کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اگر آپ سورۃ اعراف سورۃ نمبر 7 آیت نمبر 19 تا 27 پڑھیں:

ترجمہ: ''اے آدم علیہ السلام! تم اور تمہاری بیوی (حوا) جنت میں رہو، پس کھاؤ جہاں سے تم چاہو اور اُس درخت کے قریب نہ جانا (اگر ایسا کرو گے) تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، پس وسوسہ ڈالا شیطان نے اُن کیلئے (اُن کے دِل میں) تا کہ اُن کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستر کی چیزیں جو اُن سے پوشیدہ تھیں اُن کیلئے ظاہر کر دے اور بولا تمہارے رَبّ نے تمہیں اِس درخت سے منع نہیں کیا مگر اِس لئے کہ (کہیں) تم فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور اُن سے قسم کھا گیا کہ میں بے شک تمہارے لئے خیر خواہوں سے ہوں، پس اُن کو مائل کر لیا دھوکہ سے، پس جب اُنہوں نے درخت چکھا تو اُن کیلئے اُن کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ اپنے اوپر جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے (ستر چھپانے کیلئے) جنت کے پتے اور اُن کے رَبّ نے اُنہیں پکارا کیا میں نے تمہیں اُس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور کہا تھا تمہیں کہ بے شک شیطان تمہارا کھلا دُشمن ہے، اِن دونوں نے کہا اے ہمارے رَبّ! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اگر تُو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے، فرمایا تم اُترو! تم میں سے بعض بعض کے دُشمن ہیں اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت (معین) تک ٹھکانا اور سامانِ زیست ہے، فرمایا اِس میں تم جیو گے اور اِس میں تم مرو گے اور اِسی سے تم نکالے جاؤ گے، اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر اُتارا لباس جو ڈھانکے تمہارے ستر اور (موجبِ) زینت ہو، اور پرہیز گاری کا لباس سب سے بہتر ہے، یہ (لباس) اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ غور کریں، اے اولادِ آدم! (کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے، جیسے اُس نے نکالا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے ماں باپ (آدم وحوا) کو جنت سے، اُن کے لباس اُتروا دیئے تا کہ اُن کے ستر ظاہر کر دے، بے شک تمہیں دیکھتا ہے وہ، وہ اور اس کا قبیلہ اُس جگہ سے جہاں تم اُنہیں نہیں دیکھتے، بے شک ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا رفیق بنا دیا جو ایمان نہیں لاتے۔"

آدم اور حوا علیہما السلام کا ذکر ایک درجن سے زائد مرتبہ کیا گیا ہے اور قرآن میں ہے کہ اُن دونوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور دونوں نے توبہ کی اور دونوں کو معاف کر دیا گیا۔ دونوں اِس غلطی میں برابر کے شریک ہیں۔ قرآنِ مجید میں ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے جو صرف حضرت حوا پر الزام لگاتی ہو۔ جبکہ قرآنِ پاک میں ایک آیت ایسی ہے جس کے مطابق صرف آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ سورۃ طٰہٰ، سورۃ نمبر 20، آیت نمبر 121 میں ہے:

ترجمہ: "اور آدم علیہ السلام نے اپنے رَبّ کی نافرمانی کی تو وہ بہک گیا۔"

لیکن اگر آپ قرآن پڑھیں تو دونوں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے برابر کے ذمہ دار ہیں۔ دونوں نے توبہ کی اور دونوں کو بخش دیا گیا۔

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور وہی اِنسان کے گناہ گار پیدا ہونے کی ذمہ دار ہیں لیکن اِسلام اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس طرح یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر عورت کو دردِ زہ دے دیا یعنی Laber Pains، حمل جیسی سزا سے نوازا، اسلام اس بات کا بالکل بھی قائل نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جلسے کی شروعات میں قاری صاحب نے قرآن پاک کی سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 1 کا حوالہ دیا تھا، جس کے مطابق:

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رَب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا، اور اُسی سے اُس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے پھیلائے بہت سے مرد اور عورتیں، اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم آپس میں حق مانگتے ہو اور (خیال رکھو) رشتوں کا، بیشک اللہ ہے تم پر نگہبان۔"

اِسلام میں حمل عورت کے مرتبے کو گھٹاتا نہیں بلکہ بڑھاتا ہے اور قرآنِ پاک کی سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر 14 میں ہے:

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسنِ سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری (جھیلتے ہوئے) اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا کہ میرا شکر کر اور ماں باپ کا، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے"۔

اسی طرح قرآنِ پاک کی سورۃ احقاف، سورۃ نمبر 46، آیت نمبر 15 میں ہے:

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا، اس کی ماں اسے تکلیف کے ساتھ (پیٹ میں) اُٹھائے رہی اور اس نے اسے تکلیف کے ساتھ جنا، اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوا۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمل عورت کا مرتبہ بڑھاتا ہے، گھٹاتا نہیں اور اِسلام عورت اور مرد کو برابری کا درجہ دیتا ہے۔ صحیح بخاری شریف، کتاب الآداب، باب نمبر 2 حدیث نمبر 2 میں ہے کہ

''ایک شخص حضرت محمد ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا:

یا رسول اللہ ﷺ! اِس دُنیا میں کس کا مجھ پر سب سے زیادہ حق ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

تیری ماں کا!

اس آدمی نے پوچھا:

اُس کے بعد؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

تیری ماں کا!

اس آدمی نے پوچھا:

اُس کے بعد کون؟

آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا:

تیری ماں کا!

آدمی نے پوچھا:

اُس کے بعد کون؟

تب آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے باپ کا''۔

مختصر صرف یہ کہ 75% یعنی بچوں کی محبت اور خدمت کا پونا حصہ صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں کیلئے ہے۔ 25% محبت اور خدمت کا باپ کیلئے ہے۔ مختصر یہ کہ ماں کو ملتا ہے سونے کا تمغہ، اُس کو ملتا ہے چاندی کا تمغہ اور اُسی کو ملتا ہے تانبے کا تمغہ اور باپ کو صرف تسلی بخش انعام سے ہی کام چلانا پڑتا ہے۔ یہ ہیں اِسلام کی تعلیمات۔

اِسلام میں مرد اور عورت برابر ہیں، لیکن برابری کا مطلب ہو بہو ہونا نہیں۔ اسلام میں حقوقِ نسواں کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر قرآن اور صحیح احادیث کی مدد سے سمجھا جائے تو بہت سے مسلموں اور غیر مسلموں کی یہ غلط فہمیاں دُور ہو سکتی ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا مرد اور عورت کُلی طور پر برابر ہیں لیکن برابری کا مطلب ہُو بہو ہونا نہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ اگر طلباء کی جماعت میں دو طلباء ...... طالب علم A اور طالب علم B دونوں اوّل آتے ہیں اور دونوں کو ملتے ہیں 100 میں سے 80 نمبر ...... لیکن اگر آپ جوابی پرچے پر غور کریں، اِس میں 10 سوال ہیں ...... ہر سوال کیلئے 10 نمبر ...... پہلے سوال میں طالب علم A پاتا ہے 10 نمبر ...... طالب علم B پاتا ہے 10 میں سے 7 نمبر ...... اِسی سوال نمبر 1 میں طالب علم A طالب علم B سے بہ نسبت آگے ہے۔ سوال نمبر 2 میں طالب علم B پاتا ہے 10 میں سے 9 نمبر اور طالب علم A پاتا ہے 10 میں سے 7 ...... سوال نمبر 2 میں طالب علم B طالب علم A سے بہ نسبت آگے ہے۔ باقی کے 8 سوالوں میں دونوں پاتے ہیں 10 میں سے 8 اور اگر آپ دونوں طلباء کے نمبر جوڑیں تو دونوں پاتے ہیں 100 میں سے □80□6 اِس لئے اگر آپ دونوں کا تجزیہ کریں ...... طالب علم A اور طالب علم B کلی طور پر برابر ہیں۔ لیکن کچھ سوالوں کے جواب میں طالب علم A بہ نسبت آگے ہے کچھ سوالوں کے جواب میں طالب علم B بہ نسبت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گے ہے۔ لیکن کلّی طور پر دونوں برابر ہیں۔ اِسی طرح اِسلام میں مرد اور عورت برابر ہیں۔ بھائی چارے کا مطلب اِسلام میں یہ نہیں کہ صرف ایک ہی جنس کے لوگ برابر ہیں۔ عالمی بھائی چارے سے یہی مراد ہے کہ رنگ، نسل، زبان اور عقائد کے علاوہ جنس کی بنیاد پر بھی انسانوں کے درمیان کوئی فرق روا رکھنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ جنس بھی کُلّی طور پر برابر ہے۔

اِسلام میں مرد اور عورت برابر ہیں لیکن کچھ مسئلوں میں مرد کو برتری حاصل ہے، کچھ معاملات میں عورت کو برتری حاصل ہے۔ لیکن کُلّی طور پر دونوں برابر ہیں۔

مثال کے طور پر ایک چور میرے گھر میں گھس آتا ہے، میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں عورتوں کے حقوق کو مانتا ہوں اور اُن کی آزادی پر یقین رکھتا ہوں اِسلئے میری بہن، میری بیوی، میری ماں کو چور سے جا کر لڑنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 34 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اللہ نے مرد کو زیادہ طاقت دی''۔

یعنی مرد زیادہ طاقتور ہے عورت سے، اِسلئے جہاں طاقت کا سوال ہے وہاں مرد کو برتری حاصل ہے، کیونکہ اُن کو زیادہ طاقت دِی گئی ہے، عورتوں کی حفاظت کرنا اُن کا فرض ہے۔ یہاں مرد کو برتری حاصل ہے۔ جہاں محبت و خدمت کا سوال ہے، جو بچوں کو اپنے ماں باپ کو دینی چاہیئے وہاں عورت کو برتری حاصل ہے، جیسے میں نے پہلے بھی کہا کہ بہ نسبت باپ کے ماں تین گناہ زیادہ احترام اور خدمت پاتی ہے۔ یہاں عورت کو برتری حاصل ہے۔ لیکن کلّی طور پر آپ غور کریں تو مرد اور عورت اِسلام میں برابر ہیں اور مزید تفصیلات کیلئے آپ میرا وِڈیو کیسٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ سکتے ہیں جس کا موضوع ہے ''اسلام میں عورتوں کے حقوق (Women Rights in Islam)'' (یہ لیکچر ''خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 1'' کے پانچ مجموعی لیکچرز میں شامل ہے، جو ''بک کارنر شوروم جہلم'' سے شائع ہوا)۔

اِس لیکچر کے پہلے حصے میں تقریر ہے اور دوسرے حصے میں سوال و جواب کا دَور ہے۔ اِس لیکچر میں ''اسلام میں عورتوں کے حقوق'' کے موضوع پر تفصیل سے بات کی گئی ہے اور بہت سی غلط فہمیاں جو لوگوں کے دماغوں میں ہیں، دُور کی گئی ہیں اور اسلام میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے میں نے اپنی اِس تقریر کو چھ بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے:

☆ روحانی حقوق

☆ معاشرتی حقوق

☆ سماجی حقوق

☆ قانونی حقوق

☆ تعلیمی حقوق

☆ سیاسی حقوق

جس میں مکمل طور پر ان حقوق پر گفتگو کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کُلّی طور پر مرد اور عورت برابر ہیں۔

اِسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور اُس خدائے برتر کا تصور نہیں ہے جو کسی خاص نسل یا ایک خاص اِنسانی گروہ کو دیکھتا ہے۔

قرآنِ پاک کی پہلی سورۃ فاتحہ میں ہے:

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رَبّ ہے، بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربان، رحم کرنے والا ہے، روزِ جزا کا مالک ہے۔"

(سورۃ فاتحہ، آیت نمبر 1 تا 3)

خدائے برتر کو "ربّ العالمین" کہا گیا ہے یعنی تمام جہانوں کا رَبّ!

اور قرآنِ مجید کی آخری سورۃ الناس آیت نمبر 1 میں ہے:

ترجمہ: "کہو میں پناہ مانگتا ہوں (تمام) انسانوں کے رَبّ کی۔"

اللہ تعالیٰ تمام اِنسانوں کا رَبّ ہے نہ کہ لوگوں کے خاص گروہ کا یا کسی خاص نسل کا۔ اور قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں جو یہ کہہ کر شروع ہوتی ہیں، "یا ایھاالناس" اے اِنسانو! ...... "یا ایھاالناس" اے اِنسانو! ...... "یا ایھاالناس" اے اِنسانو!

اور میں نے بھی اپنی تقریر کے شروع میں دو آیتوں کا حوالہ دیا تھا، جو "یا ایھاالناس" اے اِنسانو! ......!! شروع ہوتی ہیں.

اور قرآن مجید کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 168 میں ہے:

"یا ایھاالناس ......

ترجمہ: "اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں،
اُنہیں کھاؤ پیو! اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو،
وہ تمہارا کھلا دُشمن ہے۔"

ساری دُنیا میں عالمی بھائی چارے کو عام کرنے کیلئے اِسلام میں ایک اخلاقی معیار ہے، ایک اخلاقی قانون ہے، جو ساری دُنیا میں بھائی چارے کو عام کرنے میں مدد کرتا ہے۔

قرآن مجید کی سورۃ مائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 32 میں ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جو شخص کسی کو بغیر اِس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے اُس نے گویا تمام لوگوں کو بچالیا۔''

قرآنِ مجید میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی اِنسان کو قتل کرتا ہے، چاہے وہ مسلم ہے یا غیر مسلم، یہ اِسی طرح ہے جیسے اُس نے پوری انسانیت کا قتل کیا۔ اور اگر وہ اِنسان کسی کو بچاتا ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، کسی بھی ذات رنگ یا عقیدے سے ہو ٹھیک ویسے ہی ہے جیسے اُس نے ساری انسانیت کو بچایا۔

قرآنِ مجید میں ایسے بہت سے قوانین ہیں، جن سے پوری دُنیا میں اخلاقی انتظام اور عالمی بھائی چارہ عام ہو جائے گا۔

قرآنِ مجید میں ہے کہ کبھی کسی کو چوری نہیں کرنی چاہئے۔ یہ جرم ہے یہ گناہ ہے۔ اِسلام کے پاس ایک طریقہ ہے زکوٰۃ کا، جس میں ہر صاحبِ نصاب کو زکوٰۃ ادا کرنا ہوتی ہے۔ یعنی جس کے پاس بے حساب دولت ہے تو اُسے ہر قمری سال کے آخر میں اپنی بچت کا اڑھائی فیصد حصہ خیرات میں دینا چاہئے۔ اگر دُنیا کا ہر اِنسان زکوٰۃ دے تو اِس دُنیا سے غریبی بالکل مٹ جائے گی۔ دُنیا میں ایک اِنسان بھی ایسا نہیں ہوگا جو بھوک سے مرے گا۔

قرآنِ مجید میں ہے کہ تمہیں پڑوسیوں کی مدد اور اُن کے کام آنا چاہئے:

ترجمہ: ''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو روزِ جزا اور سزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دلاتا۔ پس ان نمازیوں کیلئے خرابی ہے جو اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازوں سے غافل ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں اور عام ضرورت
کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں"۔

(سورۃ الماعون، سورۃ نمبر 107، آیت 1 تا 7)

قرآنِ مجید میں ہے کہ لعنت ہے اُن لوگوں پر جو پڑوسیوں کی بھی مدد نہیں کرتے اور اسی طرح ایک حدیثِ نبوی ﷺ کا مفہوم ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ وہ مسلمان نہیں جو پیٹ بھر کر سوتا ہے جبکہ اُس کے پڑوسی بھوکے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کوئی شخص جو پیٹ بھر کے کھانا کھا کر سوتا ہے، جبکہ اُس کے پڑوسی بھوکے ہیں تو اُس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی۔

قرآنِ کریم فضول خرچی سے بھی روکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

ترجمہ: "اور دو قرابت دار کو اس کا حق، اور مسکین اور مسافر کو، اور اندھا دُھند فضول خرچی نہ کرو۔ بیشک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رَبّ کا ناشکرا ہے۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت 26، 27)

اگر آپ ایک فضول خرچ انسان ہیں تو یہ عالمی بھائی چارے کی فضا کو خراب کرنے کا سبب ہے۔ کیونکہ اگر ایک شخص ایسا کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں دُشمنی اور نفرت کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص فضول خرچی یا ریاکاری کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں نفرت اور حسد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کسی بھی حال میں ہمیں کسی کا حق نہیں مارنا چاہیے بلکہ ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ اپنے پڑوسی کی مدد کرنی چاہیے۔ یہ وہ اخلاقی اصول وقواعد ہیں جو قرآنِ عظیم نے بیان کئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح قرآنِ پاک میں رشوت کو بھی ناپسند کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم کی سورۃ البقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 188 میں ارشاد ہوا ہے:

ترجمہ: ''اور تم لوگ آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور اس سے حاکموں تک (رشوت) نہ پہنچاؤ کہ جس سے دوسروں کا مال تمہیں جان بوجھ کر ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع ملے۔''

یعنی اس بات سے منع کیا جا رہا ہے کہ دوسروں کا مال ہتھیانے کی کوشش نہ کرو۔ اسلام اس بات کو سختی سے منع کرتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی بھائی کا مال زبردستی دبانے کی کوشش کرے۔

ایسے ہی اسلام یہ بھی منع کرتا ہے کہ نشہ، شراب اور جواء وغیرہ سے بچو۔ جیسا کے قرآنِ کریم کی سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 90 میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والوں یہ شراب اور یہ جواء اور بت اور یہ پانسے (فال کے تیر) ناپاک ہیں، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، تم ان سے بالکل بچ کے رہا کرو تا کہ تم بامراد رہو''۔

اس آیت میں قرآنِ پاک ہمیں جوئے اور نشہ آور اشیاء کے استعمال سے منع کر رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ شیطانی کام ہیں جن سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ معاشرے میں بہت سی برائیوں کی بنیادی وجہ منشیات کا استعمال ہے اور یہ چیز ایک مثالی بھائی چارے کی راہ میں بھی رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ اگر اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات پتہ چلتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ امریکہ میں اوسطاً روزانہ تقریباً ایک ہزار نو سو جنسی زیادتی کے کیس ہوتے ہیں اور اکثر کیسوں میں زیادتی کرنے والے اور زیادتی کا شکار ہونے والے نشے کی حالت میں پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح اعداد و شمار سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مَحرم عورتوں سے زنا کے واقعات کی شرح ۸ فیصد ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر بارھواں یا تیرھواں شخص محرم کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ سارے واقعات نشے کی حالت میں رونما ہوتے ہیں۔

دنیا میں ایڈز کے تیزی سے پھیلاؤ کی ایک اہم وجہ منشیات کا استعمال ہی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن نے منشیات وغیرہ کو شیطانی کام قرار دیا ہے۔ کامیابی اور فلاح کیلئے ان اعمال سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اگر ہم ان اعمال کا شکار ہوتے ہیں تو دُنیا میں بھائی چارے کے عمل کو نقصان پہنچتا ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ”زنا کے قریب مت جاؤ، بیشک یہ بے حیائی اور بُرا راستہ ہے“۔

(سورۃ بنی اسرائیل 17، آیت نمبر 32)

یہاں اسلام نے بدکرداری سے منع کیا ہے۔ ایسے ہی سورۃ حجرات 49 آیت نمبر 11، 12 میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ”اے ایمان والو! (تم میں سے) ایک گروہ (کچھ مرد) دوسرے گروہ (مردوں) کا مذاق نہ اُڑائیں، کیا عجب! کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا (مذاق) اُڑائیں، کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجب! کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر عیب نہ
لگاؤ، اور باہم برے القاب سے نہ چڑاؤ (نام نہ بگاڑو) ایمان
کے بعد گناہ (کا نام) بُرا نام ہے، اور جو باز نہ آیا تو یہی لوگ
ظالم ہیں۔"

یہاں کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے اور اس عمل کو ایسے کہا گیا ہے جیسے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہو۔ اس کی مثال پیش کی گئی ہے۔ انسان کا گوشت کھانا حرام ہے اور پھر اپنے ہی مردہ بھائی کا گوشت؟ یعنی حرمت دوگنی بڑھ گئی۔ آدم خور لوگ بھی کم سے کم اپنے ہی بھائی کا گوشت کھانے کو تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے اگر آپ کسی کی غیبت کرتے ہیں تو آپ نے دوہرا گناہ کیا ہے۔ تو کیا آپ اس کو پسند کریں گے؟ قرآن نے اس کا جواب دیا ہے کہ نہیں پسند کرو گے۔ کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا۔

قرآنِ پاک میں آیا ہے:

ترجمہ: "اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو برا بھلا کہتا ہے اور (پیچھے) برائیاں کرتا ہے۔"

قرآنِ مجید اور صحیح حدیث میں دیئے گئے یہ تمام اخلاقی اصول حقیقی بھائی چارے کو فروغ دینے کیلئے اور اسے مضبوط کرنے کیلئے ہیں۔ اسلام اس حوالے سے دوسرے مذاہب سے مختلف ہے کہ یہ صرف بھائی چارے کا ذکر ہی نہیں کرتا بلکہ اس کو عملی طور پر بھی نافذ کرنے کیلئے ان باتوں پر زور دیتا ہے۔

مسلمان اس بھائی چارے کے عملی مظاہرے دن میں پانچ مرتبہ باجماعت نماز کی صورت میں کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث ہے:

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نماز باجماعت کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔“

اسی طرح سنن ابوداؤد شریف، کتاب الصلوٰۃ میں ایک حدیث ہے:

ترجمہ: ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اپنی صفیں برابر کرلیا کرو اور کندھے کے ساتھ کندھا ملایا کرو اور شیطان کیلئے درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑا کرو۔“

اس حدیث میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کے دوران ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوا کرو اور شیطان کیلئے درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑا کرو۔ یہاں اس شیطان کا ذکر نہیں کیا گیا جو آپ ٹی وی پر دیکھتے ہیں جس کے سر پر دو سینگ ہوتے ہیں اور ایک دم بھی ہوتی ہے۔ یہاں اس طرح کی کوئی مخلوق مراد نہیں ہے بلکہ یہاں نسل پرستی، علاقائی تعصب ذات پات، رنگ ونسل اور زبان کے تعصب کے شیطان کا ذکر کیا گیا ہے جسے درمیان میں گھسنے سے روکا گیا ہے۔

عالمی بھائی چارے کی سب سے بڑی مثال ”حج“ ہے۔ پوری دنیا سے کوئی پچیس لاکھ انسان حج کی ادائیگی کیلئے سعودی عرب کے شہر مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دُنیا کے کونے کونے سے آتے ہیں۔ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، سنگاپور، ملائیشیا، انڈیا، پاکستان، انڈونیشیا دُنیا کے ہر خطے سے مسلمان حج کی ادائیگی کیلئے مکہ پہنچتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کے موقع پر ہر انسان ایک جیسی اَن سلی چادریں (اَحرام) اوڑھے ہوتا ہے۔ آپ اپنے اردگرد موجود لوگوں کے بارے میں یہ نہیں جان سکتے کہ ان کی حیثیت کیا ہے؟ چاہے وہ کوئی بادشاہ ہے یا فقیر، سب ایک ہی طرح کے لباس میں ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی بھائی چارے کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوسکتی ہے؟

حج دنیا کا سب سے بڑا اِجتماع ہوتا ہے اور اس میں امیر یا غریب، گورا یا کالا، مشرقی یا مغربی، سب ایک ہی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں یہ اعلان کر دیا کہ تمام انسان ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں:

> ''کسی عربی کو کسی عجمی پر یا کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، کسی گورے کو کسی کالے پر یا کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، ہاں فضیلت صرف اور صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔''

صرف تقویٰ، پرہیز گاری اور اللہ سے ڈرنے والے کو ہی فضیلت حاصل ہے۔قوم، رنگ یا نسل برتری کا معیار نہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں سب انسان برابر ہیں۔

حج کے اجتماع میں تمام لوگ ایک ہی فقرہ بار بار دہراتے ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ.........!

''میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، کوئی نہیں معبود..........''

جب وہ یہ فقرے بار بار دہراتے ہیں تو ان کے ذہن میں یہ پختہ ہو جاتے ہیں اور جب وہ واپس جاتے ہیں تو یہ الفاظ ان کے ذہن میں مسلسل رہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہی ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کائنات کا بلا شرکت غیرے خالق و مالک ہے۔ صرف وہی ہے جس کی عبادت کی جائے۔ اگر آپ بغور جائزہ لیں تو ایک، اور صرف ایک خدا پر ایمان عالمی بھائی چارے کی ایک عملی صورت ہے۔

ایک ہی خدا سارے انسانوں کا خالق ہے۔ کوئی امیر ہے یا غریب، گورا ہے یا کالا، مرد ہے یا عورت، چاہے اس کا تعلق کسی بھی عقیدے، مذہب، ذات، ملک یا علاقے سے ہو، سب برابر ہیں کیونکہ سب کا خالق ایک ہی ہے۔ سب کو ایک خدا نے پیدا کیا ہے۔ اگر آپ ایک خدا کو مانتے ہیں تو پھر آپ کے درمیان عالمی بھائی چارہ ممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دُنیا کے تمام بڑے مذاہب میں ایک سب سے اعلیٰ خدائے واحد کا تصور موجود ہے۔ انگلش کی آکسفورڈ ڈِکشنری میں مذہب کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

"Blief in a super human controlling power, a God or gods that deserve worship & obedience"

اس کی روشنی میں اگر آپ کسی مذہب کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے لازمی ہے کہ اس مذہب میں موجود خدا کے تصور کو دیکھا جائے۔ ہاں کسی مذہب میں خدا کے تصور کو اس کے ماننے والوں کے اعمال و افعال کو سامنے نہیں رکھا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی مذہب کے ماننے والے اس مذہب کی حقیقی تعلیمات سے واقف ہوں اور ان پر عمل پیرا بھی ہوں۔ اس لیے یہ ایک بہترین طریقہ ہوگا کہ اس مذہب کی مقدس کتب کا جائزہ لیا جائے اور یہ جان لیا جائے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اندر خدا کا کیا تصور پیش کیا گیا ہے۔

قرآنِ پاک کی سورۃ آلِ عمران سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 64 میں ہے:

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ! ان اہلِ کتاب سے کہو کہ آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رَبّ نہ بنائے، اگر وہ اس بات سے انکار کریں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔''

اللہ تعالیٰ آپ کو ایک راستہ دِکھاتا ہے کہ کس طرح مختلف لوگوں سے بات کی جائے۔ اور فرمایا کہ ایسی باتوں کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں۔ پہلی بات کیا ہے؟...... کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ نہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اس لئے خدا کے تصور کو سمجھنے کیلئے کسی بھی مذہب میں ہمیں سمجھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کتابیں کیا کہتی ہیں۔ اگر آپ نے خدا کے تصور کو سمجھ لیا، آپ مذہب کو سمجھ جائیں گے۔

آیئے ہم سب سے پہلے ہندو مذہب میں خدا کے تصور کا تجزیہ کرتے ہیں۔

اگر آپ کسی عام ہندو (جو کوئی عالم نہ ہو) سے پوچھیں کہ تم کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو تو ان کا جواب مختلف ہوسکتا ہے جیسے کہ کوئی کہے گا تین، کوئی سو اور کوئی ایک ہزار جبکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا جواب 33 کروڑ ہو۔ مگر اس کے برعکس اگر آپ کسی قابل شخص (جو ہندو کتابوں کا ماہر ہو) سے یہی سوال کریں گے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ جواب دے گا کہ ہندوؤں کو حقیقت میں صرف ایک خدا کو پوجنا چاہئے اور صرف اسی پر ایمان رکھنا چاہیے۔

لیکن ایک عام ہندو ''حلول (Panthisim)'' کے عقیدے پر ایمان رکھتا ہے۔ ایک عام ہندو کہتا ہے کہ ہر چیز خدا ہے، پیڑ خدا ہے، سورج خدا ہے، انسان خدا ہے، بندر خدا ہے، سانپ خدا ہے یا چاند خدا ہے۔ ہم مسلمانوں کا نظریہ ہے کہ سب کچھ خدا ''کا'' ہے۔ وہ ''کا'' کہتے ہیں۔ سب کچھ خدا کا ہے۔ پیڑ خدا کا ہے، سورج خدا کا ہے، چاند خدا کا ہے، بندر خدا کا ہے، انسان خدا کا ہے، سانپ خدا کا ہے۔ اس لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ بڑا فرق صرف اتنا ہے کہ عام ہندو کہتا ہے کہ ہر چیز خدا ہے جبکہ ہم مسلمان کہتے ہیں کہ سب کچھ خدا کا ہے۔ خدا...... ''کا'' لگاتے ہیں۔ فرق ہے صرف ''کا'' کا۔

اگر اس فرق کو حل کر لیا جائے تو ہندو اور مسلمان کے درمیان اختلاف کو ختم کیا جا سکتا ہے اور یہ کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟

اس کا حل ہمیں قرآنِ عظیم بتاتا ہے۔ جس میں ہے کہ جو باتیں ہم میں یکساں ہیں ان پر اتفاق کر لیا جائے۔ ان میں پہلی بات کیا ہے؟ وہ یہ کہ ہم ایک خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔

ہندو مذہب میں سب سے زیادہ مقدس اور سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ''بھگوت گیتا'' ہے۔ اگر آپ اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں لکھا ہے کہ

''وہ سب جن کی عقلیں دُنیاوی خواہشات نے ہڑپ لی ہیں،
وہ جھوٹے خداؤں کی پوجا (عبادت) کرتے ہیں۔''

(بھگوت گیتا، باب نمبر 7، شلوک 20)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا مطلب ہے کہ جن کی عقلیں دُنیاوی خواہشوں نے ہڑپ لی ہیں وہ دیوتاؤں کو مانتے ہیں، ایک سچے خدا کے علاوہ۔

اور اگر آپ پڑھیں اپنشد کو تو آپ کو چندوگیہ اپنشد میں یہ لکھا ہوا ملے گا:

"ایک کم دو ایتم"۔

''صرف ایک خدا ہے، دوسرا نہیں''۔

(ادھیائے 6، ورگ نمبر 2، شلوک نمبر 1)

سویتیا سواترا اُپنشد ادھیائے نمبر 6، شلوک نمبر 9 میں ہے:

"نہ کَس سے کسیج جنے دا نہ کدے پا"

''خدائے برتر کا کوئی پالن ہار نہیں ہے، اور نہ ہی اُس کے کوئی ماں باپ ہیں''۔

اس کا ذکر سویتیا سواترا اُپنشد ادھیائے نمبر 4، شلوک نمبر 19 میں ہے:

"نہ تس سے پریتما استی"

''اس جیسا کوئی نہیں ہے۔''

آگے جا کر سویتیا سواترا اُپنشد ادھیائے نمبر 4، شلوک نمبر 20 میں ہے:

''اس کی کوئی صورت نہیں ہے، اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔''

ہندو مذہب میں سب سے مقدس ویدوں کو مانا جاتا ہے اور بنیادی طور پر یہ چار وید ہے:

- ☆ رگ وید
- ☆ یجر وید
- ☆ سام وید

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اتھروید

اگر آپ ان کو پڑھیں تو ان میں مندرجہ ذیل بیانات لکھے ہوئے ملیں گے۔

"نہ تس سے پریتما استی"

"اس کا کوئی عکس نہیں۔"

یعنی خدائے برتر کی کوئی تصویر نہیں۔

(یجروید، ادھیائے نمبر 32، شلوک نمبر 3)

"خدائے برتر کا کوئی جسم نہیں اور وہ پاک ہے۔"

(یجروید ادھیائے نمبر 40، شلوک نمبر 8)

اور یجروید کے اگلے شلوک میں ہے:

"اندھاتما پرویشانتی یا سن سنبھوتی پرویشانتی"۔

"وہ اندھیروں میں جا رہے ہیں جو سنبھوتی کو پوجتے ہیں۔"

(یجروید ادھیائے نمبر 40، شلوک نمبر 9)

سنبھوتی کا مطلب قدرتی چیزیں، جیسے ہوا، پانی، آگ۔

اور اگلا شلوک کہتا ہے:

وہ اور زیادہ اندھیروں میں داخل ہو رہے ہیں جو سنبھوتی کو پوجتے ہیں۔

سنبھوتی یعنی بنائی ہوئی اشیاء، جیسے کرسی، میز، بت وغیرہ۔ یہ کون کہتا ہے؟؟؟......

یجروید ادھیائے نمبر 40، شلوک نمبر 9!

اور اگر آپ آگے پڑھیں جس میں اس بات کا ذِکر کیا گیا ہے:

"دیو ما اَو سی"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واقعی سب سے بڑا خدائے برتر ہے۔"

(اتھر وید، ادھیائے نمبر 20، حم نمبر 58، شلوک نمبر 3)

ویدوں کے درمیان سب سے زیادہ "رِگ وید" کو مانا جاتا ہے، جس میں ذکر ہے کہ

"سادھو، سَنت اور مہا پورش (متقی لوگ) خدا کو بہت سے ناموں سے پکارتے ہیں۔"

(رِگ وید، کتاب نمبر 1، حم نمبر 164، شلوک نمبر 46)

اور اگر آپ رگ وید پڑھیں:

"خدا کی بہت ساری صفات ہیں۔"

(رِگ وید، کتاب نمبر 2، حم نمبر 1)

اُن میں سے ایک نام رِگ وید کتاب نمبر 2، حم نمبر 1، شلوک نمبر 3 میں آیا ہے، جو ہے:

"برھمّا"

اگر برھمّا کا انگریزی میں ترجمہ کریں، جس کا معنی ہے Creator یعنی "پیدا کرنے والا"۔ اگر عربی میں ترجمہ کریں تو اسکا مطلب ہے "خالق"۔

ہم مسلمانوں کو اس بات پر قطعی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر عظیم خدا کو خالق کہا جائے یا Creator یا برھما۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ برھما وہ خدا ہے جس کے چار سر ہیں اور ہر سر پر ایک تاج ہے تو ہم مسلمان اس پر شدید احتجاج کریں گے۔ جبکہ آپ سویتا سواترا اُپنشد کے خلاف جا رہے ہیں۔ جس میں آیا ہے کہ

"نہ تس سے پریتما استی"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس جیسا کوئی نہیں ہے۔''

(سویتا سواترا اُپنشد، ادھیائے نمبر 6، شلوک نمبر 9)

آپ خدا کو عکس دے رہے ہیں۔

ایک اور صفت رگ وید کتاب نمبر 2، حم نمبر 1، شلوک نمبر 3 میں بیان کی گئی ہے، جو ہے:

''وِشنو''

اور اگر آپ وشنو کا ترجمہ انگریزی میں کریں۔ اس کا ایک مطلب ہے The Sustainer یعنی ''سنبھالنے والا''، ''پالنے والا۔'' اگر آپ عربی میں ترجمہ کریں تو اس کا مطلب ہے ''رَبّ۔''

ہم مسلمانوں کو اس بات پر قطعی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر عظیم خدا کو ''سنبھالنے والا''، ''پالنے والا''، ''رَبّ'' یا ''وشنو'' کہہ کر پکارا جائے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ وشنو وہ خدا ہے جس کے چار ہاتھ ہیں اور اس کے ایک ہاتھ میں ''چکر'' ہے، اس کے ایک ہاتھ میں کنول کا پھول ہے، اس قسم کی تشبیہات جب دی جائیں گی تو ہمیں اس پر ضرور اعتراض ہوگا۔ جبکہ آپ خدا تعالیٰ کو ایک تصویر دے رہے ہیں اور آپ یجر وید کے خلاف جا رہے ہیں۔

جس میں ہے:

''نہ تس سے پریتما استی''

''اس کا کوئی عکس نہیں۔''

(یجر وید، ادھیائے نمبر 32، شلوک نمبر 3)

اس کا ذکر رگ وید میں بھی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ما چید نئی دی سنشرت"

''تمام تعریفیں اُس اکیلے کے لئے ہیں، اُس اکیلے کی عبادت کرو۔''

(رگ وید، بھاگ نمبر 8، اَدھیا نمبر 1، شلوک نمبر 1)

رگ وید میں آگے جا کر لکھا ہے:

"يا اِكْ هت مشتی هی"

''صرف ایک خدا ہے، صرف اُسی اکیلے کی عبادت کرو۔''

(رگ وید، بھاگ نمبر 6، حم نمبر 45، شلوک نمبر 16)

برہماسُوترا...... بنیادی عقیدہ ہندوؤں کا یہ ہے:

"ایك كم درُوهی ناستے، نے نا ناستك انچن"

''بھگوان (خدا) ایک ہی ہے، دوسرا نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے، ذرا بھی نہیں ہے۔''

صرف ایک خدا ہے، دوسرا نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے، ذرا بھی نہیں ہے۔ اس لئے اگر آپ ہندوں کی کتب کو پڑھیں تو آپ کو ہندوازم میں خدا کا سمجھنا نہایت آسان ہوگا۔

اب ہم یہودی مذہب میں خدا کے تصور کا تجزیہ کرتے ہیں۔ جس کا ذکر پرانے عہدنامے میں آیا ہے:

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"شما ازرائیلو! عدنا الحیی و عدنا لخط"

یہ ایک عبرانی قول ہے جس کا مطلب ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سنو اے عزرائیل! ہمارا خدا، ایک ہی خدا ہے''۔

(Book of Deuteronomy، باب نمبر 6، آیت نمبر 4)

اس کا ذکر ایسایا کی کتاب میں بھی آیا ہے:

''صرف میں خداوند ہوں، اور میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔''

(ایسایا، باب نمبر 43، آیت نمبر 11)

ایسائیا کی کتاب، باب نمبر 45، آیت نمبر 5 میں ہے:

''میں خداوند ہوں، اور کوئی بھی نہیں، میرے سوا کوئی خداوند نہیں۔''

ایسائیا کی کتاب، باب نمبر 46، آیت نمبر 9 میں ہے:

''میں خدا ہوں اور کوئی بھی نہیں، میں خدا ہوں اور کوئی مجھ سا نہیں۔''

ایکساڈیس کی کتاب، باب نمبر 20، آیت نمبر 3 تا 5 میں ہے۔

اور اسی طرح ڈیوٹرانومی کی کتاب، باب نمبر 5، آیت نمبر 7 تا 9 میں ہے

''میرے آگے تو کسی اور معبودوں کو نہ ماننا۔ تم اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت (بت) نہ بنانا، نہ کسی چیز کی صورت بنانا، جو اوپر آسمان میں ہے یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے جو پانی میں ہے۔ تُو اُن کے آگے سجدہ نہ کرنا، اور نہ اُن کی عبادت کرنا، کیونکہ میں تیرا خداوند...... غیور خدا ہوں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ عہد نامہ قدیم کا مطالعہ کرنے کے بعد یہودیوں میں خدا کے تصور کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کہ یہودیوں میں خدا کے تصور کو سمجھنے کیلئے عہد نامہ قدیم سے ہی سمجھا جائے۔

اس سے پیشتر کہ عیسائیت میں خدا کے تصور پر بات کی جائے میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام اکلوتا غیر عیسائی مذہب ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننا ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ کسی شخص کا اس وقت تک ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی نہیں مانتا۔

☆ مسلمان انہیں Christ یعنی مسیحا سمجھتے ہیں۔

☆ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کی پیدائش معجزانہ طور پر ہوئی تھی، یعنی بغیر کسی مرد کی مداخلت کے، جو آج کل کے کئی ماڈرن عیسائی نہیں تسلیم کرتے۔

☆ ہمارا اِیمان ہے کہ اُنہوں نے پیدائشی اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دی، اللہ رَبُّ العزت کے حکم سے!

☆ ہمارا اِیمان ہے کہ اُنہوں نے مُردوں کو زندہ کیا، اللہ رَبُّ العزت کے حکم سے!

مسلمان اور عیسائی ساتھ ساتھ جا رہے ہیں۔ لیکن کچھ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

حقیقت میں اگر آپ بائبل پڑھیں تو پوری بائبل میں ایک بھی جگہ پر ایسا واضح بیان نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کو کہا ہو کہ وہ خدا ہیں۔ یا اُنہوں نے کہا ہو کہ میری عبادت کرو۔

اگر آپ بائبل پڑھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو اس بات پر خوش ہوتے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں کیونکہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔"

(گوسپل آف جان، باب نمبر 14، آیت نمبر 28)

"میرا باپ سب سے بڑا ہے"۔

(گوسپل آف جان، باب نمبر 10، آیت نمبر 29)

"میں خدا کی روح کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہوں۔"

(گوسپل آف میتھیو (متی کی انجیل)، باب نمبر 12، آیت نمبر 28)

"میں بدرُوحوں کو خدا کی قدرت سے نکالتا ہوں۔"

(گوسپل آف لیوق، باب نمبر 11، آیت نمبر 20)

"میں خود کچھ بھی نہیں کر سکتا، جیسا میں سنتا ہوں ویسا فیصلہ کرتا ہوں، اور میرا فیصلہ صحیح ہے کیونکہ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتا بلکہ اپنے باپ کی مرضی سے کرتا ہوں۔"

(گوسپل آف جان، باب نمبر 5، آیت نمبر 30)

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ خدا کی مرضی چاہتا ہوں تو اصل میں خدا کی رضا کی اتباع کرتا ہے۔ اگر اس لفظ کا عربی میں ترجمہ کیا جائے تو وہ ہوگا" اسلام۔" ایسا شخص جو اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دے اسے مسلمان کہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً توریت کو یا نبیوں کو منسوخ کرنے نہیں آئے تھے، حقیقت میں وہ اُن کی تصدیق کیلئے آئے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

”یہ ہرگز مت سمجھو کہ میں توریت یا سابقہ انبیاء کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ مکمل کرنے آیا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک کہ آسمان اور زمین اپنی جگہ سے ہل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک بات توریت سے ہرگز کم نہ ہوگی، جب تک کہ سب کچھ مکمل نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی اس کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی توڑے گا اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کو کہے گا ایسا آدمی آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ مگر (اس کے برعکس) جو ان (احکامات) پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راست بازی فقہا اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم ہرگز آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو سکو گے۔“

(گوسپل آف میتھیو (متی انجیل)، باب نمبر 5، آیت نمبر 17 تا 20)

یہ سارے حوالے بائبل کی کنگ جیمز ورژن سے لئے گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم جنت میں جانا چاہتے ہو تو تمہیں پرانے عہد نامے کے ہر ایک قانون کو ماننا ہوگا کہ

۱۔ خدا ایک ہے۔

۲۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ تم اللہ کا کوئی عکس نہیں بنا سکتے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی بھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ حقیقت میں اُنہوں نے یہ فرمایا کہ اُنہیں خدا نے بھیجا تھا۔ اس کا ذکر انجیل میں آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

"یہ لفظ جو تم سنتے ہو، یہ میرے نہیں ہیں۔ بلکہ میرے باپ کے ہیں، جس نے مجھے بھیجا۔"

(گوسپل آف جان، باب نمبر 14، آیت نمبر 24)

"یہ زندگی اَبدی ہے، تا کہ تم جان سکو کہ صرف ایک خدا ہے، عیسیٰ مسیح جسے اُس (خدا) نے بھیجا۔"

(گوسپل آف جان، باب نمبر 17، آیت نمبر 3)

"اے اسرائیلیو! ......سنو!...... کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جسے خدا کی طرف سے ہونا تمہارے اوپر اُن معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کے ذریعے تمہیں دکھائے اور تم خود ہی جانتے ہو۔"

(بک آف ایکٹس (اعمال)، باب نمبر 2، آیت نمبر 22)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب دریافت کیا گیا کہ پہلا حکم کیا ہے تو انہوں نے وہی کہا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا:

"اے اسرائیل! سُن لے، خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

(گوسپل آف مارک، باب نمبر 12، آیت نمبر 29)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اگر آپ بائبل پڑھیں تو آپ عیسائیت میں خدا کے تصور کو سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انجیل کو پڑھے بغیر عیسائیت میں خدا کے تصور کو سمجھنا ناممکن ہے۔

آیئے اَب ہم تجزیہ کرتے ہیں کہ اسلام میں خدا کا تصور کیا ہے؟

اس کا بہترین جواب قرآنِ پاک کی سورۃ اخلاص میں دیا گیا ہے:

ترجمہ: ”کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ سب سے بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔“

(سورۃ اخلاص، سورۃ نمبر 112)

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف چار لائنوں میں۔ اب کوئی شخص بھی خدائی کا دعویٰ کرے اسے اس معیار پر پورا اترنا ہوگا۔ اگر وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے تو اس کو خدا مان لینے میں مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

۱۔ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔

۲۔ وہ بے نیاز ہے۔

۳۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا،

۴۔ اس جیسا کوئی نہیں، اس کا کوئی بھی ہم سر نہیں۔

سورۃ اخلاص الٰہیات کی کسوٹی ہے۔ خدا سے متعلق علم کو الٰہیات یا Theology کہتے ہیں۔ قرآنِ عظیم کی یہ سورۃ خدائی کسوٹی ہے۔ اس لیے کسی بھی خدائی کا دعویٰ کرنے والے کے دعویٰ کو اس کسوٹی میں پرکھا جا سکتا ہے۔ اگر وہ ان چار باتوں پر پورا اُترتا ہے تو ہم اُسے خدا مان لیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ حقیقی عالمی بھائی چارے کو عام کرنے کیلئے ضروری ہے کہ سب ایک ہی خدا پر ایمان لائیں اور اگر کوئی اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے تو ہمیں اس اُمیدوار کو خدا ماننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے جھوٹا خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ اس کسوٹی پر پورا اترتے ہیں یا نہیں؟......وہ یہ امتحان پاس کرتے ہیں یا نہیں؟

ان میں سے ایک تھا:

''بھگوان گرور جنیش''

آپ کو علم ہوگا کہ بعض لوگ رجنیش کو خدا مانتے ہیں۔ میری ایک تقریر کے دوران سوال و جواب کے سیشن میں ایک ہندو نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم ہندو لوگ تو بھگوان رجنیش کو خدا نہیں مانتے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں! مجھے اس بات سے اتفاق ہے۔ میں ہندو صحیفوں کا مطالعہ کر چکا ہوں ان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ رجنیش خدا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ''بعض لوگ'' رجنیش کو خدا مانتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سارے ہندوؤں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔

بہر حال ہم ان لوگوں کے اس عقیدے کا جائزہ لیتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بھگوان رجنیش خدا ہے۔ پہلی شرط یا پہلا امتحان جس سے اسے گزرنا پڑے گا وہ ہے:

''اللہ ایک ہے۔''

کیا بھگوان رجنیش ایک، اکیلا اور یکتا ہے؟

ہمارے علم میں ہے کہ اس جیسے اور بھی بہت سے لوگ ہیں جو خدائی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کرتے ہیں۔ خاص طور پر ہندوستان میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں۔ اس لیے وہ یکتا اور اکیلا کیسے ہوسکتا ہے؟

مگر اس کے ماننے والے یہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہی تھا تو ہم دوسری شرط کی طرف آتے ہیں:

''وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔''

کیا رجنیش بے نیاز تھا؟ اور کسی کا محتاج نہیں تھا؟

اس کی زندگی کے متعلق پڑھنے والے یہ بات جانتے ہیں کہ وہ دمے کا مریض تھا۔ اسے کمر درد کی شدید تکلیف تھی اور وہ شوگر کا بھی مریض تھا۔ جب اسے امریکہ میں گرفتار کیا گیا تو اس نے یہ بھی کہا کہ اسے دورانِ حراست زہر دیا گیا ہے۔ اب آپ ذرا سوچیے کہ یہ کیسا بے نیاز خدا ہے جسے زہر دیا جا رہا ہے؟

تیسری شرط جس پر اسے پورا اُترنا لازمی ہے وہ یہ کہ:

''نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔''

مگر رجنیش کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ مدھیہ پردیش میں پیدا ہوا تھا اور اس کا باپ بھی تھا اور ماں بھی۔ اس کے ماں باپ بعد میں اس کے پیروکار بن گئے۔ 1981ء میں وہ امریکہ گیا، جہاں اس نے بہت سے امریکیوں کو بیوقوف بنا کر اپنا پیروکار بنا لیا۔ یہاں تک کہ امریکہ میں اس نے ایک گاؤں بنا لیا جس کا نام ''رجنیش پورم'' تھا۔ بعد ازاں اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا اور 1985ء میں اسے امریکہ سے بے دخل کر دیا گیا۔ جب وہ ہندوستان واپس آیا تو شہر پُونا میں اس نے اپنا ایک مرکز قائم کیا، جسے ''اوشو کمیون'' کہتے ہیں۔ اگر آپ وہاں جائیں تو آپ رجنیش کا لکھا ہوا یہ کتبہ ملاحظہ کر سکتے ہیں جو ایک پتھر پر لکھا گیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بھگوان رجنیش، اوشو رجنیش، نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ کبھی مرا۔"

ہاں اس نے 11 ستمبر 1931ء سے 19 جنوری 1990ء تک زمین کا دَورہ کیا۔ اس کتبہ میں اس نے یہ نہیں بتایا کہ دُنیا کے 21 ممالک نے اسے ویزہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ آپ اندازہ لگائیں، خدا دُنیا کا دورہ کرتا ہے اور اسے ویزہ اور پاسپورٹ کی بھی ضرورت ہے۔

اب آپ آخری امتحان کو دیکھیں:

"اور کوئی اس جیسا نہیں۔"

یہ بھی اتنا کڑا امتحان ہے کہ سوائے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کوئی بھی اس پر پورا نہیں اترتا۔ اگر آپ خدا کا مقابلہ دنیا کی کسی بھی چیز سے کریں تو اس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا نہیں ہے۔

مثلاً کوئی کہتا ہے کہ خدا آرنلڈ شوازنگر سے ہزار گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اسے آپ جانتے ہیں کہ اسے دُنیا کا سب سے زیادہ طاقت ور انسان سمجھا جاتا ہے۔ اسے مسٹر یونیورس کا نام دیا گیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ خدا آرنلڈ شوازنگر سے یا کنگ کانگ سے یا دارا سنگھ سے یا ایسے ہی کسی اور سے ہزار گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے تو ایسا کہنے والا خدا کا مقابلہ مخلوق سے کر رہا ہے اور جس کا مقابل پیش کیا جا سکے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ چاہے آپ لاکھوں گنا زیادہ بتائیں یا کروڑوں گنا زیادہ، اگر تقابل ممکن ہے تو آپ خدا کا تذکرہ نہیں کر رہے۔ خدا کا مقابلہ دنیا کی کسی بھی چیز سے نہیں ہو سکتا۔

یہ چار لائنوں کی تعریف ہے خدا تعالیٰ کی جو قرآنِ حکیم میں دی گئی ہے۔

جو دین کی کسوٹی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قرآنِ کریم اس بارے میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، تمام اچھے نام اُسی کے ہیں''۔

(سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر 110)

آپ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں مگر اس کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ نام خوبصورت ہو، جسے سن کر آپ کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی کوئی تصویر کوئی شبیہ نہ آتی ہو۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی 99 صفات بیان کی گئی ہیں۔ جیسے کہ الرحمٰن اور الرحیم......انتہائی رحم کرنے والا......سب سے زیادہ رحیم۔ مسلمان خدا کیلئے ''اللہ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ لفظ خدا یا انگلش کے لفظ God کی بجائے ہم لفظ ''اللہ'' کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انگلش کے لفظ God کے ساتھ آپ شرارت بھی کر سکتے ہیں، جس سے اس کے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً:

☆ اگر آپ God کے ساتھ ''s'' لگا دیں تو یہ جمع کا صیغہ بن جاتا ہے یعنی Gods جبکہ اس لفظ کی جمع ناممکن ہے اور لفظ ''اللہ'' کی کوئی جمع نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے:

ترجمہ: ''کہہ دو کہ اللہ ایک ہی ہے''۔

(سورۃ اخلاص، سورۃ نمبر 112)

☆ ایسے ہی اگر آپ God کے آخر میں ''ess'' لگا دیں تو یہ بن جاتا ہے Godess جس سے یہ مؤنث خدا بن جاتا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنس نہیں ہے۔ وہ نہ تو مرد ہے نہ عورت۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی جنس نہیں ہے۔

''اللہ'' ایک بے مثال لفظ ہے۔

☆ اگر آپ God کے ساتھ Father جوڑ دیں تو یہ بن جاتا ہے Godfather گاڈ فادر مطلب سرپرست۔ کوئی کہے گا ''وہ میرا گاڈ فادر ہے''، ''وہ میرا سرپرست ہے''۔ اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے کہ اللہ فادر، اللہ ابا وغیرہ۔

☆ ایسے ہی اگر آپ God کے ساتھ Mother لگا دیں تو یہ Godmother بن جائے گا۔ اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے کہ اللہ مدر، اللہ امی وغیرہ۔

لفظ ''اللہ'' ہر حوالے سے ایک منفرد لفظ ہے، بے مثال لفظ ہے۔

☆ ایسے ہی اگر آپ God سے پہلے Tin لگا دیں تو یہ لفظ Tin-God بن جائے گا، جس کا مطلب ہوتا ہے نقلی خدا۔ اللہ کے ساتھ اسلام میں ایسا بھی کوئی لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ لفظ اللہ سے پہلے یا بعد میں کوئی لفظ نہیں لگایا جا سکتا۔

انہی دلائل کی روشنی میں ہم اللہ کو انگلش لفظ God کی بجائے عربی زبان کا لفظ ''اللہ'' پکارنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہاں! اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو اللہ کا تصور سمجھانے کیلئے اللہ کی بجائے God کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ''اللہ'' لفظ زیادہ مناسب ہے، اسے انگریزی لفظ God سے ترجیح دی جاتی ہے۔

اسلام میں عالمی بھائی چارہ صرف اوپری ہی نہیں پھیلتا۔ اسلام صرف یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتا کہ سب جگہ کے رہنے والے تمام انسانوں کے درمیان بھائی چارے کا تصور دے بلکہ وہ ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے کہ جو ہم سے پہلے آئے اور جو ہمارے بعد آنے والے ہیں، وہ لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

زمین پر رہنے والے ماضی اور مستقبل کے لوگ اور ہم جو آج اس زمین پر زندہ ہیں، اصل میں ایک ہی قوم ہیں۔ یہ ایمان کے تعلق کی وجہ سے ہے۔ یہ ایسا بھائی چارہ ہے جو اللہ پر ایمان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس سے بھائی چارے کا ایک عمومی تصور ہمارے سامنے آتا ہے۔ یہ ایمانی بھائی چارہ زمانی بھی ہے اور مکانی بھی۔

دُنیا کے تمام کے تمام مذاہب میں کسی ایک خدا (جو خالق ہے) پر ایمان لانے کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اگر بغور جائزہ لیا جائے تو حقیقی بھائی چارہ اسی صورت میں قائم ہوسکتا ہے جب سارے کے سارے لوگ ایک خدا، ایک خالق و مالک پر ایمان لائیں۔ اس سے یہ بھائی چارہ خون کے رشتوں سے بھی زیادہ اہم، مضبوط اور پائیدار ہوگا۔

اسلام ہمیں والدین کی فرمانبرداری کا حکم دیتا ہے۔

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے:

ترجمہ: ''اور تیرے رَبّ نے حکم فرما دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو، اور ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف تک نہ کہو اور انہیں نہ جھڑکو، اور ان سے اَدب کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم سے بات کرو اور ان کے سامنے جھکے رہو، اور کہو اے میرے رَبّ! ان دونوں پر رحم فرما جیسے اُنہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بچپن میں میری پرورش کی"۔

(سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر 23,24)

اس آیت کی روشنی میں والدین کی عزت کرنا، انہیں احترام اور پیار دینا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر اس سب کے باوجود ایک چیز ایسی بھی ہے جس میں والدین کا حکم ماننے سے منع کیا گیا ہے۔

سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر 15 میں ہے:

ترجمہ: "اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے، جس کا تجھے علم نہیں، تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور دُنیا میں معروف طریقے سے ان دونوں سے اچھا سلوک کرو اور اس شخص کے طریقے کا اتباع کر جو میری طرف رجوع کرتا ہے، پھر میری ہی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے"۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اپنے والدین کا حکم ماننا ہے جب تک کہ وہ اپنے رَبّ کے خلاف نہ ہوں۔ اللہ کے احکامات کے خلاف نہ ہوں۔ اگر وہ اللہ کے حکم کے خلاف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ برتر ہے۔

ایسے ہی ایمان اور عقیدہ کی بنیاد پر قائم ہونے والا بھائی چارہ ہی اصلی بھائی چارہ ہے اور یہ رشتہ، خون کے رشتہ سے بڑھ کر ہے۔ قرآنِ پاک میں ہے:

ترجمہ: "کہہ دیں! اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے، اور مال جو تم نے کمائے، اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو، اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول (ﷺ) سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

(سورۃ توبہ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 24)

اس آیت میں پوچھا جا رہا ہے کہ تم کس بات کو ترجیح دیتے ہو؟

کیا تم اپنی اولاد کو ترجیح دیتے ہو؟

یا اپنے والدین کو؟

یا اپنی بیویوں کو؟

یا دوسرے رشتہ داروں کو؟

کیا تم مال کو ترجیح دیتے ہو؟

کاروبار کو؟

جائیداد کو؟

کیا تم ان سب چیزوں کو پسند کرتے ہو؟

اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو اللہ کی سزا کیلئے تیار رہو۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اگر والدین یا اولاد یا رشتہ دار یا ان کی محبت کسی غلط کام پر اُکساتی ہے جیسے چوری، رشوت، کسی کے ساتھ زیادتی، کسی کا قتل، تو جان لو کہ یہ سب اللہ کے عذاب کا باعث ہیں۔ ایسے ہی مال و دولت، کاروبار، جائیدار بنانے کیلئے ناجائز ذرائع کا استعمال بھی خدا کے عذاب کا باعث ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب عقیدہ یا ایمان کی بات ہوگی تو خون کا رشتہ بھی کوئی معنی نہیں رکھے گا۔ جیسا کہ سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 135 میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہنے والے ہو جاؤ، اللہ کیلئے گواہی دینے والے، بیشک تمہارا انصاف اور تمہاری گواہی خود تمہارے خلاف یا والدین اور قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، فریقین میں سے کوئی امیر ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، اس لیے اپنی ذاتی خواہش کی وجہ سے عدل کا دامن نہ چھوڑو، اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کی (بات واضع طور پر بیان نہ کی) یا سچ سے اپنا دامن بچایا تو یاد رکھو تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

جب بات انصاف کی ہو، سچ کی ہو تو انصاف خونی رشتوں سے کئی گنا بڑا ہے۔ یعنی جب عدل و انصاف کا معاملہ ہو تو جب گواہی دینے کا وقت آئے تو صرف سچ بولو، چاہے اس میں تمہارے والدین، تمہارے رشتہ داروں کا ہی نقصان کیوں نہ ہوتا ہو۔

یہ مسئلہ چونکہ عقیدہ و ایمان کا ہے اس لئے یہ سب سے بڑا ہے۔ عقیدے کا بھائی چارہ دوسرے تمام بھائی چاروں سے بڑا ہے۔ اس کی بنیاد اس بات اور اس یقین پر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ ہمیں تمام مذاہب یہی سبق دیتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی آپ کے سامنے قرآن کی ایک آیت پیش کی ہے اور اسلام اسی بات کی دعوت دیتا ہے:

ترجمہ: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو! اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا
کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک
نہیں کریں گے اور ہم نہ ہی کسی کو اپنا رب بنائیں گے، اگر وہ
اس بات سے منہ موڑ لیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو
مسلم ہیں۔"

(سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 6)

اللہ پر صرف ایمان لے آنا ہی کافی نہیں بلکہ عبادت بھی صرف اسی کی کرنی چاہیے۔ اصلی بھائی چارہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ سارے انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور صرف اسی کی عبادت کریں۔

سورۃ انعام سورۃ نمبر 6 آیت نمبر 108 میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: "اور برا مت کہو جن کی وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر، کیونکہ پھر وہ اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے"۔

میں اپنی بات کو قرآنِ کریم کا ایک حوالہ دیتے ہوئے ختم کرنا چاہوں گا:

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا، اور اُسی سے اُس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم آپس میں مانگتے ہو اور (خیال رکھو رشتوں کا، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے"۔

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 1)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

An Urdu Translation of

Universal Brotherhood

عالمی بھائی چارہ

...... سوال و جواب کا سیشن ......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد نائیک:

اَب ہم نہایت دِلچسپ دَور شروع کرنے جا رہے ہیں۔ جو کہ سوال و جواب کا ہے۔ جناب ایڈووکیٹ پربھاکر ہیگڑے، جناب ایڈووکیٹ ہنگورانی، ڈی سی پی سکینہ، یہاں موجود قابلِ احترام مہمانان، ہمارے بزرگ بھائیو اور بہنو! سوال و جواب کے دَور کے بعد میں اپنے محترم مہمانان سے درخواست کروں گا کہ وہ آج کے موضوع ''عالمی بھائی چارہ'' پر اظہارِ خیال کریں اور اپنی رائے سے نوازیں۔ اس طرح ہمیں اس دَور کا بہتر تاثر ملے گا۔ آج یہاں پر موجود تمام لوگوں کے فائدے کیلئے ہمارے پاس جو مختصر سا وقت ہے اُس میں ہم چاہیں گے کہ آپ سوال و جواب کے دَور میں ان اصولوں کی پابندی کریں۔

☆ پوچھا گیا سوال صرف موضوع ''عالمی بھائی چارہ'' یا ''اسلام اور تقابلی مذاہب'' پر ہو۔

☆ مہربانی فرما کر اپنا سوال مختصر بیان کریں۔ یہ سوال و جواب کا وقت ہے نا کہ تقریر کا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ آپ کو دیئے گئے مائیک سے ایک وقت میں صرف ایک ہی سوال کرنے کی اجازت ہوگی۔ دوسرے سوال کیلئے آپ کو مائیک پر دوبارہ سے لائن میں آنا ہوگا۔

☆ سوالوں کیلئے آڈیٹوریم میں تین مائیک مہیا کئے گئے ہیں، دو مائیک اسٹیج کے ٹھیک سامنے بھائیوں کیلئے۔ ایک میری داہنی طرف اور ایک بائیں طرف۔ اور ایک مائیک اوپر بالکنی میں ہماری بہنوں کیلئے سیٹ کیا گیا ہے۔

☆ کاغذ پر لکھ کر دیئے گئے سوالوں کو مائیک پر پوچھے گئے سوالوں کے جواب دینے کے بعد ہی اہمیت دی جائے گی۔

☆ رضا کاروں کے پاس کاغذ کی سلپس ہیں۔ اگر آپ کے پاس نہ ہو تو آپ رضا کاروں سے مانگ سکتے ہیں۔ اور انہی رضا کاروں کے ذریعے سلپس سٹیج پر بھیج سکتے ہیں۔

☆ سوال کرنے سے قبل اپنا نام اور پیشہ ضرور بتائیں، تاکہ زیادہ صحیح جواب دیا جا سکے۔

☆ سوال کرنے کیلئے پہلے غیر مسلم مہمانوں کو ترجیح دی جائے گی۔

میں رضا کاروں سے مائیک پر درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اِن معاملات کو بہتر طریقے سے سنبھالیں۔ ہم Clockwise نظام کے تحت سوالات کرنے والوں کو ترتیب دیں گے۔

تو جناب ہم اپنا پہلا سوال لیتے ہیں!

جی بھائی!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: شکریہ ڈاکٹر محمد نائیک!......میرا نام پروفیسر نِکد ہے، میں بھیونڈی کالج میں پڑھاتا ہوں۔ میرا آسان سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنی تقریر کے دوران بات کی نسلی بھائی چارے کے بارے میں، زبان کے بھائی چارے، خونی بھائی چارے اور مختلف بھائی چارے کی قسموں کے حوالے سے مگر اسلام میں جو کافر کا تصور ہے، اس کی وضاحت بیان نہیں کی۔ جو کہ سب سے زیادہ رکاوٹ ہے عالمی بھائی چارے میں!

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ میں نے بہت سے تصورات بیان کئے ہیں جن میں حقیقی عالمی بھائی چارے کی وضاحت کی ہے اور اس کے ساتھ رشتہ، ذات اور عقیدہ کے حوالے سے بننے والے بھائی چارے پر بھی بات کی ہے کہ یہ کس طرح مسائل کو پیدا کرتا ہے مگر میں نے اسلام میں کافر کے تصور پر بات نہیں کی۔

بھائی صاحب! کافر عربی زبان کا لفظ ہے جو لفظ کفر سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں چھپانا، انکار کرنا یا ردّ کرنا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اس کا مطلب کوئی ایسا شخص جو اسلامی عقیدہ سے انکار کرے یا اسے ردّ کر دے، اسے کافر کہتے ہیں۔ یا آپ ایسے کہہ لیں کہ جو شخص اسلامی تصورِ خدا کا انکار کردے وہ کافر ہے۔

جہاں تک دیگر تصورات ہیں بھائی چارے کے متعلق، تو اس کی کئی اقسام ہیں جیسے کسی علاقے یا وطن کی بنیاد پر، انڈیا میں، پاکستان میں یا امریکہ میں ایسا بھائی چارہ موجود ہے۔ یہ سب عقیدے کی بنیاد پر نہیں بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے تصورات کی بنیاد پر قائم ہیں اور یہ حقیقی بھائی چارے کے تصور کیلئے نقصان دہ ہیں۔ ایسے ہی کافر کا بھائی چارہ کفر کی بنیاد پر قائم ہے اور یہ بھی حقیقی بھائی چارے کیلئے نقصان دہ ہے۔

کافر کا معنی ہے اسلام کی سچائی کا انکار کرنے والا، میرے ایک لیکچر کے بعد سوالات کے دوران ایک صاحب نے کہا کہ مسلمان ہمیں کافر کہہ کر گالی دیتے ہیں اور یہ چیز ہماری انا کے خلاف ہے۔ میں نے وہاں بھی یہی کہا کہ کافر عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے اسلام کی حقانیت کا انکار کرنے والا۔ میں اگر اس لفظ کو انگلش میں ترجمہ کروں تو وہ ہے Non Muslim جس کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص جو اسلام قبول نہیں کرتا، اسے عربی میں کافر کہتے ہیں۔

اب اگر آپ یہ کہیں کہ Non Muslim کو کافر نہ کہیں تو یہ تو ناممکن ہے۔ اگر کوئی ایسا کہتا ہے کہ مجھے کافر نہ کہو تو میں یہی جواب دوں گا کہ جناب آپ اسلام قبول کر لیں تو آپ کو کافر کہنا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور کافر اور غیر مسلم میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ تو صرف اور صرف Non Muslim کا عربی ترجمہ ہے اور کچھ نہیں۔

امید ہے کہ یہ آپ کے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: ڈاکٹر نائیک! میں ایڈووکیٹ ہوں۔ میرا نام مادھو پھڑکے ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہندوازم میں کہا گیا ہے کہ خدا زندہ ہے اور اُس کا کوئی عکس یا صورت نہیں۔ تو پھر آپ کیوں حج پر جاتے ہیں جہاں آپ پوتر (پاک) پتھر کی عبادت کرتے ہو؟ جیسا کہ ہندو پوجتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ اگر اسلام میں خدا کا کوئی عکس یا صورت نہیں ہے تو مسلمان کیوں حج کے دوران پاک پتھر (حجراسود) کی عبادت کرتے ہیں؟

بھائی! یہ غلط فہمی ہے۔ کسی مسلمان نے کبھی کعبے کو نہیں پوجا۔ یہ غیر مسلموں کی ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ کوئی مسلمان کعبے کو نہیں پوجتا۔ ہم وہاں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، جس کو اس دُنیا میں دیکھا نہیں جا سکتا۔ کعبہ ہمارے لیے صرف ایک قبلہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا مطلب ہے Direction قبلہ کے عربی میں معنی ''سمت'' کے ہیں۔ کیونکہ ہم مسلمان ہمیشہ اتحاد پر یقین رکھتے ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کیلئے یہ قبلہ مقرر کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں نماز کے وقت کعبے کی طرف اپنا رُخ کر لیں۔

جو کعبے کی جانبِ مغرب رہتے ہیں وہ اپنا رُخ مشرق کی طرف کریں گے اور جو مشرق کی طرف رہتے ہیں وہ اپنا رُخ مغرب کی طرف کریں گے۔

مسلمانوں نے ہی سب سے پہلے دنیا کا نقشہ بنایا اور ان کے نقشوں میں جنوب کو اوپر کی طرف اور شمال کو نیچے کی طرف دکھایا گیا ہے اور کعبہ کو درمیان میں رکھا ہے۔ بعد میں جب مغربی نقشہ نگاروں نے نقشے بنائے تو انہوں نے شمال کو اوپر اور جنوب کو نیچے کی طرف بنا دیا۔ جیسا کہ آج کل کے نقشے موجود ہیں اور الحمدللہ کعبہ تقریباً درمیان میں ہی ہے، مکہ اَب بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیچ میں ہے۔

جب مسلمان حج پر جاتے ہیں تو وہ کعبے کے گرد طواف کرتے ہیں، ہم گھومتے ہیں کعبے کے گرد صرف گواہی دینے کیلئے کہ اللہ ایک ہے۔ اور یہ عمل ایک اور سچے معبود پر ایمان اور اس کی عبادت کا عکاس ہے۔ جیسے ہر دائرے کا ایک مرکز ہوتا ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ایک ہی ہے جو معبود ہے۔

اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''میں چوم رہا ہوں کالے پتھر (حجر اسود) کو، صرف اسلئے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بوسہ دیا، ورنہ یہ کالا پتھر مجھے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی فائدہ''۔

(صحیح مسلم شریف، جلد نمبر 2، کتاب الحج، حدیث نمبر 2914)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ ہمیشہ کیلئے یہ کلیئر کر دیا کہ کوئی بھی مسلمان کبھی بھی کالے پتھر کی عبادت نہیں کرتا، نہ تو یہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی فائدہ۔

اور بہترین مثال یہ ہے کہ دورِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کعبہ پر کھڑے بھی ہوئے اور اُنہوں نے اذان دی۔ اذان جو بلاوا ہے نماز کیلئے۔ لوگ کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اذان دی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کوئی بت پوجنے والا کیا کبھی اُس بت پر کھڑا ہوگا جسے وہ پوجتا ہے؟؟

تو یہ کافی ثبوت ہیں کہ کوئی مسلمان کعبے کی عبادت نہیں کرتا۔ کعبہ ایک قبلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ہم صرف اور صرف اللہ رَبُّ العزت کی عبادت کرتے ہیں، جسے ہم آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔

اُمید ہے کہ یہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: میں ڈاکٹر ویاس ہوں۔ ایک میڈیکل پریکٹیشنر۔ ہم یہاں عالمی بھائی چارے کا نظریہ جاننے کیلئے آئے ہیں، نہ کہ اسلام کا نظریہ جاننے کیلئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ ہمیں اس دُنیا میں بھائی چارے کے بارے میں بتائیں۔ میں جاننا چاہوں گا کہ کوئی کائنات کے دوسرے حصے میں بھی بھائی ہیں؟ ہمارے بھائی ہندوستان میں ہیں تو ہمیں ہندوستانی بھائی چارے کے بارے میں بات کرنا چاہیئے۔ ہمیں بتائیں کہ کیسے ہندوستان میں بھائی چارہ اثر انداز ہوسکتا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے ایک اچھا سوال کیا ہے کہ ہم یہاں عالمی بھائی چارے کے بارے میں سننے آئے ہیں اور میں نے صرف اِس دُنیا کے بھائی چارے کے بارے میں بولا ہے اور اُنہوں نے یہ بھی پوچھا کہ کیا کائنات کے دوسرے حصوں میں بھی بھائی موجود ہیں؟

اگر آپ نے میری بات غور سے سنی ہو تو میں نے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جو رَبّ ہے دُنیاؤں کا، یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ رب العالمین ہے، رَبّ پوری کائنات کا۔

اور عالمی بھائی چارے کا مطلب نہ صرف اِس دُنیا کا بھائی چارہ ہے بلکہ پوری کائنات کی تمام دُنیاؤں کا بھائی چارہ ہے۔ اور قرآن حکیم میں آیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیں، اور اِن کے بیچ مخلوق رکھ دی''۔

(سورۃ الشوریٰ، سورۃ نمبر 42، آیت نمبر 29)

اس کا مطلب ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ اس دُنیا کے علاوہ زندہ مخلوق موجود ہے، یہ ثابت کرنے کیلیئے کہ دُنیا کے علاوہ بھی زندگی ہے، سائنس وہاں تک نہیں پہنچ پائی۔ سائنس راکٹس اور خلائی جہاز بھیج رہی ہے، یہ جاننے اور ثابت کرنے کیلیئے کہ سیاروں پر زندگی ہے کہ نہیں۔ یہ ثابت تو نہیں ہوا ہے مگر امکان بہت ہیں۔

قرآنِ پاک میں یہ بات موجود ہے کہ اس زمین کے علاوہ بھی مخلوقات کا وجود ہے اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں۔ اس کے نتیجے میں کائناتی بھائی چارے کا ایک تصور ذہن میں آتا ہے۔ بھائی چارہ صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ہر جگہ اس کی ضرورت ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان سے باہر بھی اور یہ کیسے قائم ہوسکتا ہے؟

میری تقریر مکمل طور پر موضوع پر تھی۔ اس بارے میں مَیں اپنی تقریر کو دہرانا نہیں چاہتا۔ مگر اختصار سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک اخلاقی نظام کی ضرورت ہے۔ کوئی انسان کسی کا خون نہ کرے، چوری نہ کرے غریبوں کے کام آئے، ہمسائیوں کا خیال رکھے، کسی کی غیبت نہ کی جائے، اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کوئی خود تو پیٹ بھر کر سو جائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا نہ رہ جائے۔ شراب سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہ عالمی بھائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چارے کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ یہی باتیں بھائی چارے کو فروغ دینے والی ہیں نہ صرف یہاں بلکہ امریکہ میں اور پوری دنیا میں۔ مگر یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب سب لوگ یہ بات تسلیم کرلیں کہ سب انسان چاہے وہ ہندوستان میں ہوں یا امریکہ میں یا وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں ہوں یا اس دنیا کے علاوہ کسی سیارے میں بستے ہوں ان سب کا خالق ایک اور صرف ایک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ اصل میں تمام مذاہب میں ایک برتر اور عظیم خدا کا تصور موجود ہے۔ اس بارے میں تفصیل میری کتاب ''مذاہب عالم میں خدا کا تصور'' میں موجود ہے (یہ لیکچر اُردو زبان میں ذیل کتاب کے پارٹ 1 یعنی خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک کے پانچ مجموعی لیکچرز میں شامل ہے)۔ آپ اس لیکچر میں دُنیا کے تمام بڑے مذاہب میں خدا کا تصور پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: میرا نام سبقتل ملانی ہے، میرا تعلق اُلہاس نگر سے ہے۔

میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب لفظوں سے کھیل رہے ہیں۔ یہ لفظوں کی شعبدہ بازی ہے۔ اسلام کے ذریعے عالمی بھائی چارہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلام تو دُنیا کو دو حصوں میں بانٹتا ہے، پہلا ہے مومن اور دوسرا ہے کافر۔ ہم اسلام کی بہت سی باتوں کو نہیں مانتے۔ جو عالمی بھائی چارہ اسلام ہم پر مسلط کرنا چاہتا ہے، وہ قطعی ممکن نہیں ہے۔ اسلام صرف تقسیم کرتا ہے۔ اسلام صرف تقسیم کرنے والی طاقتوں کو پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں شیعہ، سنی اور باقی ستر فرقے پائے جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

اسلام عالمی بھائی چارہ کبھی بھی نہیں دے سکتا۔ عالمی بھائی چارہ صرف ہندو مذہب کے ذریعے ممکن ہے۔ اسلام تو گائے کو ذبح کرنے اور کافروں کو قتل کرنے کا درس دیتا ہے۔ اصل میں جو آپ نے تقریر کی وہ ساری لفظوں کی شعبدہ بازی ہے۔ آپ نے جو ساری تقریر کی وہ ہندوازم کا نظریہ ہے جسے آپ نے اسلام کے نام پر پیش کیا۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے اسلام پر بہت سے تبصرے کیے۔ اللہ ربُّ العزت فرماتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ"۔

ترجمہ: "بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

(سورۃ بقرہ، آیت نمبر 153)

بھائی چارہ پھیلانے کیلئے آپ کو صابر ہونا ہوگا۔ اگر میں صبر نہ کروں تو میرے اور بھائی (سائل) کے بیچ جھگڑا ہو جائے۔ (تالیاں)

سورہ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 153 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم صبر اور نماز سے مدد مانگو! بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

میں نے کہا ہے کہ بھائی چارے کیلئے صبر چاہیے اور میں اپنے بھائی کا احترام کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ہندو مذہب کو اچھی طرح پڑھا ہو مگر معذرت کے ساتھ، میں ان سے اتفاق نہیں کرتا۔ اسلام کے بارے میں ان کا نالج کافی کمزور ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اسلام نے لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا ماننے والا یعنی مومن، دوسرا کافر (اُن کے مطابق)۔ لیکن یہ تقسیم تو دنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہندو مذہب میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں، ایک ہندو اور ایک غیر ہندو۔ عیسائیت میں بھی ایک عیسائی اور ایک غیر عیسائی۔ یہودی مذہب میں ایک یہودی اور ایک غیر یہودی۔ اسی طرح اسلام میں ایک مسلم اور دوسرا غیر مسلم۔ تو اسلام کہاں سے الگ ہے؟؟

اور میں یہاں پر ہندو مذہب پر تنقید کیلئے نہیں آیا ہوں۔ مگر چونکہ سوال ایک پڑھے لکھے قابل انسان نے کیا ہے، اس لیے میں ہندو مذہب پر بھی کچھ بات کروں گا، کیونکہ میں تقابلِ ادیان کا طالب علم ہوں۔ میں نے ویدوں کو پڑھا ہے، اُپنشد پڑھے ہیں۔ اس لئے میں یہاں مختصر سا تبصرہ کرنا چاہوں گا۔ ویدوں کے مطابق انسان خدا کے جسم سے پیدا ہوا ہے۔ سر سے برہمن، سینے سے کھتری، رانوں سے ویش اور پاؤں سے شودر اور اس سے ذات پات کا نظام عمل میں آیا۔

بھائی میں یہاں یہ باتیں نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ میں اپنے ہندو بھائیوں کے جذبات کو مجروح کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ اسلام ہمیں اس کی تعلیم نہیں دیتا۔ میں یہ باتیں نہیں کروں گا کہ کس مذہب میں کیا خامیاں ہیں۔

لیکن اگر آپ نے ویدوں کو اچھی طرح پڑھا ہے تو آپ کو یہاں پر موجود سب لوگوں کے سامنے اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویدوں میں یہ نہیں ہے کہ برہمن کو خدا کے سر سے اور شودروں کو پاؤں سے پیدا کیا گیا ہے اور کیا یہ ذات پات کا سلسلہ ویدوں میں بیان نہیں کیا گیا ہے، جس میں ایک طبقہ مذہبی لوگوں کا ایک لڑنے والوں کا اور ایک حکومت کرنے والوں کا ہے۔ ایک تجارت و کاروبار کرنے والا ہے اور ایک مظلوم شودروں کا طبقہ۔ اس بارے میں ڈاکٹر امبیدکر اور دوسرے لوگوں نے جو کتابیں لکھی ہیں میں ان کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ مگر بھائی میں ہندو مذہب کے بارے میں کافی مطالعہ کر چکا ہوں اور میں اس کی بعض باتوں کی قدر بھی کرتا ہوں اور مجھے ان سے اتفاق بھی ہے۔ میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مجبوراً مجھے ایسا کرنا پڑا۔

قرآن کی سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6 آیت نمبر 108 میں ہے:

ترجمہ: ''یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن کی پوجا کرتے ہیں انہیں گالی نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے شرک اور جہالت کی وجہ سے اللہ کی شان میں گستاخی کرنے لگیں''۔

میں نے اپنی تقریر میں ہندو مذہب کی اچھی باتوں کو بیان کرنے کی کوشش کی اور یہ بھی بتایا کہ ہندو مذہب میں ایک خدا کا تصور موجود ہے۔ آپ نے اپنے سوال میں کہا کہ مسلمان گائے کو اور انسانوں کو قتل کرتے ہیں۔

دیکھئے! ہر اِلزام وقت چاہتا ہے۔ آپ کے ہر الزام کا جواب دینے کیلئے خاصہ وقت چاہیے مگر ہمارے پاس وقت کم ہے پھر بھی میں آپ کے کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو دوبارہ بھی سوال کر سکتے ہیں۔ مجھے خوشی ہوگی کہ میں آپ کے سوالوں کا جواب دوں اور آپ کی غلط فہمیاں دُور کرسکوں۔ اگر میری بات واضح ہوگئی تو ہم اسلام کی صحیح تعلیم آپ تک پہنچا سکیں گے۔ اسی لیے میں اپنی تقریر کے بعد سوالات کا سلسلہ رکھتا ہوں اور اس دوران ہر قسم کی تنقید کو بھی خوش دلی سے برداشت کرتا ہوں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کیونکہ جب کوئی شخص تنقید کرے گا اور اسے منطقی انداز میں قائل کیا جائے گا تو اسلام کو صحیح انداز میں سمجھ سکے گا اور میری یہی کوشش ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک کی سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر 125 میں ہے:

ترجمہ: ''اپنے رَبّ کے راستہ کی طرف بلاؤ دانائی سے، اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے ایسے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو، بیشک تمہارا رَبّ اس کو خوب جاننے والا ہے جو اللہ کے راستہ سے گمراہ ہوا، اور وہ راہ پانے والوں کو خوب جاننے والا ہے''۔

غیر مسلم کہتے ہیں کہ تم لوگ بہت ظالم ہو، تم لوگ جانوروں کا قتل کرتے ہو۔ بھائی! آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ ایک مسلمان سبزی خور ہو کر بھی ایک اچھا مسلمان بن سکتا ہے اور اس کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ گوشت ہی کھائے۔ قرآن کی روشنی میں مسلمانوں کو گوشت خوری کی اجازت حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن میں بہت سی جگہوں پر آیا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے عہد پورے کرو، تمہارے لئے چوپائے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مویشی حلال کیئے گئے سوائے ان کے جو تمہیں سنائے جائیں گے، مگر شکار کو حلال نہ جانو جب کہ تم (حالتِ) احرام میں ہو، بیشک اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے"۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 1)

ترجمہ: "اور اس نے چوپائے پیدا کیئے تمہارے لیے ان میں گرم سامان اور فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔"

(سورۃ نحل، سورۃ نمبر ۱۶، آیت نمبر ۵)

اور قرآن اسے سورۃ مؤمنون، سورۃ نمبر 23، آیت نمبر 21 میں دہراتا ہے:

ترجمہ: "اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں مقامِ عبرت ہے ہم تمہیں ان سے (دودھ) پلاتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔"

آپ جانتے ہیں گوشت پروٹین سے بھرپور ہوتا ہے۔ ڈاکٹرز یہاں موجود ہیں۔ میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں۔ اس میں بہت غذائیت ہے۔ غیر نامیاتی غذا مثلاً انڈا، مچھلی اور گوشت پروٹین کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان میں مکمل پروٹین یعنی آٹھ ضروری امائینوایسڈ موجود ہیں جنہیں ہمارا جسم تیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ خوراک سے حاصل کیئے جاتے ہیں۔ گوشت کے اندر فولاد، وٹامن بی ون اور Niacin بھی موجود ہیں۔

اور آپ جو گائے کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں۔ میں یہاں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوؤں کی کتب پر تنقید کیلئے موجود نہیں ہوں، بھائی نے ایک سوال پوچھا، اس کے جواب میں سچ بولنا میری مجبوری ہے۔

اگر آپ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ کہیں بھی گوشت کھانے سے منع نہیں کیا گیا۔ یہ مذہب گوشت کھانے کی اجازت دیتا ہے۔ اگر آپ صحیفے پڑھیں تو پتہ چلے کہ سادھو سند بڑا گوشت کھاتے تھے۔ بہت سے ہندوؤں نے دوسرے مذاہب سے اثر لے کر صرف سبزیاں اور دالیں وغیرہ کھانا شروع کیا۔ جن میں سب سے اوّل جین مت ہے۔ ہندو لوگ جین مت کے لوگوں کے فلسفے کے اثر میں آ گئے، کہ جانوروں کو نہ مارا جائے۔ اُنہوں نے ان کے اس طور طریقے اور فلسفہ کو قبول کر لیا ورنہ اسلام تو جانوروں کے حقوق کیلئے بھی ہے۔ میں ایک بھرپور تقریر صرف جانوروں کے حقوق پر کر سکتا ہوں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کہتا ہے کہ جانوروں پر زیادہ بوجھ مت ڈالو۔ اُن سے اچھا برتاؤ کرو اور اُنہیں بروقت کھانا دو۔ لیکن جب ضرورت ہو تو یہ تمہارے لئے کھانے کیلئے بھی بنائے گئے ہیں۔

اگر آپ تجزیہ کریں اُن مذاہب کا جو اس فلسفہ کو مانتے ہیں کہ آپ کو گوشت نہیں کھانا چاہیئے۔ یہ فلسفہ اس تصور کی بنیاد پر تھا کہ آپ کو جانوروں کو نہیں مارنا چاہیئے، کیونکہ وہ زندہ مخلوق ہیں۔ اسلئے گوشت کھانا ایک گناہ ہے۔

میں اُن سے اتفاق کرتا ہوں۔ اگر کوئی انسان اس دُنیا میں ایک زندہ مخلوق کو بغیر مارے ہوئے رہ سکتا ہے، تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا۔ ہندو مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عالمی بھائی چارہ یہ ہے کہ ہر زندہ مخلوق تمہارا بھائی ہے۔ ہر زندہ مخلوق!......بغیر لحاظ کیئے......چاہے وہ جانور ہو، چڑیا ہو یا کوئی کیڑا۔

میں آپ سے ایک آسان سا سوال پوچھتا ہوں۔ ایک انسان پانچ منٹ کیلئے بھی اپنے لاکھوں بھائیوں کو مارے ہوئے کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

جو میڈیکل سائنس سے تعلق رکھتے ہیں وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔ جب آپ سانس لیتے ہیں تو آپ لاکھوں جراثیم اپنے اندر لیتے ہیں۔ اور آپ اُنہیں مار رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ زندہ رہنے کیلئے اپنے بھائیوں کو مار رہے ہیں۔

اسلام میں عالمی بھائی چارہ یہ ہے کہ ہر انسان تمہارا بھائی ہے۔ عقیدے کا بھائی چارہ یہ ہے کہ ہر مسلمان تمہارا بھائی ہے۔ ہر زندہ مخلوق ہمارا بھائی ہرگز نہیں۔ لیکن ہمیں زندہ مخلوق کی حفاظت کرنی ہے، اُنہیں نقصان نہیں پہنچانا، بے وجہ اُنہیں تکلیف نہیں دینا چاہیئے۔ لیکن جب ضرورت ہو تو اُنہیں کھانے کیلئے لے سکتے ہو۔

اس لئے جب یہ فلسفہ کہتا ہے کہ گوشت کھانا ایک گناہ ہے کیونکہ تم زندہ مخلوق کو مارتے ہو۔ آج سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ پودے بھی زندگی رکھتے ہیں۔ کیا آپ یہ جانتے ہیں؟؟

ماضی میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ پودے بے جان ہیں لیکن آج یہ ایک مسلمہ اور عالمگیر حقیقت ہے کہ پودے بھی زندگی رکھتے ہیں۔

اسلئے جو یہ دلیل دیتے ہیں کہ زندہ مخلوق کو مارنا گناہ ہے، فیل ہو جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس لئے اَب وہ یہ دلیل بدلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو! پودے زندگی تو رکھتے ہیں لیکن وہ درد محسوس نہیں کر سکتے، اس لئے جانوروں کا قتل کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت پودوں کا قتل کرنے سے۔

آپ کو معلوم ہے کہ آج سائنس ترقی پر ہے۔ اور ہم جان چکے ہیں کہ پودے بھی درد محسوس کرتے ہیں۔ پودے رو بھی سکتے ہیں۔ پودے خوشی بھی محسوس کرتے ہیں۔ اسلئے جو یہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ درد محسوس نہیں کر سکتے، ناکام ہیں۔ ہاں پودوں کی چیخ و پکار کی آواز انسان نہیں سن سکتا۔ انسانی کان اس آواز کو نہیں سن سکتے جو قوتِ سماعت کی حدود یعنی ۲۰ ہرٹز سے بیس ہزار ہرٹز سے باہر ہو۔ کوئی آواز اس سے کم ہو یا زیادہ ہو تو انسانی کان اس کو سن ہی نہیں سکتے۔

مثال کے طور پر مالک کتے کی سیٹی بجاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کتے کی سیٹی؟؟ جسے خاموش سیٹی بھی کہا جاتا ہے۔ کتے چالیس ہزار فی سیکنڈ تک کی آواز سن سکتے ہیں۔ اسلئے جب مالک سیٹی بجاتا ہے تو کتے سیٹی کی آواز پر متوجہ ہوتے ہیں اور دوڑے چلے آتے ہیں جبکہ انسان نہیں سن سکتا۔ اسلئے اسے کتوں کی خاموش سیٹی کہا جاتا ہے۔

اس طرح انسان پودوں کے رونے کی آواز نہیں سن سکتے۔ لیکن روتے وہ بھی ہیں۔ درد وہ بھی محسوس کرتے ہیں۔

ایک شخص نے مجھ سے اِس پر کافی بحث کی، کہا:

"بھائی ذاکر! میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ پودے زندگی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں اور درد محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ پودوں کے پاس دو حِسّیں کم ہوتی ہیں۔ ان کے پاس تین حِسّیں ہوتی ہیں، جبکہ جانوروں کے پاس پانچ حِسّیں ہوتی ہیں۔ اسلئے جانوروں کو مارنا زیادہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت پودوں کے"۔

میں نے کہا:

بھائی! فرض کیجئے! آپ کا ایک چھوٹا بھائی ہے۔ جو پیدائشی بہرہ اور گونگا ہے۔ اُس کی دو حِسّیں کم ہیں۔ جب وہ بڑا ہوتا ہے اور اُس کو کوئی قتل کر دیتا ہے تو کیا آپ جج سے کہیں گے کہ جج صاحب! قاتل کو کم سزا دیں کیونکہ میرے بھائی کی دو حِسّیں کم تھیں۔ کیا آپ کہیں گے ایسا؟؟

آپ کہیں گے: جج صاحب!!! ......اسے کڑی سزا دیجئے! کیونکہ اس نے ایک ایسے شخص کو مارا جو نہایت معصوم تھا۔ (تالیاں)

تو اسلام دو حِسّیں یا تین حِسّیں کی دلیل کو نہیں مانتا۔ اسلام فرماتا ہے، قرآن کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 168 میں کہ

ترجمہ: "اچھی چیزوں کو کھاؤ جو ہم نے تمہارے لئے مہیا کیں"۔

مطلب جو اچھا اور جس کی اجازت ہے وہ آپ کھا سکتے ہیں۔ اور اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ دوسرے جانوروں اور انسانوں کے معاملے میں چوپایوں (مویشیوں) کی پیداوار انتہائی تیز ہے۔ اُن کی پیدائش بہت تیزی سے ہوتی ہے۔ اگر میں آپ سے اتفاق کرلوں کہ کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مویشی کو نہیں کھانا چاہیے تو ہماری دُنیا میں چوپایوں (مویشیوں) کی تعداد حدّ سے بڑھ جائے گی۔

اور جہاں تک گائے کی آبادی میں اضافے کا معاملہ ہے تو اس بارے میں مولانا عبدالکریم پاریکھ کی ایک کتاب ''گئو ہتھیا (گائے کو ذبح کرنے والے کا ذمہ دار کون؟)'' کو دیکھا جا سکتا ہے جس سے پتا چلے گا کہ گائے کے قتل کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ اس کتاب میں چمڑے کا کاروبار کرنے والے لوگوں کے بارے میں اعداد و شمار دیئے گئے ہیں جن کے مطابق اس کاروبار سے منسلک افراد مسلمان کم اور غیر مسلم زیادہ ہیں اور زیادہ تر جین مت کے لوگ ہیں۔ اس لئے جو گائے کے ذبح ہونے سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں وہ مسلمان نہیں بلکہ زیادہ تر غیر مسلم ہیں۔ تو اگر آپ تاریخ سے اچھی طرح واقف ہیں اور دلائل کو بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے بلکہ صحیح ہے کہ اچھی چیزوں کو کھاؤ جو حلال ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

ترجمہ: ''اے لوگوں! کھاؤ اس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ۔''

(سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۶۸)

اسی طرح اگر آپ چرنے والے جانوروں کے دانتوں کا تجزیہ کریں، جن میں گائے، بھیڑ اور بکری وغیرہ شامل ہیں، یہ صرف سبز پتوں والی خوراک اور سبزیاں کھاتے ہیں۔ ان جانوروں کے دانت چپٹے ہوتے ہیں، اور دانتوں کی ترتیب بالکل ایک جیسی ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ نے تجزیہ کیا ہو گوشت خور جانوروں کے دانتوں کی ترتیب کا جن میں ببر شیر، چیتا شامل ہیں، ان کے دانت تیز اور نوک دار ہوتے ہیں۔
یہ صرف گوشت کھا سکتے ہیں۔
اَب آیئے انسان کے دانتوں کی ترتیب کی طرف۔
کبھی آئینے کے سامنے جا کر اپنے دانتوں کا تجزیہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ہمارے دانت نوک دار بھی ہیں اور چپٹے بھی۔
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ ہم صرف اور صرف سبزیاں کھائیں تو اُس نے ہمیں یہ نوک دار دانت کیوں دیئے؟؟ کس لئے؟؟
گوشت کھانے کیلیئے!!
(تالیاں)
اگر آپ چَرنے والے جانوروں کے ہاضمے کے نظام کا تجزیہ کریں، جن میں گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ شامل ہیں۔ اُن کے ہاضمے کا نظام صرف سبزیاں ہضم کر سکتا ہے۔
گوشت خور جانوروں کے ہاضمے کا نظام صرف گوشت ہی ہضم کر سکتا ہے۔
انسانوں کے ہاضمے کا نظام سبزی اور گوشت دونوں کو ہضم کر سکتا ہے۔
اگر اللہ رَبُّ العزت چاہتا کہ ہم صرف سبزیاں کھائیں تو اُس نے ہمیں ہاضمے کا ایسا نظام کیوں دیا جو سبزیوں اور گوشت دونوں کو ہضم کر سکتا ہے۔
اس لئے سائنس کے مطابق اگر آپ تجزیہ کریں۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہم سبزی اور گوشت دونوں کھائیں۔
اُمید ہے کہ سوال کا جواب ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: نہ ہی برا ہے وید اور شاستر اور نہ ہی قرآن برا ہے
بنا سمجھی باتیں، اور بے سمجھا ویکھیان برا ہے
سمجھو تم اپنی باتیں، اور سب کا دھیان برا ہے
اپنے اپنے حساب سے سوچو، کہ اُس پربھو کا سامان نہیں برا ہے

عالمی بھائی چارے کے موضوع پر جہاں بھی کوئی باتیں ہونی چاہئیں وہاں پر مذہب کی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ مذہب سے اُوپر اُٹھ کر بات ہونی چاہیے۔ کیونکہ مذہب سے اوپر اُٹھنا ہی اُس اللہ کو پانا ہے۔ اور پہلے آپ لفظ God کا مطلب سمجھئے! ......کہ God کا مطلب کیا ہے۔ God، Godess کچھ نہیں ہوتا۔ قدرت کے تین حصے ہیں...... جی او ڈی G ہے God کا مطلب Generator، O کا مطلب Operator، D کا مطلب ہے Destroyer یہ قدرت ہمیں پیدا کر رہی ہے، قدرت ہمیں چلا رہی ہے، قدرت ہمیں مٹا رہی ہے۔ ہمیں پیدا کیا جا رہا ہے، ہمیں چلایا جا رہا ہے، ہمیں مٹایا جا رہا ہے۔ اس میں God اور Godess کا کچھ بھی مطلب نہیں۔ اور God کا اصلی مطلب کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ God سے اوپر ہے، پروردگار God سے اوپر ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہت شکریہ!

بھائی نے میری تقریر بہت مختصر انداز میں بیان کی ہے۔ اُنہوں نے صحیح کہا کہ دیوی دیوتا کوئی نہیں ہے۔ میں نے بھی اِسی کی تشریح کی۔ اُنہوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندی میں سمجھانے کی کوشش کی کہ کوئی دیوی نہیں کوئی دیوتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ میں بھائی سے اتفاق کرتا ہوں۔ اُن کا شکریہ!

اور اُنہوں نے ٹھیک کہا کہ مختلف مذاہب نہیں ہونے چاہئیں اور میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ مختلف مذاہب ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ قرآن فرماتا ہے:

ترجمہ: ''بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے، اور جنہیں کتاب دی گئی (اہل کتاب) نے اختلاف نہیں کیا، مگر اس کے بعد جبکہ ان کے پاس آ گیا علم، آپس کی ضد سے، اور جو اللہ کے حکموں کا انکار کرے تو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے''۔

(سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 19)

اگر آپ مذہب کے اندر آپس میں لڑیں گے تو اختلافات ہونا یقینی بات ہے۔ اور اختلافات ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

مذہب صرف ایک ہونا چاہیے اور وہ یہ کہ اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کو سونپ دینا۔ اگر آپ اس پر یقین رکھتے ہیں تو بھائی چارہ ضرور ہوگا۔ اور اگر یقین نہیں رکھتے تو اختلافات یقینی ہیں۔

سوال: ذاکر بھائی! میرا نام پروفیسر ڈیورے ہے۔ میرا سوال نہایت آسان ہے۔

میں نے کبھی کسی مذہب کو نہیں پڑھا ہے۔ میں مذہب پر یقین ہی نہیں رکھتا اور میرا آسان سوال یہ ہے کہ کیا آپ الگ الگ مذاہب کے وجود مانتے ہیں؟ اور کیا الگ الگ مذاہب کا ہونا ضروری ہے؟ کیونکہ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی تقریر میں کہا کہ اللہ خدائے برتر نے دُنیا کے تمام لوگوں کو پیدا کیا اور مختلف مذاہب اور علاقوں میں بانٹ دیا۔ اسلئے کہ اُنہیں آپس میں لڑنا نہیں چاہئے، بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے۔ کیا آپ ہمارے سامنے صلیبی جنگ کی وضاحت فرمائیں گے؟

اور مہربانی فرما کر آپ اسلام اور ہندو مذہب کے بیچ کا فرق بتلائیں گے؟

آپ نے کہا کہ یہ ہندوازم ہے اور یہ مذہب اسلام ہے۔ آپ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ ہندوازم ایک مذہب ہے۔ آپ نے ہندوازم اور اسلام کے بیچ فرق بتایا تھا کہ ہندو ''ہر چیز کو خدا مانتے ہیں'' جبکہ مسلم ''ہر چیز خدا کی مانتے ہیں''۔ اگر ہر چیز خدا ''کی'' ہے تو پھر اتنے قتل کیوں ہوتے ہیں؟ چاہے وہ ہندوستان میں، چاہے ساری دُنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے ایک بہت اچھا سوال کیا۔ اِنہوں نے کہا کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ خدائے برتر نے دُنیا کے تمام لوگوں کو پیدا کیا اور مختلف مذاہب میں بانٹ دیا۔

بھائی میں نے کہیں بھی ایسا کچھ نہیں کہا کہ خدائے برتر نے لوگوں کو مختلف مذاہب میں بانٹ دیا۔ یہ ریکارڈ میں موجود ہے، آپ ریکارڈنگ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ میں نے کہیں بھی ''مختلف مذاہب میں'' نہیں کہا۔ میں نے کہا ''مختلف ممالک میں''، ''مختلف نسلوں میں''، ''مختلف رنگوں میں'' نہ کہ ''مختلف مذاہب میں''۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مذہب صرف ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف مذاہب میں کبھی نہیں بانٹتا، مذہب صرف ایک ہے۔ مختلف ملکوں، رنگوں اور زبانوں میں صرف اس لئے بانٹا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، نہ کہ آپس میں لڑو۔

آپ کی مذہب والی بات ٹھیک نہیں باقی باتیں ٹھیک ہیں۔

آپ نے ایک اور سوال کیا کہ میں نے کبھی اپنی تقریر میں ہندوازم ایک مذہب ہونے کا نہیں کہا۔ میں ایک بار پھر آپ سے اتفاق نہیں کرتا۔

میں نے کہا کہ آکسفورڈ ڈکشنری میں مذہب کا مطلب لکھا ہے ''خدا پر یقین رکھنا''۔ ہندوازم کو سمجھنے کیلئے آپ کو خدا کے تصور کو سمجھنا ہوگا۔ عیسائیت کے مذہب کو سمجھنے کیلئے آپ کو عیسائیت میں خدا کے تصور کو سمجھنا ہوگا۔ مذہبِ اسلام کو سمجھنے کیلئے آپ کو اسلام میں خدا کے تصور کو سمجھنا ہو گا۔ میں نے یہی سب کہا۔

جہاں تک بات ہے کہ اختلاف کس نے پیدا کئے؟

خدائے برتر نے نہیں!

اللہ رَبُّ العزت صاف طور پر سورۃ الانعام میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''جو کوئی مذہب کو فرقوں میں بانٹے گا، اللہ کو اُس سے کچھ لینا دینا نہیں''۔

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر 159)

آپ مذہب کو نہیں بانٹ سکتے۔ جو بھی کوئی ایسا کرتا ہے وہ سراسر غلطی پر ہے۔

آپ نے مجھ سے پوچھا کہ لوگ ایک دوسرے کا قتل کیوں کر رہے ہیں؟

یہ آپ کو اُن سے پوچھنا ہے جو ایسا کر رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً اُستاد کی حیثیت سے آپ شاگرد سے کہتے ہیں کہ نقل مت کرو۔ اور پھر بھی وہ نقل کرتے ہیں۔ تو کون ذمہ دار ہے؟ اُستاد یا شاگرد؟؟

ظاہری سی بات ہے، شاگرد!!

یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ تم جو چاہے کر سکتے ہو، میں نے تمہاری آخری اور فیصلہ کن راہنمائی کی ہے۔ آخری اور فیصلہ کن راہنمائی ہے ''قرآنِ عظیم''۔

اور اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اگر کوئی کسی انسان کو بلاوجہ قتل کرتا ہے اور وہ مقتول زمین پر فساد نہیں پھیلا رہا تھا تو یہ ایسا ہی ہے گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور اگر کوئی کسی انسان کی جان بچاتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے پوری قوم کو بچالیا ہو''۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 32)

تو اللہ تعالیٰ ہرگز ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو ایک دوسرے کو قتل کریں۔ لیکن اگر انسان عمل نہیں کرنا چاہتا تو کون ذمہ دار ہے؟؟

انسان!!......ظاہری بات ہے۔

اسلئے قرآنِ پاک فرماتا ہے:

ترجمہ: ''وہ جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو، تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون ہے عمل میں سب سے بہتر اور وہ غالب بخشنے والا ہے''۔

(سورۃ ملک، سورۃ نمبر 67، آیت نمبر 2)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ نے زندگی اور موت پیدا کی آزمانے کیلئے کہ تم میں کون اچھا ہے۔
قرآن فرماتا ہے کہ اللہ چاہتا تو سب کو ایمان والا بنا دیتا لیکن تب آزمائش کہاں ہوتی ؟؟

اگر اُستاد چاہے تو آسانی سے سارے طلباء کو پاس کرسکتا ہے۔ چاہے کوئی طالب علم فیل ہی کیوں نہ ہو۔ اُستاد ایسا کرسکتا ہے۔ مگر ایسا کرنا اُس کیلئے غلط ہوگا۔ تب طلباء کو اختیار کہاں رہا۔ اگر وہ امتحان سے گزر رہے ہیں اور اگر کوئی صحیح جواب نہیں دیتا اور اس کے باوجود اُستاد اُسے پاس کردیتا ہے تو وہ شخص جس نے انتہائی محنت کی ہے، اعتراض کرے گا کہ میں نے امتحان کیلئے انتھک محنت کی اور یہ شخص نقل کر رہا ہے اور دھوکا دے رہا ہے، اور غلط جواب لکھتا ہے اور پاس ہو جاتا ہے۔ اور جب اگلے Batch میں طالب علم یہ جان لیں گے کہ اُستاد ہر ایک کو پاس کرتا ہے بغیر یہ امتیاز کئے کہ وہ صحیح جواب دیتا ہے یا غلط، تو ہر طالب علم پڑھائی کرنا چھوڑ دے گا۔ تب آپ ڈگری پا سکتے ہیں۔ میڈیکل کی ڈگری۔ لیکن ڈاکٹر جب میڈیکل میں پاس ہو جاتا ہے، جب وہ باہر آتا ہے تو لوگوں کو اچھا نہیں کرے گا۔ وہ تو لوگوں کو مارے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ہدایت کی ہے کہ کسی کا قتل مت کرو، کسی کو نقصان مت پہنچاؤ، لوگوں اور اپنے پڑوسیوں سے محبت کرو اور وہ سب جو میں نے اپنی تقریر میں کہا۔

اگر لوگ ایسا نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ قرآن کو نہیں مانتے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ چاہیے کوئی امریکہ میں ہو، پاکستان میں ہو،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں ہو، چاہے دُنیا کے کسی بھی کونے میں ہو، لوگ نام سے پکار کر اپنے آپ کو ''مسلمان'' کہہ سکتے ہیں، عبداللہ، ذاکر، عثمان، عمر، آپ کو جنت کا ٹکٹ نہیں مل جاتا۔ اپنے آپ کو ''مسلمان'' کہہ دینے سے آپ مسلم نہیں ہو جاتے۔ مسلم ایک لیبل نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر میں کہتا ہوں کہ میں مسلم ہوں۔ مسلم کا مطلب وہ شخص جو اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کو سونپ دیتا ہے۔ ایک شخص ذاکر، عبداللہ یا عثمان نام رکھنے سے مسلمان نہیں ہو جاتا۔ یہ لوگ اگر باعمل ہیں اور اپنی مرضی اللہ کو سونپتے ہیں تو یہ مسلم ہیں۔ اپنے آپ کو مسلم کہنے والے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کچھ لوگ ہیں جو ''زبانی'' مسلم ہیں۔ اس لئے اگر لوگ قتل کر رہے ہیں تو وہ قرآن کی ہدایت پر عمل نہیں کر رہے۔ اگر وہ قرآن کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں تو ساری دُنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔

اُمید ہے کہ یہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: (پروفیسر ڈیورے)......تو ذاکر بھائی! اگر ایک ہندو قرآن کے اصولوں کو مانتا ہے جو بہت سی ہندو کتابوں کے اصولوں سے ملتے جلتے ہیں، تو کیا ایک ہندو اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے یا پھر دوسری طرف کیا ایک مسلمان اپنے آپ کو ہندو کہہ سکتا ہے؟ کیونکہ آپ کی تقریر کا صحیح موضوع ''عالمی بھائی چارہ'' ہے۔ میں نے ڈاکٹر ویاس کی باتوں کو اچھی طرح سے سمجھا اور سنا، جب اُنہوں نے اپنا سوال پوچھا۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہت اچھا سوال!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ واضح سوال پوچھتے تو میں بہتر طریقے سے جواب دے سکتا۔

بھائی نے جو سوال پوچھا ہے کہ قرآن میں دیئے گئے اصولوں اور ہندوازم پر عمل کرنے والے ہندو کو کیا مسلم کہا جا سکتا ہے؟ اور ایسے ہی کیا مسلم کو ہندو کہا جا سکتا ہے؟

آیئے! ہم لفظ ''مسلم'' اور ''ہندو'' کی تعریف سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ مسلم وہ شخص ہے جو اپنی مرضی اللہ رَبُّ العزت کے حوالے کر دیتا ہے۔ لفظ ''ہندو'' کی کیا تعریف ہے؟...... کیا آپ جانتے ہیں؟

ہندو جغرافیائی تعریف ہے کہ کوئی بھی جو ہندوستان میں رہتا ہے، انڈس وادی کی تہذیب کے اِس حصے میں رہنے والا کوئی بھی شخص ''ہندو'' کہلائے گا۔ تعریف کے حساب سے میں بھی ایک ہندو ہوں۔ کیا آپ یہ جانتے ہیں؟

یہ ہندو جغرافیائی تعریف ہے۔ آپ یہ کسی سے بھی پوچھ لیں۔

سوامی ویویک آنند کے مطابق ''ہندو'' ایک غلط دیا ہوا نام ہے۔ جغرافیائی طور پر میں ایک ہندوستانی ہوں۔ میں ایک ہندو ہوں۔ لیکن سوامی ویویک آنند نے کہا کہ اُنہیں ''ویدانتیست'' (Vedantist) کہا جانا چاہیے، اُنہیں ہندو نہیں کہنا چاہیے۔

اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ میں جغرافیائی طور پر ہندو ہوں؟ تو میں کہوں گا کہ ہاں! میں جغرافیائی طور پر ہندو ہوں۔ لیکن اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ میں ویدانتیست ہوں؟ ''ویداس'' پر عمل کرتا ہوں؟

میں نے کہا تھا کہ ''ویداس'' کے وہ حصے جو قرآنِ حکیم سے ملتے ہیں، تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اُن پر عمل کرنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ مثلاً اللہ ایک ہے۔ اگر آپ کہیں کہ میں اُس خدائے برتر پر یقین رکھتا ہوں جس نے برہمن کو سر سے پیدا کیا جو کہ ایک الگ ذات ہے، جو بڑی ذات ہے۔ کھتریوں کو سینے سے پیدا کیا۔ وحشیوں کو رانوں سے اور شودروں کو پیروں سے پیدا کیا۔

یہ سب ویدوں میں لکھا ہے، میں سب کچھ حوالوں سے کہہ چکا ہوں۔ یہاں ویدوں کے کئی عالم بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کسی سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ نہیں مانتے تو یہ آپ کی اُلجھن ہے۔

میں اِس تصور سے بالکل بھی اتفاق نہیں کرتا۔

میں جغرافیائی لحاظ سے ہندو ہوں۔ ایسے ہی جیسے کوئی امریکہ میں رہنے والا امریکی، پاکستان میں رہنے والا پاکستانی، چین میں رہنے والا چینی۔

لیکن چونکہ میں ہندوستان میں رہتا ہوں اور اگر آپ پوچھیں کہ میں مسلم ہوسکتا ہوں؟ تو میں کہوں گا ''ہاں''۔ یقیناً ایک شخص مسلم ہندو ہوسکتا ہے۔

اگر کوئی مسلمان ہندوستان میں رہتا ہے تو وہ ایک ہندو ہوسکتا ہے۔ ایسے ہی کوئی خود کو ہندو کہنے والا اگر امریکہ میں رہتا ہے تو ہندو نہیں کہہ سکتا۔ وہ ایک امریکی ہے، اپنے آپ کو امریکی کہلائے گا۔

تو ہندوازم کو عالمی مذہب نہیں کہا جاسکتا۔ عالموں کے مطابق ہندو صرف انڈیا کا ایک مذہب ہے۔ اور ایک مذہب نہیں بلکہ جغرافیائی تعریف ہے۔

سوامی ویویک آنند جو ایک بڑے عالم ہیں، اُنہوں نے کہا کہ ہندوازم ایک ''مشنوما'' (Misnoma) ہے۔ آپ مشنوما جانتے ہیں؟ مشنوما یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط دیا ہوا مطلب ہے۔ اُنہیں ویدانتیست کہا جانا چاہیے۔ تو اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ میں ہندو ہوں؟ تو اگر انڈیا میں رہنے والا ہر ایک شخص ہندو ہے تو میں بھی ہندو ہوں!

لیکن اگر آپ کہتے ہیں کہ ہندو ایک شخص ہے جو پوجتا ہے، کئی شکلوں والے بتوں کو، جو سر اور ہاتھ وغیرہ رکھتے ہیں، تب میں ہندو نہیں ہوں۔

لیکن اگر آپ جغرافیائی تعریف سے مجھے ہندو کہیں گے تو میں میں کہوں گا کہ ہاں! میں ہندو ہوں۔

اسی طرح سے کیا ایک ہندو مسلم ہو سکتا ہے؟

ہاں!......ایک ہندو ایک مسلم ہو سکتا ہے!

لیکن اگر وہ ہندو بتوں کو پوجتا ہے تو وہ قطعی مسلم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآنِ پاک سورۃ النساء میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ”بیشک اللہ (اس کو) نہیں بخشتا جو اس کا شریک ٹھہرائے، اور اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا پس اس نے بڑا گناہ (بہتان) باندھا“۔

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 48)

ترجمہ: ”بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اور بخش دے گا اس کے سوا جس کو چاہے، اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا، سو وہ گمراہ ہوا، گمراہی میں بہت دُور کی“۔

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 116)

اس لئے جغرافیائی لحاظ سے ہندوستان میں رہنے والا ہندو ایک مسلم ہو سکتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، لیکن اگر وہ جغرافیائی ہندو کسی حکم کو توڑتا ہے، یعنی اللہ کے تصور کی بنیاد اور نبی کریم ﷺ پر یقین نہیں رکھتا تو وہ ایک مسلم نہیں ہو سکتا۔ کوئی بھی مسلم جو قرآن پر عمل کرتا ہے اور ہندوستان میں رہتا ہے وہ ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔

اُمید ہے کہ یہ بات آپ کیلئے واضح ہو چکی ہے۔

سوال: (پرچی پر لکھ کر دیا گیا سوال:) میرا نام مہتا ہے۔ جناب ذاکر صاحب! زیادہ تر مسلم بنیاد پرست (Fundamentalist) کیوں ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا کہ زیادہ تر مسلمان بنیاد پرست کیوں ہیں؟ سوال پوچھا گیا ہے، میں جواب دیتا ہوں۔ اگر آپ کو پسند آئے، آپ مانئے اگر نہ پسند آئے تو مت مانئے۔

قرآن مجید سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، بیشک ہدایت سے گمراہی جدا ہو گئی، پس جو گمراہ کرنے والے کو نہ مانے، اور اللہ پر ایمان لائے، پس تحقیق اس نے حلقہ کو مضبوطی سے تھام لیا، ٹوٹنا نہیں اس کو، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

(سورۃ البقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 256)

میرا فرض آپ تک سچ پہنچانا ہے۔ اگر آپ کو پسند آئے، آپ مانئے، نہیں پسند آتا تو ٹھکرا دیجئے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔

بھائی مہتا نے جو سوال پوچھا کہ زیادہ تر مسلمان بنیاد پرست کیوں ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دہشت گرد کیوں ہیں؟

کیا معنی ہیں لفظ Fundamentalist کے؟

Fundamentalist وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے عقیدے یا نظریے کی بنیادی باتوں سے مکمل طور پر وابستہ ہو اور ان پر عمل کرتا ہو۔ اگر کوئی شخص اچھا ڈاکٹر بننا چاہتا ہے تو اسے میڈیکل کی بنیادی باتوں کا علم ہونا چاہیے اور اسے ان پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیے۔ اسی طرح ایک اچھے ریاضی دان کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ ریاضی کی بنیادی باتوں سے واقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں ایک ڈاکٹر کو طب میں اور ایک ریاضی دان کو ریاضی کے شعبے میں Fundamentalist یا بنیاد پرست ہونا چاہیے۔ بالکل اسی طرح ایک سائنسدان کو سائنس کی مکمل معلومات ہونا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ اسے سائنس کے بارے میں بنیاد پرست ہونا چاہیے۔ اسی طرح دین کے بارے میں بھی ایک شخص کو بنیاد پرست ہونا چاہیے۔ اصل میں تمام بنیاد پرست ایک جیسے نہیں ہوتے اور نہ ان کو ایک جیسا کہا جاسکتا ہے۔ بنیاد پرستوں کو اچھے یا برے گروپس میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ کسی کا بنیاد پرست ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ اس گروہ کی سرگرمیاں کون سی ہیں جن کی بنیاد پر وہ بنیاد پرستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ آپ سب کو ایک کٹہرے میں کھڑا نہیں کر سکتے۔ ایک بنیاد پرست اچھا انسان بھی ہوسکتا ہے اور نہیں بھی۔ ایک بنیاد پرست ڈاکو یا چور اپنے شعبے میں بنیاد پرست ہوتا ہے جو لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث بنتا ہے، اس لئے اسے ناپسند کیا جاتا ہے جبکہ اس کے برخلاف ایک بنیاد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرست ڈاکٹر انسانوں کیلئے کافی کارآمد ہوتا ہے اور قابلِ احترام بھی۔ تو آپ ایک ہی برش سے سارے بنیاد پرستوں کو نہیں رنگ سکتے۔

مجھے فخر ہے کہ میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہوں اور الحمدللہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور ہر مسلمان کو فخر کے ساتھ بنیاد پرست ہونا چاہیۓ۔ کسی بھی مسلمان کو بنیاد پرست ہونے پر کسی قسم کی شرمندگی کا احساس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول نہ صرف انسانیت بلکہ ساری دُنیا کیلئے مفید ہیں۔ اسلام کا کوئی ایک بھی بنیادی اصول ایسا نہیں ہے جو انسانوں کیلئے فائدہ مند نہ ہو یا اس سے ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔

اسی طرح ایک ہندو کو اچھا ہندو بننے کیلئے بنیاد پرست ہونا چاہیۓ ورنہ وہ اچھا ہندو نہیں ہوگا۔ ہر عیسائی کو ایک اچھا عیسائی ہونے کیلئے بنیاد پرست ہونا چاہیۓ ورنہ وہ ایک اچھا عیسائی نہیں بن پائے گا۔

بہت سے لوگ اسلام کے بارے میں غلط نظریات رکھتے ہیں اور ان کے بقول اسلام کی بہت سی معلومات صحیح نہیں اور یہ انصاف پر بھی مبنی نہیں ہیں۔ جیسا کہ بھائی نے سوال کیا کہ گائے کا گوشت کھانا غلط ہے تو میں نے اُن کی یہ غلط فہمی دُور کی۔ ایسی بہت سی سوچیں اسلام کے بارے میں غلط اور نامکمل معلومات کی وجہ سے ہیں۔ اگر کوئی شخص کھلے دل و دماغ سے اسلام کی تعلیمات کا جائزہ لے تو اس حقیقت کو قبول کئے بغیر نہیں رہے گا کہ اسلام انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے مفید ہے اور اسلام کی کوئی ایک بھی تعلیم ایسی نہیں ہے جو انسانیت اور سماج کے خلاف جاتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ میں کسی کو بھی چیلنج کرتا ہوں، صرف یہاں بیٹھے لوگوں کو ہی نہیں بلکہ ساری دُنیا کے لوگوں کو...... کہ کوئی مجھے اسلام کی ایک بھی ایسی تعلیم بتائے جو انسانیت اور سماج کے خلاف ہو!!!! ...... کچھ لوگوں کو برا لگ سکتا ہے لیکن کلی طور پر اسلام کی تعلیمات عالمی بھائی چارے کیلئے بہترین ہیں۔

تو مجھے Fundamentalist ہونے پر گرو (فخر) ہے۔ اور ہر مسلمان کو ہونا چاہیے۔

اگر آپ Fundamentalist کی تعریف پڑھیں۔

Websters کی ڈکشنری کے مطابق Fundamentalism ایک تحریک تھی جو بیسویں صدی کے شروع میں امریکہ کے پروٹسٹنٹز (عیسائیوں کے ایک گروہ) نے شروع کی۔ یہ تحریک جدیدیت کے خلاف ردِعمل تھا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ نہ صرف عقائد اور اخلاق بلکہ تاریخی ریکارڈ کے حوالے سے بائبل کے غلطیوں سے پاک ہونے پر بھی زور دیتے تھے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ بائبل کا متن ہو بہو خدا کے الفاظ ہیں۔ تو ''بنیاد پرستی'' ایک ایسی اصطلاح ہے جو سب سے پہلے اس عیسائیوں کے گروہ نے استعمال کی تھی جو اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ بائبل حرف بہ حرف خدا کا کلام ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی یا غلطی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ثابت کرتا ہے کہ بائبل حرف بہ حرف خدا کا کلام ہے، تب یہ تحریک اچھی ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ ثابت کرتا ہے کہ بائبل کا ہر لفظ خدا کا کلام نہیں ہے، تب یہ تحریک اچھی تحریک نہیں رہے گی۔

اگر آپ آکسفورڈ ڈکشنری کا مطالعہ کریں، اس میں کیا معنی دیئے گئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لفظ Fundamentalist کے؟

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق لفظ Fundamentalist کے معنی ہیں ''کسی مذہب کے پرانے قوانین کو سختی کے ساتھ ماننا، خاص طور پر اسلام ''۔ یہ لوگ لکھتے ہیں ''خاص طور پر اسلام''۔ یہ الفاظ موجود ہیں آکسفورڈ ڈکشنری میں، آپ آکسفورڈ کے نئے ایڈیشن میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب آپ Fundamentalist صرف اسلام کے بارے میں سوچتے ہیں۔ کیوں؟...... میڈیا لوگوں پر حملہ کر رہا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں؟ ...... مسلم ہی Fundamentalist ہیں، بنیاد پرست ہیں، دہشت گرد ہیں۔ جب بھی آپ Fundamentalist کے بارے میں سوچتے ہیں، فوراً ہی آپ کے دماغ میں ''مسلم'' آتا ہے۔ لفظ Terrorist کو سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ لفظ Terrorist کے کیا معنی ہیں؟

ایک Terrorist وہ شخص ہے جو خوف پھیلاتا ہے۔ جو Terror پھیلاتا ہے۔ اور کسی وقت امن قائم کرنے کیلئے آپ کو Terror کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جب ایک چور پولیس کو دیکھتا ہے وہ خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ تو چور کیلئے پولیس Terrorist ہے۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں یا غلط؟؟ ......میں اُردو بول رہا ہوں!!...... میں لفظوں سے نہیں کھیل رہا!!! ......Terrorist ایک شخص ہے جو خوف پھیلاتا ہے اسی لئے چور کیلئے، مجرم کیلئے، غلط لوگوں کیلئے پولیس Terrorist ہے۔ اس اعتبار سے ہر مسلمان کو Terrorist ہونا چاہیے۔ ''اِس'' اعتبار سے!!! ...... اُسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Terrorist سماج مخالف لوگوں کیلئے کے Terorist ہونا چاہیئے۔
اسی لئے جب کوئی سماج مخالف شخص کسی مسلم کو دیکھے تو اُسے خوفزدہ ہونا چاہیئے۔ کوئی چور ایک مسلم کو دیکھے اُسے خوفزدہ ہونا چاہیئے۔ کوئی زانی ایک مسلم کو دیکھے تو اُسے ڈرنا چاہیئے۔

میں جانتا ہوں کہ عام طور پر جو آجکل لفظ Terrorist استعمال ہو رہا ہے وہ جو معصوم لوگوں کو ڈراتا اور مارتا ہے۔ ''اِس'' اعتبار سے کسی بھی مسلمان کو دہشت گرد (Terrorist) نہیں ہونا چاہیئے۔ کسی بھی مسلمان کو معصوم لوگوں کا قتل نہیں کرنا چاہیئے۔

مگر جہاں پر سماج مخالف لوگوں کی بات ہو، جہاں چوروں کی بات ہو، مجرموں کی بات ہو، ڈاکوؤں کی بات ہو، زانیوں کی بات ہو، جیسے پولیس مجرموں کیلئے دہشت گرد ہے ویسے ہی مسلمانوں کو بھی مجرموں کیلئے دہشت گرد ہونا چاہیئے۔

اگر آپ تجزیہ کریں کہ اکثر ایک شخص کو اس کے ایک ہی عمل کو دو الگ الگ لیبل دیئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ جانتے ہیں، جب ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی، تب بہت سے لوگ ہندوستان کی آزادی کیلئے لڑے۔ انگریزوں نے اُنہیں Terrorist پکارا۔ لیکن ہندوستانیوں نے، Indian Fighters نے اُنہی لوگوں کو ''دیش بھگت'' پکارا۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں یا غلط؟؟...... وہ ملک کی آزادی کیلئے لڑے۔ وہی لوگ، وہی عمل...... لیکن دو الگ لیبلز۔ انگریزوں نے اُنہیں Terrorist پکارا جبکہ ہندوستانیوں نے اُنہیں ''دیش بھگت''...... ''وطن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرست'' کہا۔

تو سامعین!......اس سے قبل کہ آپ کوئی لیبل دیں، آپ کو پہلے تجزیہ کرنا چاہئے کہ آپ کس نظریے کے طرفدار ہیں۔ اگر آپ انگریز کے نظریے سے اتفاق کرتے ہیں کہ انگریز سرکار کو انڈیا پر حکومت کرنے کا حق تھا تب آپ واقعی ان لوگوں کو Terrorist پکار سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ ہندوستانی عوام سے اتفاق کرتے ہیں کہ انگریز یہاں کاروبار کرنے آئے تھے اور اُنہوں نے غیر قانونی طور پر ہمارے اوپر حکومت شروع کر دی تو آپ اِن لوگوں کو ''مجاہدینِ آزادی'' اور ''دیش بھگت'' جیسے القابات سے نوازیں گے۔

کسی خاص شخص کو کوئی بھی لیبل دینے سے قبل تجزیہ کرنا چاہئے کہ آپ کونسا نظریہ رکھتے ہیں۔ اُنہی لوگوں کو دو مختلف لوگوں سے دو الگ نظریے مل سکتے ہیں۔ اُس حوالے سے میں کہوں گا کہ ہر مسلمان کو بنیاد پرست ہونا چاہئے۔

لفظ اسلام ''سلام'' سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ''سلامتی''۔ یہ امن و سلامتی کا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو دنیا میں امن و امان قائم کرنے اور اس کو فروغ دینے کی تلقین کرتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو بنیاد پرست ہونا چاہیے۔ اس کو دین اسلام کے بنیادی اصولوں پر عمل کرنا چاہیے اور اسے سماج دُشمن عناصر کے لیے دہشت گرد ہونا چاہیے، اسی سے معاشرے میں امن و امان اور عدل و انصاف کا بول بالا ہوگا۔

اُمید ہے کہ یہ سوال کا جواب ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: میرا نام پروفیسر ڈیورے ہے۔ بھیونڈی کالج میں پڑھاتا ہوں۔
ہر مذہب زندگی کی ایک اعلیٰ سائنس ہے۔ جہاں تک مذہب کے اصولوں کا تعلق ہے تو کچھ بھی غلط نہیں ہے۔ مگر اصولوں کو بیان کرنا الگ بات ہے اور ان اصولوں پر عمل کرانا ایک الگ بات ہے۔
زیادہ تر دیکھا گیا ہے کہ مذہبوں کے ٹکراؤ کی وجہ سے خون بہا ہے۔ تو غلطی کہاں پر ہے؟ میرا مطلب آپ کا اس بارے میں کیا نظریہ ہے؟ آپ کیسے مذہب کے اصولوں میں صلح کرائیں گے اور یہ جو مذہب کی وجہ سے آپس میں اختلافات پیدا ہوئے ہیں، اس خاص پہلو پر آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

پروفیسر نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ تمام مذاہب بنیادی طور پر اچھی تعلیمات دیتے ہیں لیکن عمل الگ الگ ہوسکتا ہے اور آجکل سب لوگ مذہب کے نام پر لڑ رہے ہیں۔ آپ اس مسئلے کو کیسے حل کر سکتے ہیں؟
کچھ حصے کا جواب میں اپنی تقریر میں پہلے دے چکا ہوں۔ اور میں نے کہا تھا کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ہمیں کسی بھی انسان کو قتل نہیں کرنا چاہئے۔
سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 32 میں ہے کہ

ترجمہ: ''اگر کوئی کسی انسان کو بلاوجہ قتل کرتا ہے اور وہ مقتول زمین پر فساد نہیں پھیلا رہا تھا تو یہ ایسا ہی ہے گویا اس نے تمام انسانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قتل کر دیا اور اگر کوئی کسی انسان کی جان بچاتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے پوری قوم کو بچا لیا ہو"۔

یہ اختلافات ختم کرنا کیسے ممکن ہے؟

جیسا کہ میں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 64 میں ہے:

ترجمہ: "اے محمد ﷺ! ان اہلِ کتاب سے کہو کہ آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رَبّ نہ بنائے، اگر وہ اس بات سے انکار کریں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔"

فرض کریں اگر آپ کے پاس 10 پوائنٹس ہیں اور میرے پاس بھی 10 پوائنٹس ہیں۔ اگر اُن 10 پوائنٹس میں سے 5 پوائنٹس ایک جیسے ہیں اور 5 الگ الگ ہیں، تو کم سے کم میں اُن 5 پوائنٹس پر ضرور اتفاق کروں گا جو ایک جیسے ہیں۔ اختلافات پر تو ہم بعد میں آئیں گے۔ قرآن فرماتا ہے کہ ایک جیسی باتوں کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں۔ پہلی بات کہ ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یعنی ہم اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔

آپ نے صحیح فرمایا کہ یہ اختلافات کیسے ختم کئے جائیں؟ اور میں نے آپ کو یہ حل پیش کیا کہ پہلے ایک جیسی باتوں کی طرف آؤ۔ لیکن یہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور کرنے والی بات یہ ہے کہ بہت سے مذہبی لوگ خود یہ نہیں جانتے کہ اُن کی مذہبی کتاب کیا کہتی ہے۔ یہ بھی ایک پریشانی کا باعث ہے۔ بہت سے مسلمان یہ نہیں جانتے کہ قرآن اور صحیح حدیث کیا کہتی ہے۔ بہت سے ہندو نہیں جانتے کہ ہندو صحیفے کیا کہتے ہیں۔ بہت سے عیسائی اور یہودی نہیں جانتے کہ بائبل کیا کہتی ہے۔ ان سب کا کون ذمہ دار ہے؟ ......ظاہری سی بات ہے ''ماننے والے''۔ اپنے اپنے مذہب کے پیروکار ذمہ دار ہیں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلے اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرو۔ اختلافی نقطوں پر ہم بعد میں آئیں گے۔ کم ازکم ایک جیسی باتوں کی طرف تو آؤ!!!

میں نے ایک تقریر کی ہے ''اسلام اور عیسائیت میں یکسانیت''۔ اُس میں بھی میں نے کہا کہ جن نقطوں پر ہمیں اختلاف ہے اُن پر ہم بعد میں آئیں گے۔ لیکن کم ازکم جو تمہاری بائبل اور ہمارا قرآن کہتا ہے اُن باتوں کی طرف تو آؤ۔ اور ہمیں اُن باتوں پر اتفاق کرنا چاہیے۔ جھگڑا حل ہو جائے گا۔ میں ابھی کیا کر رہا ہوں؟ کیا میں نے اپنی تقریر میں کسی مذہب پر تنقید کی؟؟ ...... جب کچھ بھائیوں نے کوشش کی کچھ ''خاص'' سوالات پوچھنے کی تب میں سچ بولنے پر مجبور تھا۔ ورنہ میں نے اپنی تقریر میں مذہب پر ذرا برابر بھی تنقید نہیں کی۔ میں کبھی اختلافات کے بارے میں نہیں بولا۔ میں نے صرف اُن نکات پر بات کی جو ہماری اور آپ کی مذہبی کتابوں میں یکساں ہیں۔ میں اختلافات پر پوری ایک تقریر کر سکتا ہوں جو اسلام اور ہندوازم کے بیچ ہو گی، اسلام اور عیسائیت کے بیچ ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی، کیونکہ میں تقابلی مذاہب کا ایک طالب علم ہوں۔ الحمد للہ! میں اختلافات والی باتوں پر دُنیا کے مختلف صحیفوں کی آیات کے حوالے دے سکتا ہوں۔ جب ضرورت ہو تو مجھے ایسی باتیں کر کے غلط فہمیوں کو مٹانا پڑتا ہے۔ خاص کر جب کوئی پروگرام خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن میں عام آدمی سے ایسی گفتگو ہرگز نہیں کرتا۔ میں عام آدمی سے کہتا ہوں کہ آپ اپنی مذہبی کتابیں پڑھیں، آپ اپنی کتابوں اور عالمی بھائی چارے کے قریب آ جائیں گے۔ اپنی کتابیں پڑھئے! کم از کم ایک خدا کو تو مانو!...... اختلافات پر ہم بعد میں آئیں گے۔ ہندوازم کہتا ہے، سکھ ازم کہتا ہے، اسلام کہتا ہے، عیسائی مذہب کہتا ہے، یہودی مذہب کہتا ہے، پارسی مذہب کہتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور اُس اکیلے کی عبادت کرو۔ پھر آپ دوسرے خدا کو کیوں پوجتے ہیں؟؟؟

اس نقطے پر آیئے!...... تب ہم دوسرے نقطے پر آئیں گے۔ جب 10 میں سے 3 پوائنٹس ایک جیسے ہیں تو کم از کم اُن ایک جیسے پوائنٹس پر تو اتفاق کرو۔ دوسرے پوائنٹس پر ہم اختلافات پر اتفاق کر سکتے ہیں۔ جن پر ہم بعد میں آئیں گے۔ تو اگر ہم ایک جیسے پوائنٹس پر سامنے آتے ہیں جو تقابلی مطالعہ پر ہیں، تو میرا یقین کیجئے! زیادہ تر مسائل حل ہو جائیں گے اور یہی سب میں کر رہا ہوں۔ میں ساری دُنیا میں جا رہا ہوں اور غیر مسلموں کو مخاطب کرتا ہوں۔ چیلنج کرتا ہوں۔ اور اُن میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اپنی اور ہماری مذہبی کتابوں سے باخبر نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمان تک اپنی کتابوں سے باخبر نہیں ہیں۔ اسی لئے تو وہ سوال پوچھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن کی اُنہیں خبر نہیں ہے، تو میں اُنہیں قرآن کے بارے میں، حدیث کے بارے میں، ویدوں کے بارے میں، بائبل کے بارے میں باخبر کرتا ہوں۔ اور میں اپنی ہر تقریر حوالہ جات کے ساتھ کرتا ہوں۔ اور ہر حوالے کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے ''ذاکر ایسے ہی بول رہا ہے''۔ اور میں جن کتابوں کا حوالہ دیتا ہوں یہ سب کی سب ''اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن'' کی لائبریری میں موجود ہیں۔ وہاں ویدوں کے الگ الگ ترجمے پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس بائبل کی سینکڑوں اقسام پڑی ہوئی ہیں جن میں تیس سے زائد مختلف نسخے شامل ہیں۔ تو جس کسی فرقے سے آپ کا تعلق ہے، چاہے آپ پروٹسٹنز ہیں چاہے کیتھولک ہیں میں اُنہی کی کتابوں سے بولتا ہوں۔ تو اگر آپ کہیں کہ ذاکر غلط ہے تو آپ کو کہنا ہوگا کہ مقدس کتابیں غلط ہیں۔ میں تو صرف حوالے پیش کرتا ہوں۔ اور میری زیادہ تر تقاریر تو حوالہ جات پر مبنی ہوتی ہیں۔ اگر آپ ان کتابوں سے اتفاق نہیں کرتے تو آپ انکار کرتے ہیں ان مقدس کتابوں کا جن کے میں حوالے دیتا ہوں۔ اگر آپ اختلافات کو ہوا دیتے ہیں تو اختلاف کیلئے آپ کو اختیار ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک میں ہے کہ مذہب میں کوئی زبردستی نہیں ہے، سچ جھوٹ سے ممتاز ہے۔ تو میں ہندو مذہب کا سچ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ تو اگر آپ ماننا چاہتے ہیں تو مانیں، نہیں ماننا چاہتے مت مانئے۔ تمام مذاہب کے انسانوں کو جوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک جیسی باتوں کی طرف آیا جائے، اختلافات کی طرف ہم بعد میں آئیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمید ہے کہ یہ جواب ہوا۔

سوال: (پرچی پر لکھ کر دیا گیا سوال:) میرا نام راج منہوترا ہے۔ اگر اسلام امن کا مذہب ہے تو پھر یہ تلوار کے زور پر کیسے پھیلا؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا کہ اسلام اگر امن کا مذہب ہے تو پھر یہ تلوار کے زور پر کیسے پھیلا؟

اسلام بنیادی لفظ ''سلام'' سے بنا ہے، جس کا مطلب ہے ''امن''۔ اس کا مطلب ''اپنی مرضی اللہ کو سونپنا'' بھی ہے۔ مختصراً اِس کا مطلب ''اپنی مرضی اللہ کو سونپ کر امن حاصل کرنا'' ہے۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ دُنیا میں ہر کوئی یہ نہیں چاہتا کہ یہاں امن قائم ہو۔ کچھ سماج دُشمن لوگ ہیں جو اپنے ذاتی فائدے کیلئے امن قائم کرنا نہیں چاہتے۔ جن میں چور، مجرم، ڈاکو لٹیرے شامل ہیں۔ اگر امن قائم ہو جائے گا تو وہ بے کار ہو جائیں گے۔ تو ایسے کچھ لوگ ہیں جو اپنے ذاتی مفاد کیلئے نہیں چاہتے کہ امن قائم ہو۔ تو اس طرح کے لوگوں کیلئے طاقت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لیے جرائم پر قابو پانے کیلئے پولیس کا شعبہ قائم کیا گیا ہے، جو مجرموں اور ایسے لوگوں کے خلاف طاقت کا استعمال کرتی ہے تا کہ معاشرے میں امن و امان قائم رہ سکے۔ اسلام امن کا خواہش مند ہے لیکن مسلمانوں کو ظلم و جبر کے خلاف لڑنے کا حکم دیتا ہے۔ بعض دفعہ ظلم کے خاتمے کیلئے طاقت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ظلم کے خاتمے کیلئے، امن کے فروغ اور انصاف کے قائم کرنے کیلئے اسلام طاقت کے استعمال کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت دیتا ہے اور اس کا ثبوت ہمیں سیرت النبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے اَدوار سے ملتا ہے۔

اس غلط الزام کا جواب کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ایک انگریز مؤرخ ڈی لیسی اولیری نے اپنی کتاب "Islam at the Cross Road" کے صفحہ نمبر 8 میں دیا ہے:

> ''تاریخ سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اسلام کے متعلق روایتی تعصب پر مبنی کہانیاں کہ اسلام تلوار سے پھیلا اور اس کے ذریعے جنونی مسلمان دُنیا پر چھا گئے، نامعقول اور غلط قسم کے افسانے ہیں جنہیں مؤرخین نے بار بار دہرایا ہے۔''

(Islam at the Cross Road, P:8)

مسلمانوں نے سپین پر تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان کرنے کیلئے تلوار کا استعمال نہیں کیا۔ بعد میں جب عیسائی برسر اقتدار آئے تو انہوں نے وہاں مسلمانوں کا صفایا کر دیا اور سپین میں کوئی بھی مسلمان ایسا نہ رہا جو آزادی سے اذان بھی دے سکے۔ خطۂ عرب پر مسلمان پچھلے چودہ سو سال سے حکمرانی کرتے چلے آ رہے ہیں، اس کے باوجود آج بھی چودہ ملین یعنی ایک کروڑ چالیس لاکھ عرب ایسے ہیں جو نسل در نسل عیسائی ہیں مثلاً مصر کے قبطی عیسائی وغیرہ۔ اگر اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا ہوتا تو عرب میں ایک بھی عیسائی نہ ہوتا۔ ہندوستان پر مسلمانوں نے لگ بھگ ایک ہزار سال حکومت کی۔ اگر وہ چاہتے تو تلوار کے زور پر ہر غیر مسلم کو مسلمان بنا لیتے مگر آج بھارت میں اَسّی فیصد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی غیر مسلموں کی ہے۔ کیا یہ تمام غیر مسلم اس بات کا ثبوت نہیں ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں پھیلا۔ پوری دُنیا میں انڈونیشیا میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور ملائشیا میں بھی مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اب میں پوچھ سکتا ہوں کے کون سی اسلامی فوج انڈونیشیا اور ملائشیا میں گئی تھی؟ اسی طرح اسلام بڑی تیزی سے براعظم افریقہ کے مشرقی ساحل میں پھیلا۔ کیا غیر مسلم مؤرخین یہ بتا سکتے ہیں کہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر کون سی اسلامی فوج گئی؟ مشہور مؤرخ تھامس کارلائل اپنی کتاب ''ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ'' کے اندر اسلام کے پھیلنے کے بارے میں ان مغربی تصورات کا ردّ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''اسلام کو پھیلانے میں تلوار استعمال کی گئی مگر یہ تلوار کون سی تھی، وہ ایک نظریہ تھا اور ہر نیا نظریہ شروع میں کسی ایک انسان کے دماغ میں جنم لیتا ہے اور وہاں نشو ونما پاتا ہے اور اس نظریہ پر دُنیا میں صرف ایک انسان یقین رکھتا ہے یعنی ایک انسان فکری طور پر تمام انسانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہ شخص ہاتھ میں تلوار لے کر اس نظریہ کو پھیلانے کی کوشش کرے تو یہ بے سود رہے گی لیکن اگر نظریے کی تلوار سرگرم رہے تو وہ نظریہ دُنیا کے اندر اپنی قوت سے خود بخود ہی پھیل جائے گا۔''

ایسا کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔ اگر مسلمان ایسا کرنا بھی چاہتے تو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 256 میں ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”دین میں کوئی جبر نہیں، ہدایت گمراہی سے (الگ) واضح ہو چکی ہے۔“

اسلام اصل میں حکمت کی تلوار سے پھیلا ہے اور یہ ایک ایسی تلوار ہے جو دل و دماغ کو فتح کر لیتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کے اندر سورۃ نحل سورۃ نمبر 16، آیت نمبر 125 میں ہے کہ

ترجمہ: ”لوگوں کو اپنے رَبّ کے راستہ کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کرو۔“

1986ء میں ریڈرز ڈائجسٹ میں ایک مضمون 1934ء سے لے کر 1984ء تک پچاس سال میں دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافے کے اعداد و شمار بیان کئے گئے تھے۔ یہی مضمون The Plain Truth نامی رسالے میں بھی شائع ہوا۔ اس میں سرفہرست اسلام تھا، جس کے ماننے والوں کی تعداد میں 235 فیصد اضافہ ہوا اور عیسائیت میں صرف 47 فیصد۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس صدی میں کون سی مذہبی جنگ لڑی گئی جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ مسلمان ہوئے۔ آج کی تاریخ میں امریکہ میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب اسلام ہے۔ وہ کون سی تلوار ہے جس سے لوگ اتنی بڑی تعداد میں مسلمان ہونے پر مجبور ہو رہے ہیں؟ یہ تلوار اسلام کی سچی تعلیم ہی ہے۔

قرآن تین الگ الگ جگہوں پر فرماتا ہے:

ترجمہ: ”وہ جس نے اپنا رسول (ﷺ) بھیجا ہدایت کے ساتھ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینِ حق کے ساتھ، تاکہ اسے تمام دینوں پر غلبہ دے، خواہ مشرک پسند نہ کریں"۔

(سورۃ توبہ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 33)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اور خواہ مشرک ناخوش ہوں"۔

(سورۃ الصف، سورۃ نمبر 61، آیت نمبر 9)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو بھیجا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے، اور اللہ گواہ کافی ہے"۔

(سورۃ الفتح، سورۃ نمبر 48، آیت نمبر 28)

میں اپنی بات کو ڈاکٹر جوزف آدم پیٹرسن کا قول پیش کر کے ختم کرنا چاہوں گا، جنہوں نے کہا:

"جو لوگ ڈرتے ہیں کہ ایک دِن ایٹمی ہتھیار عربوں کے ہاتھ لگ جائیں گے، وہ نہیں سمجھ پائے کہ اسلامی بم پہلے سے ہی گر چکا ہے، یہ اُس دِن گرا جس دِن حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے"۔

سوال: میرا نام سنیل ہے۔ میرا سوال ہے کہ اگر اسلام بھائی چارے کا درس دیتا ہے تو پھر مسلمان خود اتنے مکاتبِ فکر میں کیوں بٹ گئے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا گیا سوال ہے کہ مسلمان بہت سے فرقوں میں کیسے بٹ گئے؟

آج مسلمان تقسیم ہو چکے ہیں حالانکہ اسلام کے اندر اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے پر یقین رکھتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں جواب دیا گیا ہے کہ

ترجمہ: ''اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو، اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو''۔

(سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 103)

یہاں قرآنِ کریم کو اللہ کی رسی کہا گیا ہے۔ یہ ہی اللہ کی رسی ہے جسے تمام مسلمانوں کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیے۔ اس آیت میں دو احکامات ہیں، ایک یہ کہ سب مل کر مضبوطی سے پکڑ لو اور یہ کہ پھوٹ نہ ڈالو، جدا جدا نہ ہو۔ قرآنِ کریم کی سورۃ نساء سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 59 میں بھی ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی۔''

اس لئے سب مسلمانوں کو قرآن اور صحیح حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور آپس میں تقسیم نہیں ہونا چاہیے۔ قرآن میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''بے شک جن لوگوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور گروہ در گروہ ہو گئے، آپ (ﷺ) کا اُن سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر وہ انہیں جتلا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے''۔

(سورۃ انعام، سورہ نمبر 6، آیت نمبر 159)

اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو الگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے کا حکم دیا ہے جنہوں نے دین کو فرقوں میں بانٹ رکھا ہے۔ جب کسی مسلمان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کون ہو تو عموماً یہ جواب ملتا ہے کہ میں سنی ہوں یا میں شیعہ ہوں، اسی طرح کچھ لوگ اپنے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کہتے ہیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں یا بریلوی ہوں۔ ایسے لوگوں سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کیا تھے؟ کیا وہ حنبلی، شافعی، حنفی یا مالکی تھے؟ بالکل نہیں وہ اللہ کے تمام پیغمبروں جیسے ہی مسلمان تھے جو ان سے پہلے ہوئے۔ قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمان تھے اور انہوں نے اپنے حواریوں سے کہا سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 52 میں ہے:

ترجمہ: ''کون ہے اللہ کی طرف میری مدد کرنے والا؟''

تو حواریوں نے اسی آیت میں جواب دیا:

''ہم اللہ کی مدد کرنے والے ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم فرماں بردار ہیں۔''

یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ماننے والے مسلمان ہی تھے۔ اسی طرح سورۃ آلِ عمران سورۃ نمبر 3 آیت نمبر 67 میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ نصرانی (بلکہ) وہ حنیف (سب سے رُخ موڑ کر اللہ کے ہو جانے والے) مسلم (فرمانبردار) تھے اور وہ مشرکوں سے نہ تھے۔''

اسلام کے ماننے والے اس بات کے پابند ہیں کہ وہ خود کو مسلمان کہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے تو جب اس سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو اسے جواب دینا چاہیے کہ میں مسلمان ہوں۔ اسے اپنے آپ کو حنفی اور شافعی وغیرہ نہیں کہنا چاہیے۔ قرآن کی سورۃ حٰم السجدہ سورۃ نمبر 41 آیت نمبر 33 میں ہے:

ترجمہ: ''اور اس سے بہترین کس کا قول ہے جو بلائے اللہ کی طرف اور اچھے عمل کرے اور کہے بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت یہ کہنے کا حکم دے رہی ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ نبی ﷺ نے سات ہجری میں غیر مسلم بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے خطوط لکھوائے جن میں روم، شام اور حبش کے عیسائی حکمران شامل تھے۔ آپ نے سورۃ آلِ عمران کی آیت 64 کے الفاظ لکھوائے:

ترجمہ: ''گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔''

ہمیں آئمہ اسلام کا احترام کرنا چاہیے جن میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے آئمہ کرام شامل ہیں۔ یہ سارے کے سارے بڑے عالم اور فقیہہ تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی تحقیق اور محنت کا اجر انہیں عطا فرمائے۔ اگر کوئی شخص حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات اور ان کی تحقیق سے متفق ہوتا ہے تو اس پر کسی کو معترض نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن جب کوئی آپ سے یہ پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ تو اسے یہ جواب دینا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور جیسا کہ بھائی نے قرآن کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ وہ قرآن کی آیت نہیں بلکہ ایک حدیث شریف ہے۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سنن ابوداؤد شریف کی حدیث 4579 میں ہے:

ترجمہ: ''مذہبِ اسلام بٹ جائے گا تہتر فرقوں میں، بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ الجماعۃ ہوگا۔''

لیکن اگر آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظوں پر غور کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''مذہبِ اسلام بٹ جائے گا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں مذہب کو بانٹنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پیش گوئی فرما رہے ہیں۔ اگرچہ فرمایا گیا ہے کہ ''بٹو مت''۔ لیکن مسلمان بٹنے ہی والے ہیں۔

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''تہتر فرقے ہو جائیں گے، اور سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: کون سا ایک؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے صحابہ کے طریقے پر ہوگا، وہ جو قرآن اور صحیح حدیث پر عمل کرے گا''۔

(جامع ترمذی، حدیث نمبر 171)

تو اگر کوئی قرآن اور حدیث پر عمل کرتا ہے وہ بالکل صحیح راستے پر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام فرقوں پر قطعی یقین نہیں رکھتا۔ ہر وہ شخص ایک مسلم ہے جو قرآن اور صحیح حدیث پر عمل کرتا ہے۔ اور اسلام مذہب کے بانٹنے، فرقے اور گروہ بنانے والوں کے خلاف ہے۔ تو اگر آپ قرآن اور صحیح حدیث پڑھیں تو مسلمانوں کو ایک ہونا چاہیئے۔ مسلمان قرآن ہی کو سمجھ کر اس کا مطالعہ کریں اور صحیح حدیث پر عمل کریں تو انشاء اللہ سب اختلافات ختم ہو جائیں گے اور مسلمان ایک متحد اُمت بن جائیں گے۔

اُمید ہے کہ یہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: میں ایک ریٹائرڈ ٹیچر ہوں۔ میرا نام لکشمن ڈوگراس گرو جی ہے۔

میرا سوال ہے کہ عالمی بھائی چارے کو پھیلانے کیلیئے صحیح طریقۂ کار کیا ہے؟ اُس کیلیئے ہمیں کس پہلو پر زیادہ زور دینا چاہیئے؟ مذہب کو؟ سماجیات کو؟ یا سیاسیات کو؟ کیا آپ مہربانی فرما کر اس پر روشنی ڈالیں گے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا کہ عالمی بھائی چارے کو پھیلانے کیلیئے کسے ترجیح دینی ہے؟ مذہب کو؟ سماجیات کو؟ یا سیاسیات کو؟

بھائی! میں اِس پورے موضوع پر ایک تقریر کر چکا ہوں۔ مجھے اُسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا جواب وہی ہوگا۔ عالمی بھائی چارے کو پھیلانے کیلیئے ترجیح تمام مذاہب میں ہے۔ وہ یہ کہ ایک خدا کو مانا جائے اور اُس ایک اکیلے کی عبادت کی جائے۔ اور یہی بنیادی ترجیح ہے۔ میں نے اِس تقریر میں بار بار یہ دہرایا ہے، میں نے بہت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالوں کے جوابات میں بھی یہ دہرایا ہے اور میں اسے پھر سے دہراتا ہوں کہ سماجیات یا سیاسیات بنیادی ترجیح نہیں ہیں۔ یہ سب بعد میں آتی ہیں۔ سیاست سے متعلق بھائی چارہ محدود ہے۔ سماجیات سے متعلق بھائی چارہ بھی محدود ہے۔ "ایک خدا کو ماننا" یہ عالمی ہے۔ وہ "ایک" ہے جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ چاہے مرد ہو یا عورت، چاہے گورا ہو یا کالا، چاہے امیر ہو یا غریب اگر ایک خدا کو مانتے ہیں اور اُسی کی عبادت کرتے ہیں تو تبھی یہ سب عالمی بھائی چارہ پائیں گے۔

اُمید ہے کہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: میرا نام پربھو ہے۔ تمام مذاہب بنیادی طور پر انسانوں کو اچھائی کی ہی تعلیم دیتے ہیں تو پھر کسی بھی مذہب کی پیروی کی جائے بات تو ایک ہی ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

سوال پوچھا گیا ہے کہ جب تمام مذاہب اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں تو پھر کسی بھی مذہب کی پیروی کی جائے بات تو ایک ہی ہے۔

میں آپ کے سوال کے پہلے حصے سے متفق ہوں کہ بنیادی طور پر تمام مذاہب انسانوں کو صحیح راستے پر چلنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مثلاً تمام مذاہب کہتے ہیں کہ تمہیں چوری نہیں کرنی چاہیے، تمہیں عورتوں کو تنگ نہیں کرنا چاہیے، اُن کا ریپ نہیں کرنا چاہیے، ہندوازم بھی یہی کہتا ہے، اسلام بھی یہی کہتا ہے، عیسائیت بھی یہی کہتی ہے، مگر اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق یہ ہے کہ اسلام ہمیں سیدھے راستے پر چلنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو برائی سے بچنے میں عملی راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اسلام فطرتِ انسانی اور معاشرتی مسائل کو سامنے رکھتا ہے۔ اسلام اصل میں خالقِ کائنات کی طرف سے راہنمائی ہے اس لئے اسلام کو دینِ فطرت کہا گیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو بنیادی فرق ہے وہ چند امور سے واضح ہوتا ہے۔

تمام مذاہب یہ تعلیم دیتے ہیں کہ چوری اور لوٹ مار برا عمل ہے۔ اسلام بھی یہی کہتا ہے، پھر اسلام اور دوسرے مذاہب میں کیا فرق ہے؟ فرق یہ ہے کہ اسلام یہ بتانے کے ساتھ ساتھ کہ چوری اور لوٹ مار برا کام ہے وہ ایسا سماجی نظام بھی مہیا کرتا ہے جس میں لوگ لُوٹ مار نہیں کریں گے۔ جیسا کہ

☆ اسلام فلاحِ انسانی کیلئے زکوٰۃ کا نظام پیش کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جس شخص کی مالی بچت حدِ نصاب پچاسی گرام یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی مالیت کو پہنچ جائے تو وہ اس میں سے ہر سال اڑھائی فیصد اللہ کی راہ میں تقسیم کرے۔ اگر ہر شخص پوری ایمانداری سے زکوٰۃ ادا کرتا رہے تو اِس دُنیا سے غربت کا خاتمہ ہو جائے گا جو کہ لوٹ مار کی اصل وجہ ہے۔

☆ اسلام چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا ہے جیسا کہ سورۃ مائدہ، سورہ نمبر 5، آیت نمبر 38 میں ہے کہ

ترجمہ: ''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اللہ کی طرف سے ان کی سزا ہے۔''

اس سزا پر غیر مسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیسویں صدی میں ہاتھ کاٹنے کی سزا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام تو ایک ظالمانہ اور وحشیانہ مذہب ہے۔ لیکن ایسا کہنا حقیقت کے برعکس ہے۔ امریکہ کو اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے وہاں اس جرم کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ فرض کریں امریکہ میں اسلامی قانون نافذ کر دیا جائے اور ہر شخص زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور ہر چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہو تو کیا امریکہ میں چوری اور ڈکیتی کا جرم بڑھے گا، کم ہوگا یا اتنا ہی رہے گا؟ یقیناً یہ کم ہوگا اور اس قانون سے چوروں کو جرم سے روکنے میں مدد ملے گی۔ میں اس بات سے متفق ہوں کہ اس وقت دُنیا میں لوٹ مار کرنے والوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور اگر ہاتھ کاٹنے کی سزا نافذ کر دی جائے تو لاکھوں لوگوں کے ہاتھ کٹیں گے۔ مگر یہ پوائنٹ ذہن میں رکھیں کہ جیسے ہی آپ اس قانون کو نافذ کریں گے لوٹ مار کی شرح فوراً کم ہو جائے گی۔ ہاں اس سے پہلے نظامِ زکوٰۃ کو نافذ کرنا اور معاشرے میں صدقہ و خیرات اور اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کا جذبہ موجود ہو اور اس کے بعد ان سزاؤں کا نظام لاگو ہو تو چوری کرنے والا اس جرم سے پہلے سو بار سوچے گا کہ وہ ایسا خطرہ مول لے رہا ہے۔ سخت سزا کا خوف جس سے دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہو لوٹ مار کی حوصلہ شکنی کرے گا اور بہت کم لوگ اس جرم کا ارتکاب کریں گے اور صرف چند لوگ جو عادی مجرم ہوں گے ان کے ہی ہاتھ کاٹے جائیں گے اور لوگ لوٹ مار کے خوف سے بے نیاز پُرسکون زندگی گزاریں گے۔

تمام بڑے مذاہب عورتوں کو تنگ کرنے اور ان کی عزت کو پامال کرنے کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگین جرم قرار دیتے ہیں۔ اسلام بھی یہی تعلیم دیتا ہے۔ پھر اسلام اور دوسرے مذاہب میں کیا فرق ہے؟ فرق یہ ہے کہ اسلام صرف عورتوں کے احترام کا ہی حکم نہیں دیتا اور ان کو تنگ کرنے اور ان کی عزت کو پامال کرنے جیسے سنگین جرائم سے نفرت ہی نہیں کرتا بلکہ اس بات کی بھی پوری راہنمائی کرتا ہے کہ معاشرے سے ایسے جرائم کا خاتمہ کیسے کیا جاسکتا ہے مثلاً اسلام میں حجاب کا بہترین نظام موجود ہے۔ قرآن پہلے مردوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے جیسا کہ سورۃ نور میں ہے کہ

ترجمہ: ”اے نبی (ﷺ)! مومن مردوں سے فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے زیادہ ستھرا ہے، بے شک اللہ اس سے باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔“

(سورہ نور، سورۃ نمبر 24، آیت 30)

جب کبھی ایک مرد عورت کو دیکھتا ہے اور کوئی گندا اور بے شرمی کا خیال اُس کے ذہن میں آتا ہے تو اُسے اپنی نظریں جھکا لینی چاہئیں۔

ایک بار میں نے اپنے مسلم دوست کو ایک لڑکی کو گھورتے دیکھا۔ میں نے اُس سے پوچھا:

بھائی! آپ کیا کر رہے ہیں؟ کسی لڑکی کو گھورنا اسلام میں منع ہے۔

تو اُس نے مجھ سے کہا:

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ پہلی نظر جائز ہے جبکہ دوسری ناجائز۔ میں نے تو ابھی تک آدھی نظر بھی پوری نہیں کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَب نبی ﷺ کی اس بات کا کیا مطلب لیا اُس نے کہ پہلی نظر جائز ہے دوسری ناجائز......

آپ ﷺ کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ تم مسلسل کسی عورت کو بغیر پلکیں جھپکائے بیس منٹ تک گھور سکتے ہو۔ نبی ﷺ کا یہ مطلب تھا کہ اگر آپ بے خبری میں کسی عورت کو دیکھتے ہیں تو جان بوجھ کر اُس عورت کو دوبارہ مت دیکھو۔ اُس کا لطف مت اُٹھاؤ۔ نبی ﷺ کا یہ مطلب تھا۔

اسی طرح عورتوں کے حجاب کا ذکر سورۃ نور سورۃ نمبر 24 آیت نمبر 31 میں ہے کہ

ترجمہ: ''اے نبی (ﷺ)! آپ فرما دیں مومن عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو کہ ظاہر ہونا ناگزیر ہے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ، یا اپنے خسر، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہر کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجوں پر، اپنے بھانجوں، یا اپنی مسلمان عورتوں، یا اپنی کنیزوں، یا وہ خدمت گار مرد جو غرض نہ رکھنے والے ہوں، یا وہ لڑکے جو ابھی واقف نہیں عورتوں کے پردے سے، اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) نہ ماریں کہ وہ جو اپنی عزت چھپائے ہوئے ہیں پہچان لی جائیں، اے ایمان والو! تم سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاب یہ ہے کہ سارا جسم ڈھکا ہوا ہو اور صرف چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھے جائیں اور اگر عورتیں چاہیں تو وہ ان کو بھی ڈھانپ سکتی ہیں۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ چہرہ ڈھانپنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم کیوں دیا ہے، اس کے بارے میں سورۃ احزاب، سورہ نمبر 33، آیت 59 میں ہے کہ

ترجمہ: "اے نبی (ﷺ)! اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو فرما دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں ڈال لیا کریں، یہ ان کیلئے قریب تر ہے کہ ان کی پہچان ہو جائے اور انہیں نہ ستایا جائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت مہربان ہے"۔

مثال کے طور پر فرض کریں، دو جڑواں بہنیں ہیں اور دونوں خوبصورت ہیں اور وہ ایک گلی میں جا رہی ہوں۔ ایک نے اسلامی حجاب پہنا ہوا ہو جبکہ دوسری منی سکرٹ میں ملبوس ہو۔ گلی کے کنارے پر ایک بدمعاش کھڑا ہے جو کسی لڑکی کو چھیڑنے کا منتظر ہے۔ وہ کس سے چھیڑ چھاڑ کرے گا؟ حجاب میں ملبوس لڑکی سے یا منی سکرٹ والی لڑکی سے؟ وہ لباس جو جسم کو چھپانے کی بجائے نمایاں کرتا ہو وہ مخالف جنس کو چھیڑ چھاڑ اور بدکاری کی دعوت دیتا ہے۔ اس لئے قرآن صحیح کہتا ہے کہ حجاب عورت کو اس سے محفوظ رکھتا ہے۔

اسلام عصمت دری کرنے والے کو سزائے موت دیتا ہے (زنا کی سزا رَجم یعنی سنگسار کرنا اور کوڑے مارنا ہے)۔ غیر مسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اتنی بڑی سزا۔ بہت سے لوگ اسلام کو وحشیانہ اور ظالمانہ مذہب کہتے ہیں لیکن ایسا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ میں نے بہت سے غیر مسلموں سے یہ پوچھا ہے کہ فرض کریں خدانخواستہ کوئی آپ کی بیوی، ماں یا بہن سے زیادتی کرتا ہے ان کی عزت پامال کرتا ہے اور تب آپ کو جج بنایا جائے اور مجرم کو آپ کے سامنے لایا جائے تو آپ اس کیلئے کون سی سزا تجویز کریں گے؟ سب نے جواب دیا: ''ہم اسے قتل کر دیں گے'' اور کچھ نے تو یہاں تک کہا کہ ہم اس پر اس وقت تک تشدد کرتے رہیں گے جب تک کہ اس کی جان نہ نکل جائے۔ اگر کوئی آپ کی بیوی، بیٹی، بہن یا ماں کی عصمت دری کرے تو آپ اسے قتل کرنا چاہیں گے مگر جب کسی اور کی بیوی، بیٹی، بہن یا ماں کے ساتھ کوئی ایسا کرے اور اسے سزا دی جا رہی ہو تو آپ اس سزا کو ظالمانہ اور وحشیانہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ کیا یہ دوہرا معیار نہیں ہے؟

امریکہ جو اس وقت دُنیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے اس کے اندر 1990ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق ریپ (عصمت دری) کے 102,555 مقدمات درج کئے گئے۔ ان مقدمات کے بارے میں کہا گیا کہ یہ صرف 16 فیصد مقدمات ہیں جو درج ہوئے یا ان کی رپورٹ کی گئی۔ 1990ء کے ان مقدمات کی صحیح تعداد جاننے کیلئے ان کو 16/100 یعنی 6.25 سے ضرب دیں تو یہ تعداد 640968 بنتی ہے۔ اگر اس تعداد کو سال کے دنوں پر تقسیم کیا جائے تو روزانہ کی شرح 1756 بنتی ہے۔ بعد میں ایک اور رپورٹ آئی جس کے مطابق اس سال اوسطاً 1900 واقعات روزانہ پیش آئے۔ امریکہ کے محکمہ انصاف کے نیشنل کرائم سروے بیورو کے مطابق 1996ء میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

307,000 واقعات کی رپورٹ کی گئی اور یہ تعداد اصل تعداد کا صرف 31 فیصد حصہ تھی۔ ان واقعات کی اصل تعداد 990,332 بنتی ہے جو دس لاکھ کے قریب قریب ہے۔ یعنی امریکہ میں اس سال ہر 32 سیکنڈ کے بعد آبروریزی کا ایک واقعہ پیش آیا۔ یعنی امریکی اب اس جرم میں مزید دلیر ہو گئے۔ 1990ء کی ایف بی آئی رپورٹ کے مطابق وہاں جتنے واقعات کی رپورٹ کی گئی ان میں صرف دس فیصد مجرم گرفتار کیے گئے جو کل تعداد کا 1.6 فیصد تھے۔ ان گرفتار لوگوں میں سے 50 فیصد مجرموں کو مقدمہ قائم ہونے کی نوبت آنے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا۔ مطلب یہ کہ صرف 0.8 فیصد مجرموں کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ اس کو یوں سمجھ لیں کہ اگر ایک شخص 125 مرتبہ یہ جرم کرتا ہے تو اسے صرف ایک بار سزا ملنے کا امکان ہے۔ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق 50 فیصد لوگ جن کو ان مقدمات کا سامنا کرنا پڑا انہیں ایک سال سے بھی کم قید کی سزا ہوئی۔ امریکی قانون میں اس جرم کی سزا سات سال قید ہے مگر پہلی دفعہ ایسا جرم کرنے والے کے ساتھ جج نرمی اختیار کرتا ہے۔ ذرا سوچیں کہ ایک شخص 125 دفعہ جرم کرتا ہے اور اس کے مجرم ٹھہرائے جانے کا ایک فیصد امکان ہوتا ہے اور اس میں بھی نصف مرتبہ جج نرمی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے ایک سال سے بھی کم مدت کی سزا دیتا ہے۔

فرض کریں امریکہ میں اسلامی شریعت کو نافذ کر دیا جائے۔ جب کوئی شخص کسی عورت کی طرف دیکھے تو اپنی نظروں کو نیچا کر لے اور ہر عورت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاب میں رہے اور اس کا سارا جسم سوائے ہاتھوں اور چہرے کے ڈھکا ہوا ہو۔ اس صورتِ حال میں کوئی کسی کی آبروریزی کرتا ہے اور مجرم کو شرعی سزا دی جاتی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح اس جرم کی شرح بڑھ جائے گی، وہی رہے گی یا کم ہو جائے گی؟ یقیناً کم ہو جائے گی اور یہ نفاذِ شریعتِ اسلامی کی برکت کا نتیجہ ہوگا۔ اسلام ایک بہترین نظامِ حیات ہے کیونکہ اس کی تعلیمات صرف نظریاتی نہیں بلکہ یہ انسانیت کو پیش آنے والے مسائل کا عملی حل بھی پیش کرتا ہے، اسی لئے اسلام انفرادی و اجتماعی سطح پر بہترین نتائج حاصل کرتا ہے۔ اسلام ایک قابلِ عمل عالمگیر مذہب ہے جو کسی ایک قوم یا نسل تک محدود نہیں ہے اس لئے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کو اختیار کر کے انسان اپنی زندگی کے راستے کو سیدھا کر کے اپنی آخرت کی زندگی میں بھی کامیاب و کامران ہو سکتا ہے اور آخرت کی زندگی کی کامیابی ہی اصل میں حقیقی کامیابی ہے۔

اور کیا آپ جانتے ہیں کرائم بیورو کے مطابق انڈیا میں ہر 54 منٹ پر ریپ (زنا بالجبر) کا ایک کیس درج کیا جاتا ہے اور کوئی تعجب نہیں۔ اگر آپ نے پچھلے چند دِنوں کے اخبارات پڑھے ہوں۔ انڈین نیوز پیپرز کی سرخیوں میں یہ خبر چھپی تھی کہ ہندوستان کے ہوم منسٹر ''ایل کے ایڈوانی'' نے قانون میں ترمیم کیلئے سفارش کرتے ہوئے کہا کہ بلاتکار (زنا بالجبر) کرنے والے کیلئے سزائے موت ہونی چاہئے۔ یہ خبر 27 اکتوبر 1998 بروز منگل Times of India کی سرخیوں میں چھپی تھی۔ ایل کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈوانی صاحب زانی کیلئے سزائے موت چاہتے ہیں۔ الحمد للہ! ......

......اسلام نے جو قانون چودہ سو سال پہلے تجویز کیا تھا، ایل کے ایڈوانی صاحب وہی آج کہہ رہے ہیں۔ اور اس کیلئے میں اُنہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں کسی سیاسی پارٹی کو بڑھاوا دینے کیلئے نہیں کہہ رہا۔ میں کوئی سیاستدان نہیں ہوں۔ لیکن اگر کوئی سچ کہتا ہے تو مجھے اُس کی تعریف کرنا ہوگی اور اگر آپ اس قانون کو لاگو کرتے ہیں تو یقیناً ریپ (زنا بالجبر) کی شرح کم ہوگی۔ ممکن ہے کہ اگلے ہوم منسٹر یہاں اسلامی حجاب لاگو کر دیں تو انشاء اللہ العزیز ریپ پوری طرح سے بند ہو جائیں گے۔ کوئی جو اسلام کے قریب آئے گا میں اُسے اس کی داد دُوں گا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ایسی انصاف والی باتوں کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں۔ جناب ایل کے ایڈوانی صاحب نے محسوس کیا کہ ہندوستان میں ریپ (زنا بالجبر) بڑھ گئے ہیں اور اُنہوں نے صحیح سفارش کی کہ زانی کیلئے قانون میں ترمیم ہونی چاہئے اور سزائے موت طے ہونی چاہئے اور میں اس کے حق میں ہوں۔ میں اس کی حمایت میں پہلا ہندوستانی ہوں۔ تو اگر آپ غور کریں کہ اسلام اچھی باتیں بولنے کے علاوہ آپ کو اچھائی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ اسلام دوسرے مذاہب سے مختلف ہے، جو اچھی باتیں بتاتا ہے۔ یہ دِکھاتا ہے کہ اچھائی کیسے حاصل کی جائے۔ اسلئے اگر مجھے کسی مذہب کو ماننا ہے تو میں ایک ایسے مذہب کو مانوں گا جو اچھی باتیں بتاتا ہے اور آپ کو راستہ دکھاتا ہے کہ کیسے اچھی باتیں حاصل کی جائیں۔ اسلئے قرآن مجید میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل ٹھیک کہا گیا ہے کہ

ترجمہ: ''بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے''۔

(سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 19)

سوال: میرا نام منوج رائچہ ہے۔ میرا سوال ہے کہ آپ بات تو عالمی بھائی چارے کی کر رہے ہیں جیسا کہ آپ کی تقریر کا عنوان بھی عالمی بھائی چارہ ہے لیکن آپ بات صرف اسلام کی کر رہے ہیں۔ عالمی بھائی چارے کا مطلب تو دُنیا کے کسی بھی مذہب کیلئے بھائی چارہ ہونا ہے۔ پھر آپ نے جو تقریر کا عنوان رکھا ہے ''عالمی بھائی چارہ'' اُس کی بجائے ''مسلم بھائی چارہ'' کہنا ٹھیک ہوگا۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی صاحب نے سوال پوچھا کہ میں عالمی بھائی چارے کے نام پر اسلام کو بڑھاوا دے رہا ہوں۔ فرض کریں کہ میں کپڑوں کی کوالٹی کی جانکاری میں ماہر ہوں۔ اور میں آپ کے سامنے کسی خاص کمپنی مثلاً Rymonds کی تعریف کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ Rymonds کا کپڑا اِنتہائی بہترین ہے اور آپ کو Rymonds کے کپڑے ہی پہننے چاہئیں، تو یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ ایک اچھی کمپنی ہے۔ اگر تقریر کا عنوان ہے کہ ''بہترین کپڑا کون سا ہے؟'' تو مجھے Rymonds یا کسی اچھی کمپنی کے بارے میں ہی کہنا ہوگا۔ میں Rymonds کا کوئی ڈیلر نہیں، میں صرف ایک مثال دے رہا ہوں۔

اسی طرح اگر میں تقریر کروں کہ ''دُنیا میں بہترین ڈاکٹر کون ہے؟'' اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مجھے کسی شخص کا نام لینا ہے، اور اگر وہ بہترین ڈاکٹر ہے تو میں اُسے بڑھاوا دوں گا۔ ظاہری سی بات ہے۔ تو اسی طرح میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو عالمی بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے بلکہ عملی طور پر اس کے حصول کو بھی ممکن بناتا ہے۔

رہی یہ بات کے عالمی بھائی چارے میں کیا آپ مسلم اور غیر مسلم کو بھائی کہہ سکتے ہیں؟ یا صرف مسلمان کو ہی؟

اسلام کا عالمی بھائی چارہ ہے کہ تمام انسان تمہارے بھائی ہیں۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ بات بالکل صاف کہی۔ میں لفظوں کو اُلجھا نہیں رہا۔ میں بہت واضح بیان کر رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میری کہی ہوئی یہ باتیں آپ کے کانوں میں نہ پڑی ہوں۔ میں نے اپنی تقریر سورۃ الحجرات سے شروع کی تھی:

ترجمہ: ''اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو بلاشبہ اللہ خوب جاننے والا باخبر ہے''۔

(سورۃ حجرات، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 13)

عالمی بھائی چارے میں ہر انسان شامل ہے۔ لیکن اُسے باعمل ہونا چاہیے، تقویٰ پر ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر میرے دو بھائی ہیں۔ ایک اچھا انسان ہے، ڈاکٹر ہے جبکہ دوسرا بھائی شرابی اور زانی ہے، ایک برا اِنسان ہے۔ دونوں میرے بھائی ہیں۔ کونسا بھائی اچھا ہے؟ ایک بھائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ڈاکٹر ہے، لوگوں کا علاج کرتا ہے، سماج کے نقصان کی وجہ نہیں بنتا جبکہ دوسرا بھی میرا بھائی ہے لیکن اچھا انسان نہیں ہے۔ اسی طرح سارے انسان میرے بھائی ہیں۔ لیکن جن کے پاس تقویٰ ہے، جن کے پاس دین داری ہے، جن کے پاس نیکیاں ہیں، جن کے پاس خدا ترسی ہے، وہی میرے قریب ہیں۔ یہ بات بہت واضح ہے۔ میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا اور پھر سے دہرایا۔

اُمید ہے کہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: (منوج رائچہ) آپ نے ہندوازم، اسلام اور عیسائیت میں فرق بتایا۔ ان تینوں مذاہب میں بھائی چارے کیلئے اچھی باتیں ہیں۔ آپ نے ہندوازم اور عیسائیت میں بھائی چارہ نہیں بتایا؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

جناب نے کہا کہ میں نے اسلام کے نقطۂ نگاہ سے عالمی بھائی چارے پر اچھی باتیں کیں لیکن ہندوازم اور عیسائیت میں عالمی بھائی چارے پر کوئی بات نہیں کی۔ میں نے عالمی بھائی چارے پر یقیناً کچھ اچھی باتیں کی ہیں لیکن ہندوازم اور عیسائیت کے نقطۂ نگاہ سے سب کچھ نہیں کہا کیونکہ یہاں پر بیٹھے کچھ لوگ وہ باتیں ہضم نہ کر پائیں گے۔ وہ باتیں جو لوگ ہضم نہ کر سکیں مجھے کہنے سے دریغ کرنا چاہیے۔

میں عیسائیت کے بارے میں جانتا ہوں۔ میں نے بائبل پڑھی ہے۔ میں نے ہندوؤں کی کتب بھی پڑھی ہیں۔ میں یہاں پر اُن پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا، میں یہاں پھوٹ ڈالنے کیلئے نہیں آیا۔ میں یہاں یکسانیت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بات کرنے کیلئے آیا ہوں۔ تو جو یکساں ہے وہ میں نے اپنی تقریر میں واضح بتایا۔ ہندوازم کہتا ہے چوری مت کرو، عیسائیت کہتی ہے چوری مت کرو، عورتوں سے چھیڑ چھاڑ مت کرو، کسی کا ریپ مت کرو وغیرہ۔ بھائی چارے پر دوسری باتوں پر میں کوئی بات نہیں کرتا۔ میں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا۔

حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: ''تم Gentiles کی طرف نہ جانا، بلکہ تم اسرائیلی گھرانوں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جانا''۔

(گوسپل آف میتھیو، باب نمبر 10، آیت نمبر 5 تا 6)

Gentiles سے مراد ہے غیر یہودی۔ یہود کے علاوہ چاہے وہ مسلم ہوں، ہندو ہوں، کرسچین ہوں، اُنہیں Gentiles کہتے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: ''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا''۔

(گوسپل آف میتھیو، باب نمبر 15، آیت نمبر 24)

تو اس کا مطلب ہے کہ یہ مذہب صرف یہودیوں کیلئے ہے، سارے عالم کیلئے نہیں۔ دوسرے مذاہب میں رہبانیت کا تصور موجود ہے۔ رہبانیت کا مطلب ہے کہ اگر آپ کو خدا کے قریب آنا ہے تو آپ کو دُنیا چھوڑنی ہو گی۔ بڑے مذاہب میں یہ تصور موجود ہے۔ ہندوازم یہ کہتا ہے، عیسائیت بھی یہی کہتی ہے کہ خدا کے قریب آنے کیلئے دُنیا ترک کرنا ہوگی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ قرآن سورۃ حدید، سورۃ نمبر 57، آیت نمبر 27 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''پھر ہم نے ان کے نقشِ قدم پر اپنے اور رسولوں کو بھیجا اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم کو بھیجا تو انہیں انجیل عطا فرمائی اور ان کی اتباع کرنے والوں کے دِلوں میں شفقت نرمی اور محبت ڈال دی، رہا رہبانیت (ترکِ دُنیا) تو انہوں نے اسے ازخود ہی اپنا لیا تھا، ہم نے ان پر رہبانیت کو فرض نہیں کیا تھا مگر یہ کہ تلاش کریں اللہ کی رضا لیکن نہ خیال رکھا اُنہوں نے اس کا جیسا کہ خیال رکھنے کا حق تھا۔ پھر عطا کیا ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے، ہم نے انہیں ان کا اجر عطا کر دیا اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں''۔

اسلام میں رہبانیت کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے کہ کوئی رہبانیت نہیں ہے اسلام میں۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد نمبر 7، کتاب النکاح، باب نمبر 3، حدیث نمبر 4 میں آیا ہے:

ترجمہ: ''اے نوجوان لوگو! جس کے پاس شادی کے ذرائع ہیں اُسے شادی ضرور کرنی چاہیے''۔

حدیث یہ کہتی ہے۔ اگر میں مان لوں کہ آپ دُنیا چھوڑ کر خدائے برتر کے قریب آ جاتے ہیں اور اگر آج ہر انسان دُنیا ترک کر دیتا ہے تو سو سے ایک سو پچاس سال کے عرصے میں ایک انسان بھی اس دُنیا میں زندہ نہیں بچے گا۔ اگر دُنیا میں ہر کوئی اس قانون پر عمل کرے تو مجھے بتایئے! عالمی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی چارہ کہاں گیا؟ اس لئے جناب! میں یہاں پر اچھے پہلوؤں پر بات کرنے آیا ہوں، اگرچہ آپ دوسرے مذاہب کے بارے میں علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ میرا کام ہے، مجھے سچ بولنا ہوگا۔

قرآن سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''کہہ دو حق آ چکا ہے اور باطل ختم ہو گیا، اور باطل کو ختم ہونا ہی تھا''۔

(سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر 81)

اُمید ہے کہ یہ سوال کا جواب ہوا۔

......☆......☆......

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

زاویۂ نگاہ

(...... حرفِ آخر ......)

قارئین محترم!

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کی کتاب "خطباتِ ڈاکٹر ذاکر نائیک" آپ کی نظروں سے گزر چکی ہے اور آپ کی پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی بدولت خطباتِ ڈاکٹر ذاکر نائیک کا پارٹ 2 "دین دلیل کے ساتھ!" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب میں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کے ان خطبات کو شامل کیا گیا ہے جن میں آپ نے امن اور خصوصاً بین الاقوامی امن کے حوالے سے اسلام کا نقطۂ نظر اور عالمگیر پیام دیا ہے اور میڈیا کے منفی پروپیگنڈے کی سختی سے تردید کرتے ہوئے مسکت دلائل و براہین کے ساتھ اسلام سے منسوب غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ اُمید ہے گزشتہ کتاب کی طرح یہ کتاب بھی آپ کو پسند آئے گی۔

نبی کریم ﷺ کے آفاقی پیام کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ بہت سے لوگ اس فرض کو ادا کر رہے ہیں اور بہت سے اس فرض کو فراموش

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئے ہوئے ہیں۔ آئی آر ایف (اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن) ممبئی کے پلیٹ فارم سے ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اس حوالے سے اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے تحت انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کو احساسِ ذمہ داری دلایا بلکہ غیر مسلم مفکرین اور عام افراد کو نئے فکری زاویے دیئے۔ انہوں نے اجتماعات میں بڑے دبنگ لہجے میں کہا کہ جو سوال پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمی تمہارے دل و دماغ کو پریشان کر رہی ہے بتاؤ، میں اس کا جواب دوں گا۔

انہوں نے واضح انداز میں بتایا کہ نہ تو اسلام تلوار کے زور پر پھیلا تھا اور نہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور ہی کیا گیا تھا۔ نیز مسلمانوں نے کسی ملک، کسی قوم پر جنگ مسلط نہیں کی بلکہ انہوں نے ہتھیار اس وقت اُٹھائے جب انہیں جنگ پر مجبور کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ مکہ میں کفار کے مظالم اور مصائب برداشت کرتے رہے مگر انہوں نے جنگی حکمتِ عملی نہیں اپنائی۔ مدینہ میں تشریف لے گئے تو جب تک انہیں جنگ پر مجبور نہ کر دیا گیا مسلمانوں کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہ دی۔ اس کے بعد تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ مسلمانوں نے امن چاہنے والوں کو امن دیا اور جنگ کرنے والوں اور امن کے دشمنوں کے خلاف جنگ کی۔

یہ خطاب ''دہشت گردی اور مسلمان'' (IS TERRORISM A MUSLIM MONOPOLY) کے عنوان سے گاندھی مارکیٹ کے عقب میں Shanmukhananda ہال میں گیارہ ستمبر 2006ء بروز پیر بوقت 7:15 پر پیش کیا گیا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی جسٹس ہاسبٹ سریش Hosbet Suresh (سابق جج ہائی کورٹ بمبئی اور انسانی حقوق کے علمبردار) تھے۔

موضوع اور موجودہ حالات کے مطابق یہ ایک نہایت ہی مؤثر خطاب ہے اور تمام تر طبقوں میں اسے خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہی خطاب جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اسی ماہ کے آخر میں جدہ میں بھی پیش کیا۔ انہوں نے تاریخی ریکارڈ سے ثابت کیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیسویں اور اکیسویں صدی میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات میں غیر مسلم ملوث رہے ہیں اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا ایک نام نہاد مفروضہ اور مغربی حکومتوں کی ایک چال اور میڈیا کی سازش ہے۔

انہوں کہا:

"Politics lies at the heart of labeling Muslims across the globe as perpetrators of terror acts"

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے دیگر مذہبی کتب اور قرآنِ پاک سے ثابت کیا کہ قتل و غارت کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔ اسلام تو مذہبی رواداری کا پرچار کرتا ہے اور دوسروں کے مذہبی عقائد اور دیوتاؤں کو نہیں چھیڑتا جبکہ بائبل میں ہے کہ جو شخص اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہوا سے مار ڈالا جائے۔

"It says in the Book of Numbers that whoever worships other than God should be killed".

لیکن اسلام میں ایسے نظریات وعقائد کا کوئی دخل نہیں اور اسلام نے کسی کو یہ مذہب اختیار کرنے کیلئے ہرگز مجبور نہیں کیا۔ اسلام اخلاقِ حسنہ، نیکی اور امن کا درس دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک ''کالی بھیڑوں'' کا تعلق ہے تو وہ ہر مذہب میں موجود ہیں اور انہی کو آگے لا کر میڈیا اپنی سازشوں کے تانے بانے بُنتا ہے۔ نیز ہر مذہب میں کالی بھیڑیں پائی جاتی ہیں اور میڈیا انہی لوگوں کو آگے لاتا رہتا ہے۔ یہ میڈیا کی سازش ہے اور لوگوں کو اسلام سے دُور کرنے کا طریقہ ہے۔

"In every religion there are black sheep and the media keep putting these people forward. This is a media conspiracy and a way of pushing people away from Islam".

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مغربی میڈیا مذکورہ بالا تحریروں سے چشم پوشی کرتے ہوئے صرف اور صرف اسلام کو نشانہ بنانے پر تلا ہوا ہے۔

دہشت گردی کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ کوئی بھی مذہب تشدد یا دہشت گردی کا درس نہیں دیتا اور اسلام تو ماخوذ ہی سلامتی اور امن سے ہے۔

"No religion encourages terrorist acts or violence. The word 'Islam' itself means 'Peace, obtained by submitting yourself to the Almighty'. Anyone, be it Muslim or non-Muslim, who kills an innocent Muslim or a non-Muslim, kills the entire humanity. However, Islam goes a step further to say that if one saves innocent lives, the whole of humanity is saved. Injustice is the root cause of terrorism..."

انہوں نے دیگر دہشت گرد تنظیموں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بہت سی غیر مسلم دہشت گرد تنظیمیں موجود ہیں جو نہ صرف خود اس طرح کی کارروائیاں کرتی ہیں بلکہ معصوم بچوں کو بھی دہشت گردی کی تربیت دیتی ہیں۔ انہوں نے کہا:

"Palestinians are called terrorists just because they are fighting to get their land back." By citing examples of LTTE (in Sri Lanka), IRA (in UK), Lord's Salvation Army, which trains the young children to conduct terrorist attacks, and many other non-Muslim terrorist outfits he further said that, the lives claimed by these outfits are more than the ones by the Muslim terrorists".

یہ دہشت گرد تنظیمیں بھارت میں بھی موجود ہیں لیکن میڈیا کا سارا فوکس صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں پر ہے۔

> "Naxalites/Maoists across India and the LTTE in Sri Lanka were non- Muslim terror organisations, which had developed pan regional bases beyond national boundaries. Other such non-Muslim terror outfits included the United Liberation Front of Asom, National Democratic Front of Bodoland and All Tripura Tiger Force in the Northeast".

بین الاقوامی تناظر میں دہشت گردی پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر نائیک نے جاپان کی ریڈ آرمی اور سپین کی غیر مسلم دہشت گرد تنظیموں کی نشاندہی کی۔ جاپانی ریڈ آرمی، لارڈز سالویشن آرم اور اسپین کی ETA بھی کو اپنی خصوصیات اور ساخت کے لحاظ سے غیر اسلامی تنظیمیں تھیں۔

> "The Japanese Red Army, Lord's Salvation Army and the ETA in Spain were also non-Islamic in character and composition".

انہوں نے کہا کہ مسلمان ہی دہشت گردی کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ دیگر لوگ بھی اس میں ملوث ہیں۔ پھر یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ یورپی طاقتوں نے دیگر ممالک میں بعض مفاد پرست عناصر کو اپنی فرنٹ لائن میں رکھا ہے جن میں نام نہاد مسلمان بھی ہیں۔

> "So nothing is more removed from truth as to suggest that Muslims have monopolized terrorism".

آئرش ریپبلکن آرمی کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ یہ سو سال سے برطانیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف تشدد کے حربے استعمال کرتی چلی آ رہی ہے۔

"Irish Republican Army, which was considered to be terrorist group, has a history of 100 years of violence against the British, but the British government doesn't seem to be scared about them as they are about radical Islamic groups."

اسلام تو کسی ایک فرد کے قتل کی اجازت نہیں دیتا تو سینکڑوں بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کی کس طرح تائید کر سکتا ہے۔

"Even a single killing by a Muslim is condemned by Islam, whatsoever the reasons."

اسلام کسی مسلمان کی طرف سے قتل کے ایک انفرادی فعل تک کی بھی مذمت کرتا ہے، چاہے وجہ کچھ بھی ہو۔

وہ میڈیا جو منفی سیاست کے حامل سیاستدانوں کے زیرِ اثر حقائق کی صحیح عکاسی نہیں کرتا اور سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کر کے بتاتا ہے مگر ذرا سی کوشش سے سچ اور جھوٹ میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ سیاسی قوتوں کا آلۂ کار میڈیا تعصب کا شکار ہے اور سچ یا حقیقت کی عکاسی نہیں کرتا۔

"The media controlled by the political authorities is biased and does not portray the truth or reality."

اسلام دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے اور کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتا۔

"Islam does not justify using wrong means to reach the right goals. People should not take the law in their hands."

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے برملا کہا کہ دہشت گردی اسلامی حکمتِ عملی نہیں ہے بلکہ یہ سیاستدانوں کا حربہ ہے جو اقتدار حاصل کرنے یا قائم رکھنے کیلئے مخالفین کو کچلنے اور انہیں دہشت زدہ کرنے کیلئے اختیار کرتے ہیں۔ آج بھی تقسیم کرو اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔

"India has seen maximum number of communal riots in recent years. Politicians have been using the 'Divide and Rule Policy' to secure their vote banks. However, the masses should not get instigated by them. Terrorism is a monopoly of politicians. People, regardless of their religion, wish to live harmonious lives, but politicians feed the feeling of hatred amongst them,"

آپ نے مسلم میڈیا اور چینلز سے کہا کہ وہ اس حوالے سے اپنا کردار ادا کریں اور مثبت اور سچی صحافت کو فروغ دیں۔

"We should learn how to turn the tables and convey the real meaning,"

انہوں نے مسلم تاجروں سے کہا کہ اگر وہ امریکی ڈالر کا بائیکاٹ کر دیں اور ان سے اپنے تجارتی تعلقات منقطع کر لیں تو صرف دو ہی برس میں امریکی معیشت کی عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔

"Dr. Zakir called on Muslim businessmen across the world to boycott the US dollar and predicted that such a move would, within two years, see the end of the US as an economic superpower."

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے برملا اظہار کیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کی سازش ہے اور افغانستان اور عراق میں تباہی اور بربادی کے بعد اب ان کا اگلا نشانہ ایران ہے۔

"Having described the war on terror as an excuse to take control of Middle Eastern oil reserves, Dr. Zakir called on businessmen to boycott the dollar. "Former Malaysian Prime Minister Mahathir Mohamad has provided us with a strategy to stop the US, which is to target the US economy. The first thing we should do is to stop dealing in dollars... America is presently in debt, the dollar is in debt and half the finance of the country is in debt," he claimed."

انہوں نے کہا کہ اگر حکومتیں اس بائیکاٹ میں متامل ہوں تو ڈالر کے بائیکاٹ کیلئے ہر فرد کو انفرادی کردار ادا کرنا چاہیے اور اس ضمن میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ڈالر کی بجائے وقتی طور پر یورو کرنسی کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"If governments were unwilling to boycott the dollar then businessmen and businesswomen should themselves individually boycott the currency and advised them to deal in riyals, dirhams, gold and euros.Use the euro as an alternative. The process of having an Islamic currency would take time and so we shouldn't wait for that," he said, adding, "Now if someone insists on dealing in dollars then make sure you change currency as soon as possible. When you change the currency then the banks will send the

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

dollars back to the US — within two years their economy will collapse. For us to achieve this, we need our businessmen to stop dealing in dollars. Once their economy collapses then their position as an economic superpower will end."

اس خطاب میں مسلمانوں پر لگائے گئے دہشت گردی کے الزام کی تردید کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اس کے بنیادی اسباب اور وجوہات پر روشنی ڈالی ہے۔

اسلام دُنیا میں ہر قیمت پر امن قائم کرنے کا خواہاں ہے اور ایک فلاحی اور تعمیری معاشرے کی تعمیر کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ امن کے بغیر فلاح انسانیت کا خواب دیکھنا خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔ اعلیٰ انسانی اقدار کے فروغ کیلئے قیامِ امن شرطِ اوّل ہے اور قیامِ امن کیلئے بنیادی شرط انصاف اور مساوات ہے۔

انسان کی روحانی اور انفرادی نشوونما کا مکمل انحصار پُر امن فضا پر منحصر ہے۔ ایک اچھے اور اعلیٰ اوصاف کے معاشرے کی تشکیل صرف پُر امن ماحول میں ہی ممکن ہے۔ امن کی تباہی آئندہ نسلوں کی تباہی ہوتی ہے۔ تحقیقی اور تخلیقی کاموں کیلئے بھی امن ضروری ہے۔

سچ، دیانت داری، اخلاص، ہمدردی، نیکی، محبت اور محنت کا پیام بھی اسی وقت دیا جاسکتا ہے جب معاشرے میں امن قائم ہو۔

اسلام میانہ روی، توازن اور باہمی تعلقات کے فروغ پر اسی لئے زور دیتا ہے اور اُس کے مطابق Reconciliation is the best کا پیام تمام انسانوں کیلئے ہے۔

اسلام امن کے قیام کیلئے اجتماعی قربانی اور صبر و استقامت کا درس دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر واستقامت کی حکمتِ عملی کا جائزہ لینا ہو تو اس کیلئے صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کر دینا ہی کافی ہوگا جب حالات اور شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن نبی کریم ﷺ نے انہیں قبول کیا اور اللہ نے مسلمانوں کو ان کے صبر وتحمل کا صلہ مکہ کی پُرامن فتح کی صورت میں دیا۔ صلح حدیبیہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تھا جس میں فریق مخالف کی تمام شرائط قبول کر لی گئی تھیں۔

معاشرے میں قیامِ امن کیلئے اسلام نے متعدد احکامات دیئے ہیں مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی زندگیوں اور املاک کے بارے میں تحفظ محسوس کریں۔''

(جامع ترمذی)

اسی طرح بخاری شریف میں ایک حدیثِ مبارکہ درج ہے:

ترجمہ: ''خدا کی قسم وہ مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کی ایذا سے محفوظ نہ ہو۔''

(بخاری شریف)

اسلام امن کا پرچار نہایت شدت سے کرتا ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو السلام علیکم کا کلمہ خیر ادا کرتے ہیں یعنی تم پر سلامتی ہو اور دوسرا جواب میں یہی دعا کچھ اضافے کے ساتھ لوٹا دیتا ہے کہ تم پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ فتوح الباری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب دو اشخاص آمنے سامنے آئیں تو وہ ایک دوسرے کو سلام کریں خواہ ان کی آپس میں جان پہچان نہ بھی ہو۔ اس طرح اسلام ہر شخص کے دل میں امن کی خواہش بیدار کرتا ہے اور اسے بار بار امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ روزانہ کروڑوں مسلمان اس پیغام کا باہمی تبادلہ کرتے ہیں۔ ہر تقریب، ہر تقریر اور ہر ملاقات کا عنوان ''السلام علیکم'' ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامتی اور امن کا منبع ہر اہلِ ایمان کے دل کے اندر ہوتا ہے اور اس کا باطن امن کی پکار سے لبریز ہوتا ہے اور السلام علیکم یا آپ پر سلامتی ہو اس کا ظاہری اور خارجی اظہار ہوتا ہے۔

امن کی خواہش کا اظہار ہر مسلمان کے لبوں سے ہوتا ہے اور ایک مومن کے اندر امن کی خواہش کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

اسلام ہر مومن کو امن کا سچا علمبردار اور خواہاں دیکھنا چاہتا ہے۔ امن کی کونپلیں اس کے دل سے پھوٹتی ہیں اور جب وہ دوسرے مسلمان بھائی سے ملتا ہے تو امن کے پھول السلام علیکم کی صورت میں اس کے منہ سے جلترنگ بجاتے ہوئے نکلتے ہیں۔

اسلام ابتدأ سے انتہا تک امن کا علمبردار ہے اور اس مذہب کی بنیاد ہی امن اور محبت ہے۔ اسلام پوری دنیا کیلئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ عالمی امن کا اعلان کرتا ہے اگر عالمی امن نہ ہو تو اسلام فلاح انسانی کے مقاصد حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ تبھی ممکن ہے جب ہر سطح پر اور دنیا کے گوشے گوشے میں امن کی فضا ہو۔

امن کی شاہراہ پوری دنیا کیلئے ہے۔ یہ قانون فطرت ہے اور ہر انسان اسے بخوشی قبول کرتا ہے۔ قرآنِ پاک میں سورہ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر 83 میں آتا ہے:

ترجمہ: ”کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کررہے ہیں، جب کہ زمین و آسمان میں ہر روح اس کی اطاعت قبول کرچکی ہے، چاہیں یا نہ چاہیں لیکن سب کو اسی کی جانب لوٹنا ہے۔“

اگر ”امن“ کو مذہب کہا جائے تو یہ ہر انسان کا مذہب ہونا چاہیے کیونکہ پوری کائنات میں امن ہی کا بول بالا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”زمین پر بھی اللہ کی مرضی چلے گی جیسا کہ آسمانوں پر ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The will of the Lord may be done on earth as it is in heaven. (Matthew 6:10)

اسی طرح قرآنِ پاک کی سورۃ یٰسین، آیت نمبر 40 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''نہ سورج کی مجال کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے سبقت لے جاسکتی ہے، اور سب اپنے دائروں میں گردش کرتے ہیں۔''

جب اللہ تعالیٰ نے ارض وسما کو تخلیق فرمایا تو مظاہر کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے حصے کا کام نہایت امن سے کریں اور دوسروں سے نہ اُلجھیں۔ یہی وجہ ہے کہ کروڑوں سال سے کائنات اسی حکم کے مطابق انہی اصولوں پر چل رہی ہے اور اس میں کسی قسم کا خلل دیکھنے میں نہیں آ رہا۔ چاند تاروں میں، دن رات میں موسموں میں مکمل ہم آہنگی ہے اور ہر چیز طے شدہ پروگرام کے مطابق رواں دواں ہے۔ لہٰذا امن کوئی خارجی چیز نہیں جو انسانی فطرت کے برعکس اس پر مسلط کر دی گئی ہو بلکہ یہ وہ کائناتی اور ازلی چیز ہے جو اسے قدرتی طور پر ورثے میں ملتی ہے۔ امن کی خواہش ہر دل اور ہر دماغ میں موجود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بھی امن کی بنیاد پر تخلیق فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام کے مطابق چل رہی ہے۔

دُنیا میں ایسے انسان بھی موجود ہیں جو خدا کے وجود پر ہی یقین نہیں رکھتے اور جو ایسے ہیں انہیں قوانینِ فطرت وقدرت سے کیا سروکار ہوسکتا ہے اسی قبیل کے لوگ دنیا میں فساد کے مرتکب ہوتے ہیں۔

نظامِ قدرت ازل سے اسی طرح جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ کوئی اس نظام کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ سورج مقررہ مقام سے طلوع ہوتا رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ قطبی تارے کے گرد سات تارے گھومتے رہیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کو منظور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔

یہ سچ ہے کہ انسانوں کو امن کی راہ پہ گامزن رکھنے کیلئے انسان کو ایسے عناصر سے دُور رکھنا ضروری ہے جو باعثِ فساد ہیں ان میں جھوٹ، بددیانتی، رشوت ستانی، چوربازاری، لُوٹ مار، سفارش، اقرباء پروری، ذخیرہ اندوزی، گرانی، ملاوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ قرآن میں آتا ہے:

ترجمہ: ''اور زمین میں فساد پیدا مت کرو کیونکہ اسے خاص نظام کے تحت تشکیل دیا گیا ہے''۔

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر 85)

زمین پر امن وامان کی صورتِ حال کو برقرار رکھنے کیلئے اور اسے فطری قوانین کے مطابق چلانے کیلئے اسلام نے دو بنیادی باتوں پر زور دیا ہے۔

پہلی بات انفرادی طور پر ہے اور اس میں افراد کو صبر وتحمل کا درس دیا گیا ہے۔

دوسری بات معاشرے کی سطح پر ہے جس میں جارحیت اور تجاوز سے ممانعت کا حکم دیا گیا ہے۔

انفرادی انحراف سے معاشرے میں ہلچل اور بدامنی پیدا ہوتی ہے اور معاشرے کو تلخ تجربات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منفی روّیوں سے تصادم جنم لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام حتی المقدور صبر وتحمل کی تلقین کرتا ہے۔

قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''یقیناً صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا پورا دیا جائے گا۔''

(سورۃ الزمر 39، آیت نمبر 10)

صبر وتحمل کا بڑا انعام اور اجر بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ چیز قیامِ امن میں نہایت اہم ہے اور اسی بنا پر قرآنِ پاک میں صابر انسان کو اللہ کا معاون قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن کے قیام کو یقینی بنانے کیلئے اسلام نے جارحیت کی ہر قسم کی ممانعت کی ہے اور دوسروں پر جنگ مسلط کرنے کو غلط قرار دیا ہے۔ جنگ کی حمایت کسی طور پر نہیں ہے ماسوائے دفاعی جنگ کے۔ دفاعی جنگ کے علاوہ کسی جنگ کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ جب ایک قوم دوسری قوم پر جارحیت کا ارتکاب کرتی ہے تو دوسری قوم کو اپنے دفاع کیلئے اور امن کی بقا کیلئے ہتھیار اٹھانا ہی پڑتے ہیں۔

اسلام ''امن کا مذہب'' اور ''امن کا علمبردار'' اور ''امن کا پیامبر'' ہے اور اس لفظ کا مادہ ''سلم'' ہے جس سے مراد ہے ''امن''۔

قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: ''اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔''

(سورۃ یونس، آیت نمبر 25)

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو معاشرے میں امن برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے۔ نیز ہر مذہب اور اس کی کتاب میں امن ہی کی بات ہے اور ہر مذہب کی بنیاد امن پر ہے۔ ہم سب کو دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے جدوجہد کرنی چاہیے اور اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کرنا چاہیے کیونکہ دنیا کی خوشحالی اور انسانی ترقی و بقا کیلئے امن شرطِ اوّل ہے۔

قرآن پاک میں آتا ہے:

ترجمہ: ''اور اگر دشمن امن (صلح) کی طرف آئے تو تم بھی امن کی طرف آجاؤ۔''

(سورۃ الانفال، سورۃ نمبر 8، آیت نمبر 61)

اسلام ''سلامہ'' سے بھی ماخوذ ہے اور اسی وجہ سے السلام علیکم کے کلمے کو تعارفی اور اوّلیں کلمہ قرار دیا گیا ہے۔

The "root" of the word "Islam" in Arabic is SALAMA which is the origin of the words Peace & / or Submission, a

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

submission to God and peace to all humanity. It is, thus, no wonder why the salutation in Islam is: "Al-Salamu Alaikum or Peace on You."

لہٰذا مسلمان جب آپس میں یا دوسروں یعنی غیر مسلم سے بات کرتے ہیں تو ابتداہی امن اور سلامتی کے لفظ سے کرتے ہیں۔ یعنی پہلے امن پھر بات!

یہی وجہ ہے کہ جب دورانِ جنگ کوئی غیر مسلم ''امان'' کا لفظ پکارتا ہے تو اسے پورا تحفظ دیا جاتا ہے اور اس کی سلامتی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

اسلام میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے جبکہ دیگر مذاہب میں ہے کہ جو ایک اللہ کو نہیں مانے گا اس کی سزا موت ہوگی جو ہمارا مذہب قبول نہیں کرے گا اسے امن نہیں ملے گا۔ لیکن اسلام اس طرح نہیں کرتا بلکہ ہر شخص کو اپنی آزادی اور خوشی سے فیصلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 256 میں ہے:

''اسلام میں کوئی جبر نہیں، سچائی ہر قسم کی غلطی سے مبرا ہوتی ہے۔''

اسی طرح دیگر کئی آیات میں بھی اللہ کا پیام پھیلانے کی ہدایت ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ یونس، سورۃ نمبر 10، آیت نمبر 99 میں ہے:

ترجمہ: ''اور اگر تیرا رب چاہتا تو زمین میں سب لوگ مسلمان (ایمان والے) ہوتے، پس کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا؟ یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔''

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا اور اس کیلئے کوئی جبر نہیں کرتا۔

جہاں تک انصاف اور مساوات کا تعلق ہے تو جہاں مسلمان حاکم ہوں انہیں غیر مسلم افراد سے ہر معاملے میں انصاف، رواداری اور باہمی روابط اختیار کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئیں۔ باہمی ادب و احترام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

قرآن پاک کی سورۃ الممتحنہ، سورۃ نمبر 60، آیت نمبر 8 میں ہے:

ترجمہ: ''اللہ تمہیں منع نہیں کرتا کہ ان لوگوں کے ساتھ انصاف اور محبت سے نہ رہو جو لوگ مذہب کے معاملے پر تم سے نہیں لڑتے اور تمہیں تمہارے گھروں سے بے دخل نہیں کرتے، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

انصاف کے معاملے میں ایک اور بات کا تذکرہ ضروری ہے جس سے اسلام کی فراخدلی کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک شوہر کو اجازت ہے کہ وہ اگر چاہے تو اپنی بیوی کو مسجد میں جانے سے منع کر سکتا ہے لیکن اگر بیوی اہلِ کتاب (عیسائی یا یہودیہ) ہو تو اسے چرچ یا یہودیوں کی عبادت گاہ Synagogue میں جانے سے منع نہیں کر سکتا۔

جہاں تک جہاد کا تعلق ہے تو یہ لفظ ''جہدہ'' سے ماخوذ ہے اور اس کا مطلب ہے کسی کام کیلئے توانائی صرف کرنا، spent the energy ہے۔ جہاد کے اعمال اَن گنت ہیں، کام کاج، سکول جانا، والدین کی خدمت، دوسروں کی مدد حتیٰ کہ اپنے شریکِ حیات سے مباشرت کا فریضہ بھی اسی زمرے میں داخل ہے۔ جہاد کی سب سے بڑی صورت دشمنانِ اسلام کی جارحیت کا مقابلہ کرنا اور اللہ کی راہ میں جان دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاندان، اموال، اراضی کی ہر طرح سے حفاظت کا حکم دیا ہے۔ مغربی میڈیا جہاد کے تصور کو مسخ کر کے پیش کر رہا ہے اور اسے ایک جارحانہ فعل قرار دیتا ہے جبکہ مسلمان یا اسلام کی جنگ اپنے دفاع میں ہوتی ہے نہ کہ دوسروں کے مال و املاک یا سرزمین پر قبضہ کرنے کیلئے۔

اسلام کے اصول سادہ اور قابل عمل ہیں بین المسلمین جو تھوڑے بہت اختلافات اور ابہام تھے اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دُور ہو رہے ہیں اور مسلمان فرقہ واریت کی مسموم فضا سے نکل کر وحدت المسلمین کے پلیٹ فارم پر متحد ہو ر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ رہی ہے اور اس کیلئے اَن گنت علمائے کرام تن من اور دھن سے کوشاں ہیں۔ تبلیغ اسلام اور پیامِ قرآن کی عالمگیر دعوت اور عالمی مبلغینِ اسلام میں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کا نام بھی خاصا نمایاں ہے اور وہ مبلغینِ اسلام کے ہراول دستے میں ہیں۔ پوری دنیا اور بالخصوص مسلم ممالک کے جید علماء اس وقت جہاں وحدت المسلمین کے لئے مصروفِ عمل ہیں وہیں عالمی بھائی چارے، امن اور مساوات کے لئے بھی جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ پوری دنیا کو امن انصاف اور مساوات کا گہوارہ دیکھنا چاہتے ہیں نیز اسلام کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

ہر فرد انفرادی اور اجتماعی سوچ کا حامل ہوتا ہے انفرادی طور پر کئی چیزوں میں ذاتی پسند اور ناپسند کو دخل ہو سکتا ہے لیکن اجتماعی سوچ مجموعی انسانیت کے مفاد میں ہونی چاہیے۔ جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اسلامی تعلیمات مسخ کر کے پیش کرنے والوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے والوں کے آخر مقاصد ہیں کیا؟ یہ بات بالکل واضح ہے کہ استعماری طاقتیں اپنے غلبے اور قتدار کے لئے ہر حربہ اور ہر ہتھکنڈہ اختیار کرتی ہیں۔

وسیع پروپیگنڈے سے اپنے مقرر کردہ اہداف حاصل کرنا شروع ہی سے ان کا وطیرہ رہا ہے۔ کبھی کسی مصنوعی کھوپڑی کے حوالے سے نسل پرستی کے الاؤ بھڑکا کر ترقی پذیر اور کم وسائل یافتہ انسانوں کو ان میں دھکیل دیا جاتا ہے اس مصنوعی کھوپڑی کا شاخسانہ کچھ یوں ہے کہ وہ کھوپڑی جسے وہ اپنے جدِّ امجد کی کھوپڑی قرار دے رہے تھے، درحقیقت ایک بن مانس اور ریچھ کے جبڑوں سے تیار کی گئی تھی، جس کی تصدیق حالیہ تحقیق سے ہو چکی ہے۔

کبھی انسانوں کے حقوق غصب کر لئے جاتے ہیں اور ان کے احتجاج کو دہشت گردی کا لقب دے دیا جاتا ہے اور پھر ایک طویل چکر چل پڑتا ہے۔ کبھی مظلومیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لبادہ اوڑھ کر انسانیت کے دامن کو پارہ پارہ کر دیا گیا اور کبھی اپنے اوپر ہونے والے مظالم کی آڑ میں لاشوں کی تجارت شروع کر دی۔

مصنوعی کھوپڑی کے بعد دنیا کا دوسرا سب سے بڑا پروپیگنڈا ہولوکاسٹ یعنی جرمنی میں یہود کے قتلِ عام کا ہے۔

قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ خبر کی اچھی طرح تحقیق کرو اور پھر اسے آگے پھیلاؤ۔ اگر ہولوکاسٹ کے واقعہ کا تجزیہ کیا جائے تو بہت سے انکشافات ہوتے ہیں، جن میں چھ ملین یہودیوں کے بہیمانہ قتل کی دھندلائی ہوئی تصویر بالکل واضح ہو جاتی ہے، جس کی بنا پر آج تک اردن اور فلسطین کے مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک سیاستدانوں یا سیاسی کرداروں کا تعلق ہے انھوں نے انسانوں کو اپنا محکوم اور معاشی غلام بنائے رکھنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے اختیار کیے بلکہ بسا اوقات انھوں نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ کر عوام کے جذبات کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ کہیں لسانی جھگڑے کھڑے کیے اور کہیں اعلیٰ و ادنیٰ اقوام کے تصورات کو جنم دیا اس حوالے سے ایک مصنوعی کھوپڑی کا شاخسانہ بھی تراشا گیا جس سے ہزاروں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

یہ بات اب ہر خاص و عام پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ منفی سیاست کے علمبرداروں نے انسانیت کو پامال کرنے اور امن کی فضا کو تباہ کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔

اگر دُنیا میں انصاف قائم کر دیا جائے تو یہ قیامِ امن کا ضامن ہوگا۔ منصف کا ایک بڑا مقام اور بڑا کردار ہوتا ہے۔ منصف کیلئے محض کتابوں کو، قانون کی شقوں اور ماضی میں ہونے والے فیصلوں کو رَٹ لینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس میں اس کی اپنی بصیرت، ذاتی سوچ اور معاملہ فہمی بھی درکار ہوتی ہے۔ آج شواہد و ثبوت فراہم کرنے کی ساری ذمہ داری مظلوم پر ڈال دی جاتی ہے اور پھر عدالتی جرح کے دوران لفظی کلابازیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گواہوں کو ہراساں کر کے تیز و تند تنقید سے اپنی مرضی کے بیانات اخذ کر لئے جاتے ہیں۔

جیل خانے عقوبت گا ہیں بن چکی ہیں اور یہاں بھی سیاستدانوں کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک کی جیلوں میں جوئے اور منشیات کا کاروبار عام بات بن چکی ہے۔ تنخواہ دار عملہ ملاقات کے لئے آنے والوں کی کھال نوچنے کے علاوہ قیدیوں کو بھی طرح طرح کے ٹیکسوں کی چکی میں پیس کر رکھ دیتا ہے۔ متمول قیدی آسائشوں میں رہتے ہیں اور نادار وہاں بھی ان کے محکوم بن جاتے ہیں۔ ٹیکس یا بھتہ نہ دینے والوں کو گھٹیا قسم کے کاموں پر لگا دیا جاتا ہے۔ یہ ساری صورتِ حال نظامِ انصاف کی خامیوں سے جنم لیتی ہے۔

فرعونیت کے اَدوار سے سامراجیت تک، ہر رنگ، ہر ڈھنگ میں یہی کوشش رہی کہ کس طرح عام لوگوں کو محکومیت کی زنجیریں پہنائی جائیں۔

یورپ اور امریکہ میں دہشت گردی کے سینکڑوں واقعات میں غیر مسلم ملوث پائے گئے ہیں مگر میڈیا کی توپوں کا رُخ صرف اور صرف مسلمانوں کی طرف ہے جہاں کہیں بھی ایسا کوئی واقعہ پیش آتا ہے سب سے پہلے مسلمانوں پر شک کا اظہار کیا جاتا ہے اور بڑی تندہی کے ساتھ ان واقعات کی کڑیاں مسلمانوں سے ملانے کی کوششیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس وقت دہشت گردی کا نشانہ سب سے زیادہ مسلمان بن رہے ہیں اور مسلمان ممالک کے اندر مغربی سپاہی Licence to kill کے اختیار کے ساتھ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ چند افراد کی کارروائی، دہشت گردی اور چند ہزار کی کارروائی دہشت گردی کے خلاف جنگ کہلاتی ہے۔

ہر مذہب میں ہر طرح کے انسان موجود ہوتے ہیں امن پسند اور صلح جو بھی ان میں ہوتے اور لڑائی بھڑائی کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ آپ نے پرانی فلموں میں دیکھا ہو گا کہ ننگ دھڑنگ ریڈ انڈینز جب اپنی سرزمین پر قبضے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ایک تیر کو بغاوت قرار دیا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں انھیں جدید اسلحے اور توپوں کی زد پر دھر لیا جاتا ہے۔ انہیں وحشی قرار دے کر وحشیانہ طریقے سے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ایک منظم فوج کی اس کارروائی کو دفاعی یا جوابی حملے کا نام دیا جاتا ہے۔

جہاد سے عام طور پر جو معانی لئے جاتے ہیں وہ کفار سے جنگ ہے لیکن عربی لغات کے مطابق اس کا مطلب کوشش کرنا ہے۔ عیسائی اپنی مقدس جنگ کو صلیب سے منسلک کرتے ہیں۔ ویدک مذہب میں دھارمک یدھ یعنی Holy war کا ذکر ہے مگر اسلام میں Holy war یا حربِ مقدسہ کا ذکر نہیں ہے۔ اب جہاد بالمال بھی ہوتا ہے اور جہاد بالنفس بھی۔ اسلام میں مختلف کاموں کو جہادِ اصغر یا جہادِ اکبر کہا گیا ہے۔

منفی اور مثبت جہاد کی بھی بے شمار مثالیں ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد احسن جہاد ہے!

جہاد فی سبیل الشیطان یعنی شیطانی کاموں کیلئے کوشش برا جہاد ہے!

جہاد ہمیشہ نیک اور فلاحی کاموں کے سلسلے میں ہونا چاہیے۔ جہاد بدی کے خلاف ہونا چاہیے۔ معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد ہونا چاہیے۔ طاغوتی طاقتوں کے خلاف، انسانوں کو محکوم بنانے والوں کے خلاف، استحصال کرنے والوں کے خلاف، قدرتی وسائل پر ناجائز قابضین کے خلاف جہاد ہونا چاہیے۔

بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت، انسانوں کے روزگار، رہائش، صحت اور انصاف کے قیام کیلئے جہاد ہونا چاہیے۔

جہاد صرف تلوار پکڑ کر ہی نہیں ہوتا، صرف بندوق اور ٹینک سے ہی جہاد نہیں ہوتا بلکہ ہر نیک کوشش جہاد ہے۔ نادار مریضوں کو ادویات فراہم کرنا، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرنا، مستحقین کی مدد کرنا، بے گھر افراد کو چھت مہیا کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا بھی جہاد کے زمرے میں آتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ میڈیا بار بار اسی آیت کو ہدفِ تنقید بناتا ہے جس میں کفار کے قتل کا حکم ہے اور اس بات کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ یہ بات میدان جنگ کیلئے ہے اور وہ بھی اس وقت جب غیر مسلم جارحیت کا ارتکاب کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پہل کرتے ہیں۔

سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2، آیات 190 تا 193 میں ہے:

ترجمہ: ''اور اللہ کی راہ میں لڑو، ان سے جو تم سے لڑتے ہیں لیکن حدود سے تجاوز نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور جہاں انہیں پاؤ قتل کرو اور انہیں وہاں سے نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکال دیا تھا، فساد قتل سے بدترین ہے لیکن مسجد الحرام میں ان سے نہ لڑو جب تک کہ وہ خود لڑنے میں پہل نہ کریں۔ لیکن اگر وہ تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو، اسی طرح سزا ہے کافروں کی۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کیلئے ہو جائے پس اگر وہ باز آ جائیں تو انہیں کچھ مت کہو سوائے ان کے جو سرکشی اختیار کرتے ہیں۔''

اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں یہ شق موجود ہے کہ وہ لوگ جنہیں زبردستی محکوم بنا لیا جاتا ہے اپنی سرزمین پر قابض ہونے والوں کے خلاف کوشش کر سکتے ہیں اور ان کے خلاف ہتھیار اُٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے لڑائی کی اسلام میں ہی نہیں دیگر مذاہب میں بھی اجازت ہے۔ یہ بین الاقوامی قانون ہے اور اقوامِ متحدہ (UN) کے چارٹر میں درج ہے۔

اقوامِ متحدہ کا چارٹر ان لوگوں کو اپنی آزادی کیلئے لڑنے کی اجازت دیتا ہے جن کی سرزمین پر اوروں نے جبری طور پر قبضہ کر لیا ہو اور وہ غلاموں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں۔ آزادی کیلئے اور اپنے حق کیلئے انہیں ہتھیار اٹھانے کی اجازت دی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارح افواج کا مقابلہ کرنے کی اجازت صرف اسلام ہی نے نہیں دی بلکہ بین الاقوامی قوانین اور اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں یہ بالکل واضح انداز میں لکھا ہے۔ کسی بھی قوم کو دوسروں پر حملہ آور ہونے یا ان کو غلام بنانے کی قطعاً اجازت نہیں اور نہ اس کا کوئی اخلاقی جواز ہی پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہر فرد اور ہر قوم کو سیاسی اور سماجی آزادی حاصل ہونی چاہیے۔ اب جو لوگ گھروں میں امن وامان سے رہ رہے ہیں کیا وہ برضا ورغبت اپنے گھر دوسروں کے حوالے کردیں گے۔ کیا کوئی چاہے گا کہ اس کے گھر پر کوئی روسی، افغانی، امریکی، افریقی، چینی، یا برطانوی آکر قبضہ کرلے اور اسے اپنے دستور کی زنجیروں میں جکڑ لے؟

کوئی بھی نظریاتی یا سیاسی غلامی میں رہنا پسند نہیں کرتا۔

کون پسند کرے گا کہ اس کے تعلیمی اداروں کا نصاب ان کے غیر ملکی آقاؤں کا نافذ کردہ ہو؟

کون ہٹلر جیسے ظالمانہ قوانین کی تائید کرے گا جنہیں اس نے یہودیوں پر نافذ کیا اور آج وہی کالے قوانین یہودی 50 لاکھ فلسطینیوں پر لاگو کررہے ہیں۔

اگر چند لوگ یہودیوں کے اِن استحصالی حربوں کی تائید کرتے ہیں تو اُن کی عقل وفہم پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ باقی دُنیا کے کروڑوں لوگ اس چیز کے خلاف رائے دیں گے۔

ہولوکاسٹ جو آج موضوعِ سخن بن چکا ہے اور جس حوالے سے لب سیے رکھنے کی پالیسی اختیار کی گئی تھی۔ اس واقعہ کے بارے میں ڈاکٹر عبداللہ کا مضمون ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے مستند حوالہ جات سے پیش کیا ہے۔

"اسرائیل کی آبادی دُنیا کی کل آبادی کا 0.001 فی صد ہے۔ یعنی دُنیا کے ہر ہزار افراد کے لئے ایک اسرائیلی یہودی۔ فی الحال اس یہودی ریاست کی آبادی 6.955 ملین (تقریباً 7 ملین) یعنی 70

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاکھ پر ٹھہر چکی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ 70 لاکھ نفوس پر مشتمل یہ ملک مشرقِ وسطیٰ کے کروڑوں مسلمانوں کو مستقل طور پر للکار رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا وہ کیوں کرسکتا ہے؟ 1992ء میں امریکہ نے قرضوں کی ضمانت کے طور پر اسرائیل کو سالانہ 2 ملین ڈالر اضافی دینے کی پیشکش کی۔ کانگریس کے گزشتہ 30 برسوں کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ 1947ء تا 1989 ء کے دوران امریکہ نے اسرائیل کو دیا گیا 16.4 ملین ڈالر کا فوجی قرضہ امداد میں تبدیل کردیا تھا۔ درحقیقت اسرائیل کو دیئے گئے امریکی قرضے بھلا دینے کی کانگریسی عادت ہی کی وجہ سے وہ یہ دعویٰ کرتا رہتا ہے کہ 'اسرائیل نے کبھی امریکی قرضے ڈیفالٹ نہیں کیے'۔ اس کے بعد سے امریکی پالیسی یہ رہی ہے کہ اسرائیل کیلئے امریکی امداد کا حجم اس کے سالانہ قرضوں کے لازماً برابر یا اس سے زیادہ ہوا کرے گا۔ دنیا کے دیگر ممالک امریکی اقتصادی قرضے سالانہ چار قسطوں میں وصول کیا کرتے ہیں جبکہ اسرائیل دنیا میں وہ واحد ملک ہے جو اس قسم کے قرضے یکمشت حاصل کرتا ہے اور وہ امریکی مالی سال کے بالکل آغاز پر۔ یوں امریکہ کو خود اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے مستقبل کے ریوینیو پر انحصار کرنا پڑجاتا ہے۔ بات یہیں تک محدود نہیں رہتی۔ ہر سال اتنی بڑی مقدار لینے والا اسرائیل اس قرضے کا کچھ حصہ واپس امریکہ کو مختلف ٹریژری بلوں کے ذریعے بطور قرضہ دے دیتا ہے اور یوں قرض کی رقم قرض دے کر اس کا سود خود لیتا ہے۔ اس اقتصادی قرضے کے علاوہ اسرائیل امریکہ سے 1.5 بلین ڈالر سالانہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زائد پرائیویٹ فنڈ کے طور پر اور مزید 1 بلین ڈالر سالانہ امریکی بینکوں سے شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم کمرشل قرضوں کی صورت میں حاصل کرتا ہے۔ تمام تر ظاہری قرضوں کا حساب کرنے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دنیا بھر کو دیئے جانے والے امریکی قرضوں کا ایک تہائی 70 لاکھ یہودیوں پر مشتمل اس یہودی ریاست کو جاتا ہے۔ کیوں؟ جبکہ اسرائیل فی کس آمدنی کے لحاظ سے دنیا کے چند بڑے ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اسرائیلی جی این پی مصر، لبنان، شام، اردن، مغربی کنارے اور غزہ کے مجموعی جی این پی سے بھی زیادہ ہے۔ 14,000 امریکی ڈالر فی کس آمدنی کے ساتھ اسرائیل مغربی یورپ کے چند مال دار ترین ممالک سے بس تھوڑا نیچے ہے اور دنیا میں فی کس آمدنی کے لحاظ سے اس کا نمبر سولہواں ہے۔ سعودی عرب جو تیل کی دولت سے مالا مال ہے، فی کس آمدنی کے لحاظ سے اسرائیل سے نیچے آتا ہے۔"

(بحوالہ: ڈاکٹر اسٹیفن زیونس

(The Strategic of US Aid to Israel)

واشنگٹن رپورٹ آن مڈل ایسٹ افیئر کے مطابق ہر برس امریکہ اسرائیل پر 5 بلین ڈالر خرچ کرتا ہے، بالواسطہ یعنی سال کے 365 دنوں میں روزانہ 13.5 بلین ڈالر۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہولو کاسٹ کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ اس لئے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے دنیا کا انتہائی منظم اور وسیع ترین میڈیا اس قابل ہو چکا ہے کہ مشرق و مغرب کے باسیوں کو وہ کچھ دکھائے جو وہ دکھانا چاہتا ہے اور وہ وہی چیز سنائے جو وہ سنانا چاہتا ہے۔ ایک شخص 50 برسوں تک یہی سنتا رہا ہے کہ دوسری جنگ عظیم سے قبل یورپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہنے والے تمام یہودی معصوم اور ہر ملک کے وفادار شہری تھے۔ بغیر کسی وجہ کے ہٹلر اور جرمن ان سے نفرت کرنے لگے اور جرمنی کے مسائل سے توجہ ہٹانے کے لئے انہیں قربانی کا بکرا بنایا گیا۔ ہٹلر اور نیشنل سوشلسٹوں نے دنیا بھر میں یہودیوں کی نسل کشی کا منظم اور جامع منصوبہ بنایا جس کا آغاز جرمنی کے زیرِ قبضہ یورپ سے کیا گیا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے بطور خاص گیس چیمبرز بنائے گئے۔ چھ ملین یہودی اور 5 ملین غیر یہودی ان گیس چیمبروں میں جلائے گئے۔ یوں آشووٹز نامی اس نازی کیمپ میں ایک کروڑ دس لاکھ افراد زندہ جلا دیئے گئے۔ ایسے کہ کوئی ثبوت بھی نہیں چھوڑا گیا یہاں تک کہ ان کی باقیات کو بخارات میں تبدیل کر دیا گیا۔ ہولوکاسٹ حقیقت ہے یا افسانہ اس پر تو بعد میں بات ہوگی۔ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ ہولوکاسٹ کی اس تشہیری مہم کا کیا فائدہ حاصل کیا گیا؟

فائدہ بڑا متنوع اور جامع ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد اس واقعہ کی تشہیری مہم سے تین قسم کے فوائد حاصل ہوئے۔ تاریخی، سیاسی اور مالی۔ جنگ کے بعد اسرائیلی ریاست کے قیام کے لئے چلائی جانے والی مہم اسی واقعہ کو بنیاد بنا کر چلائی گئی۔ یہ مہم اتنی شدید ترین تھی کہ جرمن اور اس کے اتحادی یورپی ممالک دوسروں کی نظروں میں تو انتہائی ظالم اور قابل نفرت ٹھہرے ہی مگر ان کے اپنے عوام بھی خود کو مجرم سمجھنے لگے۔ امریکیوں کی نظر میں جرمن لوگوں کا یہ تصور جڑ پکڑ گیا کہ وہ ایک خونی قوم ہے اور ظلم و بربریت ان کی رگوں میں دوڑ رہی ہے۔ آپ ہیوڈو کوف مین کو پڑھ لیں، اسٹیون اسپیل برگ یا ڈینئل گولڈ ہیگن اور ایلی ویزل کو، جرمن قوم پر ایسے ایسے الزامات کی بوچھاڑ کر کے رکھ دی گئی تھی کہ جرمن قوم تا حال احساسِ ندامت کا بوجھ لئے نئی نسلیں پیدا کر رہی ہے۔ ہولوکاسٹ کی تشہیر سے حاصل ہونے والے فوائد کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ خود یہودیوں کے بڑے بھی اسے گن نہ پائیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے قیام کا جواز

آج اسرائیل کے قیام، اس کے دفاع اور بقا کیلئے اگر یہودیوں کے پاس کوئی اکلوتا مالی یا قانونی جواز موجود ہے تو وہ ہولوکاسٹ کا یہی واقعہ ہے۔ امریکی کانگریس کیلئے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ امریکی شہریوں پر ٹیکس کا بے پناہ بوجھ ڈال کر ہر اسرائیلی یہودی کو ماہانہ ساڑھے تین ہزار ڈالر تنخواہ بغیر کسی خدمت کے ہی دے دیا کرے۔ اسرائیل کیلئے 13.5 ملین ڈالر روزانہ کی امریکی امداد کیلئے امریکی شہریوں کی رضامندی بہر حال لازم ہے اور ان کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے امریکی کانگریس کے پاس سوائے ہولوکاسٹ کے مظالم کی تشہیر کے اور کون سا راستہ بچتا ہے؟ اور پھر ہر روز صابرہ وشتیلا جیسے واقعات دہرانے کے لئے ایریل شیرون کہاں سے جواز فراہم کرتا؟ صابرہ وشتیلا میں معصوم بچوں اور عورتوں کے قتلِ عام پر اگر کوئی یہودی دانشور ٹی وی پر آ کر اتنا ہی پوچھ لے ''ہم ان لوگوں کی نسل ہیں جن کے 60 لاکھ آباؤ اجداد کو گیس چیمبرز میں جلا کر بخارات میں تبدیل کر دیا گیا۔ ہم بچے ہی کتنے ہیں؟ اب بھی اگر اپنی بچی کھچی نسل کی بقا کی آخری کوشش کے طور پر ہم دو چار لاکھ فلسطینیوں کو قتل کر دیں کیا یہ ہمارے لئے جائز نہیں؟'' بھلا مغرب کا کون سا شہری ہوگا جو اسے ناجائز کہہ پائے گا جبکہ 60 لاکھ یہودیوں کو بھٹی میں جھونکنے والے خود اس کے آباؤ اجداد ہوں؟

ہولوکاسٹ آخر ہے کیا؟

ہم اپنی تحقیق کا آغاز لفظ ہولوکاسٹ کی تعریف سے کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہولوکاسٹ کے اس لفظ سے یہودی کیا مراد لیتے ہیں؟

ہولوکاسٹ کو انگریزی میں Holocaust لکھتے ہیں۔ عبرانی زبان میں اسکا متبادل شوآھ یا شواح (Shoah) لفظ ہولو کاسٹ یونانی لفظ ہولو کاسٹن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Holokasuston) سے اخذ کیا گیا ہے جس کا اصل معنی ہے "آگ میں مکمل طور پر جل کر قربانی دینا" یا "ایسی قربانی جو آگ میں مکمل طور پر جل کر دی جائے۔" بعد میں یہ لفظ بڑے پیمانے پر قتل عام کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانی تباہی کیلئے اختیار کئے گئے مختلف طریقوں کے لئے بھی یہی لفظ "ہولوکاسٹ" استعمال کیا جاتا رہا۔ 1950ء کے عشرے میں یہی لفظ یہودی، نازیوں کے ہاتھ یہودیوں کے قتلِ عام کیلئے استعمال کرنے لگے۔ یہودیوں کے اس قتلِ عام کے لئے یہ لفظ ہولوکاسٹ کچھ ایسے انداز سے استعمال کیا گیا کہ یہ لفظ اور نازی دَور کا یہودی قتل عام ہم معنی ہو گئے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ ہولوکاسٹ کا لفظ سنتے ہی ذہن سیدھا نازی دور میں داخل ہو جاتا ہے جب یہودیوں کے بقول ان کا قتل عام کیا گیا۔ ہولوکاسٹ کا عبرانی متبادل لفظ شوآہ (Shoah) پہلی دفعہ "شوآہ یہودی پولن (Sohah Yahudi Polin) یعنی "پولینڈ کے یہودیوں کا قتل عام" نامی کتابچے میں سامنے آیا۔ اس کتابچے میں مشرقی یورپ میں یہودیوں کے قتل عام کی داستانیں بیان کی گئیں تھیں۔ یہ داستانیں بیانیہ تھیں یعنی کسی سے سنی سنائی تھیں۔ کچھ ایسے واقعات بھی اس کتابچے میں موجود تھے جنہیں آنکھوں دیکھا حال بتلایا گیا۔ روایت کرنے والے اور آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے والوں کی اکثریت یہودیوں کی تھی۔ جو سب سے پہلا لفظ اس واقعہ کے لئے استعمال ہوا تھا وہ دراصل عبرانی لفظ ہربان (Hurban) تھا جس کے معنی ہیں تباہی۔ انگریزی میں اس کا متبادل ہے Destruction یا پھر Catastrophe یاد رہے کہ یہودی یہ لفظ ہربان ہیکل سلیمانی کی تباہی کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ عبرانی لفظ "ہربان" کی جگہ "شوآہ" نے اس وقت لی جب عالمی صیہونی تحریک کے فلسطینی قلم کاروں، دانشوروں اور رہنماؤں نے یہ لفظ استعمال کرنا شروع کیا۔ تاریخی اعتبار سے یہ لفظ پہلی بار اس وقت سننے میں آیا جب یروشلم کے ایک مؤرخ بن زیان دینور نے 1942ء میں یہ بیان دیا کہ شوآہ ایک عظیم تباہی تھی جو دنیا کی اقوام کے درمیان یہودی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم کی منفرد حیثیت کی علامت بن گئی ہے۔

(بحوالہ: سینٹر فار ہولوکاسٹ اینڈ جینوسائیڈ اسٹڈیز)

یادواشم (Yadvashem) ایک کٹر یہودی ویب سائٹ ہے جو ہولوکاسٹ میں کام آنے والے یہودیوں اور ہیروز کی یاد میں بنائی گئی ہے۔ اس ویب سائٹ کے مطابق ''ہولوکاسٹ سے مراد وہ تمام یہود مخالف سرگرمیاں ہیں، جو نازیوں نے 1933ء تا 1954ء کے درمیان یہودیوں سے روا رکھیں۔ ان یہود مخالف سرگرمیوں میں 1930ء کے عشرے میں ان کو قانونی و اقتصادی حیثیت سے محروم کرنا، انہیں الگ الگ ٹولیوں میں مختلف مقبوضہ ممالک میں بھیجنا، انہیں بھوکا پیاسا رکھنا اور یورپ میں 60 لاکھ کے قریب یہودیوں کو قتل کرنا شامل ہیں'' یہ ویب سائٹ دنیا بھر سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ یہودیوں پر ہونے والے مظالم کیلئے لفظ ''ہولوکاسٹ'' کی بجائے ہر جگہ عبرانی لفظ ''شوآھ'' استعمال کیا جائے کیونکہ لفظ ''ہولوکاسٹ'' دُنیا بھر میں ہونے والی دیگر کئی انسانی تباہیوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جبکہ یہودیوں کی تباہی کا واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ نہ تاریخ میں کبھی پہلے اس کی مثال ملتی ہے اور نہ آئندہ ملے گی۔ اسی طرح یہودیوں کا یہ قتلِ عام ان کیلئے مذہبی عقیدے جیسی اہمیت رکھتا ہے اسلئے اس واقعہ کے لئے استعمال ہونے والا لفظ بھی منفرد اور ممتاز ہونا چاہیے جو کہ لفظ ''شوآھ'' ہی ہوسکتا ہے۔

(بحوالہ: www.yadvashem.org)

ہولوکاسٹ کے بارے میں یہودیوں کا بیان

''یورپ میں یہودیوں کیلئے زندگی صدیوں سے عذاب کی صورت حال اختیار کر چکی تھی۔ بیسویں صدی میں ان کے خلاف متعصبانہ نظریات اپنے عروج پر تھے۔ 1930ء کے عشرے کے اوائل میں ایڈولف ہٹلر کی نازی پارٹی کو اکثریت حاصل ہوگئی جو انتہائی یہود مخالف تھا۔ یوں صدیوں تک پھلتے پھولتے یہود مخالف نظریات کی فصل عظیم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہی کی صورت میں تیار تھی اور فصل کاٹنے کیلئے فضا ساز گار۔ 30 جنوری 1933ء کو ایڈ ولف ہٹلر جرمنی کا چانسلر بنا۔ چھ مہینے بعد ملک میں جمہوریت دم توڑ گئی۔ نازیوں نے یہودی کاروبار کا قومی بائیکاٹ کرانے کے لئے تمام وسائل استعمال کیے اور ایسے قوانین نافذ کیے جو یہودیوں کو جرمن معاشرے سے نکال باہر کردیں۔ 1934ء میں جرمن صدر پال وون ہنڈن برگ کے انتقال کے بعد ہٹلر جرمنی کا بلاشرکت غیرے حکمران بن گیا۔ اس کے دور میں قوانین کے ذریعے زیادہ سے زیادہ یہودیوں کو اسکولوں اور ملازمتوں سے نکال باہر کرنے کا سلسلہ جاری تھا۔ 1935ء میں تباہی کی طرف قدم اٹھنا شروع ہوئے۔ نورم برگ قوانین (Nuremberg Laws) نافذ ہوگئے جس کے مطابق صرف جرمن یا اس سے متعلقہ نسل ہی جرمنی کی شہریت کی حق دار تھی اور یوں یہودی بغیر کسی ریاست کے ہوگئے۔ اسی دوران جرمن فوج نے سارلینڈ پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ 1936ء میں اولمپکس کے دوران ہٹلر نے اپنے یہود مخالف جذبات کا برسرِ عام اظہار کرنا شروع کردیا۔ ''یہاں یہودیوں کیلئے کوئی جگہ نہیں'' (Jews are unwanted here) کے نعرے لگنے لگے۔ 1937ء میں تباہی کی ہوائیں چلنا شروع ہوئیں۔ ہٹلر نے اپنی ہائی کمان کو اپنے نسلی، سیاسی اور فوجی منصوبوں کے متعلق ایک خفیہ اجلاس میں سب کچھ بتادیا۔ اس نے ہائی کمان پر واضح کردیا کہ وہ یورپ پر قبضے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ اسی دوران موسم بہار میں یہودی تاجر بغیر کسی جواز کے اپنے کاروبار سے محروم کردیئے گئے۔ مارچ 1938ء میں نازیوں نے آسٹریا پر قبضہ کرلیا اور یوں مزید 1,90,000 سے زائد یہودی و نازیوں کے کنٹرول میں آگئے۔ نومبر میں پورے جرمنی میں فسادات پھوٹ پڑے۔ متعدد یہودی ہلاک ہوگئے اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ یہ ''نائٹ آف بروکن گلاس'' کے نام سے مشہور فسادات ہیں۔ 1939ء میں یہودیوں کے خلاف جنگ شروع ہوگئی۔ یکم ستمبر 1939ء کو دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ جرمن فوج نے پولینڈ پر حملہ کردیا۔ 21 ستمبر کو SS سیکورٹی چیف رینارڈ ہائیڈرچ نے اعلان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا کہ نازیوں کے زیر قبضہ پولینڈ میں آباد تمام یہودیوں کو شہر گیٹوز میں جمع کر دیا جائے گا۔ 1940ء میں جرمن فوجوں نے ناروے، ڈنمارک، بلجیئم، فرانس اور نیدرلینڈ پر قبضہ کر کے وہاں کے یہودیوں کے لئے تباہیوں کا اشارہ دے دیا۔ پولینڈ میں وارسا اور لوجر کے پسماندہ علاقوں (واڑوں) کو سیل کر دیا گیا اور آشوٹز میں ایک کانسنٹریشن کیمپ کھول دیا گیا۔ جرمن فوج نے 22 جون 1941ء کو سوویت یونین پر حملہ کر دیا۔ ایک خصوصی جرمن فوجی دستے (Einsazgruppen) (یہودیوں کے مطابق) نے یہودیوں کے فلیٹوں کو نذر آتش کر کے انہیں باہر نکلنے پر مجبور کر دیا اور پھر انہیں وارسا منتقل کر دیا۔ سوویت علاقوں اور بالٹک ریاستوں میں مقیم لاکھوں یہودیوں کو قتل کرنے پر مامور کر دیا گیا۔ جنوری 1942ء میں وانسی کانفرنس میں اعلیٰ نازی اہلکاروں نے ''آخری حل'' کیلئے گراونڈ ورک تیار کیا۔ ''آخری حل'' سے مراد یورپی یہودیوں کا مکمل خاتمہ تھا۔ گرمیوں تک موت کے چھ کیمپ مکمل طور پر فعال تھے جن میں ہزاروں یہودیوں کو گیس کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ صرف 1942ء میں 2.7 ملین یہودی قتل کئے گئے۔ 1943ء کے دوران بھی جرمنوں نے یہودیوں، خواجہ سراؤں اور دیگر نشان زدہ گروپوں کے منظم قتل عام کا سلسلہ جاری رکھا۔ ٹرینوں کو ان لوگوں سے بھر بھر کر موت کے کیمپوں تک لایا گیا اور یہ سلسلہ روزانہ کی بنیاد پر جاری رہا۔ یہودیوں کو چونکہ معلوم تھا کہ انہیں مارنے کیلئے لے جایا جارہا ہے اس لئے انہوں نے کئی مقامات پر بغاوت بھی کر دی۔ 1944ء میں بھی نازیوں نے یہودیوں کو موت کے کیمپوں تک لانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان میں ہنگری سے آشوٹز کے موت کے کیمپ لائے جانے والے چار لاکھ (400,000) یہودی بھی شامل تھے۔ 1944ء کا یہ برس جیسے جیسے اختتام کی طرف بڑھتا جارہا تھا، اتحادی فوجیں جرمنی کے علاقوں میں داخل ہونا شروع ہوتی گئیں۔ 1945ء میں اتحادی اور سوویت فوجوں کے قریب پہنچنے پر نازیوں نے موت کے کیمپ خالی کر دیئے۔ کیمپوں کی آزادی پر سوویت اور اتحادی افواج نے کئی ہزار قیدیوں کو بازیاب کرایا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہولوکاسٹ میں 60 لاکھ سے زائد یہودی مارے گئے۔ 1946ء میں نورمبرگ ٹرائل میں انٹرنیشنل ملٹری ٹریبونل نے 19 اعلیٰ نازی اہلکاروں کو سزا سنائی۔ ان اہلکاروں میں ہر مان گورنگ بھی شامل تھا۔ اس عرصے میں بھی خاص کر پولینڈ میں یہود مخالف منصوبے جاری رہے۔ لاکھوں یہودی اب تک بے گھر تھے۔ 1948ء میں جیوش نیشنل کونسل نے اسرائیل کی ریاست کا دعویٰ کر دیا جہاں صدیوں بعد ہولوکاسٹ کی تباہی سے بچ جانے والے یہودی اپنی زندگی دوبارہ تعمیر کریں۔ (قارئین یہ نوٹ کرلیں ہولوکاسٹ کی مندرجہ بالا کہانی خود یہودیوں کی بیان کردہ ہے اور ہم نے یہ بغیر کسی ترمیم کے بیان کر دی ہے تاکہ ہولوکاسٹ کے حوالے سے یہودیوں کے مؤقف سے مکمل آگاہی ہو۔

(بحوالہ:www.holocaustchronicle.org)

اس بیان کے ثمرات

ہولوکاسٹ کی کہانی کا نتیجہ اسرائیل کی ریاست کے قیام کے طور پر نکلا۔ اسرائیل کے کلینڈر کے مطابق یہودی مہینے نساں کے 27 ویں دن صبح آٹھ بجے اسرائیل میں سائرن کے بجتے ہی تمام معمولات رُک جاتے ہیں۔ دو منٹ کے لئے یہی لگتا ہے جیسے اسرائیل میں دن رک گیا ہو۔ یہ سائرن اور پھر دو منٹ تک روز مرہ کے تمام معمولات کا ترک کر دینا دراصل 19 اپریل 1943ء کو وارسا کے واڑوں میں یہودیوں کو منتقل کر دینے کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہودی اس دن کو ''یوم ہاشوآھ'' (Yomha Shoah) کے طور پر مناتے ہیں اور پھر یوم ہاشوآھ کے کچھ ہی دن بعد یوم آٹز موت یعنی اسرائیل کی ریاست کے قیام کا دن۔ ''یوم ہاشوآھ'' اور ''یوم آٹزموت'' کے یکے بعد دیگرے منانے کو یہودی صرف ایک اتفاق نہیں کہتے۔ ہولوکاسٹ کرانیکل 2002 پبلی کیشنز انٹرنیشنل لمیٹڈ ہولوکاسٹ کے مابعد نتائج پر کچھ یوں تبصرہ کرتا ہے''یوم ہاشوآھ جو وارسا کے یہودیوں کی یاد میں منایا جاتا ہے اور یوم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آٹزموت" جو اسرائیل کے قیام کی خوشی میں منایا جاتا ہے دراصل یہ بتاتا ہے کہ وارسا کے کھنڈروں اور وہاں مقید یہودیوں نے اپنے لئے نئی زندگی اسرائیل کی صورت میں حاصل کی۔ یوم ہاشوآھ کے دن اسرائیلی ریاست کے قیام کی تقریبات سے صرف دو دن پہلے یہ سائرن یہودیوں کو جگاتا ہے۔ انہیں ہولوکاسٹ کی یاد دلاتا ہے اور یہ باور کراتا ہے کہ اسرائیل کے قیام کو صرف ایک تحفہ مت سمجھنا۔ یہ سائرن یہودیوں کو پیغام دیتا ہے کہ حقیقت پسند بنو اور یہ تصور بھی کبھی اپنے ذہن میں نہ لاؤ کہ ہولوکاسٹ کو بھلا دیا جائے گا۔ یا یہ قتل عام ماضی کا ایک باب تھا۔ دھوکہ مت کھاؤ اور یہ خیال بھی تمہارے ذہنوں میں نہ آئے کہ اسرائیل کا وجود ہولوکاسٹ کے واقعہ کو چھپا دے گا۔" ہولوکاسٹ کرانیکل آگے کہتا ہے "سائرنوں کی یہ آواز اسرائیلی ریاست کے قیام کی خوشی دور کرنے کا سبب نہیں ہونی چاہیے۔ یا یہ سائرن اسرائیل کی صورت میں تمہاری کامیابی یا اسرائیل کے مستقبل سے متعلق تمہیں نا امید نہ کرے۔ خاص کر دشمن عرب پڑوسیوں کے درمیان محفوظ ہونے کے متعلق نا امید نہ ہو جانا۔ نہ ہی ان سائرنوں کا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کی شناخت اور یہودیوں کا شکار ہم معنی ہیں۔

ہولوکاسٹ کرانیکل، ہولوکاسٹ سے اسرائیل کے قیام تک یہودیوں کو مندرجہ بالا نصیحتیں کرنے کے بعد عالمی صیہونیت کا تعارف کچھ ان الفاظ میں کراتا ہے "اسرائیل کی جدید ریاست نے اپنی پچاسویں سالگرہ 1988ء میں منائی۔ بہر حال یہودی ریاست بہت پرانی ہے۔ 1800 کے اواخر میں آسٹریا کا یہودی لیڈر پیتن برنام ایک یہودی قوم پرست گروپ ہو یووی زون (Hovevel Tziyon) یعنی Lovers of Zion کا سربراہ تھا۔ 1893ء میں صیہونیت (Zionism) کی اصطلاح کے تعارف کا سہرا اسی کے سر جاتا ہے۔ صیہونیت یہودی ثقافت اور قوم پرستانہ معاہدے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ سیاست کے ذریعے یہودی وطن کا حصول اور اس کی بقا صیہونیت کا اول و آخر مقصد ہے۔ کچھ صیہونی سیاسی طور پر دائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں تو کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیں بازو سے، کچھ سیکولر ہیں تو کچھ مذہبی کچھ زیادہ جنگجو ہیں اور کچھ کم مگر مختلف طبیعتوں کے حامل ان تمام صیہونیوں کا بنیادی مقصد اسرائیل کی اس ریاست کا تعاون اور دفاع ہے جو کبھی فلسطین کہلاتی تھی اور جو عہدِ قدیم میں یہودیوں کی ہی ریاست تھی۔

(بحوالہ:www.holocaustchronicle.org)

دسمبر 2005ء میں ایرانی صدر محمور احمدی نژاد نے ہولوکاسٹ کو افسانہ قرار دیا۔ محمود احمدی نژاد نے اپنی ایک تقریر میں کہا ''ہولوکاسٹ ایک فسانہ تھا جو اسرائیل کے بچاؤ کے لئے گھڑا گیا۔''

احمدی نژاد کا کہنا تھا کہ

> ''یہودیوں کے قتل عام کے عنوان سے انہوں (یہودیوں) نے یہ افسانہ گھڑا اور اب یہ انہیں اپنے خدا، اپنے مذہب اور خود اپنے پیغمبروں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔''

محمود احمدی نژاد یہیں نہیں رُکے بلکہ انہوں نے اسرائیل کو جرمنی یا آسٹریا منتقل کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ اگر یہودیوں پر کوئی ظلم کیا بھی گیا ہے تو ان دو ممالک نے کیا ہے لہٰذا تاوان میں وہ یہودیوں کو اپنے علاقے میں بسائیں نہ کہ فلسطین کے مسلمان یورپ کے گناہوں کا کفارہ ادا کریں۔ مگر احمدی نژاد اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کیا احمدی نژاد وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہولو کاسٹ واقعہ کی حقیقت کو چیلنج کیا؟ کیا یہ صرف ایک سیاسی بیان تھا جو محمود احمدی نژاد نے بس یونہی ترنگ میں آکر دے دیا تھا یا پھر اس بیان کے پس منظر میں کوئی ٹھوس اور ناقابل تردید شواہد موجود تھے؟ اور یہ کہ محمود احمدی نژاد نے اسرائیل کو کسی یورپی ملک یا خود امریکا منتقل کرنے کا مطالبہ کس بنیاد پر کیا؟ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ مغربی ممالک اور امریکا نے محمود احمدی نژاد کے اس بیان پر اتنا شدید ردِ عمل کیوں ظاہر کیا؟ ان سوالات کے جوابات جاننے کے لئے ہمیں ذرا ماضی میں جانا ہوگا۔ فی الحال صرف اتنی بات پیشِ نظر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے کہ ایک ذمہ دار ملک کے سب سے زیادہ ذمہ دار منصب پر فائز احمدی نژاد نے یہ بیان یونہی ترنگ میں آکر نہیں دے دیا تھا۔

اوّلیں تنقید

فرانس پیکر یوکی وہ اولین شخص تھا جس نے ہولوکاسٹ پر تنقید کی۔ اس نے اپنی کتاب ایمپیریم (Imperim) میں ہولوکاسٹ کے حوالے سے یہودیوں کے روایت کردہ واقعہ پر سخت تنقید کی اور اسے مسترد کیا۔ فرانس پیکر یوکی نے یہ کتاب 1962ء میں لکھی۔ یہ کتاب جب منظرِ عام پر آئی تو اسے یہودیوں کی سخت تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ یہودیوں کا کہنا تھا کہ یہ شخص ہٹلر کی محبت میں گرفتار ہے۔ آج بھی فرانس پیکر یوکی کے خلاف یہودی ذرائع ابلاغ یہی پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ یہودیوں کی رائے کی صحت جانچنے کیلئے ہم نے فرانس پیکر یوکی کی زندگی کے حالات جاننے کی کوشش کی۔ فرانس پیکر یوکی شکاگو میں پیدا ہوئے۔ اس کا خاندانی مشن گن سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے والدین وہ لوگ تھے جو یورپ اور اس کی ثقافت پڑھنے والے شمار کئے جاتے تھے۔ ان کے لئے لفظ اینگلوفائل (Anglophile) استعمال کیا جاتا۔ یوکی جوانی میں کارل مارکس سے متاثر تھا۔ بعد میں وہ اوسولڈ اسپنگلر کا مرید بنا۔ اس کی پوری زندگی سے یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ یوکی نے زندگی کے کسی بھی موڑ پر ہٹلر سے وابستہ نظریات کی حمایت نہیں کی۔ پھر آخر اسے کیا سوجھی کہ وہ ہولوکاسٹ کے واقعہ کی یہودی روایت پر قلم اٹھا کر خود کو ان کی نظر میں گرا دیتا اور ہٹلر نوازی کے القابات کا حق دار ٹھہر جاتا۔ اس کی زندگی اس کے لئے عذاب بن گئی تھی۔ اسے کئی ممالک میں عدالتی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی کتابیں شائع کئے جانے سے انکار کر دیا گیا۔ جو اخبار اس کے آرٹیکلز چھاپتا تھا خود وہ بھی اس قسم کی کارروائیوں کی زد میں آجاتا۔ جب زندگی اس کے لئے حرام کر دی گئی تو وہ سیدھا مصر آگیا جہاں عبدالناصر نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ مگر کب تک؟ بالآخر FBI نے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرفتار کرلیا اور پھر ایک دن فرانس پیکر یو کی کو ایف بی آئی کی قید میں مردہ پایا گیا۔ جب کہ اس کے قریب سائینائیڈ (زہر) کے کیپسول تھے۔ اس سوال کا جواب ابھی تک کوئی نہیں دے پایا کہ ایف بی آئی کی قید میں اسے یہ کیپسول کس نے پہنچائے؟

ہولوکاسٹ کو سب سے پہلے کس نے چیلنج کیا؟

ہیری المر بارنس (Harry Elmer Barnes) بیسویں صدی کا مشہور امریکی مؤرخ ہے۔ وہ تمام عمر کولمبیا یونیورسٹی سے منسلک رہا۔ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے سب سے پہلے ''ہولوکاسٹ'' کی یہودی روایتوں پر مبنی واقعہ کی حقیقت کو چیلنج کیا۔ اس نے تحقیق و تفتیش اور تاریخی دستاویزات کی روشنی میں ہولوکاسٹ کے رائج واقعہ کو انتہائی مبالغہ آمیز اور کئی حوالوں سے گھڑا ہوا افسانہ قرار دیا۔ بارنس ہی وہ شخص تھا جس نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا کہ ہٹلر امریکا سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ یہ امریکی صدر روز ویلٹ تھا جو اتحادیوں سے خفیہ معاہدے پر کسی بھی طرح جنگ میں کُودنا چاہتا تھا۔ پرل ہاربر کا واقعہ روز ویلٹ کی شاطرانہ چالوں کی بنیاد پر ممکن ہوسکا اور پھر اس کو بنیاد بنا کر اس نے امریکی عوام کی مرضی کے خلاف امریکا کو دوسری جنگِ عظیم میں لا گھسیٹا۔ بارنس ایک معروف جنگ مخالف مصنف رہا ہے۔ بارنس کی ہی تحقیق تھی جس نے جیمز جے مارٹن (James J. Martin) جیسے لوگوں کو ہولوکاسٹ کے حوالے سے اپنی سوچ تبدیل کرنے پر مجبور کردیا۔ ولس کارٹو تو آخر تک ہولوکاسٹ کے حوالے سے بارنس کی تحقیق کو بطور چیلنج پیش کرتا رہا۔ مگر چیلنج کا جواب اسے یہی ملا کہ ''تم لوگ یہود مخالف اور ہٹلر نواز ہو۔'' 1964ء میں فرانسیسی مؤرخ پال ریزی نیئر (Paul Rassinier) کی کتاب ''دی ڈرامہ آف یورپین جیوز'' (The Drama of European Jews) شائع ہوئی۔ پال ریزی نیئر کے بارے میں سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ بذاتِ خود دوسری جنگِ عظیم میں جرمنوں کی قید میں رہا ہے۔ آج

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہولو کاسٹ کی واقعاتی حیثیت پر نظر ثانی کرنے والوں کا ''فادر'' کہلاتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں فرانسیسی مزاحمت کے دوران اس کا کردار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اکتوبر 1943ء میں اسے نازی فوجوں نے گرفتار کرلیا۔ اس کی گرفتاری کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہودی پناہ گزینوں کو فرانس، سویڈن سرحد عبور کرانے میں ملوث تھا۔ اسے گرفتار کر کے بوشن والڈ (Bouchen wald) کے کنسنٹریشن کیمپ میں قید کر دیا گیا۔ بعد میں اسے ڈورا (Dora) منتقل کر دیا گیا اور دوسری جنگِ عظیم کے اختتام تک وہ وہیں قید رہا۔ جنگ کے اختتام پر وہ اپنے آبائی وطن فرانس آ گیا اور قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہو گیا۔ فرانس کی جنگِ مزاحمت میں اس کے کردار پر فرانسیسی حکومت نے اسے سب سے بڑے ڈیکوریشن ایوارڈ سے نوازا۔ اس نے جرمن فوج کے ہاتھوں بوشن والڈ اور ڈورا کے کنسنٹریشن کیمپ میں اپنی قید کے تجربات تحریر کیے۔ اپنی تحریروں میں اس نے جرمن فوجی کنسنٹریشن کیمپ کا مکمل نظام پوری تفصیل سے قلم بند کیا ہے۔ Holocaust Story and the Lies of Ulysses صفحہ نمبر 44 پر وہ لکھتا ہے ''علاج کی سہولیات کا فقدان، گھٹیا اور ناکافی خوراک، غیر انسانی محنت و مشقت اور نمونیہ ہی وہ کانسنٹریشن عوامل تھے جو ان کانسنٹریشن کیمپوں میں قیدیوں کی موت کا سبب بنے۔''

ہولو کاسٹ کے حوالے سے جب یہودیوں کے روایت کردہ واقعات کو تاریخ کا حصہ بنانے کی کوششیں کی جانے لگیں تو پال ریزی سینئر کیلئے خاموش رہنا ممکن نہ رہا۔ خود اس کا کہنا تھا کہ اگر میں خاموش رہتا تو تاریخ شاید مجھے کبھی معاف نہ کرتی۔ ایک چشم دید گواہ موجود تھا مگر اس کے سامنے واقعات کو کچھ اور بنا کے پیش کیا جا رہا تھا۔

رال ہیلبرگ کا مؤقف

رال ہیلبرگ کی یہودی روایات پر مبنی کتاب "Destrcution of European Jews" پر پال ریزی نیئر کا مؤقف ملاحظہ فرمایئے:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہیلبرگ کی اس کتاب کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہے گا۔ مستقبل میں اگر اسے کسی حوالے کے طور پر استعمال کیا جائے تو بھی صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ بے انتہا جھوٹ کیسے بولا جاتا ہے۔ یہ کتاب ردی کی ٹوکری میں پھینک دینی چاہیے۔''

(Destrcution of European Jews)

جرمن نازی کیمپوں میں گیس چیمبرز کے حوالے سے پال ریزی سینئر کہتا ہے:

''گیس چیمبرز کے حوالے سے جھوٹے گواہوں کی بنیاد پر عجیب و غریب داستانیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ میں نے سب کو دعوت دی ہے کہ وہ آئیں اور ہولوکاسٹ کے حوالے سے تمام مواد کا مطالعہ کریں۔ جو ثبوت یہ لوگ پیش کر رہے ہیں ان کا تجزیہ کریں۔ کوئی بھی ایسی دستاویز یا کوئی دوسرا ثبوت نہیں ملے گا جس میں کسی بھی اتھارٹی نے یہودیوں کے قتل عام کا حکم دیا ہو۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ایسی نسل کشی بغیر کسی حکم کے ہی انجام دی گئی۔ 15 برسوں تک یہ سوال مجھے جھنجھوڑتا رہا۔''

(بحوالہ: HSLU صفحہ نمبر 270)

وہ مزید لکھتا ہے کہ

''ہمیں بھی کوئی گیس چیمبر نہیں ملا اور نہ ہی آشوٹز کیمپ میں نسل کشی کا وہ طریقہ اختیار کیا گیا جو یہودی روایت کرتے ہیں''

(بحوالہ: Real Eichmann Trial, P:98)

ایک اور مؤرخ کی رائے

پروفیسر آرتھر بٹز (Professor Author Butz) ایک اور مؤرخ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے ہولوکاسٹ کے واقعہ کو جھٹلا دیا اور اس حوالے سے فرانسیسی مؤرخ پال ریزی نیٹر کی تحقیق کو صحیح تسلیم کیا۔ مندرجہ بالا تینوں مؤرخین ہیری ایلمر بارنس، پال ریزی نیٹر اور پروفیسر (Arthur Butz) کی تحقیق کے مطابق ہلاک ہونے والے یہودیوں کی تعداد کم از کم 500 فیصد تو یقینی طور پر زیادہ بتائی جارہی ہے۔ 1970ء کے عشرے میں ہولوکاسٹ کے واقعہ پر تنقیدی مہم پورے زور شور سے آگے بڑھی۔ اس عشرے میں کئی معرکۃ الآرا کتابیں منظرِ عام پر آئیں۔ ان میں پروفیسر آرتھر کی The Hoax of Twntieth Century اور ڈیوڈ ارونگ کی Hitler's War انتہائی مشہور ہوئیں۔ ڈیوڈ ارونگ وہی شخص ہے جسے کچھ دن قبل ہولوکاسٹ کے واقعہ کو جھوٹا قرار دینے پر 3 سال قید کی سزا سنائی گئی۔ اس کی کتاب تحقیق کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے مگر اس کے باوجود کچھ دن پہلے یہ شخص ویانا کی عدالت میں انتہائی پریشان نظر آیا۔ اس نے اپنے نظریات سے توبہ کرلی مگر اسے بخشا نہیں گیا۔ کیونکہ جو کچھ اسے کرنا تھا وہ کر چکا تھا۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو ہولوکاسٹ کے واقعہ کو مبالغہ آمیز قرار دیتے ہیں۔

ہولوکاسٹ کی نفی

دوسری طرف اب ایسی تحقیق بھی منظر عام پر آنے لگی ہے جو سرے سے ہولوکاسٹ کے واقعہ کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ ان میں پیری گیلامی (Pierre Gullaume) قابلِ ذکر ہے۔ 1979ء میں انسٹیٹیوٹ آف ہسٹاریکل ریویو IHR, of Historical Review) کے نام سے باقاعدہ ایک ادارہ معرض وجود میں آیا۔ اس ادارے نے ہولوکاسٹ کو ہی اپنا موضوع بنایا ہوا ہے۔ آج یہ ادارہ ہولوکاسٹ پر تحقیق کے حوالے سے ایک اتھارٹی کا مقام رکھتا ہے۔ Committee for open debate on holocaust 1987 میں بنی۔ یہ تنظیم ہولوکاسٹ کے حوالے سے مباحثوں کا انعقاد کرتی ہے اور دونوں اطراف کا مؤقف بیان کرتی ہے۔ اس تنظیم کو بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت تنقید کا سامنا ہے اور موجودہ دور میں کئی دیگر اداروں کی طرح اسے بھی مالی کسمپرسی کا سامنا ہے۔ براڈلی اسمتھ CODOCH کا بانی ہے۔ ہولوکاسٹ کے واقعہ پر نقطہ چینی کرنے والوں میں آر وی کیگسٹر اور ارنسٹ زنڈل کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ارنسٹ زنڈل کی کتاب Did Six Million Really Die شائع ہوئی تو اسے انتہائی یہود مخالف قرار دیا گیا، 1985ء میں ''اونٹاریو کی'' ایک عدالت نے 15 ماہ قید کی سزا سنائی۔ 1992ء میں کینیڈا کی سپریم کورٹ نے جب ''جھوٹی خبروں'' کے پھیلاؤ کے حوالے سے ملکی قانون کو غیر آئینی قرار دیا تو ارنسٹ زنڈل کی جان چھوٹی۔ فروری 2003ء میں اسے تنزانیہ میں دوبارہ گرفتار کرلیا گیا۔ کچھ دن بعد اسے کینیڈا ڈی پورٹ کردیا گیا۔ کینیڈا میں وہ پناہ کے لئے کوشش کرتا رہا مگر اس کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ اسے جرمنی بھیج دیا گیا تاکہ وہاں موجود قانون کے مطابق اس پر نفرتیں پھیلانے کا مقدمہ چلایا جائے۔ زنڈل یکم مارچ 2005ء تک قید رہا۔ 1990ء کے عشرے میں انٹرنیٹ نے ذرائع ابلاغ کی دنیا میں انقلاب برپا کردیا۔ وہی لوگ جو یورپی ممالک میں موجود ہولوکاسٹ کے حوالے سے سخت قوانین کی وجہ سے زبان بند رکھنے پر مجبور تھے، انٹرنیٹ کی صورت میں انہیں جیسے زبان مل گئی۔ یہودیوں کے لئے جب ممکن نہ رہا کہ وہ اب ہولوکاسٹ کے نقادوں کی زبان قانون یا دیگر ہتھکنڈوں کے ذریعے بند رکھیں تو مجبوراً انہوں نے بھی انٹرنیٹ پر ہی ان لوگوں سے نمٹنے کا فیصلہ کیا اور ہولوکاسٹ کے نقادوں کیخلاف پروپیگنڈا سائٹس شروع کردیں۔ ادھر عالم اسلام اس تمام معاملے سے سرے سے بے خبر رہا۔ سوائے مصر، شام اور ایران کے کسی بھی ملک میں ہولوکاسٹ کے حوالے سے تحقیقی کام ہوتا نظر نہیں آیا۔ باقی مسلم دنیا کے لئے ہولوکاسٹ ایک بالکل نئی چیز ہے۔ 2002ء میں ابوظہبی میں عرب لیگ نے ایک تھنک ٹینک قائم کیا اور سلطان بن زید النہیان اس کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ ہولوکاسٹ پر تنقید اور اسے افسانہ قرار دینے کی تاریخ مختصراً آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس سے دو حقائق سامنے آتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ہولوکاسٹ واقعہ پر تنقید

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے ہی شروع ہوگئی تھی۔ دوم یہ کہ ایرانی صدر محمود احمدی نژاد نہ تو پہلے شخص ہیں جس نے ہولوکاسٹ کو افسانہ قرار دیا اور نہ ہی انہوں نے یہ بات بغیر سوچے سمجھے کہہ دی تھی۔

ہولوکاسٹ کے واقعہ کی صداقت سے انکار کرنے والوں یا پھر اسے انتہائی مبالغہ آمیز قرار دینے والوں کے مؤقف اور ہولوکاسٹ کے حوالے سے مندرجہ ذیل نکات اٹھائے جارہے ہیں۔

۱۔ یہودیوں کے قتلِ عام کیلئے نازیوں نے گیس چیمبرز استعمال نہیں کیے۔

۲۔ قیدیوں کی باقیات کو ٹھکانے لگانے کیلئے انہیں اوون میں جلائے جانے کے کوئی ثبوت نہیں ملے۔ اتنی بڑی تعداد میں قیدیوں کی باقیات کو جلانے کیلئے جس توانائی کی ضرورت ہوتی ہے وہ دنیا کے کئی ممالک سے بیک وقت لڑائی میں مصروف ملک کسی طور فراہم کرنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ پانچ تا چھ ملین یہودیوں کی ہلاکت کا دعویٰ غیر ذمہ دارانہ مبالغہ آرائی پر مبنی ہے۔ وہ یہودی جو روس، برطانیہ فلسطین اور امریکا منتقل ہوگئے انہیں بھی اس تعداد میں شامل کردیا گیا۔

۳۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد بہت ساری تصاویر اور فلموں کے (ٹوٹے) جو حصے دکھائے جارہے ہیں وہ خاص طور پر اس مقصد کے لئے تیار کیے گئے تھے۔ مثال کے طور پر وہ فلم یا تصویر جس میں جرمن فوج کو ہولوکاسٹ کے قیدیوں کو لے جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے دراصل ان جرمن شہریوں کی تصویر ہے جن کا ڈریسڈن پر بمباری کے بعد علاج کیا جارہا ہے۔ جتنی بھی تصاویر موجود ہیں ان میں قیدی بھوک اور بیماریوں میں تو مبتلا نظر آتے ہیں مگر کوئی بھی ایسی تصویر نہیں جس میں گیس کے ذریعے انہیں مرتا دکھایا گیا ہو۔

۴۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے یہودی افسانہ دراصل اتحادیوں نے فلسطین میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ وطن کے حصول کیلئے گھڑا اور آج کل یہی افسانہ اسرائیل کی ریاستی دہشت گردانہ کارروائیوں کیلئے بطور جواز استعمال کیا جا رہا ہے۔

۵۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر یا پھر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

٦۔ یہ امریکی، برطانوی اور یہودی سازش ہے جو یہودیوں کو جرمنی کے مظالم کا شکار ظاہر کرنے کے لئے ترتیب دی گئی۔ روس، پولینڈ اور چیکوسلواکیہ کو ڈرانے کے لئے جرمنی سے متعلقہ یہ وحشیانہ کہانیاں پھیلانے میں مصروف عمل رہا ہے۔ یہ سازش اسرائیل کو امداد فراہم کرنے اور صرف جرمنی سے اسرائیل کی ریاست کے لئے بظاہر امداد مگر درحقیقت تاوان فراہم کرنے کے لئے ترتیب دی گئی۔

۷۔ بہت سے مؤرخین صرف اس وجہ سے ہولوکاسٹ کو افسانہ قرار دینے سے ڈرتے ہیں کہ ایسا کرکے وہ اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

۸۔ کچھ عیسائی مؤرخین کے مطابق یہودی، ہولوکاسٹ کے افسانے کو اس لئے بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے اپنے جرم پر پردہ ڈال سکیں۔ ان کے نزدیک آج ہو یہ رہا ہے کہ عام عیسائی اپنے مسیحا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب کئے جانے کے واقعہ اور اس کے ذمہ داران کو تو بھول گئے ہیں البتہ ہولوکاسٹ اور یہودیوں پر ہونے والے مظالم انہیں ازبر ہیں۔

ہولوکاسٹ سے انکار ایک جرم

آج ہولوکاسٹ پر تنقید، اس کے کسی جزو سے انکار یا اسے غلط ثابت کرنا دس یورپی ممالک میں قانوناً ممنوع ہے۔ ان ممالک کے نام یہ ہیں۔ فرانس جہاں یہ قانون

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

LoiGayssot کے نام سے نافذ ہے۔ بلجیم، (Belguim Negationis Law) آسٹریا، (Vebotsgesetz 1947) رومانیہ، سلواکیہ، چیک ری پبلک، لتھوینیا، پولینڈ، جرمنی اور سوئٹزرلینڈ (Article of Penal Code) ہولوکاسٹ کے واقعہ پر کسی قسم کی تنقید خود اسرائیل میں بھی قانونا جرم ہے۔ کینیڈا اور برطانیہ میں اگرچہ خاص طور پر ''ہولوکاسٹ کے انکار'' کے حوالے سے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ مگر نسلی منافرت پھیلانے والے قوانین ایسے کسی بھی شخص پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں جو ہولوکاسٹ پر نقطہ چینی کرے یا فی الوقت رائج واقعہ کے برخلاف کوئی تحقیق کرے۔ وہ ممالک وہ جن میں ہولوکاسٹ کے منکرین کیلئے قوانین موجود ہیں ان میں آدھے سے زائد ممالک ہیں جنہیں ہولوکاسٹ کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔ ان میں رومانیہ، جرمنی، چیک ری پبلک، آسٹریا اور سلواکیہ شامل ہیں۔ ادھر ہولوکاسٹ کے واقعہ پر تحقیق کرنیوالے مؤرخین اور سکالرز کا کہنا ہے کہ ہمیں کائناتی اصول ''بولنے کی آزادی'' کے تحت یہ حق حاصل ہے کہ جو شواہد اور ثبوت جس واقعہ کو رد کریں اسے ہم رد کریں۔ سچائی قانون کے بل پر نہ تو نافذ کی جاسکتی ہے نہ دبائی جاسکتی ہے۔ ان قوانین پر خود ان لوگوں نے بھی تنقید کی جو ہولوکاسٹ کی یہودی روایت کو تسلیم کرتے ہیں، مثال کے طور پر نوم چومسکی۔

ہولوکاسٹ مہم ایک نفع بخش بزنس

آج صورتحال یہ ہے کہ روئے زمین کا تقریباً ہر شخص یہ بات سن چکا ہے کہ جرمنوں نے 60 لاکھ یہودی مارے۔ امریکی ٹی وی، فلمیں، اخبارات اور میگزین اس نظریئے کا ہتھوڑا مستقلاً اپنے ناظرین اور قارئین کے دماغوں پر برسا رہے ہیں۔ واشنگٹن ڈی سی میں ایک بہت بڑا ہولوکاسٹ میوزیم تعمیر کیا جاچکا ہے۔ گزشتہ چالیس برسوں کے دوران اس موضوع پر اتنی کتابیں اور فلمیں بنائی گئی ہیں کہ شاید ہی کسی اور موضوع پر بنائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہوں۔ میڈیا کی اس مہم کو یہودی مؤرخ الفریڈلی لیلیتھل نے ''ہولوکاسٹ میڈیا'' کہا ہے۔ وہ ہولوکاسٹ میڈیا جس نے دوسری جنگ عظیم کے دوران یہودیوں کی قسمت کا فیصلہ کرلیا تھا۔ برطانوی چیف یہودی ربی ایمانوئیل جیکو بوٹس نے صحیح کہا ہے کہ ''ہولو کاسٹ مہم ایک بہت بڑی صنعت بن چکی ہے، اس موضوع پر لکھنے والوں، تحقیق کاروں، فلم سازوں، مقبرہ سازوں، عجائب گھروں کی منصوبہ بندی کرنیوالوں اور یہاں تک کہ خود سیاست دانوں کیلئے انتہائی منافع بخش ثابت ہورہی ہے۔''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہولوکاسٹ کے واقعہ کو سچ ثابت کرنے والوں کو ہر قسم کی چھوٹ اور آزادی حاصل ہے تو پھر اس واقعہ کی تاریخی حیثیت جانچنے والوں کو تحقیق سے کیوں روکا جارہا ہے؟ آئندہ کی سطور میں ہم یہودیوں کی ہولوکاسٹ کے حوالے سے روایت کردہ داستان اور اس پر ہولو کاسٹ کے منکرین کے اعتراضات کا تجزیہ کریں گے۔ سچ کو پرکھنے کا یہی بہترین اور اکلوتا طریقہ کار ہے۔ ہولوکاسٹ کے واقعہ پر اٹھنے والے سوالات سے گھبرا کر سوال اٹھائے جانے کو ہی قانونی جرم قرار دینا کسی بھی طور پر ایک صحت مندانہ ردعمل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ فرانس اور جرمنی میں ہولوکاسٹ پر سوالات اٹھائے جانے والوں پر بھاری جرمانے عائد کردیئے جاتے ہیں۔ امریکہ میں ان اساتذہ کو اپنی نوکری سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں جو ہولوکاسٹ کی کہانی کے کسی بھی جزو پر شک کا اظہار کرتے ہیں۔ ہولوکاسٹ کے واقعہ پر نظر ثانی کرنے والوں پر قاتلانہ حملے ہورہے ہیں۔ مزید ستم یہ ہے کہ ہولوکاسٹ کے واقعہ پر سوالات اٹھانے والے ان لوگوں کے خلاف میڈیا ٹرائل شروع کردیا جاتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ ہولوکاسٹ پر سوالات اٹھانے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ غور وفکر کرنے والے یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ آخر ان لوگوں کو اپنا نقطۂ نظر بیان کرنے کیوں نہیں دیا جاتا۔ صحیح روش یہی ہوگی کہ دونوں اطراف کو سنا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہولوکاسٹ میں
واقعی 60 لاکھ یہودی مارے گئے تھے؟

کیا سچ مچ 60 لاکھ یہودی مارے گئے تھے؟

یہ وہ پہلا سوال ہے جو ہولوکاسٹ کے واقعہ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے والے اُٹھاتے ہیں۔ آیئے ہم بھی پہلے اسی سوال سے نمٹتے ہیں۔ ناہوم گولڈ مین (Nahum Goldman) ورلڈ جیوش کانگریس کے سابقہ صدر ہیں۔ یہ وہی ورلڈ جیوش کانگریس ہے جس سے حال ہی میں ہمارے صدر مملکت نے خطاب کیا۔ اپنی کتاب میں گولڈ مین لکھتے ہیں کہ

> ''آزادی کے بعد کنسنٹریشن کیمپوں کے زندہ بچ جانے والے یہودیوں سے ملاقات کے علاوہ میرے جرمنی کے واحد سرکاری دورے کا مقصد چانسلر ایڈی نور سے ملاقات کرنا تھی تاکہ تاوان کے حوالے سے گفت وشنید کا آغاز کیا جائے۔ بین الاقوامی قوانین میں تاوان کی یہ صورت غیر معمولی اور اپنی مثال آپ ہے۔ اب تک تو یہی ہوتا رہا تھا کہ وہ ملک جو جنگ ہار گیا ہو جیتنے والے کو نقصانات کی رقم ادا کرے۔ یہ دو ریاستوں یا دو حکومتوں کے درمیان کا معاملہ ہوتا۔ تاریخ میں پہلی دفعہ دیکھنے میں آیا کہ ایک قوم تاوان کی رقم عام شہریوں کو ادا کرتی یا پھر اسرائیل کی ریاست کو جس کا ہٹلر کے جرائم کے وقت کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہاں میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ جرمنی سے یہودیوں کیلئے تاوان کی وصولی کا یہ آئیڈیا میرا نہیں بلکہ ورلڈ جیوش کانگریس کے دو بانی ڈائریکٹروں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیکب اور نا ہی میار ابنسن کا تھا''۔

(بحوالہ: Goldman, Nahum, The Jewish Paradox, Grosset, Dulap, 1978, P:122)

جرمنی کو تاوان دینے پر مجبور کر دیا گیا۔ ایسا تاوان جو دنیا کی تاریخ میں نہ کبھی پہلے دیا گیا نہ بعد میں دیا جائے گا۔ جرمنی نے 4,300,000 پینشن اور دیگر نقصانات کے دعویداروں کو رقم ادا کی۔ ان 4,300,000 دعویداروں میں سے 40 فیصد تاوان وصول کنندگان اسرائیل میں زندہ ہیں، یا زندہ تھے۔ باقی یہودیوں نے دنیا کے دیگر حصوں میں رہائش اختیار کی۔

ایک اہم سوال

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اتنی زیادہ تعداد میں یہودی جرمنوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے تو پھر بچ جانے والوں کی اتنی بڑی تعداد کہاں سے آ گئی؟

چلیے! اِس بات کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کیجئے ایک جہاز کریش ہو گیا اور پھر اسے آگ لگ گئی کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ جہاز کی انشورنس ہوئی تھی اور اب انشورنس کمپنی کو جہاز میں کام آ جانے والے خاندانوں کو ادائیگی کرنی تھی۔ انشورنس کمپنی جہاز میں سواران خاندانوں کے حوالے سے معلومات اکٹھی کرنا چاہتی ہے۔ اس کے سامنے یہی سوال ہے کہ جہاز میں حقیقتاً کون سوار تھے؟ مگر انشورنس کمپنی کو ان دستاویزات تک رسائی حاصل کرنے ہی نہیں دی جا رہی جو اس سوال کا ثبوت فراہم کرتی کہ جہاز میں کتنے لوگ تھے اور کون کون؟ اچانک ایسے دعوے سامنے آ جاتے ہیں کہ جہاز میں میرا چچا سوار تھا، میری خالہ بھی سوار تھی اور میرا بھتیجا بھی وغیرہ وغیرہ۔ انشورنس کمپنیوں کے ساتھ ایسے واقعہ حقیقت میں ہو چکے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرا موازنہ تو کریں!

یہودی ہولوکاسٹ کے حوالے سے کچھ ایسے ہی دعوے کر رہے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا دعویٰ یہ ہے کہ یہودیوں کی نسل کُشی باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کی گئی۔ یہ منصوبہ کہاں بنایا گیا؟ اس کا جواب یہودی یہ دیتے ہیں کہ

> ''20 جنوری 1942ء کو پروٹوکول آف وانسی (Protocol of Wannsee) نامی کانفرنس میں نازیوں نے یہودیوں کے قتلِ عام کا منصوبہ بنایا۔''

یہودیوں کے اس دعوے کو ایک یہودی ہی ردّ کرتا ہے۔ یروشلم کی ہبریو یونیورسٹی میں ہولوکاسٹ کے ماہر یہودا باؤر وانسی کے اس پروٹوکول کے بارے میں کہتا ہے کہ

> ''وانسی کو زیادہ سے زیادہ ایک ملاقات کہا جاسکتا ہے۔ کانفرنس بالکل نہیں۔ اس ملاقات میں کیا ہوا، اِس حوالے سے کچھ بھی باہر نہیں آیا۔''

یہودا باؤر کی یہ تحقیق خود کینیڈین جیوش نیوز نے جنوری 1992,30ء کو اس شہ سرخی کے ساتھ شائع کی:

> ''وانسی کی اہمیت مسترد کردی گئی''۔

اس خبر کے مطابق یہود اباؤ کا کہنا تھا کہ لوگ وقتاً فوقتاً یہ بے وقوفانہ کہانی دہراتے رہتے ہیں کہ یہودیوں کے قتلِ عام کا منصوبہ وانسی میں تیار کیا گیا۔ وانسی کی ملاقات تو خود اس مرحلے پر ہوئی جب قتلِ عام کے منصوبوں کو طشت ازبام کرنا تھا نہ کہ منصوبے بنانا۔

(Canadian Jewish News.Jan 30,1992)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے قبل 12 نومبر 1989ء کو یہودا باؤ وانسی نے نیو یارک ٹائمز سے بات کرتے ہوئے کہا ''میں وانسی کے معاملے کو صحیح کہہ کر ہولوکاسٹ کے منکرین کو ایک اور ثبوت فراہم کر سکتا ہوں۔'' یہودا باؤ کے اس بیان سے آپ خود ہولوکاسٹ کے ماہرین کی اس بے بسی کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو انہیں ایک افسانے کو حقیقت ثابت کرنے میں پیش آ رہی ہے۔ مگر ادھر صیہونی اور کیمونسٹ پروپیگنڈے باز 60 لاکھ یہودیوں کی اپنی ترتیب دی ہوئی تعداد کو سچ ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اب ظاہر ہے 60 لاکھ یہودیوں کا قتلِ عام بغیر کسی منظم منصوبہ بندی کے تو ممکن نہیں اور جب سوال منصوبہ بندی کا آتا ہے تو ان صیہونیوں کے پاس سوائے وانسی پروٹوکول کے اور کوئی ایسی چیز باقی نہیں بچتی جسے وہ اپنے دعوے کی دلیل کے طور پر استعمال کریں۔ 12 نومبر 1989ء کو اسی یہودی ہولوکاسٹ کے ماہر یہودا باؤ نے تسلیم کیا کہ آشوٹز کیمپ میں چالیس لاکھ یہودیوں کے قتلِ عام کی بات سراسر جھوٹ ہے۔ (Auschwitz Revisionism: An Israeli Scholar' Case NYT,Nov 12, 1989) ارنسٹ زنڈیل نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا: ''کیا 60 لاکھ یہودی سچ مچ مارے گئے تھے؟ (Did Six Million Really Die?)۔ یہ کتاب شائع ہوئی اور ارنسٹ زنڈل گرفتار ہوا۔ زنڈل کے ٹرائل کے موقع پر چارلس بیڈر مین نامی گواہ نے یہ شہادت دی۔

اہم دستاویز تک محدود رسائی

''سابقہ ملزمان اور ان کے بعد آنے والوں کے لئے 1955ء کے بون ایگریمنٹ کے تحت دستاویزات تک رسائی محدود تھی۔ دستاویزات تک رسائی سے یہ کہہ کر روک دیا جاتا کہ یہ ذاتی ملکیت ہیں۔ معاہدے کے تحت صرف 10 اتحادی ممالک کو یہ حق حاصل تھا کہ ان کے نمائندے ان دستاویزات کا معائنہ کر سکیں۔ ان ممالک میں سے جو بھی ان دستاویزات کا معائنہ کرنا چاہتا پہلے وہ انٹرنل ٹریسنگ سسٹم (ITS) کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈائریکٹر کو درخواست لکھتا۔ اگر ITS ڈائریکٹر اس پر فیصلہ کرنا آسان نہ پاتا تو وہ درخواست انٹرنیشنل کمیشن کے پاس آخری فیصلے کے لئے بھیجتا۔ مجھے یاد نہیں کہ اسرائیل نے ان دستاویزات کو دیکھنے کیلئے کوئی درخواست دی ہو اور وہ مسترد کر دی گئی ہو۔''

(Barbara Kulasxka, Report of Evidence in the Canadin "False News" Trial of Ernst Zundel 1988, PP:80-84)

دوسرے الفاظ میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسرائیل یہ ریکارڈ دیکھ سکتا ہے مگر جرمن اور دیگر مؤرخین نہیں۔ ہولوکاسٹ کے واقعہ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے والے بھی نہیں، ارنسٹ زنڈل بھی نہیں۔ البتہ مسٹر ویز تھل دیکھ سکتا ہے۔ قارئین کے ذہن میں سوال اُٹھے گا کہ آخر وہ کون سی دستاویزات ہیں جنہیں اسرائیلی تو دیکھ سکتے ہیں مگر دوسرے لوگ نہیں۔ یہ دستاویزات ریڈ کراس کی ہیں۔ ریڈ کراس نے دوسری جنگ عظیم میں انتہائی اہم کردار ادا کیا تھا۔ نازیوں کے تمام کیمپوں تک اس کی رسائی تھی اور اس دوران اس نے تمام اعداد و شمار بالکل دفتری طریقہ کار کے مطابق ترتیب دیئے تھے۔ ریڈ کراس کے چارلس بیڈر مین کے پاس وہ تمام اطلاعات دستاویزی صورت میں موجود تھیں، ہر کیمپ میں کتنے جرمن شہری یا جنگی قیدی لائے گئے مگر یہ دستاویزات اب ITS کے ذریعے ہی دیکھے جا سکتے تھے۔ یہ دستاویزات 14 ملین ٹکڑوں پر مشتمل ہیں۔ ہولوکاسٹ واقعہ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے والوں کا مؤقف ہے کہ آج کی کمپیوٹر ٹیکنالوجی OCR سافٹ وئیر وغیرہ کے ذریعے ان تمام دستاویزات کو ترتیب بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کا تجزیہ بھی ممکن ہے اور پھر انہیں ڈبل چیک بھی بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ بہت ہی مختصر وقت میں یہ تمام اطلاعات عوام تک پہنچائی جا سکتی ہیں۔ یوں عوام تمام حقائق کا خود تجزیہ کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیں گے۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا بلکہ معاملے کو کسی اور طرح ہینڈل کیا جا رہا ہے۔ تمام یورپی ممالک ہولوکاسٹ سے متعلق قوانین نافذ کر کے ڈیوڈ ارونگ اور ارنسٹ زنڈل جیسے درجنوں محققین کو جیلوں میں قید کر کے اذیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتے ہیں۔ آخر کیوں؟ جب ہولوکاسٹ کو افسانہ قرار دینے والے خود یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ تمام ریکارڈ منظر عام پر لایا جائے تو اس مطالبے کو تسلیم کیوں نہیں کیا جا رہا؟ اس لئے کہ یہ تمام دستاویزات اس سوال کا واضح جواب ہیں کہ کیا سچ مچ 60 لاکھ یہودی قتل ہوئے؟ جرمن حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ پچاس سال پہلے ہی اس تمام ریکارڈ کو چیک کرتی مگر ایسا ہوا نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب یہ تمام ریکارڈ منظر عام پر آئے گا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہودیوں نے جرمنوں سے جو تاوان بزور سازش حاصل کیا ہے اور حاصل کر رہے ہیں اس کی قلعی کھل جائے گی اور تاوان دینے کا یہ سلسلہ جرمن حکومت کو بند کر دینا پڑے گا۔ نہ صرف جرمنی بلکہ دیگر یورپی ممالک اور خود امریکہ کے عوام بھی اپنی حکومتوں سے یہ سوال کرنے لگیں گے کہ ان پر ٹیکسوں کا بھاری بوجھ لاد کر ان کی خون پسینے کی کمائی آخر دنیا کے سب سے بڑے سازشیوں پر کیوں بانٹی جا رہی ہے؟ ایسا ہوا تو اسرائیل کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ ہرن کے سینگ پر قائم یہ ریاست تو ویسے ہی ہچکولے رہی ہے۔ 29 دسمبر 1979 کو اسرائیل کے بانی نیتن گولڈ مین کو پیرس میچ میں ایک تاریخی جملہ کہتے سنا گیا۔ نیتن گولڈ مین نے کہا:

> ''دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہودیوں سے انتہائی لاڈ و پیار کا سلوک کیا جاتا ہے۔ آشوٹز (مبینہ نازی کیمپ) کے بغیر اسرائیل کا وجود ممکن نہ تھا۔''

ہولوکاسٹ سے حاصل ہونے والے فوائد

ہولوکاسٹ کے اس افسانے نے اسرائیل کو غیر یہودیوں پر عجیب نفسیاتی برتری دلوائی، خاص کر امریکیوں اور جرمنوں پر غیر یہودیوں کو خود اپنی نظروں میں مجرم قرار دے کر یہودیوں نے کیا فوائد حاصل کیے، آیئے ڈاکٹر ایڈورڈ آر۔ فیلڈز کی زبانی ملاحظہ کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ جرمنی سے اِمداد کی صورت میں 65 ملین ڈالر سے زائد رقم حاصل کی۔

☆ امریکہ سے 55 ملین ڈالر سے زائد کی امداد حاصل کر چکا ہے۔ ایک خوشحال ملک ہونے کے باوجود اسرائیل امریکہ سے 3.2 ملین ڈالر سالانہ (یا 8 ملین ڈالر روزانہ) کی امداد حاصل کر رہا ہے یہ کسی بھی دوسرے ملک سے زیادہ ہے۔

☆ روس سے ہجرت کرنے والے 45,000 یہودیوں کا میکسیکو کے بعد سب سے زیادہ سالانہ کوٹہ ہے۔ وہ پناہ گزینوں کی صورت میں داخل ہوتے ہیں اورانہیں یہ ثابت کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ ان پر ظلم ہوا ہے۔ بحیثیت پناہ گزیں وہ تمام ویلفیئر فوائد کا استحقاق رکھتے ہیں مگر ویلفیئر کی اصلاحات کیلئے ان سے کسی قسم کی کٹوتی نہیں کی جاتی۔

☆ اسکولوں، ٹی وی، فلموں اور کتابوں کے ذریعے نہ رُکنے والی ہولوکاسٹ برین واشنگ کی مہم نے یہودیوں کو ان ممالک میں تنقید سے مبرا کر دیا ہے۔

مقتولوں کی تعداد میں تضادات

اب ذرا دیکھتے ہیں کہ یہودیوں کے قتل عام کی تعداد کن کن ارتقائی مراحل سے گزرتی ہوئی موجودہ تعداد یعنی 60 لاکھ کے ہندسے تک پہنچی۔ جنگ عظیم کے فوراً بعد اتحادیوں نے اعلان کر دیا کہ جرمنی کے تمام کیمپوں میں ''یہودیوں کو گیس کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔'' بعد میں معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی تصاویر بطور ثبوت دکھائی گئی تھیں وہ دراصل وبا، سردی اور بھوک سے ہلاک ہوئے تھے۔ سائمن ویزنتھل جو لاس اینجلس میں ''ہولوکاسٹ سینٹر'' میں کام کرتے ہیں اپنی کتاب Books and Bookmen اپریل 1975ء صفحہ نمبر 5 پر لکھتے ہیں ''جرمنی کی سرزمین پر قائم کسی بھی کیمپ میں گیس کے ذریعے مارے جانے کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔'' ایل پی بیریا جو سوویت NKVD سیکرٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولیس کے 1938ء تا 1953ء تک سربراہ رہے ہیں اور بذاتِ خود بھی یہودی ہیں نے ایک دن اچانک اعلان کردیا کہ اس نے 60 لاکھ یہودیوں کی ہولوکاسٹ (تباہی و بربادی) دریافت کرلی ہے۔ یہ ہولوکاسٹ پولینڈ میں ہوا۔ بیریا نے کسی غیر ملکی کو پولینڈ کی اس سائٹ کا معائنہ کرنے کی اجازت نہیں دی جس سے متعلق اس کا دعویٰ تھا کہ یہاں 60 لاکھ یہودی مارے گئے۔ یہودیوں کے اپنے اخبار نیویارک ٹائمز نے 1945ء میں یہ رپورٹ دی کہ ''سوویت روس نے یہ اعداد وشمار فراہم کئے ہیں کہ چالیس لاکھ یہودی مارے گئے۔'' بہر حال جولائی 1990ء میں پولینڈ کی حکومت نے یہ تعداد کم کر کے گیارہ لاکھ بتائی اور یہودی گروپوں نے پولینڈ حکومت کے یہ اعداد وشمار تسلیم بھی کر لئے۔ مگر اس ثبوت کے باوجود 60 لاکھ کے ''سرکاری اعداد وشمار'' میں کٹوتی کر کے اسے 30 لاکھ نہیں کیا گیا۔ یہاں پر قارئین کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ امریکن ریڈ کراس کی صدر ایلز بتھ ڈولے نے جو سینٹر ریاب ڈولے کی بیوی بھی ہیں، یہ انکشاف کیا تھا کہ آشوٹز کیمپ میں ہلاکتوں سے متعلق جو سرکاری دستاویزات منظر عام پر آئی ہیں۔ ان دستاویزات میں آشوٹز کیمپ میں مرنے والوں کی کل تعداد 70,000 بتائی گئی ہے۔ اموات کی اس فہرست میں وہ تمام لوگ درج ہیں جو کسی بھی وجہ سے فوت ہوئے۔ فریڈ لیوکٹر Fred Leuchter) امریکی ماہر ہیں جو قتل عام کے جرائم کا سائنسی تجزیہ کر کے ثبوت تلاش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ 1988ء میں انہوں نے تفتیش کاروں کی ایک ٹیم کے ہمراہ آشوٹز کیمپ کا دورہ کیا۔ ان کے سائنسی تحقیق و تجزیہ کی رپورٹ تفصیل سے تو ہم آئندہ کی سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے مگر یہاں 60 لاکھ کی تعداد کے حوالے سے ان کی رپورٹ سے صرف ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ قارئین یہ بات ذہن میں رکھیں کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد نازیوں کا نورم برگ کی عدالت میں جنگی جرائم کی پاداش میں ٹرائل کیا گیا۔ اسی ٹرائل کی ایک دستاویز نمبر L-022 کے مطابق ''اپریل 1942ء تا اپریل 1944ء کے دو برسوں کے دوران برکناؤ کے کیمپ میں 1765000 (یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساڑھے سترہ لاکھ سے زائد) یہودی گیس چیمبروں میں ہلاک کیے گئے۔ بہر حال لیوکٹر نے اس کیمپ کے سائنسی تجزیے (Forensic Analysis) کے بعد یہ رپورٹ دی۔

''اگر گیس کے ذریعے یہودیوں کے قتل عام کے واقعہ کو صحیح بھی مان لیا جائے تو گیس چیمبرز کے سائز، حجم اور دیگر تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ صرف 105,688 افراد کو ہی گیس کے ذریعے ہلاک کیا جانا ممکن ہے۔''

لیوکٹر نے برکناؤ کے اس کیمپ سے اینٹیں، ریت، بجری، سیمنٹ اور تمام و دیگر اشیاء لیبارٹری ٹیسٹ کیلئے اکٹھی کیں۔ جب پر سائنائیڈ کمپاونڈ کی باقیات صدیوں تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔ یہ تمام نمونے میسا شیوٹس میں ایش لینڈ کی الفا اینالیٹیکل لیبارٹری میں ٹیسٹ کیلئے لائے گئے۔ مارچ 1988ء میں الفا رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی کہ

''سائنائیڈ یا اُس سے متعلقہ وہ تمام دیگر مرکبات جن کا گیس چیمبر میں پایا جانا متوقع تھا، ان نمونوں میں نہیں پائے گئے۔''

اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کتنے یہودی ہلاک ہوئے؟

امریکی جیوش کمیٹی کو ورلڈ المانک 1947ء نے 1939 میں دنیا بھر میں یہودیوں کی تعداد 15,688,259 (تقریباً ایک کروڑ ستاون لاکھ) بتائی۔ 22 فروری 1948ء کے نیویارک ٹائمز کے مطابق دنیا میں یہودیوں کی آبادی 15,600,0000 تا 18,7000,000 (یعنی پندرہ کروڑ ساٹھ لاکھ تا اٹھارہ کروڑ ستر لاکھ) تھی۔ اس تعداد میں فلسطین میں رہنے والے چھ تا سات لاکھ یہودی شامل نہیں تھے۔ سوال یہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں 60 لاکھ یہودیوں کے مرنے کے بعد ان کی تعداد اتنی تیزی سے بڑھی؟

والٹر سینک (Dissolution of european Jewry) کا مصنف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہتا ہے کہ جون 1941ء میں جب جرمن قابض عروج پر تھے، یورپ سے باہر ہجرت کرنے والے یہودیوں کی تعداد 2,200,000 (بائیس لاکھ) سے کسی طور بھی کم نہیں تھی۔ جب کہ 2847,000 (تقریباً ساڑھے اٹھائیس لاکھ) وہیں مقیم رہے۔ ریڈ کراس اس کے مطابق جنگ عظیم دوم کے بعد 3,375,000 (پونے چونتیس لاکھ) یہودیوں نے ہولوکاسٹ کے تاوان کیلئے درخواستیں جمع کرائیں۔ اس تعداد میں بہت سے باہر سے آنے والے یہودی بھی شامل تھے۔ مندرجہ بالا حقائق کے تجزیئے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جنگ کے دوران تمام کیمپوں میں تمام وجوہات کی وجہ سے مرنے والے یہودیوں کی کل تعداد 1,50.000 (ڈیڑھ لاکھ) اور 300,000 (تین لاکھ) کے درمیان ہے۔

(بحوالہ: Was there Really a Holo cawst?)

قارئین کو ایک انتہائی دلچسپ حقیقت بتاتے ہیں۔ 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام کی پیش گوئی یہودیوں نے 30 برس قبل ہی کر دی تھی۔ مشہور یہودی بن ہیچٹ (Ben Hecht) نے اپنی کتاب Perdify میں 1911ء کی عالمی صیہونی کانگریس (World Zionist Congress) سے خطاب کے دوران صیہونی میکس نورڈو (Max Nordau) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

"یہ صحیح العمل حکمران 60 لاکھ لوگوں کے قتل عام کی تیاریاں کر رہے ہیں"

(بحوالہ: American Hebrew ot.31, 1919)

ذرا ملاحظہ فرمایئے! صیہونیوں کے عزائم۔ 1911ء میں جب یہ صیہونی 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام کی پیش گوئی کر رہے تھے اس وقت ایڈولف ہٹلر جرمنی کی سڑکوں پر روزگار کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ اس کے پاس روٹی کمانے کے لئے اپنی پینٹنگز کے علاوہ کوئی اور روزگار نہیں تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کتنے یہودی مارے گئے؟

اس سوال کا جواب کافی حد تک تو گزشتہ سطور میں آپ کو مل ہی چکا ہوگا۔ یہاں ہم پہلے اس سوال کو دیکھیں گے اور پھر ہولوکاسٹ کے حوالے سے اگلے سوالات کی طرف بڑھتے ہیں۔ سوائے سابقہ سوویت یونین کے تقریباً تمام ریاستوں نے جنگوں کے بعد ہلاک ہونے والوں کی سرکاری رپورٹس پیش کیں۔ جانی نقصانات پر مبنی ان تمام رپورٹوں سے یہ حیران کن بات سامنے آئی کہ یہ نقصانات جنگ عظیم اول سے کم تھے۔ اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ یہودیوں کے جانی نقصان کے حوالے سے کسی بھی قسم کے سرکاری اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں۔ جو بھی تعداد بتائی جارہی ہے وہ نجی حلقوں کی مرتب کردہ ہے یا پھر نیم سرکاری اداروں کی۔ ان اعدادوشمار کے مطابق 50 لاکھ تا 60 لاکھ کے درمیان یہودی اس جنگ میں کام آئے۔ اگر یہودیوں کی بتائی ہوئی یہ تعداد صحیح تسلیم کرلی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہودیوں کا جانی نقصان برطانیہ، امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا، نیوزی لینڈ، فرانس، بلجیم، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے اور لکسمبرگ کے مجموعی جانی نقصانات سے بھی زیادہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہودیوں کی اس غیر معمولی تعداد میں ہلاکت کے حوالے سے صرف سادہ بیانات کو کیوں تسلیم کرلیا جائے؟ اصولاً تو ہونا یہ چاہیے کہ اتنی بڑی تعداد میں ہلاکت کے معاملے کا پورے سائنسی طریقۂ کار کے مطابق تجزیہ کیا جائے۔ ہولوکاسٹ پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کرنے والوں کے مطابق یہ تعداد کسی طور صحیح نہیں ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کیسے؟ سوویت یونین کو چھوڑ کر باقی کے یورپ میں یہودیوں کی کل تعدا 1933ء میں تقریباً 5.6 ملین یعنی 56 لاکھ تھی۔ یہ تعداد خود امریکی جیوش کانفرنس کی دی ہوئی ہے۔

(بحوالہ: 11 جنوری 1945ء نیویارک ٹائمز رپورٹ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تعداد میں سے 10 لاکھ یہودی مولوٹو، رپن ٹروپ، لائن کے مشرق میں مقیم تھے۔ یہ علاقہ 21 جون 1941ء سے پہلے تک ہٹلر کی دسترس سے باہر تھا۔ 21 جون کی اس تاریخ کے بعد ان یہودیوں کی بڑی تعداد روس اور سائبیریا منتقل ہو گئی تھی۔ لہٰذا یورپ میں رہائش پذیر 5.6 ملین یہودیوں میں سے 10 لاکھ ان یہودیوں کی تعداد منفی کرنا پڑے گی۔ چلئے احتیاط کے طور پر یہ تصور کرتے ہیں کہ صرف 5 لاکھ یہودی اس علاقے سے روس یا سائبیریا منتقل ہوئے۔ یوں یورپ کے ان علاقوں میں یہودیوں کی کل تعداد 5 ملین یعنی 50 لاکھ رہ جاتی ہے جو مستقبل میں ممکنہ طور پر ہٹلر کے زیر اثر آ سکتے تھے۔ مگر خود اس تعداد میں سے بھی یہودیوں کی وہ تعداد منفی کرنا ہو گی جو یورپ کے غیر جانبدار ملکوں میں مقیم تھے۔ یورپ کے ان علاقوں میں جن پر ہٹلر نے چڑھائی نہیں کی تھی، یہودیوں کی آبادی کچھ اس طرح تھی: جبرالٹر۔ 868 یہودی انگلینڈ، 300,000 پرتگال، 1200 اسپین، 4000 سویڈن، 6653 سوئٹزرلینڈ، 17,973 آئرلینڈ، 36896 ترکی، 78,730، کل تعداد 413,128 اس تعداد کو نکالنے کے بعد ہٹلر اور حملے کے زیر عتاب آنے والے یورپی ممالک میں یہودیوں کی تعداد 45 لاکھ رہ جاتی ہے۔ اب اس تعداد میں سے یہودیوں کی اس تعداد کو بھی منفی کرنا ہو گا جنہوں نے 1933ء تا 1945ء کے دوران اپنی تاریخ کی بہت بڑی ہجرت کر کے تمام براعظموں کے ممالک کا رُخ کیا۔ یہودیوں کی اس سیلابی ہجرت کو بین الاقوامی حمایت حاصل تھی اور یوں وہ جس ملک میں بھی مقیم ہوئے وہاں حفاظت سے رہے۔ بدقسمتی سے ایسے کوئی سرکاری اعداد و شمار دستیاب نہیں کہ کتنی تعداد میں یہودیوں نے شمالی وجنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور یورپ کے دیگر غیر جانبدار ممالک میں ہجرت کی۔ بہر حال اس حقیقت پر سب متفق ہیں کہ 1933ء کے بعد جتنے لوگوں نے بھی ہجرت کی اس میں 80 فیصد سے زائد یہودی تھے۔ ایک یہودی اخبار اوفبو (Aufbou) نے 1933ء تا 1945ء کے دوران یہودیوں کی ہجرت کی تصویر کشی کچھ یوں کی:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً 120,000 یہودی انگلینڈ آئے۔ 25,000 سویڈن، تقریباً 60,000 سوئٹزرلینڈ، تقریباً 5000 اسپین اور پرتگال، تقریباً 60,000 کینیڈا، تقریباً 450,000 امریکہ تقریباً 75,000 وسطی امریکہ تقریباً 225,000 جنوبی امریکہ تقریباً 15,000 آسٹریلیا، تقریباً 35,000 چین (شنگھائی) تقریباً 25,000 انڈیا، تقریباً 45,000 افریقہ اور تقریباً 300,000 فلسطین آئے۔ یوں ان تمام علاقوں کی طرف ہجرت کرنے والے یہودیوں کی کل تعداد 1,440,000 تقریباً 1.5 ملین یعنی 15 لاکھ تھی۔ یہودی تارکینِ وطن کا وہ سیلابی ریلا جس نے سابقہ سوویت یونین اور سائبیریا ہجرت کی تھی اسے اس حساب کتاب میں شامل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس حوالے سے اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں، مگر یہ بتاتے چلیں کہ نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پانچ لاکھ سے زائد یہودیوں نے پولینڈ سے صرف سائبیریا ہجرت کی۔ یہ وہ تعداد ہے جو ایک یہودی خاتون لیکچرار نے اپنے حالیہ لیکچر میں بتائی ہے اور نیویارک ٹائمز نے اس کا حوالہ دیا ہے۔ مندرجہ بالا اعداد وشمار سے یہ حقیقت تو واضح ہوگئی ہے کہ ہٹلر کے زیرِعتاب آنے والے علاقوں میں یہودیوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد 3 ملین یعنی 30 لاکھ تھی۔ یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ سائبیریا اور روس کی طرف ہجرت کرنے والے یہودیوں کی تعداد اس میں شامل نہیں۔ اگر انتہائی محتاط اندازہ لگایا جائے تو بھی یہ بات حتمی ہے کہ ان دونوں علاقوں میں آنے والے یہودیوں کی مجموعی تعداد آٹھ لاکھ سے تو کسی طور کم نہ تھی۔ خیر چلئے 30 لاکھ کی تعداد ہی لے لیجئے۔ جب دورانِ جنگ کل یہودی تھے ہی 30 لاکھ تو پھر 60 لاکھ یہودی کیسے مارے گئے؟ یہی وہ سوال ہے جو ہولوکاسٹ پر نظرثانی کا مطالبہ کرنے والوں نے پوچھا تو ان پر زندگی تنگ کردی گئی۔ ان کے ساتھ کیا کیا کچھ ہوا یہ ایک الگ داستان ہے جو کسی اور موقع پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ فی الحال ہولوکاسٹ کے حوالے سے اگلے مسئلے کی طرف آتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیس چیمبرز

گیس چیمبرز کے معاملے کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔ آشوٹز کیمپ کا نام تقریباً ہر کسی نے سنا ہوگا۔ یہ جنگ کے دوران جرمن افواج کا کیمپ رہا ہے جہاں وہ جنگی قیدی لا کر رکھتے تھے۔ یا پھر ان شہریوں کو جن سے انہیں خطرہ لاحق ہوتا۔ انگریزی میں انہیں کنسنٹریشن کیمپ (Concentration Camp) کہتے ہیں۔ یوں تو کئی نازی کیمپ مشہور ہیں مگر آشوٹز ان سب میں سب سے زیادہ خوفناک کیمپ تصور کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کی روایت کردہ کہانی کے مطابق آشوٹز میں لاکھوں لوگوں کو قید کیا گیا جن میں اکثریت یہودیوں کی تھی۔ ان یہودیوں کو گیس چیمبرز میں ڈال ڈال کر مارا گیا اور پھر ان کی لاشیں تک جلا کر غائب کردی گئیں۔ یہودیوں کو ننگا کر کے کمروں میں بند کردیا جاتا اور پھر شاور یا کسی سوراخ سے زہریلی گیس چھوڑ دی جاتی جو لمحوں میں ان یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتی۔ آشوٹز کیمپ کے حوالے سے ہولوکاسٹ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے والے (Revisionist) کا مؤقف دیکھتے ہیں۔ آشوٹز کیمپ 1940 میں آج کل کے جنوب وسطی پولینڈ میں قائم کیا گیا تھا۔ 1942ء تا 1944ء کے وسط تک کافی تعداد میں یہودی یہاں لائے گئے تھے۔ مین کیمپ آشوٹز 1 کہلاتا تھا۔ آشوٹز 2 کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں قتل عام کیا جاتا۔ آشوٹز 2 کو برکناو بھی کہتے ہیں، جب کہ آشوٹز 3 جسے مونووٹز بھی کہتے ہیں ایک بڑا انڈسٹریل سنٹر تھا جہاں کوئلے سے گیسو لین تیار کی جاتی ہے۔ جنگِ عظیم دوم کے فوراً بعد نورم برگ ٹربیونل قائم کیا گیا تھا جہاں جرمنوں کے جنگی جرائم پر مقدمات چلے۔ اس ٹربیونل میں اتحادیوں نے جرمنوں پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے آشوٹز نامی کیمپ میں 40 لاکھ لوگوں کا قتل عام کیا۔ یہ روسیوں کی ایجاد کردہ تعداد تھی اور برسوں تک یہ تعداد بغیر کسی تنقید کے صحیح تسلیم کی جاتی رہی۔

بڑے بڑے امریکی اخبارات اور میگزین یہی تعداد بتاتے رہے۔ مثال کے طور پر:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Nurumberg document 008-USSR.IMT "Blue Series", Oswiecim Killings placed at 4,000,000", Newyork Times, May 8, 1945 and Newyork times Jan 31,1986, PA4.

آج کوئی نامور محقق بشمول ان کے جو عام طور پر ہولوکاسٹ کی عمومی روایت کردہ کہانی کو تسلیم کرتے ہیں، اس تعداد پر یقین نہیں رکھتا۔ اسرائیلی ہولوکاسٹ کے ماہر یہودا باؤر نے 1989ء میں کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ 40 لاکھ کی اس مشہور تعداد کو افسانہ قرار دیا جائے۔ جولائی 1990ء میں پولینڈ میں قائم آشوٹز اسٹیٹ میوزیم اور اسرائیل کے یادواشم (Yad Vashem) ہولوکاسٹ سینٹر نے اچانک اعلان کر دیا کہ اس کیمپ میں مرنے والوں کی کل تعداد شاید دس لاکھ تھی اور اس میں یہودی اور غیر یہودی سب شامل تھے۔ ان میں سے کسی بھی ادارے نے یہ اعداد و شمار نہیں فراہم کئے کہ کتنے لوگ مارے گئے اور کتنوں کو گیس چیمبرز میں ڈالا گیا۔ ایک نامور ہولوکاسٹ مؤرخ جیرالڈ ریٹلنگر (Gerald Reitlinger) نے حساب کتاب دیتے ہوئے بتایا کہ آشوٹز میں شاید سات لاکھ یہودی مارے گئے۔ حال ہی میں ہولوکاسٹ مؤرخ جین کلاڈ پریساک نے حساب لگایا ہے کہ آشوٹز میں کل 8 لاکھ لوگ مارے گئے جن میں 6 لاکھ 63 ہزار یہودی تھے۔

(بحوالہ: G.Reitlinger, The Final Solution (London,1971), PP.500-501 J-C Pressac, Le Crematoires Express (France),)A,Aushwitz (Paris:CNRS,1993) L Sep.30,1993 P33.)

مگر خود سات اور آٹھ لاکھ کے یہ اعداد بھی غلط ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں آشوٹز سے منسوب یہودی افسانہ وقت کے ساتھ ساتھ کیسے بدلتا رہا ہے۔ عشروں تک ہر برس لاکھوں سیاحوں کو آشوٹز کیمپ کا دورہ کرایا جاتا اور وہاں انہیں ''گیس چیمبر'' دکھایا جاتا جس کے بارے میں یہ تصور کیا جا رہا تھا کہ یہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ جنوری 1985

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ء میں فرانس کے ایک نمایاں ہفت روزہ L,Express نے تسلیم کیا کہ ''گیس چیمبر'' جنگ کے بعد دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ فرانسیسی ہفت روزہ کی یہ خبر جب ہولوکاسٹ کو مسترد کرنے والے نامور مؤرخ ڈیوڈ ارونگ نے 1990ء میں جرمنی میں ایک عوامی ملاقات کے دوران لوگوں کو بتائی تو اس پر 30000 جرمن مارک جرمانہ لگا دیا گیا اور اس شخص کا آج تک جرمنی میں داخلہ بند ہے۔ (یاد رہے کہ گزشتہ دنوں اس بے چارے کو آسٹریا کی عدالت نے 3 برس قید کی سزا بھی سنا دی ہے) ایک وقتاً شوٹز کے اس کیمپ کے حوالے سے یہ کہانی بھی گردش کر رہی تھی کہ یہاں یہودیوں کو انتہائی منظم انداز میں بجلی کے کرنٹ کے ذریعے ذبح کیا گیا۔ ایک امریکی اخبار نیا آشوٹز سے رہائی پانے والے ایک سوویت باشندے کا انٹرویو کیا جس میں اس نے یہودیوں کو ذبح کرنے کی روداد کچھ یوں بیان کی۔ سینکڑوں لوگوں کو بجلی کے ایسے بیلٹ پر ڈالا جاتا جو ان سب کو ایک ہی وقت میں کاٹ ڈالتا۔ ان لاشوں کو پھر ایسی بھٹیوں میں پھینک دیا جاتا جہاں یہ سب لاشیں جل کر بھسم ہو جاتیں۔ جلنے کا یہ عمل لمحوں میں مکمل ہو جاتا۔ ان لوگوں کی لاشوں سے قریبی گوبھی کے کھیتوں کیلئے کھاد تیار کی جاتی۔''

(ملاحظہ ہو Washington(DC) Daily News, Feb2, 1945,P.2,35,(United Pressdispolehed form Makers)

نورم برگ ٹربیونل میں چیف امریکی پراسیکیوٹر رابرٹ جیکس نے الزام لگایا کہ ''جرمنوں نیا آشوٹز کے قریب 20,000 یہودیوں کو ایک نئی ایجاد کے ذریعے بخارات میں تبدیل کر دیا تھا۔ یہ عمل کچھ اس طرح کیا جاتا کہ بخارات میں تبدیل کئے جانے والوں کا نشان تک باقی نہ رہتا۔'' آج کوئی بھی مؤرخ اس قسم کی من گھڑت کہانیوں کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ (IMT, "Blue Series", Vol:15, PP: 528-530) ہولوکاسٹ کے ماہرین کے پاس ایک ثبوت ہے جو وہ آشوٹز کیمپ میں یہودیوں کی بڑی تعداد میں گیس چیمبرز میں ہلاکت کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔ یہ ثبوت آشوٹز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیمپ کے کمانڈر روڈولف یاس کا اعتراف جرم ہے۔ 15 اپریل 1946ء کو نورم برگ ٹربیونل کے سامنے آشوٹز کیمپ کے اس کمانڈر روڈولف یاس نے اعتراف جرم کرتے ہوئے کہا ''مئی 1940ء تا دسمبر 1943 تک آشوٹز کے اس کیمپ میں 2.5 ملین لوگوں کو گیس چیمبر اور بھٹیوں میں جلا کر ہلاک کیا گیا تھا جبکہ اسی عرصے میں 5 لاکھ لوگ بیماریوں اور وباؤں کی وجہ سے اس کیمپ میں ہلاک ہوئے۔'' یوں صرف روڈولف یاس کی سربراہی کے دوران اس کیمپ میں کل 30 لاکھ لوگ مارے گئے۔ یہی وہ اعتراف جرم ہے جسے ہولوکاسٹ کے کئی مبلغین کئی برس تک ہر جگہ پیش کرتے آرہے تھے۔ مگر جنگ کے کئی برس بعد جب ضمیر نے ملامت کرنا شروع کیا تو برطانوی فوج کے انٹیلی جنس سارجنٹ برنارڈ کلارک (Bernard Clark) سے رہا نہ گیا۔ اس نے پوری تفصیل سے وہ تمام کہانی بتادی کہ کس طرح اس نے اپنے پانچ دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر روڈولف یاس کو ٹارچر کیا اور اس سے اعتراف جرم کرایا۔ خود یاس نے بعد میں اس معاملے پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ''یقیناً میں نے اس بیان پر دستخط کئے کہ میں نے 25 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا۔ اگر وہ 50 لاکھ یہودیوں کے قتل کا دعویٰ بھی کرتا تو میں تسلیم کر لیتا ہاں میں نے 50 لاکھ یہودی مارے ہیں۔''

(ملاحظہ کیجئے: Rupert Butler ,Legions of Death (England:1983) PP.235 The Journal of Historical Review, Jan-Feb, 1995, PP23)

روڈولف یاس نے نورم برگ کے اس جنگی ٹربیونل کے سامنے یہ اعتراف بھی کیا کہ 1941ء کے موسم گرما میں دیگر تین کیمپوں (Blezec, Treblinka, Wolzek) میں بھی یہودیوں کا قتلِ عام کیا گیا ہے۔ والزیک کے جس کیمپ کے بارے میں روڈولف یاس کے سامنے اعتراف کرایا تھا یہ سراسر ایک نئی ایجاد تھی خود ہولوکاسٹ کے مبلغین کیلئے بھی۔ اس نام کے کسی کیمپ کا سرے سے کوئی وجود نہ تھا اور ہولوکاسٹ کے پورے لٹریچر میں آپ کو اس نام کا کوئی کیمپ سرے سے ہی نہیں ملے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ مزید برآں خود ہولوکاسٹ کی یہودی روایت کردہ کہانی کے مطابق بھیا آشوٹز، تری بلینکا اور ہالز یک نامی کیمپوں میں یہودیوں کے گیس چیمبر میں جلائے جانے کا آغاز 1942ء میں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہولوکاسٹ کے حوالے سے کوئی بھی نمایاں اور سنجیدہ مورخ روڈولف یاس کے ''اعتراف جرم'' کو حقیقت تسلیم نہیں کرتا بلکہ خود ہولوکاسٹ کے یہودی مبلغین بھی دو، ڈھائی یا چار ملین کی اس تعداد کو مسترد کر چکے ہیں۔ اس ''اعتراف جرم'' کے علاوہ ہولوکاسٹ کے مبلغین کے پاس اور کوئی ثبوت نہیں جو وہ یہودیوں کے گیس چیمبرز میں جلائے جانے کے حق میں پیش کر سکیں۔ جنگ کے اختتام پر اتحادیوں نے صرف آشوٹز کیمپ سے متعلق ہزاروں دستاویزات اپنے قبضے میں لیں مگر ان میں سے کسی ایک بھی دستاویز سے نسل کشی کی کسی پالیسی یا پروگرام کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کے ثبوت میں کسی بھی قسم کا ایک بھی دستاویزی ثبوت میسر نہیں۔

یہودیوں کی ایک اور روایت

یہودی روایت کرتے ہیں کہ آشوٹز کیمپ میں معذور، بوڑھے اور بیمار یہودیوں کو سب سے پہلے گیس چیمبر میں جلا دیا جاتا اور کام کرنے کے قابل یہودیوں سے محنت کرائی جاتی اور انہیں کچھ عرصے تک زندہ رہنے دیا جاتا۔ مگر ثبوت یہ بتاتے ہیں کہ ایسے بہت سے یہودی تھے جو کام کاج کے قابل نہیں تھے، یا بوڑھے اور لاغر تھے مگر پھر بھی زندہ رہے۔ مثال کے طور پر 4 ستمبر 1943 کا انٹرنل جرمن ٹیلیکس پیغام کا ثبوت موجود ہے جو ایس ایس اکنامک اینڈ ایڈمنسٹریٹو مین آفس کے لیبر ایلوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے چیف کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اس پیغام کے مطابق آشوٹز میں قید 25,000 یہودیوں میں سے صرف 3,581 یہودی کام کاج کے قابل ہیں۔ باقی 21,500 (یعنی 86%) یہودی کام کے قابل نہیں۔ یہی حقیقت 5 اپریل 1944ء کی ایک اور سیکرٹ رپورٹ (Security Measures in Aushwitz) سے بھی ثابت ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ رپورٹ اوسوالڈ پوہل کی تیار کردہ ہے جو کنسنٹریشن کیمپ سسٹم کا SS تھا اور اس نے یہ رپورٹ ایس ایس چیف ہنرک ہیملر کو پیش کی۔ اس رپورٹ کے مطابق پورے آشوٹز کمپلیکس (کیمپ نمبر1، نمبر2، نمبر3) میں کل 67,000 قیدی ہیں۔ ان میں 18,000 بیمار یا معذور ہیں۔ آشوٹز کیمپ (SS) (برکیناو) (جسے آج کل مقتل گاہ بتایا جاتا ہے) میں 36,000 قیدی ہیں جن میں اکثریت خواتین کی ہے۔ ان میں سے 15,000 کام کے قابل نہیں۔ مندرجہ بالا دونوں دستاویزات آشوٹز کیمپ کے حوالے سے منسوب کہانیوں کو کسی طور صحیح نہیں قرار دیتیں۔ بلکہ ان میں سے ایک دستاویز میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ بیماروں کو طبی سہولتوں کی فراہمی ممکن بنائی جارہی ہے۔ تمام تر دستیاب ثبوتوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دراصل آشوٹز کیمپ بنیادی طور پر ان یہودیوں کے لئے بنایا گیا تھا جو کام کاج کے قابل نہیں تھے۔ ان میں بیمار اور بوڑھے یہودی شامل تھے۔ اس کے علاوہ اس کیمپ میں وہ لوگ بھی تھے جنہیں کسی دوسرے کیمپ منتقل کرنے کا انتظار تھا۔ نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی کے ڈاکٹر آر بھر بٹز بھی اسی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے مطابق اس کیمپ میں زیادہ تعداد میں اموات کی وجہ بھی یہی تھی کہ یہاں بوڑھے، لاغر اور بیمار یہودیوں کو رکھا جاتا۔ خود پرنسٹن یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر آرنو مائیر (Arno Mayer) نے 1989ء میں اپنی کتاب (Final Solution) میں تسلیم کیا ہے کہ آشوٹز میں یہودی ہلاکتیں وبا اور دیگر قدرتی وجوہات کی بنیاد پر زیادہ ہوئیں۔ آشوٹز میں جو لوگ محصور رہے اور پھر وہاں سے زندہ سلامت واپس آئے ان میں سب سے زیادہ شہرت این فرینک (Anne Frank) کو حاصل ہوئی جو دنیا بھر میں اپنی ''ڈائری'' کی وجہ سے مشہور ہوئی۔ مگر بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ آشوٹز سے ہزاروں یہودی زندہ باہر آئے جن میں این فرینک اور اس کا باپ اوٹو فرینک بھی شامل تھا۔ 15 سالہ این اور اس کے باپ کو ستمبر 1944ء میں نیدرلینڈ سے آشوٹز کے کیمپ میں لایا گیا۔ کئی ہفتوں بعد جب سوویت افواج کی پیش قدمی کی صورت میں این کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر بہت سارے یہودیوں کے ساتھ برجن۔ بلسن (Bergen-Belsen) کیمپ میں لایا گیا جہاں وہ مارچ 1944ء میں ٹائی فس سے ہلاک ہوگئی۔ اس کا باپ بھی آشوٹز کیمپ میں بیماری میں مبتلا ہوا اور علاج کیلئے کیمپ کے اسپتال میں لایا گیا۔ وہ ان ہزاروں بیمار اور لاغر یہودیوں میں سے ایک تھا جو جنوری 1945 میں جرمنوں کی طرف سے آشوٹز چھوڑنے کے وقت پیچھے رہ گئے تھے۔ کچھ عرصے بعد ہی اس کیمپ پر سوویت فوجوں نے قبضہ کرلیا۔ وہ 1980ء میں سوئٹزرلینڈ میں فوت ہوا۔ سوال یہ ہے اگر جرمنوں کی پالیسی این فرینک اور اس کے باپ کو قتل کرنے کی تھی تو پھر وہ آشوٹز کیمپ سے زندہ کیسے رہا ہوئے؟ ان کی قسمت اگرچہ بری ہی رہی مگر کسی صورت قتلِ عام کی داستان کی تائید نہیں کرتی۔ آشوٹز کیمپ میں یہودیوں کے گیس چیمبرز میں ہلاک کئے جانے کی کہانی ان یہودی محصورین کے بیانات کی بنیاد پر تراشی گئی جنھوں نے بذاتِ خود قتل عام نہیں دیکھا۔ جنگ کے ان آخری دنوں میں اتحادی طیاروں کا یہ معمول تھا کہ وہ پولش اور جرمن زبان میں لکھے گئے ایسے پمفلٹس قریبی علاقوں میں گراتے جن میں یہ دعویٰ کیا گیا ہوتا کہ لوگوں کو گیس چیمبر میں جلایا جا رہا ہے۔ آشوٹز کیمپ کی یہ کہانی دراصل اتحادیوں کی جنگ کے دوران چلائی گئی اور یہ پروپیگنڈہ مہم تھی۔ یہی کہانیاں اتحادیوں کے ریڈیو اسٹیشن یورپ کے ممالک تک پہنچاتے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ کے مارے ہوئے بہت سارے لوگوں نے ان پر یقین کرلیا۔ بعد میں یہ لوگ یہی کہانیاں دہراتے پھرتے ہیں۔ آج ان لوگوں کے ہی بیانات اس پوری کہانی کے ثبوت کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ایسا کوئی بھی کیس سامنے نہیں آیا جو قتلِ عام کا چشم دید گواہ ہو۔

ہولوکاسٹ گیس چیمبرز کا افسانہ جنگ کے بعد تیار ہوا

ماریکا فرینک یہودن تھی۔ جولائی 1944 میں اسے ہنگری سے آشوٹز برکیناؤ کیمپ لایا گیا۔ یہ وہ دن تھے جن کے بارے میں یہودیوں کا کہنا ہے کہ روزانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25,000 یہودی گیس چیمبر میں ہلاک کر کے ان کی لاشیں جلادی جاتیں۔ ماریکا فرینک آشووٹز کیمپ سے زندہ سلامت باہر آئی۔ جب اس سے گیس چیمبرز کے متعلق شہادت دینے کے لئے کہا گیا تو اس نے یہ شہادت دی۔ ''اپنی اسیری کے دنوں میں میں نے گیس چیمبرز کے بارے میں نہ تو سنا تھا اور نہ ہی انہیں دیکھا۔ یہ سب قصے کہانیاں میں نے بعد میں سنیں۔''

(ملاحظہ ہو: The Sylvia Rothchild, ed,Voices from Holocasut (Newyork: 1981,PP,188-191))

سوویت فوجوں کے آشووٹز کیمپ پر قبضے سے فوری قبل جرمنوں نے دولاکھ سے زائد قیدیوں کو آشووٹز سے دیگر کیمپوں میں منتقل کر دیا تھا۔ مزید برآں 1,500 دیگر قیدی جو اپنی سزا کی مدت پوری کر چکے تھے، آزاد کر دیئے گئے تھے اور یہ تمام قیدی اپنے آبائی ممالک لوٹ گئے تھے جبکہ تقریباً 8000 قیدیوں کو نازی، آشووٹز کیمپ میں ہی چھوڑ گئے۔ اگر آشووٹز ایک قتل گاہ ہی تھی۔ تو کیا جرمن ان تمام اسیروں کو زندہ سلامت جانے دیتے جو جانتے تھے کہ کیمپ میں کیا ہوتا رہا تھا؟ 28 دسمبر 1942 کو نازی انتظامیہ (SS Camp Administration) نے آشووٹز سمیت تمام کیمپوں کو ایک (Directive Letter) بھیجا تھا۔ اس ہدایاتی لیٹر میں کیمپوں میں بیماریوں کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد میں اضافے پر سخت تنقید کی گئی تھی۔ کیمپ میں موجود ڈاکٹروں کو ہدایت کی گئی تھی کہ ''وہ تمام دستیاب سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے کیمپوں میں ہلاکتوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی کو یقینی بنائیں۔'' ذرا نازی انتظامیہ کی طرف سے کیمپ انتظامیہ کو لکھے گئے اس ڈائریکٹو کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ ''کیمپ ڈاکٹرز قیدیوں کو دی جانے والی خوراک کی نگرانی پہلے سے زیادہ کریں۔ کیمپ کی انتظامیہ سے مل کر رہائشی سہولیات کو بہتر بنانے کی تجاویز مرتب کریں اور متعلقہ کیمپ کمانڈنٹ کے پاس جمع کرا دیں۔ کیمپوں کے ڈاکٹرز اس بات کا مشاہدہ بھی کریں کہ آیا کام کی جگہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات پہلے سے بہتر ہو رہے ہیں یا نہیں۔'' اس لیٹر میں دی گئی ہدایات پر عملدر آمد یقینی بنانے کیلئے نازی لیڈر ہیزک ہیلمر کا یہ حکم بھی اس لیٹر میں ثبت تھا۔''ہلاکتوں کی تعداد میں بہر صورت کمی آنی چاہیے۔''

(ملاحظہ ہو، Nurembergdocument PS-2171,
Annex2,NC & A red series
Vol 4, PP.833-834)

ایملر کا یہ حکم نامہ تو کچھ اور ہی ثبوت دے رہا ہے۔ یہ حکم جنگ کے فوراً بعد نورم برگ ٹربیونل میں بطور اہم ترین دستاویزی ثبوت کے پیش کیا گیا تھا۔ اس حکم نامہ سے حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ جنگ کے دنوں میں تمام کیمپوں میں وباؤں اور دیگر قدرتی وجوہات کی بنا پر اموات کی شرح میں اضافہ ہو گیا تھا جس پر نازی انتظامیہ نے شدید ایکشن لیتے ہوئے تمام کیمپوں کی متعلقہ انتظامیہ اور ڈاکٹروں کو یہ حکم نامہ جاری کیا۔ 1944 کے انہی ایام میں جب بقول یہودیوں کے ہولوکاسٹ اپنے عروج پر تھا اور روزانہ ہزاروں یہودی ہلاک کئے جا رہے تھے۔ آشوٹز اور برکیناؤ کیمپ کی کئی فضائی تصاویر لی گئیں۔ یہ تمام تصاویر امریکی سی آئی اے نے 1979 میں عوام کے لئے پیش کردی تھیں۔ ان تمام تصاویر میں جلے ہوئے جسم، دھواں دیتی بھٹیاں یا موت کے انتظار میں قطاروں میں کھڑے یہودی کہیں نظر نہیں آئے۔ حالانکہ ہولوکاسٹ کا جو افسانہ یہودی روایت کرتے ہیں اس کے مطابق یہ تمام نشانیاں اس تصاویر میں واضح نظر آنی چاہئیں تھیں۔ یہ تمام فضائی تصاویر کسی بھی زاویے سے یہ ثابت نہیں کر رہیں کہ آشوٹز کوئی مقتل گاہ تھا۔

(بحوالہ: Dino A.Bruigioni and Robert C.Poirier, The
Holocasut Revisted washington, DC: Central
Intelligence Agency 1979)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلِ توجہ بات

فریڈ اے۔ لیوکٹر کا سرکاری تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ فریڈ اے۔ لیوکٹر جونیئر ہارویئر بشمول چیمبر ڈیزائننگ کے ایکسپرٹ ہیں۔ انہوں نے 1964ء میں بوسٹن یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ لیوکٹر نے ہاورڈ اسمتھ سونیٹن آسٹرفزیکل آبزرویٹری میں پوسٹ گریجویٹ ورک کیا۔ وہ چھوٹے ہتھیاروں کے NRA کوالیفائیڈ انسٹرکٹر ہیں۔ انسٹ زنڈل ٹورز نے اپنے دفاع کے لئے لیوکٹر کی خدمات حاصل کیں اور اسے نازی کیمپوں میں گیس چیمبرز کے حوالے سے تحقیقی رپورٹ مرتب کرنے کا اسائنمنٹ دیا۔ یہ قطعاً ایک پیشہ وارانہ ڈیل تھی اور لیوکٹر نے اس اسٹڈی کیلئے بالکل ایک کنسلٹنٹ کی طرح معاوضہ حاصل کیا۔ بعد میں لیوکٹر کی یہی رپورٹ اس کے لئے وبال جان بن گئی۔ فروری 1988ء میں لیوکٹر نے آشووٹز، برکیناؤ اور میجڈ انک کیمپوں کا دورہ کیا۔ کیمپ ابھی تک صحیح سلامت ہیں اور انہیں بہت کم نقصان پہنچا ہے۔ اس نے نہ صرف ان سائٹس کا خود معائنہ کیا بلکہ مبینہ طور پر گیس چیمبر بتائے جانے والے حصوں کا اوریجنل پلان بھی دیکھا۔ ان سائٹوں سے متعلقہ تمام نقشہ جات اور دیگر پلان لیوکٹر نے براہ راست میوزیم کے اہلکاروں سے حاصل کئے۔ اس نے ان تمام بیانات اور کہانیوں کی دستاویزات بھی حاصل کیں جس میں گیس چیمبرز میں یہودیوں کو ہلاک کرنے کا طریقہ کار بیان کیا گیا تھا۔ ہولوکاسٹ سے متعلق تمام لٹریچر اس کی دسترس میں تھا۔ اس نے جرمن دستاویزات سے بھی حوالہ جات لئے۔ یہاں یہ بات قارئین کو بتا دی جائے کہ اس قسم کی تفتیش سے پہلے لیوکٹر کا ہولوکاسٹ کے منکرین سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ بذاتِ خود ہولوکاسٹ کے اس افسانے پر یقین رکھتا تھا کہ جرمنوں نے لاکھوں یہودیوں کو گیس چیمبرز میں ہلاک کیا۔ پہلی جگہ جس کا لیوکٹر نے دورہ کیا آشووٹز تھا جہاں اس نے کریما 1 نامی جگہ کا تفصیلی معائنہ کیا۔ کریما 1 کے بارے میں یہودی یہ روایت کرتے ہیں کہ یہ ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیس چیمبر تھا جہاں یہودی محصورین کو مارا جاتا۔ اس نے یہاں کی روشنی، بجلی کےنظام اور مبینہ گیس چیمبر کے قرب وجوار کا تفصیلی معائنہ کیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ لیوکٹر نے کریما 1 کے نزدیک قائم عمارتوں کا بھی تفصیلی معائنہ کیا۔ لیوکٹر کا ڈرافٹسمین اس کے ہمراہ تھا جس نے کریما 1 کا تفصیلی پلان تعمیر کیا۔ تمام تر تفصیلی معائنے کے بعد لیوکٹر نے یہ نتیجہ نکالا'' کریما 1 نہ تو اس وقت بطور گیس چیمبر استعمال کیا جاسکتا تھا اور نہ آج ہی اسے اس مقصد کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ گیس چیمبر کے طور پر استعمال کرنے کیلئے اس کی ساخت میں اتنی تبدیلیاں لانی پڑیں گی کہ پوری عمارت ڈھا کر اسے دوبارہ تعمیر کرنا پڑ جائے گا۔ کریما 1 کو اگر موجودہ صورت میں ہی بطور گیس چیمبر استعمال کیا جاتا تو بے انتہا خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔ کریما 1 کی موجودہ بناوٹ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر اسے گیس چیمبر کے طور پر استعمال کیا جاتا تو گیس نہ صرف اردگرد کے علاقے تک پھیل جاتی بلکہ اس حصے میں بھی داخل ہوجاتی جسے لاشیں جلائے جانے کا مقام بتایا جاتا ہے۔ یہ اخراج اتنی زیادہ مقدار میں ہوتا کہ بڑے دھماکے کا سبب بنتا۔ وہ لوگ جو یہ عمل چلا رہے ہوتے ان کی موت بھی یقینی ہوتی۔ پورے کریما 1 میں کوئی بھی ایک دیوار ایسی نہیں جو باہر یا اندر سے کوٹنگ کی ہوئی ہو۔ حالانکہ جنگ کے دوران جرمن فوج اور ہیلتھ آفیشلز کے زیر استعمال جتنی بھی عمارتیں آئیں، ایس ایس اسپتال کریما 1 ان کے قریب ترین واقع ہے اور اسپتال کی یہ بلڈنگ کریما 1 سے بلند ہے یوں یہ عمارت کریما 1 میں ہوا کی آمد روکنے کا سبب تھی۔ اس طرح جو صورتحال بنتی ہے وہ کچھ یوں تھی کہ اگر کریما 1 کو گیس چیمبر کے طور پر استعمال کیا جاتا تو یہ گیس پورے آشوٹز 1 میں پھیل جاتی اور نہ صرف یہ کیمپ کے اندر نازی اہلکاروں کیلئے بھی خطرناک ثابت ہوتی بلکہ نزدیک ہی واقع اسپتال بھی اس کی لپیٹ میں آجاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ 40 فٹ لمبے شاور جس کی موجودگی کا دعویٰ کیا جاتا ہے مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ فریڈ اے لیوکٹر نے برکینا ؤ کیمپ میں چار سہولیات کا معائنہ کیا۔ یہ تھے کریما 1، کریما 2، کریما 3، کریما 4، کریما 5، ان سب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ گیس چیمبر کے طور پر استعمال ہوئے۔ لیوکٹر کا ان سائٹس کا معائنہ کرنے کا بنیادی مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ مقامات گیس چیمبرز کے طور پر استعمال کیے جاسکتے تھے۔ لیوکٹر نے تفصیلی معائنے کے بعد کریما2 کے بارے میں یہ رپورٹ دی۔ کریما2 کو گیس چیمبر کے طور پر استعمال کیے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اسے اسی حالت میں آج بھی گیس چیمبرز کے طور پر استعمال کیا جانا ممکن نہیں۔ اس کی وجوہات تقریباً وہی ہیں جو کریما1 کی تھیں۔ پوری عمارت سیل نہیں تھی۔ وینٹیلیشن کا کوئی نظام موجود نہیں اس جگہ پر زائیکلون بی(Zyklon B) نامی گیس چھوڑنے کا کوئی ذریعہ بھی موجود نہیں۔ ہولوکاسٹ لٹریچر میں ایک بڑے ستون کا تذکرہ ہے کہ اسے کریما2 میں زائیکلون بی نامی گیس چھوڑنے کیلئے استعمال کیا گیا تھا۔ وہ مجھے یہاں کہیں نظر نہیں آیا۔ جتنے بھی کالم میں نے یہاں دیکھے وہ ٹھوس تھے اور ریت یا بجری کے بنے ہوئے تھے۔ ان میں اس کے اندر سے کوئی خلا یا راستہ نہیں تھا۔ جو گیس کو چیمبر میں لانے کا ذریعہ ہوتا۔ جو بھی اس مقام کو گیس چیمبر کے لئے استعمال کرتا، سب سے پہلے خود اسی کا موت کے منہ میں جانا یقینی تھا۔ کریما3 کے بارے میں لیوکٹر نے یہ رپورٹ دی۔ ''کریما3 کریما2 کا عکس تھا۔ ان دونوں کی بناوٹ میں سرِ مُو فرق نہیں پایا گیا۔ البتہ اس کی چھت کے حوالے سے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہاں ہوا کے گزر کے لئے کوئی سوراخ وغیرہ تھا کہ نہیں کیونکہ یہاں کی چھت ٹوٹی ہوئی تھی۔ بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ اسے زائیکلون بی کیسنگ کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ مقام ٹھنڈا بھی ہے اور گہرا بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہاں زائیکلون بی استعمال کیے جانے کے بعد کی علامات بھی نظر نہیں آئیں مثال کے طور پر نیلے رنگ کے دھبے۔ فریڈ اے۔ لیوکٹر نے کریما4 اور کریما 5 کا بھی تفصیلی معائنہ کیا۔ یہ مقامات برکیناؤ کیمپ میں ہیں۔ یہ دونوں مقامات اس کے دورے سے پہلے کسی وقت منہدم کردیے گئے تھے۔ صرف بنیادیں باقی تھیں۔ ان بنیادوں سے لیوکٹر اور اس کی ٹیم نے مبینہ گیس چیمبر والے علاقے کی پیمائش کی۔ اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں بھی کسی قسم کا ثبوت نہیں ملا کہ یہاں کی دیواریں اندر یا باہر سے کوٹنگ کی ہوئی تھیں۔ چونکہ یہاں عمارت موجود نہ تھی اس لئے فریڈ اے لیوکٹر کو عجائبات سے حاصل کیے گئے نقشوں اور پلانز کے ذریعے ہوا کے اخراج کے نظام پائے جانے کے ثبوت نہیں ملے۔ اس کے مطابق نہ تو کریما4 اور نہ ہی کریما5 کو گیس چیمبر کے طور پر استعمال کیا جاسکتا تھا۔ وجوہات وہی بتائی گئیں جو کریما1 کریما2 کیلئے اوپر بیان کی جا چکی ہیں۔ لیوکٹر نے آشوٹز کے اس کیمپ کے دورے کے دوران ان جگہوں (خندقوں) کا بھی معائنہ کیا جس کے بارے میں ہولوکاسٹ لٹریچر کہتا ہے کہ یہاں یہودیوں کی لاشیں جلائی جاتیں تھیں۔ ہولوکاسٹ کے لٹریچر کے مطابق یہ ناممکن ہے کہ پانی کے نیچے لاشیں جلائی جاسکیں۔

(The Lecchter Report: An enqineering Report on the Alleged Execution Gas Chambers at Auchwitz, Birkenanand Majdanek (Toronto:1988))

اتنے بڑے جھوٹ کو کون سچ ثابت کرنا چاہتا ہے؟

آپ کے ذہن میں بھی یہی سوال مچلتا ہوگا کہ آخر اتنے بڑے جھوٹ کو سچ کون ثابت کررہا ہے اور کیسے؟ خود ہمارے ذہن میں بھی یہی سوال تھا۔ ہٹلر نے اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے "لوگ چھوٹے جھوٹ کے معاملے میں تو حساس ہوں گے اور شک بھی کریں گے مگر بڑا جھوٹ بڑی آسانی سے ہضم کرلیں گے۔" "Mein Kampf" کے انگلش ترجمے کے صفحہ 134 پر ہٹلر لکھتا ہے "کہ اصول کتنا سچا ہے کہ بڑے جھوٹ میں ہمیشہ سچائی جیسی کوئی قوت ہوتی ہے کیونکہ قوموں کا بڑا حصہ نچلی ترین سطح پر اپنی جذباتیت کی وجہ سے بآسانی آلودہ ہوجایا کرتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اسے اپنی مرضی یا ضمیر کے مطابق آلودہ ہونا پڑے۔ اس نچلی ترین سطح پر قوموں کے افراد کا ذہن انتہائی سادہ ہوتا ہے اور کسی چھوٹے جھوٹ کے مقابلے میں بڑے جھوٹ کو جلد قبول کرلیتے ہیں اور آسانی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھوٹے جھوٹ تو وہ خود بھی اکثر بول لیا کرتے ہیں مگر بڑے جھوٹ کے پول کھل جانے کا خوف انہیں اس پر آمادہ نہیں کر پاتا۔ ان کے دماغوں میں یہ بات بیٹھتی ہی نہیں کہ کبھی کلاسیکل جھوٹوں پر انگلی اٹھائیں۔ انہیں یہ یقین ہی نہیں آتا کہ دوسرے کبھی اتنا بڑا جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔ اگر بہترین دلائل اور ثبوتوں کے ساتھ یہ جھوٹ ان پر ثابت کر بھی دیا جائے تو وہ پھر بھی شک میں ہی رہیں گے اور یہ تصور کرتے رہیں گے کہ شاید اس حوالے سے کوئی اور رائے بھی ہو۔ اس حقیقت سے دنیا والے ماہر جھوٹوں اور وہ جو جھوٹ کی بنیاد پر مل کر سازشیں تراشتے رہتے ہیں، سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جھوٹ کتنے ہی منظم انداز میں کیوں نہ بولا جائے یہ اپنے پیچھے نشانات ضرور چھوڑتا ہے" ہٹلر آگے لکھتا ہے "زمانۂ قدیم سے یہ حقیقت بہر حال اپنی جگہ قائم ہے کہ جھوٹ بولنے میں یہودیوں کا ثانی نہیں۔ ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ کس طرح جھوٹ سے عوام کا استحصال کیا جاسکتا ہے۔ کیا خود ان کا وجود اس کا ثبوت نہیں جو بذات خود بہت بڑے جھوٹ پر قائم ہے؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایک مذہبی برادری ہیں حالانکہ درحقیقت وہ ایک نسل ہیں اور نسل بھی کیسی؟ ایک بہت نامور دانشور جو شاید انسانی تاریخ میں عظیم ترین ہے یہودیوں کے حوالے سے کیا رائے دیتا ہے؟ وہ (Schopenhavies) یہودیوں کے بارے میں کہتا ہے "جھوٹ کے عظیم ماہر" (The Great Masters of Lies) وہ جو اس مفکر کی رائے کی حقیقت نہیں جانتے یا پھر اس پر یقین نہیں کرنا چاہتے وہ دنیا میں سچ کا بول بالا کرنے میں کبھی معاون ثابت نہیں ہوں گے۔

(بحوالہ: Mein Kampf by Adolf Hitler, Translated by Murphy, P134)

یہ کتاب 1925ء میں لکھی گئی تھی۔ وہ پہلی جنگِ عظیم کے بعد کی صورتحال بیان کر رہا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہودیوں کے جھوٹ دنیا بھر کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کر دیں گے۔ ہولوکاسٹ کے واقعہ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں نے اس سوال کا جواب بھی تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کہ آخر وہ کون سی لابی ہے جو اس جھوٹ کو تاریخی حقیقت بنانے پر تلی ہوئی ہے اور کیونکر؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنا ان کیلئے ضروری بھی تھا کہ ان کے مخاطب حکومتیں نہیں بلکہ قوموں کا وہ بڑا حصہ ہے جو چھوٹے جھوٹ پر تو شک ظاہر کئے بنا نہیں رہتے مگر بڑے جھوٹ کو بڑی آسانی سے ہضم کر لیتے ہیں۔ مارک ویبر نامی ہولوکاسٹ سے انکار کرنے والا محقق اس لابی کو ''طاقتور یہودی لابی'' (The Powrful Jewish Lobby) کہتا ہے:

''اسرائیل عشروں سے بین الاقوامی قوانین اور خود اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی دھجیاں اڑا رہا ہے۔ اپنے زیر قبضہ علاقوں میں ماورائے عدالت قتل عام اور پے در پے فوجی کارروائیاں آخر اور کیا ثابت کرتی ہیں؟ دنیا کا ایک بڑا حصہ اسرائیلی پالیسیوں اور خاص کر فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے اس کے مظالم کو نا قابلِ برداشت اور مجرمانہ فعل تصور کرتا ہے اور اس معاملے پر دنیا کے بہت بڑے حصے کا اتفاق رائے بھی ہے۔ دنیا کا بڑا حصہ اسرائیلی پالیسیوں اور فلسطینیوں کے خلاف اس کی کارروائیوں کو کس نظر سے دیکھتا ہے اس کا عکس اب تک اقوام متحدہ میں پیش کی جانے والی وہ قراردادیں ہیں جس میں اس کی مذمت کی گئی۔ یہ تمام مذمتی قراردادیں نمایاں اکثریت سے منظور ہوئیں۔ اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل کوفی عنان نے حالیہ دنوں میں کہا ''پوری دنیا اسرائیل سے مطالبہ کر رہی ہے کہ وہ مقبوضہ فلسطینی علاقے خالی کرے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پوری دنیا غلط ہو سکتی ہے۔''

(Quoted in "Forward" (Newyork City April 19,2002,P11)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف امریکہ ہی ایسا ملک ہے جہاں سیاست دان اور میڈیا اسرائیل اور اس کی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ عشروں سے امریکہ، اسرائیل کو حساس فوجی، سیاسی اور اقتصادی امداد فراہم کر چکا ہے بشمول ان 3 بلین ڈالر کے جو وہ ہر برس اسے دیتا ہے۔

امریکہ ہی کیوں اسرائیل کی پشت پناہی کرتا ہے؟

سوال یہ ہے کہ امریکہ ہی کیوں وہ اکیلا ملک رہ گیا جو اسرائیل کی حمایت کرتا ہے؟ جنوبی افریقہ کے بشپ ڈیسمنڈ ٹوٹو نے اس کی وجہ معلوم کر لی ہے۔ ڈیسمنڈ ٹوٹو کو 1984 میں امن کے نوبل انعام سے نوازا گیا تھا۔ امریکہ کی اسرائیل کے لئے غیر مشروط حمایت کی وجہ بتاتے ہوئے وہ کہتا ہے:

"اسرائیلی حکومت کو امریکہ میں ایک مقدس مجسمہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس پر تھوڑی بھی تنقید آپ کو یہود مخالف ثابت کرنے کے لئے کافی ہے (اور یہود مخالف کا مطلب ہے نازیوں کا حمایتی)۔ اس بارے میں بتایا جاتا ہے کہ 1996 میں بل کلنٹن کے دوبارہ انتخاب کے لئے چلائی جانے والی مہم پر جتنے اخراجات آئے اس کا 50 فیصد اکیلے یہودیوں نے برداشت کیا۔"

(Janice Zacharia, "The Unofficial Ambassadors of the Jewsih State" The Jerusalem post (Israel April2,2000)

مائیکل میڈوپڈ جو ایک معروف یہودی مصنف اور فلمی نقاد ہیں یہودی قوت اپنے انداز سے بیان کرتے ہیں۔

"یہودیوں کی امریکہ میں قوت اور اثر و نفوذ پر دو رائے نہیں ہیں۔ ہر برس بڑی بڑی فلمیں ریلیز ہوتی ہیں، ان کے پروڈیوسر اکثر و بیشتر یہودی ہی ہوتے ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوناتھن جے گولڈ برگ اپنی کتاب جیوش پاور (1996) میں لکھتا ہے:

''بیسویں صدی کے اختتام پر بھی ہالی ووڈ کا شمار ایسی صنعت کے طور پر ہوتا ہے جہاں ایک ہی نسل کو برتری حاصل ہے۔ تمام سینئر ایگزیکٹو اور تمام بڑے اسٹوڈیوز یہودیوں کے ہیں اور ہالی ووڈ پر ان کی اس اجارہ داری نے انہیں بے انتہا سیاسی قوت بنا دیا ہے۔''

ایک اور رائے ملاحظہ فرمایئے اور پھر اس پورے پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ''ہولوکاسٹ'' کی طرف آتے ہیں۔ یہ پس منظر سارے معاملے کو باآسانی سمجھانے میں انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ 1941ء میں چارلس لینڈ برگ نے میڈیا اور حکومت میں امریکی طاقت کو خطرہ قرار دے ڈالا تھا۔ وہ 11 ستمبر 1941ء میں ڈس موئنز میں 7000 کے مجمع سے خطاب کر رہا تھا۔ اس نے یہ تقریر جنگ عظیم دوئم میں امریکہ کی شمولیت پر کی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ تین بڑے گروپ امریکہ کو ہر صورت میں اس جنگ میں شامل کرانا چاہتے ہیں یہ گروپ ہیں برطانیہ، یہودی اور روزویلٹ انتظامیہ۔

ہولوکاسٹ پر یہودی مبلغین کی رائے

امریکی ثقافتی اور اکیڈمک زندگی پر یہودیوں کا یہی قبضہ ماضی کے حوالے سے امریکیوں کی سوچ پر بے انتہا اثر انداز ہوا ہولوکاسٹ کی یک طرفہ یہودی روایت کردہ کہانی کے پیچھے یہی سارے عوامل تھے جو اسے حقیقت بنا گئے۔ چلیئے ہم نہ اپنا تبصرہ کرتے ہیں اور نہ ہی اس حوالے سے ہولوکاسٹ کے منکرین کے تبصرے کو اہمیت دیتے ہیں بلکہ خود یہودی اور ہولوکاسٹ کے بڑے مبلغ کا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے۔ صرف یہی ایک تبصرہ بلکہ اعتراف دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے کیلئے کافی ہے۔ اسرائیلی ہولوکاسٹ کے مؤرخ یہودا باوئر (Yahuda Bauer) جو ہر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں، اپنے ریمارکس یوں دیتے ہیں چاہے یہ تصدیق شدہ ہو یا غیر تصدیق شدہ یہ تاریخی حقائق کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ بیان کی گئی ہو یا پھر تاریخی حقائق کو پاؤں تلے روند کر۔۔۔۔سوچ سمجھ کر گھڑا گیا ہو یا پھر اندازے کی غلطی سے مگر ''ہولوکاسٹ'' اب ہماری ثقافتی علامت بن چکا ہے۔ مشکل سے ہی کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہوگا جس میں کوئی ایسی نئی ٹی وی پروڈکشن، یا نئی فلم، یا نیا ڈرامہ، یا نئی کتابیں، یا نئی شاعری منظرِ عام پر نہ آتی ہو جو اس موضوع پر مبنی ہو، سیلاب بڑھتا جا رہا ہے نہ کہ اس میں کوئی کمی ہو رہی ہے۔

(Form a 1992 Lecture, Published in: David Cesarani,ed, The Final Solution Origins and implementation (London and Newyork: Routledge, 1994)PP.305-306)

ہولوکاسٹ کے ایک بہت بڑے یہودی مؤرخ کے مندرجہ بالا اعتراف کے بعد تو اس معاملے میں شک نہیں رہتا کہ کس طرح یہودیوں نے اپنی قوت کو ایک افسانے کی تاریخی حقیقت بنانے کے لئے استعمال کیا اور اتنی کامیابی سے کہ اعترافات کے باوجود یہ افسانہ ایک تاریخی حقیقت ہی سمجھا جا رہا ہے۔ کتنی مہارت سے یہ سب کچھ کیا گیا اس کا اندازہ اسی سے لگا لیجئے کہ غیر یہودی عوام جنگ عظیم دوم میں اتحادیوں کی کروڑوں ہلاکتوں اور ان 12 تا 14 ملین جرمنوں کے مصائب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے جن میں سے 20 لاکھ 1942ء تا 1949 کے دوران ہجرتوں اور دیگر مصائب کا سامنا کرتے ہوئے ہلاک ہوگئے۔ عوام کو اگر یاد ہے تو بس یہی افسانہ کہ جرمنوں نے 60 لاکھ یہودی مار دیئے تھے۔ انہیں گیس چیمبرز میں جلا دیا گیا تھا۔ ان کی لاشیں بخارات میں تبدیل کر دی گئیں اور جو بچ گئی تھیں ان کی چربی سے جرمن فوجوں کے لئے صابن بنائے گئے۔ اسی کو کمال کہتے ہیں اور شاید اسی کی طرف مشہور مفکر اور دانشور Schipenhauer نے اشارہ کر کے کہا تھا "They are the master of Lies" مالی طور پر انتہائی مستحکم ہولوکاسٹ میڈیا اور تعلیمی مہم اسرائیل کے مفادات کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

Yale یونیورسٹی میں جدید یہودی تاریخ کا پروفیسر پاولا ہمین (Paula Hyman)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسی حقیقت کو کچھ اس طرح بیان کیا:

”جہاں تک اسرائیل کا تعلق ہے تو ہولوکاسٹ سیاسی تنقید اور اس کی طرف اٹھنے والی انگلیوں کا رخ موڑنے کیلئے مؤثر ترین ہتھیار ہے۔ یہ (ہولوکاسٹ کا افسانہ) یہودیوں میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ صرف تم ہی آپس میں ایک ہو جو اپنے دفاع کے لئے صرف ایک دوسرے پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ یہ ہولوکاسٹ اور نازیوں کے ہاتھوں یہودیوں پر ہونے والے مظالم ہی اسرائیلی حکومت کو قانونی حیثیت دیتے ہیں۔“

(Paula E.Hyman, "New Debate on the Holocaust" The Newyork Times Magazine, sept14,1980, P.79)

ہولوکاسٹ کے تابوت میں آخری کیل

زائمن ویزتھ 31 دسمبر 1908ء موجودہ یوکرائن کے صوبے کیلشیا (آج کل بوچاک) کے ایک قصبے میں پیدا ہوا۔ اس زمانے میں یہ آسٹرو، ہنگری سلطنت کا حصہ تھا۔ زائمن کا باپ چینی کے ہول سیل کاروبار سے وابستہ تھا اور کافی خوشحال تھا۔ یہ شخص 40 برسوں میں سینکڑوں نازی ”مجرموں“ کی شناخت کر چکا ہے۔ اور یوں ”نازیوں کا شکاری“ کے لقب کا مستحق ٹھہرا۔ اس کا کام بس یہی ہے کہ ویانا (آسٹریا) میں ”یہودی دستاویزاتی مرکز“ (Jewish Documentation Centre) میں موجود ”دستاویزات“ کا مطالعہ کرتا رہے اور پھر ایک نئے نازی شکار کے ساتھ منظرِ عام پر آجائے۔ نازیوں کے اس شکاری کو اب تک متعدد میڈلز سے نوازا گیا ہے جن میں جرمنی کا اعلیٰ ترین ”ڈیکوریشن“ ایوارڈ بھی شامل ہے۔ 1988 میں وائٹ ہاؤس میں ایک تقریب کے دوران سابق امریکی صدر کارٹر جب زائمن ویزتھل کو امریکی کانگریس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے خاص گولڈ میڈل عطا کر رہے تھے تو جمی کارٹر کے لئے اپنے آنسو روکنا مشکل لگ رہا تھا۔ نومبر 1988ء میں ایک اور سابق امریکی صدر ریگن نے اس شخص کو ''موجودہ صدی (بیسویں صدی) کے ''سچے ہیروز'' میں سے ایک قرار دیا۔ بس یوں سمجھئے یہ شخص ایک لیجنڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہولوکاسٹ کے پرچاریوں کے پاس سوائے اس شخص کے اور باقی ہے بھی کیا جسے وہ اپنے من گھڑت افسانے کے ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں۔ لارنس اولیور نے 1978ء میں اپنی فلم ''دی بوائز فرام برازیل'' میں (The boys from Brazil) زائمن ویزنتھل کو ایک ایسے طلسماتی روپ میں پیش کیا ہے کہ یہ شخص سچ مچ بیسویں صدی کا ''عظیم ترین'' ہیرو لگتا ہے۔ یہودی ٹی وی چینل HBO نے کئی قدم آگے بڑھتے ہوئے زائمن کے نام پر ہی فلم بنا ڈالی۔ 1989ء میں ٹی وی پر دکھائی جانے والی بن کینکسلے (Benkingsley) کی فلم کا نام تھا۔ "Murderers Amonlls: The Simo Welsen Thal Story" ہولوکاسٹ افسانے کا پرچار کرنے والی ایک نمایاں ترین تنظیم کا تو نام ہی زائمن ویزنتھل سینٹر آف لاس اینجلس ہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے اس شخص کو ''ہولوکاسٹ کا حملہ آور فرشتہ'' کہا ہے مگر زائمن ویزنتھل نامی ہولوکاسٹ کے اس دیوتا کی زندگی بذات خود ہولوکاسٹ نامی جھوٹ سے کسی طور کم نہیں، نہ حجم میں اور نہ ہی مقدار میں۔ اس نے اپنے جنگی تجربات، جنگ کے بعد نازیوں کے شکار کے حوالے سے کامیابیوں کے سلسلے میں اتنے جھوٹ بولے ہیں کہ صورتحال اب خود اس کے لئے بھی سنبھالنی مشکل ہو گئی ہے۔ اب جھوٹے افسانے کے جھوٹے گواہ کے طور پہ وہ جتنی جھوٹی گواہیاں دے سکتا تھا اس نے دیں مگر ''ہر دفعہ وہ بھول جاتا کہ پچھلی دفعہ اس موضوع پر اس نے کیا کہا تھا'' ہولوکاسٹ کے منکرین کے لئے یہ شخصیت بہت اہم تھی اپنے مؤقف کو سچ ثابت کرنے کے لئے انہوں نے زائمن ویزنتھل کی زندگی پر بھی گہری تحقیق کی خاص کر مارک ویبر (Mark Weber) نے۔ آیئے دیکھتے ہیں یہ تحقیق اس شخص کے بارے میں کیا کہتی ہے۔ زائمن ویزنتھل پر بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لکھا جا چکا ہے مگر ابھی تک یہ عقدہ کھل نہیں پایا کہ جرمن قبضے کے دوران جنگ کے دنوں میں ویزنتھل کا کیا کردار تھا۔ اپنی جنگی سرگرمیوں کے حوالے سے اس نے تین مختلف مواقع پر تین مختلف اور باہم متضاد کہانیاں بیان کیں۔ پہلا موقع وہ تھا جب اس نے مئی 1948ء امریکی نورم برگ وار کرائمز کمیشن کو تفتیش کے سلسلے میں حلفیہ بیان دیا۔ دوسرا موقع وہ تھا جب اس نے جنوری 1949ء میں انٹرنیشنل ریفیوجی کمیٹی کے حصے کے طور پر اپنی سرگرمیوں سے "Application for Assistance" متعلق سمری پیش کی۔ تیسرا موقع سب سے زیادہ تفصیلی تھا جب اس نے 1967ء میں شائع ہونے والی "The Murderers Amongus" کے عنوان سے اپنی سوانح عمری ترتیب دی۔ پہلا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ آیا وہ روسی انجینئر تھا یا پھر فیکٹری میں بطور آرکیٹیکٹ کے کام کیا؟ مگر ادھر اس کی سوانح عمری کچھ اور کہتی ہے۔ اس کی سوانح عمری کے مطابق اس نے وسط دسمبر 1939ء سے جون 1941ء کا عرصہ سوویت کے زیر حکومت ایل ووف (L vov) میں گزارا جہاں بیڈ اسپرنگ تیار کرنے والی ایک فیکٹری میں بطور مکینک کام کرتا رہا۔ (بحوالہ: Inerrogation of S. Wiesenthal,May 27,PP 1-2 The Murderess (Amont us, P.27 1948 جون 1941ء میں جب جرمنی نے گیلشیا صوبے پر قبضہ کر لیا تو ویزنتھل کو ایل ووف کے نزدیک ''جینوسکا'' نامی کیمپ میں لایا گیا۔ چند مہینے بعد اسے مرمت کے مقاصد کیلئے استعمال ہونے والے کیمپ میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ کیمپ بھی ایل ووف میں تھا۔ اپنی سوانح عمری میں ویزنتھل لکھتا ہے ''یہاں میں نے بطور ٹیکنیشن اور ڈرافٹسمین کام کیا'' ویزنتھل کے مطابق یہاں اس کے ساتھ انتہائی اچھا سلوک کیا گیا اور اس سے صرف ایک درجے اعلیٰ عہدے پر فائز اس کا آفیسر ''رازدارانہ طور پر نازی مخالف'' تھا۔ اس کیا آفیسر نے اسے دو پستول تک رکھنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ اس کا آفس لکڑی کے بنے ایک چھوٹے سے ہٹ پر مشتمل تھا۔ جہاں اسے قدرے آزادی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھی اور وہ کئی گز تک گھوم سکتا تھا۔

(The Muderes PP.29-35:بحوالہ)

یاد رہے کہ ویز نتھل کا مندرجہ بالا بیان اس کے 1948ء اور 1949ء کے بیان سے سراسر مختلف ہے۔ ویز نتھل کی زندگی کا اگلا حصہ اکتوبر 1943ء تا جون 1944ء پر مشتمل ہے اور یہیں سے زیادہ مخمصے کا شکار کر دینے والا ہے۔ اس مرحلے کے حوالے سے اس کے تمام بیانات متضاد ہیں۔ 1948ء میں اپنی تفتیش کے دوران ویز نتھل نے بتایا کہ وہ جینوسکا کیمپ سے فرار ہوا اور تارنو پول، کا مینو پوڈلسک نامی علاقے میں فعال ہم خیال سرفروش گروپ میں شامل ہو گیا۔ ویز نتھل کا کہنا تھا کہ میں 16 اکتوبر 1943ء سے لیکر فروری 1944ء کے وسط تک اسی گروپ سے وابستہ رہا۔ اس نے واضح طور پر بتایا کہ اس یونٹ کے ساتھ مل کر اس نے یوکرائنی فوج (دونوں ایس ایس کیلشیا ڈویژن اور انڈی پینڈنٹ UPA) کے خلاف جنگ لڑی۔ ویز نتھل کے مطابق وہ اس گروپ میں پہلے لیفٹیننٹ اور بعد میں میجر کے عہدے پر فائز رہا اور میری ذمہ داری یہ تھی کہ میں بنکر وغیرہ تعمیر کراؤں۔ اگرچہ اسے حتمی یقین تو نہیں تھا مگر اس کا خیال تھا اس کی یونٹ پیپلز آرمی (Armia Lundowa) کا حصہ تھی۔ یہ پولش کمیونسٹ ملٹری فورس تھی جو سوویت روس نے بنائی تھی اور اسی کے لئے لڑ رہی تھی۔ (Interrogation of Mya 28,1948 ,PP.1-2 and PP.5 ویز نتھل کے مطابق وہ اور اس کا گروپ فروری 1944ء میں ایل ووف (L vov) میں چھپ گیا جہاں پیپلز آرمی کے ''خفیہ دوستوں'' نے انہیں چھپائے رکھا۔ 13 جون 1944ء میں اس کا گروپ جرمن سیکرٹ فیلڈ پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ 1949ء میں بھی ویز نتھل نے تقریباً یہی کہانی بیان کی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ جرمن فوج جو چھپے ہوئے یہودیوں کو گرفتار کرتے ہی مار ڈالتی تو پھر وہ کیسے بچ گیا۔ ویز نتھل کا جواب تھا میں کسی طرح بچ نکلا۔ بہر حال 1947ء میں اپنی سوانح عمری میں زائمن ویز نتھل ایک بالکل ہی مختلف کہانی بیان کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ کہتا ہے:

"12 اکتوبر 1943ء کو کیمپ سے فرار ہونے کے بعد میں 13 جون 1944ء تک اپنے کچھ دوستوں کے گھروں میں چھپ کر رہا۔ جہاں سے اسے پولش اور جرمن پولیس نے گرفتار کرلیا اور اسے ایک کنسنٹریشن کیمپ میں لے آئے۔"

سوانح عمری میں اس نے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ وہ کس یونٹ میں شامل ہوا تھا اور یوکرائنی اور نازی فوج کے خلاف لڑتا رہا تھا۔ (The Murderers Amont us: PP.35.37) 1948ء کی اس کی تفتیش اور پھر 1967ء میں سوانح عمری سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ 15 جون 1944ء کو اس نے اپنی کلائیاں کاٹ کر خودکشی کی کوشش کی۔ مگر حیرانی کی بات یہ ہے کہ جرمن SS ڈاکٹروں نے اس کی جان بچائی۔ صحت یاب ہونے تک وہ SS اسپتال میں رہا۔ ایل ووف کے اس کیمپ میں اسے "دگنا راشن" دیا جاتا رہا اور پھر وہاں سے اسے کئی دیگر کیمپوں میں یکے بعد دیگرے منتقل کیا جاتا رہا۔ اس نے جنگ کے اختتام تک باقی مہینے کیمپوں میں گزارے۔ 5 مئی 1945ء کو امریکی فوجوں نے اسے موتھوسن نامی آسٹرین کیمپ سے آزاد کرایا۔

(The Muderers Among us:PP 39-44 Inlerrogation, May 27, 1948, PP,2-3)

یہاں فوری طور پر تین سوال پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ کیا ویزنتھل نے جنگی ہیرو ظاہر کرنے والی یہ کہانی ایجاد کی تھی؟

۲۔ یا بعد میں اس نے یہ ریکارڈ چھپا دیا کہ وہ کمیونسٹ جنگجو رہا تھا؟

۳۔ یا پھر حقیقی کہانی سرے سے ہی مختلف ہے؟

آگے بڑھتے ہیں ان تمام سوالات کے جوابات آپ کو مل جائیں گے اور یہی کیا بلکہ ابھی کئی سوالات ہیں جو جواب طلب ہیں۔ کیا ویزنتھل نے جنگ کے دنوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے صیادوں کے لئے رضا کارانہ کام کیا؟ یہ وہ الزام ہے جو آسٹریا کے چانسلر برونو کریسکی نے اس پر لگایا۔ برونو کریسکی بذات خود بھی یہود النسل ہے اور کئی برسوں تک اپنے ملک کی سوشلسٹ پارٹی کا لیڈر رہا ہے۔ 1975ء میں غیر ملکی صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے آسٹریا کے چانسلر برونو کریسکی نے ویزنتھل پر الزام لگایا کہ وہ مافیا کے طریقے استعمال کرتا ہے۔ کریسکی نے اس کی اخلاقی ساکھ کو سرے سے مسترد کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ یہ شخص (زائمن ویزنتھل) جرمنوں کا ایجنٹ تھا۔ برونو کریسکی نے بہت کچھ کہا جو سب اگلے دن آسٹریا کے تمام نیوز میگزین پر وفائل میں شائع ہوا۔ برونو کریسکی کا انٹرویو خود اس کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ''میں حقیقتاً مسٹر ویزنتھل کو خفیہ رپورٹوں سے جانتا ہوں اور یہ تمام رپورٹیں انتہائی بری اور شرمناک ہیں۔ میں یہ سب کچھ بحیثیت فیڈرل چانسلر کے کہہ رہا ہوں اور میں یہ کہتا ہوں کہ مسٹر ویزنتھل کا گسٹاپو سے بالکل مختلف تعلق تھا بہ نسبت میرے تعلق کے۔ ہاں سچ ہے اور ثابت کیا جا سکتا ہے میں (اب) مزید کچھ نہیں کہہ سکتا۔ باقی سب کچھ عدالت میں کہوں گا۔'' اسی انٹرویو میں آسٹرین چانسلر آگے کہتا ہے۔ ''گسٹاپو سے میرا تعلق بالکل واضح اور شفاف ہے (گسٹاپو نازی جرمنی کی سیکریٹ پولیس تھی) میں ان کا قیدی تھا، ان کا دشمن اور مجھ سے تفتیش کی گئی۔ اس (ویزنتھل) کا تعلق قطعی مختلف تھا۔ یہ میں کہہ سکتا ہوں اور ایک دن یہ حقیقت سامنے آجائے گی۔ جو کچھ میں نے پہلے کہا وہ کافی برا ہے مگر وہ پریس میں مجھ پر کیچڑ اُچھال کر خود کو صاف نہیں کر سکتا، جیسا کہ اس کی خواہش ہے۔ یہ اتنا سادہ معاملہ نہیں۔ اس کے لئے بڑی عدالت لگے گی۔ اس جیسے آدمی کیلئے یہ قطعاً مناسب نہیں کہ وہ خود کو اخلاقیات کی اتھارٹی قرار دے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں۔۔۔ اسے ایسا کہنے کا حق نہیں۔۔۔ برونو کریسکی سخت غصے میں تھے اور غیر ملکی صحافیوں کے ہجوم میں تو وہ جیسے پھٹ پڑے تھے۔ وہ بولتے رہے'' یہ بندہ جو میری نگاہ میں ایجنٹ تھا، ہاں وہ ایجنٹ ہے اور وہ مافیا کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے ایسا بندے کو جانا ہے۔۔۔'' وہ کوئی شریف آدمی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور میں یہ بار بار کہوں گا کہ کہیں وہ خود کو اخلاقی اتھارٹی نہ قرار دے دے کیونکہ وہ ہے نہیں۔ اسے خود کو اخلاقیات کا بادشاہ ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔۔۔"میں کہتا ہوں کہ مسٹر ویزنتھل نازیوں کے علاقے میں رہا مگر اس پر کوئی ظلم نہیں ہوا صحیح؟ اور وہ بغیر کسی تشدد کا سامنا کئے آزادی سے گھومتا پھرتا رہا تھا۔ صحیح؟ کیا بات صاف ہوگئی اور شاید تم جانتے ہو کہ اس وقت کیا کیا کچھ ہو رہا تھا۔ کوئی بھی ایسا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔""" وہ کوئی "سب میرین" تو نہیں تھا کہ یہاں چھپ گیا یا وہاں۔ بلکہ وہ تو آزادانہ گھومتا پھرتا رہا تھا پکڑے جانے کے کسی اندیشے کے بغیر۔ میرے خیال میں اتنا کافی ہے۔ اس وقت ایجنٹ بننے کے کئی مواقع دستیاب تھے۔ ضروری نہیں کہ وہ صرف گسٹاپو کا ہی ایجنٹ ہو وہاں اس کے علاوہ بھی کئی خدمت کے مواقع موجود تھے۔ (Interview with Foreigh Journalist in Vienna,Nov,10,1975,) ہم نے آسٹرین چانسلر برونو کریسکی کے انٹرویو سے کچھ اقتباسات من وعن تحریر کئے ہیں۔ اسے ذہن میں رکھئے گا۔ کریسکی کے ایسے بھیانک الزامات کے جواب میں مسٹر ویزنتھل نے عدالت میں کیس دائر کر دیا مگر جلد ہی معاملہ رفع دفع کرا دیا گیا۔

ہولوکاسٹ پوری دنیا کو گمراہ کرنے کا ہتھکنڈہ

مارک ویبر کی تحقیق جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی ہولوکاسٹ کے اس خود ساختہ دیوتا کے بارے میں وہ انکشافات سامنے آئے جنہیں اس پورے افسانے کے من گھڑت ہونے کا حتمی ثبوت کہا جاسکتا ہے۔ بطور "نازیوں کا شکاری" مشہور ہونے سے پہلے زائمن ویزنتھل نے اپنے لئے "پروپیگنڈہ باز" کا لقب اختیار کیا تھا۔ 1946ء میں اس نے 35 صفحات پر مشتمل خاکوں پر مبنی ایک کتاب شائع کی۔ اس کتاب کا نام تھا۔ "KZ Mauthausen" زائمن ویزنتھل نے ان خاکوں کو اپنا شوق بتایا اور اس کے ذریعے "موتھازن" (Mauthausen) نامی نازی کیمپ میں یہودیوں پر ہونے والے مظالم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اُجاگر کیا۔ ان میں سے ایک خاکے میں تین یہودی محصورین کو جرمنوں کے ہاتھوں انتہائی ظالمانہ طریقے سے قتل ہوتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

(ملاحظہ ہو: Simo wiesenthal,KZ Mauthausen Linz and Vienna: Ilbis.Veriag 1946 Fasimile Report in: Report H.Drechsler Simon Wiescuthal Documentation Vienna:1982.P.64)

یہ خاکہ سراسر جھوٹا تھا۔ معاملہ یہ تھا کہ دسمبر 1944ء میں بلج کی لڑائی (Battle of Bulge) کے بعد تین جرمن جاسوس گرفتار ہوئے۔ بعد میں ان تینوں جاسوسوں کو قتل کر دیا گیا۔ لائف میگزین نے 1945 میں یہ پورا معاملہ ایک خاکے کی صورت میں شائع کیا۔ زائمن ویزنتھل نے یہ خاکہ معمولی ردوبدل کے ساتھ اپنی کتاب KZ Mauthause میں اپنی تخلیق کے طور پر شائع کیا۔ بات یہیں تک رہتی تو بھی خیر تھی مگر ویزنتھل نے خاکے کا پس منظر ہی الٹ کر رکھ دیا۔ اپنی کتاب میں شائع ہونے والے اس خاکے میں اس نے یہ دکھایا کہ نازی کس ظالمانہ طریقے سے موتھاسن نامی کیمپ میں محصورین کو قتل کر رہے تھے۔ زائمن ویزنتھل کی کتاب میں چھپے اس خاکے کا لائف میگزین کے خاکے سے تقابل کر کے دیکھئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جھوٹے پروپیگنڈے کیلئے کیسے کیسے طریقے اختیار کرتا رہا۔

(ملاحظہ ہو: "Firing Squad", Life Magazine, US Edition, June 11,1945 P.50)

ویزنتھل کی کتاب کس قدر غیر ذمہ داری کا شاہکار تھی۔ اسکی دوسری مثال کتاب میں شامل موتھاسن نامی کیمپ کے کمانڈر کا اعتراف جرم ہے۔ کیمپ کے کمانڈر فرانز زیریز کے مطابق صرف ایک کیمپ میں 40 لاکھ محصورین کو کاربن مونو آکسائیڈ گیس کے ذریعے سے ہلاک کیا گیا۔ اس مقصد کیلئے موتھاسن کے قریب ہارتھیم سیٹلائٹ نامی کیمپ استعمال کیا گیا۔ یہ دعویٰ سراسر جھوٹا تھا اور خود ہولو کاسٹ کے مورخ بھی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوے کو مسترد کر چکے ہیں۔ زائمن ویزنتھل نے کیمپ کمانڈر زیریز کا یہ اعتراف بھی اسی کتاب میں شامل کیا ہے کہ جرمنوں نے پولینڈ، لیتھوینیا، اور لیٹویا میں مزید 10 ملین لوگ قتل کیے۔ بعد میں یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ یہ جھوٹا اعتراف جرم تشدد کے ذریعے حاصل کیا گیا۔ آر۔ فایسن، ہینز فریٹز شے، جیرالڈ ریٹلنگر اور مارک ویبر نے اپنی تحقیق میں موتھاسن کے کیمپ کمانڈر کے اس اعتراف جرم کا پول کھول کے رکھ دیا تھا۔ یہ معاملہ اتنا بگڑ گیا کہ ہولوکاسٹ کے سنجیدہ مؤرخین نے بھی اسے جھوٹا قرار دے کر اس سے بریت کا اعلان کر دیا۔ ادھر ویزنتھل کئی برس بعد تک موتھاسن کے حوالے سے جھوٹ بولتا رہا۔ 1983ء میں اس نے یوایس ٹوڈے نامی امریکی روزنامے کو ایک تفصیلی انٹرویو دیا۔ اس انٹرویو میں ویزنتھل نے بتایا ''میں ان 34 قیدیوں میں سے ایک تھا جو موتھاسن میں قید 150,000 قیدیوں میں سے زندہ بچ گئے تھے۔ بھگو کر جھوٹ بولنے کی مثال اس شخص پر صادق آتی ہے۔ اپنی سوانح عمری میں اس نے صاف لکھا تھا۔ کہ 5 مئی 1945ء کو امریکی فوجیوں کے آزادی دلانے تک موتھاسن کیمپ میں 3,000 قیدی ہلاک ہوئے تھے۔ دوسری طرف موتھاسن کیمپ پر انتہائی معیاری سمجھی جانے والی کتاب میں مصنف ایولن لی چینے نے مئی 1945ء میں موتھاسن کیمپ کی آزادی کے وقت قیدیوں کی تعداد 64,000 بتائی تھی۔ دکھائے جانے والے محصورین کی تعداد 212,000 تھی خود یہودیوں کے انسائیکلو پیڈیا جوڈیکا کے مطابق موتھاسن کیمپ میں دکھائے جانے والے محصورین کی تعداد 212,000 تھی۔

(USA Today, April 21, 1983, P.9A The Murderers Us, P.44 Evelyn Chenc, Mauthausen: The History of Death Camp (London 1971) P.166-168. 190-191 "Mauthausen" Encyclopedia Judacla (New York Jerusalem: 1971) Vol.II P.1138)

جنگ کے بعد زائمن ویزنتھل نے یوایس آفس فار اسٹریٹیجیک سروس (سی آئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے کے لئے کام کرنے والا ادارہ) اور یو ایس آرمیز کاونٹرا نٹیلی جنس کارپس (CIC) کے لئے کام کیا۔ وہ آسٹریا میں امریکی زیرِ قبضہ علاقے میں جیوش سینٹرل کمیٹی کا وائس چیئر مین بھی تھا۔

یہودیوں کی چربی سے صابن بنانے کا جھوٹا دعویٰ

ہولوکاسٹ کے متعلق ایک اور کہانی بھی بڑی مشہور ہوئی۔ اس کہانی کے مطابق جرمن نازی، یہودیوں کو قتل کر کے ان کی چربی سے اپنے لئے صابن بناتے۔ اس کہانی کے ترتیب دینے والوں کا کہنا تھا کہ صابن کی فیکٹری پر درج RIF کے حروف کا مطلب تھا: "Rlen Judisisches Fett" یعنی ''خالص یہودی چربی'' حالانکہ RIF سے مراد ہے "Reichstellefur Indusirielle Fettbersergung" یعنی نیشنل سینٹر فار انڈسٹریل فیسٹ پرویژننگ)۔
(National Centre(Mark Weber,"Jewsih Soap" The Journal for Industrial Fast Provisioning of Historical Review Summer 1991,(Vol 11,No.2) PP. 217-227)

زائمن ویزنتھل نے یہودی چربی سے صابن بنانے کے اس افسانے کی خوب خوب ترویج کی۔ 1946ء میں آسٹرین جیوش کمیونٹی کے اخبار Der Neue Weg ("The New Path") میں اس کے کئی آرٹیکل صرف اس موضوع ''یہودی صابن'' پر شائع ہوئے۔ اپنے ایک آرٹیکل میں زائمن ویزنتھل لکھتا ہے ''ٹرانسپورٹ فار سوپ'' کا خوفناک لفظ پہلی بار 1942 کے اواخر میں سنا گیا۔ یہ پولینڈ کی حکومت تھی اور یہودی صابن بنانے کی یہ فیکٹری گیلشیا (بالزیک) میں قائم تھی۔ اپریل 1942ء سے مئی 1943ء کے دوران 9 لاکھ یہودیوں کو اس فیکٹری میں بطور خام مال استعمال کیا گیا۔ لاشوں کو کئی قسم کے خام مواد میں تبدیل کرنے کے بعد باقی بچ جانے والی چربی سے صابن تیار کیا جاتا۔'' ویزنتھل نے آگے لکھا ''1942ء میں پولینڈ کی جنرل حکومت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عوام اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ "RIF" حروف کا کیا مطلب ہے۔ تہذیب یافتہ دنیا یقین نہیں کرے گی کہ کس خوشی سے نازی اور ان کی عورتیں یہ صابن استعمال کرتی تھیں۔ صابن کی ہر ٹکیہ میں انہیں ایک یہودی نظر آتا تھا جسے جادو کے ذریعے اس میں بند کر دیا گیا تھا اور یوں فرائیڈ، ارلیک یا آئن اسٹائن جیسے کسی اور یہودی کی پیدائش کا راستہ بند کر دیا گیا تھا۔''

یہودیوں کو ذبح کرنے کا جھوٹا دعویٰ

تخیلاتی صلاحیتوں سے مالا مال زائمن ویز تھل کا تصورِ ہولو کاسٹ یہیں نہیں رکتا۔ 1946 میں شائع ہونے والے اپنے ایک آرٹیکل ''بالز یک سوپ فیکٹری'' میں زائمن ویز تھل نے دعویٰ کیا کہ یہودیوں کو بجلی کی مشین سے ذبح کیا جاتا۔ وہ لکھتا ہے کہ

> ''نازی، لٹوین اور یوکرائنی فوج لوگوں کے ریوڑ کو ایک کھلے دروازے کے ذریعے حمام میں داخل کرتی۔ ایک وقت میں 500 افراد اس میں سما سکتے تھے۔ حمام (باتھ چیمبر) کا فرش دھات کا بنا ہوا تھا۔ جبکہ شاور چھت سے لٹکے ہوئے تھے۔ جب کمرہ بھر جاتا تو نازی 5,000 وولٹ کا بجلی کا کرنٹ دھاتی پلیٹ کے فرش میں گزارتے۔ ایک مختصر سی چیخ سنی جاتی اور قتل عام مکمل ہو جاتا۔ شامٹ (Schamidt) نامی نازی ڈاکٹر ایک چھوٹے سے سوراخ سے اس امر کا جائزہ لیتا کہ آیا تمام لوگ مر چکے ہیں دوسرا دروازہ کھول دیا جاتا اور لاشوں پر مامور کمانڈر تیزی سے اندر بڑھ کر مردوں کو وہاں سے ہٹا دیتا۔ اب یہ اگلے 500 افراد کیلئے تیار حالت میں ہوتا''۔

(Der Neus Weg (Viennaa),No.17/18, 1946,PP.45.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article Entitled "RIF" by Ing.Wiesethal (Simon Wieslenthal) and Nr.19/20, 1946 PP.14-15, Article Entitled "Sel Fenfabrik Belsets" (Belzec Soap Factory)

آج خود ہولوکاسٹ کے مبلغین ''یہودی صابن'' کے اس افسانے کو مسترد کر چکے ہیں اور کوئی بھی یہ کہانیاں درست تسلیم نہیں کرتا کہ یہودیوں کی چربی سے صابن بنایا جاتا یا پھر انہیں بجلی کا کرنٹ دے کر ہلاک کیا جاتا۔ زائمن ویزنتھل ایک ایسا تخیلاتی شخص تھا جو ہولوکاسٹ کے حوالے سے تو افسانے گھڑنے میں لاثانی تھا ہی دیگر مواقع پر بھی اس نے اپنی تخیلاتی صلاحیت کا محیرالعقول ہونا ثابت کیا۔ اس کا یہ تخیل صرف بیسویں صدی تک محدود نہ تھا بلکہ اسے پانچ چھ سو برس پہلے کی دنیا تک لے جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کرسٹوفر کولمبس کا معاملہ ہی لے لیجئے۔ کولمبس کے بارے میں اس کے تخیل نے اتنی دور کی کوڑی لائی ہے کہ خود مؤرخین بھی انگشت بدندان ہیں۔ زائمن ویزنتھل اپنے تخیلاتی گھوڑے دوڑاتے ہوئے کہتا ہے ''کرسٹوفر کولمبس درحقیقت ایک یہودی تھا مگر اس نے یہ بات راز ہی میں رکھی۔ 1942 میں دنیا کے مغربی نصف کرّے کی سیر کا اس کا مقصد دراصل یورپ کے یہودیوں کیلئے ایک الگ وطن تلاش کرنا تھا۔''

(بحوالہ: Simon Siesenthal "Salic of Hope" Macmillau,1973.)

دو اور دھماکے

پھر 1975ء اور 1993 کے دوران زائمن ویزنتھل نے دو ایسے دھماکے کر دیئے جس نے ہولوکاسٹ کے افسانے کی بنیادیں جڑ سے اکھاڑ دیں۔ 1975ء اور پھر 1993 میں جھوٹوں کے اس بادشاہ نے عوامی سطح پر یہ اعلان کر دیا کہ ''جرمن سرزمین پر قتلِ عام کا کوئی کیمپ نہ تھا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Letters by Wisenthal in Books and Bookman :ملاحظہ ہو)
(London), April ,P.5, and Stars & Stripes (European
Edition) Jan 24, 1983, P.14)

1975ء میں پہلی بار یہ دھماکے کرنے کے بعد زائمن ویزنتھل نے تو جیسے یہودی کمیونٹی میں زلزلہ برپا کر دیا تھا۔ 12 مئی 1986ء کو اس نے سینٹرل اسٹیٹ یونیورسٹی ایڈمنڈ، اوکلوہام کے پروفیسر جان جارج کے نام ایک خط میں اپنے بیان سے منکر ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جرمنی کی سرزمین پر قتلِ عام کا کوئی کیمپ تھا یہ سب جھوٹ ہے میں کبھی بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔''

ویزنتھل نے 1993ء میں ایک دفعہ پھر یہ اعلان کر دیا کہ

''جرمنی کی سرزمین پر قتل عام کا کوئی کیمپ تھا ہی نہیں۔''

(Stars & Stripes,Jan 24, 1993, P .14:بحوالہ)

زائمن ویزنتھل کے اس بیان کا مطلب تھا کہ جنگ کے بعد نورم برگ ٹریبونل میں اس کے یہ دعوے سراسر جھوٹے تھے کہ بوچن والڈ، داکھاؤ اور دیگر کیمپوں میں قتلِ عام کیا گیا تھا۔

نازی ہنٹر

زائمن ویزنتھل کا لقب ''نازیوں کا شکاری'' تھا اور وہ اس پر بڑا ہی ناز کرتا۔ آج بھی زائمن ویزنتھل کے حوالے سے کوئی رپورٹ کوئی خبر، کوئی ٹی وی فلم وغیرہ یا پھر ہولوکاسٹ کے حوالے سے کہیں اس کا تذکرہ آئے تو بجائے اس کا نام لینے کے اسے ''نازی ہنٹر'' یعنی نازیوں کا شکاری ہی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ آیئے ذرا اس کے شکاروں پر نظر ڈالتے ہیں۔ یوں تو ویزنتھل نے کئی شکار اپنے نام سے منسوب کیے ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ شہرت ایڈولف ایکمین کو حاصل ہوئی۔ ایکمین جنگ کے دنوں میں ایس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایس جیوش افیئر ڈیپاٹمنٹ کا سربراہ تھا۔ مئی 1960ء میں اسرائیلی ایجنٹوں نے اسے ارجنٹائن سے گرفتار کرلیا جہاں سے اسے اسرائیل لایا گیا۔ یروشلم میں اس پر مقدمہ چلا اور پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کیس نے دنیا بھر کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی تھی۔ زائمن ویزنتھل ایڈوولف ایکمین کے ٹھکانے کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے اور پھر بعد میں اسے گرفتار کرانے کو اپنی سب سے بڑی کامیابی بتایا کرتا۔ ادھر اسر ہارل (Isser Harel) نے جو اس تمام آپریشن کی نگرانی کررہا تھا۔ اعلان کر کے صاف طور پر واضح کردیا کہ ''ایڈوولف ایکمین کی گرفتاری سے زائمن ویزنتھل کا رتی برابر بھی تعلق نہیں۔'' ہارل اسرائیلی خفیہ ایجنسیوں میں سے ایک کا اہم رکن ہے۔ ہارل کا کہنا تھا:

''نہ صرف یہ کہ ویزنتھل کا اس تمام آپریشن کی کامیابی سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ حقیقتاً اس نے کئی دفعہ اس آپریشن کو ناکامی کے خطرات سے دو چار کردیا۔ 278 صفحات پر مبنی اپنی مینواسکرپٹ میں اسر ہارل نے ویزنتھل کے تمام تر دعوؤں کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔ ہارل نے ایک موقعہ پر ویزنتھل کے دعووں کو ان الفاظ میں ردّ کردیا تھا۔ ویزنتھل اور اس کے دوستوں کے نازی ایکمین کی گرفتاری میں کسی بھی مرکزی کردار کے سارے دعوے بے بنیاد ہیں۔ ویزنتھل نے ایکمین کے ٹھکانے کے حوالے سے جتنے بھی بیانات یا رپورٹیں مرتب کی تھیں وہ سراسر قیاس آرائیاں تھیں۔ مثال کے طور پر ارجنٹائن میں ایکمین کی گرفتاری کے وقت اس کا دعویٰ تھا کہ وہ جاپان یا سعودی عرب میں رُوپوش ہے۔''

ویزنتھل کو ایک موقع پرست شخص بتاتے ہوئے ہارل نے کہا:

''ایکمین کی گرفتاری سے قبل ویزنتھل کی دی ہوئی اطلاعات سراسر کام کی نہیں تھیں اور بعض اوقات تو یہ ہمارے آپریشن کا رخ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موڑ دیتیں۔"

(S.B Irbaum, Wiwsenitial Clain Eichman :ملاحظہ ہو Disputed by former Mossad Head "Jewish Telegraph Agency Daily News Bulletin (Nes York), April 4,1989. (Dispatched date April 3) J.Schachter "Wiesenthal had no role in Eichmann Capture" The Jernsalem post, May 18, 1991)

مگر زائمن ویزنتھل کی بدمعاشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ کوئی اس کی زبان کو لگام نہیں دے پا رہا تھا۔ اس کا اگلا نشانہ پولش نژاد شکاگو کا باشندہ فرینک والس (Frank Walus) تھا۔ 10 دسمبر 1974 میں ویزنتھل نے اپنے ایک خط میں والس پر الزام لگایا کہ یہ شخص یہودیوں کو پکڑ پکڑ کر جرمن سیکرٹ پولیس گستاپو کے حوالے کرتا تھا۔ یہ امریکی تفتیشی ادارے کو لکھا گیا تھا۔ جس میں اس شخص کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ امریکی تفتیشی ادارے نے "بیسویں صدی کے اس عظیم اور سچے ہیرو" کے مطالبے پر والس کے خلاف فوری ایکشن لیا۔ 1981 میں واشنگٹن پوسٹ نے اپنے آرٹیکل "The Nazi Who Never Was" میں یہ انکشاف کیا کہ کس طرح جج، پریس اور تفتیش کاروں نے ایک معصوم انسان کو جنگی مجرم بنا ڈالا۔ خوفناک حقائق کا انکشاف کرتے ہوئے واشنگٹن پوسٹ نے اپنے آرٹیکل میں کہا "جنوری 1977 میں امریکی حکومت نے شکاگو کے ایک باشندے فرینک والس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے جنگِ عظیم دوم کے دوران پولینڈ میں مظالم ڈھائے تھے۔ فرینک والس کے اگلے کئی برس خود کو معصوم ثابت کرنے میں گزر گئے۔ فیکٹری میں کام کرنے والا یہ شخص عدالتوں میں اپنی صفائی بھگتاتے بھگتاتے 80.000 ڈالر کا مقروض ہو گیا۔ عدالت میں اس کے خلاف 11 یہودی چشم دید گواہ پیش کئے گئے جو ان کیمپوں سے بچ نکلے تھے۔ ان یہودیوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے اس شخص (فرینک والس) کو خود اپنی آنکھوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولینڈ کے کیمپ میں ایک بچے، بوڑھی عورت، ایک نوجوان، ایک معذور اور کئی دیگر کو مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ بعد میں ثبوتوں سے یہ بات آشکارا ہوئی کہ فرینک والس نہ صرف نازی جنگی مجرم نہیں تھا بلکہ وہ جنگ عظیم دوم کے دوران پولینڈ میں تھا ہی نہیں۔ نفرتوں کی اس فضا میں ہسٹریا میں مبتلا امریکی حکومت نے ایک معصوم شخص پر عدالتی کارروائی چلائی۔ 1974ء میں مشہور نازی ہنٹر ویانا کے زائمن ویزنتھل نے اس شخص کو نازی مجرم قرار دیتے ہوئے کئی یہودیوں کی ہلاکت کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ شکاگو کے ویکلی اخبار ریڈر نے بھی 1981ء میں اس افسوس ناک واقعہ پر تحقیقی آرٹیکل لکھا۔ ریڈر کے مطابق ''امریکی حکومت کو ایک جنگی مجرم کی ضرورت تھی۔ زائمن ویزنتھل، اسرائیلی پولیس، مقامی پریس اور جج جولیس ہاف مین کی مدد سے اس نے ایک جنگی مجرم ایجاد کرہی لیا۔''

ریڈر نے زائمن ویزنتھل کے خلاف یہاں تک لکھا کہ یہ شخص افواہیں ہی پھیلاتا رہتا ہے۔ ایک تھکا دینے والی قانونی جنگ لڑنے کے بعد ''کیلسے کا قصائی'' قرار دینے والا یہ شخص فرینک والس اپنی بے گناہی ثابت کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس نے ثابت کردیا کہ جنگ کے برسوں میں اس نے اپنا وقت جرمنی میں ایک فارم پر محنت مزدوری کرتے ہوئے گزارا۔ مگر خود کو معصوم ثابت کرتے کرتے 60,000 ڈالر بوجھ تلے دبا یہ شخص اگست 1994ء میں شکستہ دل اور بے انتہا مایوسی لئے اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ فرینک والس کا یہ واقعہ زائمن ویزنتھل کی بدمعاشیوں کا لگام دینے اور اسے مکمل طور پر ناقابل اعتبار شخص قرار دینے کے لئے کافی تھا مگر یہ شخص اپنی موت تک عظیم افسانوی شخصیت کا روپ لئے رہا۔

(ملاحظہ ہو: Michall Arndt, "The Wrong Man, "The Chicago Tribune Magazine, Dec, 2,1984,PP. 15-35, esp.p 23,Charies Ashman and Robert j.Wagman,

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The Nazi Hunters (New York:Pharos Books,1988) pp.193-195. "The Nazi who never was,"The *Washington Post,May 10,1981,pp .B5.B8.*"The Prosecution of Frank Walus,"Reader (Chicago,1985 ,23 1981,pp.19,30.)Jan

ویزنتھل نے اعلان کیا کہ اس کا دعویٰ ''100 فیصد'' غلط تھا۔ مختصراً یہ کہ مینگلے کے حوالے سے اس شخص نے درجنوں دعوے کئے۔ حقیقت اس وقت کھلی جب مینگلے کا 1979ء میں برازیل میں انتقال ہوا۔ تفتیش سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ وہ یہاں برسوں سے مقیم تھا اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ ویزنتھل ہولوکاسٹ کو مکمل طور پر کمرشلائز کر چکا تھا۔ لاس اینجلس میں اس کے نام سے قائم ویزنتھل سینٹر اس کا نام استعمال کرنے کی قیمت اسے 75,000 ڈالر سالانہ کے طور پر ادا کرتا ہے۔ یہ انکشاف اسرئیل میں یادواشم ہولوکاسٹ سینٹر کے ڈائریکٹر نے 1988 میں کیا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے ہولوکاسٹ کے شکاریوں کی تعداد 11 ملین بتائی تھی۔ جس میں 6 ملین یہودی اور 5 ملین غیر یہودی۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر ہم غیر یہودیوں کو ہولو کاسٹ میں شامل نہیں کریں گے تو وہ اس معاملے کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔ اس کے مطابق یہ ایک ڈپلو میٹک نمبر ہے۔ اگر چہ 5 ملین اچھی خاصی تعداد ہے مگر اب بھی یہ یہودیوں کی 6 ملین تعداد سے کافی کم ہے۔ آخری برسوں میں ویزنتھل ہولوکاسٹ پر اٹھنے والے اعتراضات کے حوالے سے کافی پریشان تھا۔ ویزنتھل کے نام پر بنے ہولوکاسٹ سینٹر میں آج بھی اس کا یہ پیغام چسپاں ہے'' آج میں جب یورپ میں سامی مخالف جذبات میں ابھراؤ اور ہولوکاسٹ پر اعتراض کرنے والوں مثلاً لی پن اور ڈیوڈ ڈوک وغیرہ کی عوام میں مقبولیت دیکھتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ ویزنتھل سینٹر کا قیام کتنا ضروری اور اہم تھا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت کا فرشتہ

www.KitaboSunnat.com

جوزف مینگلے آشووٹزکیمپ میں معالج تھا اور ہولوکاسٹ کے مبلغین اسے ''موت کا فرشتہ'' قرار دیتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ویزنتھل دعویٰ کرتا رہتا کہ وہ مینگلے کے قریب پہنچ چکا ہے اور وہ بس اسے جکڑنے ہی والا ہے۔ ویزنتھل نے کئی دفعہ بتایا کہ اس کے مخبروں نے اس بندے کو پیرو میں دیکھا۔ چلی میں بس وہ ہاتھوں سے نکل گیا۔ اسپین میں مخبر اس کی گردن پر ہاتھ ڈالنے ہی والے ہیں۔ یونان میں وہ میرے مخبروں کے گھیرے میں آچکا ہے، وغیرہ وغیرہ، زائمن ویزنتھل نے صرف پیراگوئے کے 12 مقامات پر اس معالج کی موجودگی کے دعوے کیے۔ 1960 میں ویزنتھل نے دعویٰ کیا کہ مینگلے نامی موت کا فرشتہ ایک چھوٹے سے یونانی جزیرے میں چھپا ہوا ہے جہاں سے وہ صرف چند گھنٹے قبل فرار ہوا۔ رپورٹروں نے ویزنتھل کی بتائی ہوئی تمام جگہوں کے چھان مارا اور واپس آکر اطلاع دی کہ ویزنتھل کی بیان کی ہوئی کہانی شروع سے آخر تک جھوٹی ہے۔ مینگلے کے حوالے سے ویزنتھل کی یہ کہانی بھی جھوٹی ثابت ہوئی کہ اس نے آشوٹزکیمپ میں ایک یہودی پر جنسی تشدد کیا۔ بعد میں مینگلے نے اس عورت کو ارجنٹائن کے ایک ہوٹل میں قتل کردیا تاکہ وہ اس راز کو افشا نہ کرسکے۔ جب اس عورت کے حوالے سے تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ وہ کبھی کنسنٹریشن کیمپ میں قید ہی نہیں رہی تھی اور اس کی موت پہاڑی سے گرنے کے دوران ہوئی جو سراسر ایک حادثہ تھا۔

G.Posner and J.Warc, Mengele, The Complete Stroy (New York Dell PP.179-180, PP 202,PP 220 1987)

ہولوکاسٹ کا معاملہ تو نبٹ لیا گیا۔ یہی وہ حقائق تھے جو ہولوکاسٹ پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کرنیوالے بیان کررہے تھے۔ اب حقیقت تو حقیقت ہوتی ہے۔ سچ ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ بولے تو بھی سچ ہی رہتا ہے بھلے اس کے مقابلے میں جھوٹ بولنے والے ہزاروں ہی کیوں نہ ہوں اور وہ ہزاروں زائمن ویز تھل کے ہی شاگرد ہوں بس یہی معاملہ یہاں بھی ہوا۔ سچ جھوٹ پر غالب آنے لگا تو ہولوکاسٹ کے مبلغین کے اوسان خطا ہونے لگے۔ انہیں کوئی اور طریقہ نہ سوجھا تو انہوں نے اپنی صیہونی قوت استعمال کرتے ہوئے 10 سے زائد یورپی ممالک میں ''ہولوکاسٹ ڈینائل لاء'' یعنی ہولوکاسٹ کے منکرین کیلئے قانون نافذ کر دیا۔ اس قانون کے مطابق جو بھی ہولوکاسٹ کے کسی ایک جز پر انگلی اٹھائے گا تو اسے دس سال قید تک کی سزا بھگتنی ہوگی۔

ہولوکاسٹ سے انکار کرنیوالوں پر یہودیوں کے مظالم

ڈیوڈ میناس صیہونی تنظیم بینائے بیرتھ (Zionist B.nai B.nathi) کی ذیلی شاخ ''لیگ فار ہیومن رائٹس'' کے سینئر کونسلر ہیں۔ 22 جنوری 1992ء کو کینیڈا کے ایک اخبار ''گلوب اینڈ میل'' میں ان کا یہ بیان شائع ہوا۔ ''ہولوکاسٹ 60 لاکھ یہودیوں کا قتلِ عام تھا جس میں 20 لاکھ یہودی بچے شامل تھے۔ ہولوکاسٹ سے انکار ان 60 لاکھ مقتول یہودیوں کا قتلِ ثانی ہے۔ پہلے ان کی زندگی ختم کردی گئی اب ان کی لاشیں۔ کوئی بھی جو ہولوکاسٹ سے انکار کرتا ہے خود ہولوکاسٹ کے جرم میں اپنا حصہ ڈالتا ہے۔'' ڈیوڈ میناس کا یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا جب ہولوکاسٹ پر نظرثانی کا مطالبہ کرنے والوں کا مؤقف مقبولیتِ عام حاصل کر رہا تھا۔ کوئی شخص جب ایک دفعہ ہولوکاسٹ کے حوالے سے ان لوگوں کی تحقیق کو بغور پڑھتا اور اس تحقیق کے ذریعے اٹھائے گئے سوالات کا تجزیہ کرتا اس کیلئے ناممکن ہو جاتا کہ وہ ہولوکاسٹ کی یہودی، صیہونی روایت پر یقین رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہولوکاسٹ سے انکار کرنے والوں کو صیہونیوں نے ایک بہت بڑا خطرہ تصور کرنا شروع کیا۔ سیاست دان، اخبارات اور ٹیلی ویژن ان لوگوں کے عوام کے ذہنوں پر چھا جانے کو خطرہ محسوس کرنے لگے۔ کئی ممالک بشمول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل، فرانس، جرمنی اور آسٹریا میں ہولوکاسٹ کے کسی جز سے انکار قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو دوسری جنگِ عظیم میں 60 لاکھ یہودیوں کے منظم طریقے سے قتل عام کو مسترد کرتے ہیں اور خاص کر گیس چیمبرز میں یہودیوں کو جلائے جانے کو جھوٹی کہانیاں قرار دیتے ہیں انہیں بھاری جرمانوں اور اذیت ناک قید و بند کی سزاؤں کے ساتھ ساتھ ملک بدری تک سہنی پڑتی ہے۔ آئندہ کی سطور میں ہم ہولوکاسٹ کو مسترد کرنے والوں کا مختصر تعارف اور ہولوکاسٹ کا انکار کے جرم میں ان کے سہے جانے والے مظالم بیان کریں گے۔ ڈاکٹر فریڈرک توبن (Dr.Fredrick Toben) اگرچہ جرمنی میں پیدا ہوئے مگر پلے بڑھے آسٹریلیا میں، وہ مکمل آسٹریلوی شہریت کے حامل تھے اور انگلش اور جرمن زبان پر انہیں عبور حاصل تھا۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے جرمن مخالف جذبات پھیلانے کی صیہونی کوششوں کے آگے بند باندھنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے پہلے ایک رسالہ "Truth Missions" کے نام سے نکالا۔ بعد میں اس رسالے کا نام تبدیل کر کے ایڈیلیڈ انسٹی ٹیوٹ نیوز رکھ دیا گیا۔ انہوں نے ایڈیلیڈ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے ویب سائٹ بھی بنائی۔ ڈاکٹر فریڈرک توبن نے ذاتی طور پر آشوٹز کیمپ کا دورہ کیا اور مبینہ گیس چیمبرز کے کھنڈرات تک کا تفصیلی معائنہ کیا۔ تمام تر تلاش بسیار کے بعد اسے گیس چیمبرز کی چھتوں میں وہ سوراخ نظر نہیں آئے جن کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ان کے ذریعے زہریلی گیس چیمبرز میں داخل کی جاتی۔ اس نے ہولوکاسٹ کے مبلغین سے اس موضوع پر کئی ڈائیلاگ کیے۔ جرمنی میں پراسیکیوٹر کلین سے جرمنی میں ہولوکاسٹ کے منکرین کے لئے بنائے گئے قانون کے حوالے سے انہیں بحث کرنی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ یہ صرف علمی بحث ہے اور انہیں گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ مگر اپریل 1999ء میں مینہیم (جرمنی) پراسیکیوٹر کلین اور پولیس چیف موہر (Mohr) نے انہیں جرمنی پہنچتے ہی گرفتار کر لیا۔ وہ سات مہینوں تک عدالتی کارروائی کا انتظار کرتا رہا۔ سات مہینے بعد عدالتی کارروائی عمل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آئی اسے 10 ماہ کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ جیل سے اسے اپیل پر رہا کیا گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے جرمنی سے راہ فرار اختیار کی اور پھر کبھی واپس جرمنی اپنی اپیل نمٹانے نہیں گیا۔ پال ریذینائر (Paul Rassinier) کے بارے میں تو آپ پڑھ بھی چکے ہیں۔ یہ شخص 1906ء میں پیدا ہوا اور ایک اسکول ٹیچر تھا۔ یہودیوں سے اس کی دوستی اور محبت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ جرمنوں نے اسے اس الزام کے تحت گرفتار کرلیا تھا۔ وہ جنگ کے دوران یہودیوں کو سرحد پار کرارہا تھا۔ اس پر بوشن والڈور کیمپ ڈورا میں جرمن مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا بھی الزام تھا۔ جنگ کے بعد وہ سوشلسٹ پارٹی کی طرف سے فرانس کی نیشنل اسمبلی کا رکن منتخب ہوا۔ اس نے ہولوکاسٹ پر نظر ثانی کے حوالے سے وسیع تحقیق پر مبنی کتابیں لکھیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کا جرمنی میں داخلہ بند کردیا گیا۔ ۔ڈاکٹر رابرٹ فارلیسن پر 10 بار قاتلانہ حملے ہوئے اور کئی دفعہ وہ ان حملوں میں موت کے منہ میں جا پہنچے تھے۔ اس کے جبڑے توڑے گئے اور دانت نکال لئے گئے۔ ہر حملے کے بعد وہ ہفتوں ہسپتال میں پڑا رہتا۔ صحت یابی کے برس اس نے عدالتی جنگیں لڑنے میں گزار دیئے تھے۔ فارلیسن کو مشہور ہولوکاسٹ منکر ارنسٹ زنڈل کا استاد مانا جاتا ہے اس نے آشووٹز کے قید خانوں، گیس چیمبروں، لاشیں جلائے جانے والے حصوں اور دیگر تمام اہم تنصیبات کے تکنیکی اور آرکیٹیکچرڈ ڈیزائن شتہار کیئے۔ تھائیس کرسٹوفرسن (Thies Christopherson) جرمن ماہر باغبانی تھا۔ 1943-44ء کے انتہائی اہم عرصے میں وہ آشووٹز کیمپ میں تعینات تھا۔ جرمن ماہر ہونے کی وجہ سے اُسے پورے کیمپ تک رسائی حاصل تھی۔ اس عرصے میں اس نے انتہائی قیمتی اور نایاب تصاویر لیں۔ وہ پہلا چشم دید گواہ تھا جس نے ہولوکاسٹ سے انکار کیا۔ اس نے ایک ایک کرکے یہ ثابت کیا کہ آشووٹز کیمپ میں کہیں بھی کوئی گیس چیمبر نہیں تھا اور نہ ہی یہاں قتل عام کیا گیا۔ اس نے ایک مشہور کتابچہ "Die Aushwitz Liige" - یعنی ''آشووٹز کا جھوٹ'' تحریر کیا۔ اس کتابچے کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنڈل نے 1985ء اور 1988ء کے دوران اپنے خلاف ہونے والی عدالتی کارروائی میں انہیں بطور گواہ پیش کیا۔ کرسٹوفرسن کو اپنی ان حرکتوں کی بھاری قیمت چکانی پڑی۔ وہ ایک سے دوسرے ملک بھاگتا رہا۔ اس پر کئی قاتلانہ حملے ہوئے۔ ایسے ہی ایک تیزابی حملے کے نتیجے میں وہ موت کے منہ تک جا پہنچے تھے۔ استحصالی کارروائیوں کے نتیجے میں وہ پہلے اپنی جائیداد اور پھر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ جج ولہلم اسٹیگلیکھ (Judge Wihelm Staglic) جنگِ عظیم دوم میں آشوٹز کے ایسے علاقے میں مقیم تھا جہاں اینٹی ائیر کرافٹ یونٹ تعینات تھی۔ اس نے ''آشوٹز کا افسانہ'' (Der Aushwitz Mythos) نامی کتاب تحریر کی۔ مغربی جرمنی کے ایک عدالتی حکم کے نتیجے میں یہ کتاب ضبط کر کے اس کی تمام کاپیاں جلادی گئیں۔ جنگ کے بعد اسے جرمن عدالتوں میں کئی پیشیاں بھگتنی پڑیں اور اسے کئی بار سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سے ڈاکٹر کی ڈگری لے لی گئی اور پنشن روک دی گئی۔ جوزف برگ بذاتِ خود ایک یہودی تھا۔ وہ کئی کتابوں کا مصنف تھا جن میں "Schuld and Schicksal" "Aushwitz in alle Ewigkeit", "Zionazi" جیسی کتابیں شامل ہیں۔ یہ یہودی خود یہودی ٹھگوں کے مظالم کا نشانہ بنا۔ جیوش ڈیفنس لیگ (جو ہولوکاسٹ کے روایتی افسانے کو بہر صورت قبول کروانے کیلئے بنائی گئی تھی) کے غنڈوں نے جوزف برگ پر بھی ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی، جوزف برگ نے میونخ کے یہودی قبرستان میں دفن ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ ہے ویو شیبر (Haviv Schieber) پولینڈ نژاد اسرائیلی یہودی تھا۔ وہ اسرائیلی شہر شیبا کا میئر بھی رہا۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے جب اس نے اس پورے واقعہ کو افسانہ قرار دیا تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسرائیلی یہودیوں نے اس کا جینا حرام کر کے رکھ دیا۔ بالآخر اس نے اسرائیل سے راہِ فرار اختیار کی اور امریکہ جا پہنچا۔ وہاں اس نے پناہ کی درخواست دی مگر صیہونی قوتوں نے اس کی یہ درخواست قبول نہ ہونے دی۔ جب اسے ایئر پورٹ سے واپس اسرائیل ڈی پورٹ کیا جانے لگا تو اس نے اپنی کلائیاں کاٹ کر خودکشی کی کوشش کی۔ کئی برس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونی جنگ کے بعد اسے 1970ء کے عشرے میں امریکہ میں پناہ حاصل ہوئی۔ فرینکائز ڈیوپراٹ (Francois Duprat) فرانسیسی مصنف، مورخ اور ماہرِ تعلیم تھا۔ اس نے مشہور کتاب "Did Six Million Really Die?" کا فرانسیسی ترجمہ کر کے اسے شائع کر دیا۔ اس نے ''گیس چیمبر کا راز'' نامی کتاب بھی تحریر کی۔ 18 مارچ 1978ء کو جب ڈیوپراٹ کی عمر صرف 38 برس تھی، صیہونیت کا نشانہ بنا۔ اس کی کار کو بم سے اڑا دیا گیا۔ فرینکائز ڈیوپراٹ اس بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا جب کہ اس کی بیوی دہشت گردی کے اس حملے میں اپنی دونوں ٹانگوں سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ دو یہودی تنظیموں نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی۔ ان میں ایک ''جیوش دی ممبرنس کمانڈو'' اور دوسری تنظیم ''جیوش ریوولوشنری گروپ'' تھی۔ قاتل کبھی گرفتار نہ ہو سکے۔ ڈیٹلیب فیلڈرر (Ditlieb Felderer) کا معاملہ بڑا ہی عجیب ہے۔ ایک وقت وہ نمایاں جے ہواز ویٹنس (Jehovahs Witness) رہا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے کمیونسٹ مشرقی یورپ میں موجود ہر بڑے کیمپ کے طبعی ثبوتوں پر تحقیق کی۔ اس نے ان تمام کیمپوں کے مختلف اہم حصوں کی 30,000 تصویریں لیں۔ ان تصاویر کی مدد سے اس نے یہ ثابت کیا کہ آشوٹز کیمپ میں محصورین کیلئے سوئمنگ پول، جدید طبی سہولیات سے مزین اسپتال، لائبریری اور دیگر سہولیات موجود تھیں۔ اس کی تمام تر تحقیقات ہولوکاسٹ کے مبلغین کی چھاتی پر مونگ دلتی رہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سنگین الزامات کے تحت گرفتار ہوا۔ مقدمہ چلا اور اسے سویڈن کی ایک جیل بھیج دیا گیا۔ ذرائع ابلاغ میں اس کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا گیا۔ بالآخر یہ شخص جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوا۔ ارنسٹ زنڈل کے حوالے سے تفصیلات آپ گزشتہ سطور میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس پر تین قاتلانہ حملے ہوئے۔ اسے قانونی طور پر شدید ہراساں کیا گیا۔ کئی بار جیل کی سلاخیں اس کا مقدر ٹھہریں۔ اسے اپنی حرکتوں کی قیمت اپنے کاروبار سے ہاتھ دھونے کی صورت میں ادا کرنی پڑی۔ ایک دور کا یہ خوشحال اور کامیاب ترین کاروباری شخص مکمل طور پر دیوالیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا۔ جم کیکسٹرا کینیڈین اسکول ٹیچر تھا جو ہولوکاسٹ کے حوالے سے دونوں اطراف کے نقطۂ نظر پڑھا رہا تھا۔ اس نے ہولوکاسٹ کے افسانے پر سوال اٹھائے تو کینیڈا کے "Hate Laws" کے تحت مقدمہ چلا۔ اس نے اپیل دائر کی تو اسے دوبارہ گرفتار کر کے دوبارہ مقدمہ چلایا گیا۔ تین دفعہ اس کا کیس سپریم کورٹ گیا۔ معاملہ یہیں نہیں رکا اسے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اس پر حملے کیے گئے۔ 10 برس کی قانونی جنگ کے بعد اسے 3000 ڈالر جرمانہ کیا گیا مگر ان برسوں کے دوران اس کی مالی حالت تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ فرینک والس پر یہودیوں نے کُل سات حملے کیے۔ تیزاب کے ایک حملے میں وہ موت کے منہ تک جا پہنچے۔ اس کی امریکی شہریت منسوخ کر دی گئی۔ جبکہ عدالتی کارروائیوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا گیا کہ اپنے دفاع کے لئے اسے اپنا گھر بیچنا پڑا۔ فرینک والس کو مشہور یہودی جھوٹوں کے بادشاہ زائمن ویزنتھل کے ایک جھوٹ کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا۔ امریکی میڈیا نے اسے ''کیلیے کا قصائی'' قرار دیا۔ تمام تر صعوبتوں کا اس شخص نے جواں مردی سے مقابلہ کیا۔ کئی برس کی قانونی جنگ بالآخر اس نے جیت لی۔ اس پر دل کے کئی دَورے پڑے اور بالآخر وہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں اگلے جہاں سدھار گیا۔ اس نے امریکی سرزمین پر دفن ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ اس ملک نے اس کے ساتھ غداری کی ہے۔ ایمل لیکاوَٹ (Emil Lachout) کو آسٹریا کی حکومت کی انتہائی بے رحمی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک عشرے تک اس کا ٹرائل ہوتا رہا۔ صورتحال یہاں تک جا پہنچی کہ اسے شدید ذہنی عارضے کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکاوَٹ پیشے کے لحاظ سے استاد تھا۔ وہ سابق ملٹری پولیس مین اور بوائے اسکاوَٹ لیڈر رہا تھا۔ بعد میں اس نے یورپی انسانی حقوق کی عدالت میں اپنا کیس جیت لیا تھا۔ آسٹریا کی حکومت کو اسے زرتلافی ادا کرنا تھا جو اس نے کبھی ادا نہ کیا۔ لیکاوَٹ آسٹریا کی حکومت سے معافی مانگنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ جیوڈار روڈ ولف (Tjiu dar Rudaplh) جرمنی سیکورٹی سروس کا سابق رکن تھا۔ اسے پانچ زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا جس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پے ڈش اور پولش زبان بھی شامل تھی۔ اس نے جنگ عظیم دوم کے دوران ریڈ کراس کے آشوٹز اور دیگر کیمپوں کے دورے ترتیب دیئے۔ 1988ء میں وہ آشوٹز کا تکنیکی مطالعہ کرنے والے فریڈ لیوکٹر کے ہمراہ بطور ترجمان موجود تھا۔ اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام کو متنازعہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے سزا ہوئی اور وہ 85 برس کی عمر میں جرمنی کی ایک جیل بھیج دیا گیا۔ اوڈووے لنڈی (Udo Walendy) اپنی عمر کے ساتویں عشرے میں تھا جب اسے 15 ماہ کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ گرفتاری کے وقت اس کی صحت انتہائی خراب تھی اور اسے دل کا شدید عارضہ لاحق تھا، اس نے "Did Six Million Really Die" نامی کتاب کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ "Historical Truths" نامی کتابچہ بھی تحریر کیا۔ اسے کئی دفعہ عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ بالآخر اسے عمر کے آخری حصے میں قید کر دیا گیا۔ فیڈ لیوکٹر گیس چیمبر اور ڈیزائننگ کا ماہر تھا۔ انتہائی پیشہ ور آدمی تھا۔ ارنسٹ زنڈل نے آشوٹز میں گیس چیمبر کے حوالے سے تکنیکی اسٹڈی کے لئے اس کی خدمات حاصل کیں۔ اس نے اس حوالے سے ایک مکمل تکنیکی رپورٹ تیار کی۔ رپورٹ کا نتیجہ یہ تھا کہ گیس چیمبر سراسر افسانہ ہے۔ اس کی یہ رپورٹ کینیڈا کی ایک عدالت میں ارنسٹ زنڈل نے اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کی۔ اس کی اس رپورٹ نے صیہونی لابی پر جیسے قیامت ڈھا دی تھی۔ اسے جرمنی میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ اقتصادی طور پر اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا گیا۔ یہ تو چند مثالیں ہیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ ایک طویل فہرست ہے۔ ان لوگوں کی جنہوں نے ہولوکاسٹ کی یہودی روایت کو غلط قرار دیا تھا اور پھر انہیں اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی مگر یہ لوگ اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ اس طویل فہرست میں ایوان لاگاسے، ڈیوڈ ارونگ (جسے حال ہی میں تین برس قید کی سزا ملی)، گرڈ ہولنسک، والٹر لوفٹل، امرے فنفا، اوٹو ارنسٹ ریہر، جیروم بربینٹار، اٹارنی جورجن ریگر، اٹارنی ڈوگ کرسٹ، اٹارنی کرک لیانز، براڈلے اسمتھ، مائیکل ہوف مین 2 وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام لوگوں کو مختلف قسم کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا مگر جو قدر تقریباً ان تمام افراد میں مشترک ہے وہ یہ کہ ان میں سے اکثریت کو ہولوکاسٹ منکرین کیلئے بنائے گئے قانون کے تحت لمبی اور تھکا دینے والی عدالتی جنگوں سے گزرنا پڑا۔ ان عدالتی جنگوں سے قبل ان سب کا میڈیا ٹرائل ہوتا اور پھر نتیجہ تقریباً ہر کیس میں وہی نکلتا کہ عدالتی کارروائی اور جیل۔ جو کیس جیت جاتے تو ان کی حالت ایسی ہوتی کہ دو وقت کی روٹی کیلئے ترستے۔ یہ تمام حقائق صرف یہ ثابت کرتے ہیں کہ ''ہولوکاسٹ ڈینائل لاء'' دراصل ان جیسے لوگوں کی زبان کو لگام دینے کے لئے بنایا گیا۔

ہولوکاسٹ کے حوالے سے اہم سوالات و جوابات

ہولوکاسٹ حقیقت ہے یا افسانہ اس کا مکمل پوسٹ مارٹم تو ہم کر ہی چکے۔ چونکہ یہ ایشو بطورِ خاص مسلم عوام سے متعلقہ ہے اور بدقسمتی سے مسلم عوام کی اکثریت بھی اب تک ہولوکاسٹ کے حوالے سے یہودیوں کی روایت کردہ داستان کو ایک تاریخی حقیقت سمجھ رہی تھی اس لئے یہی وہ مناسب موقع ہے کہ موضوع پر تحقیق کے عمل کو جاری رکھا جائے۔ ہولوکاسٹ، صیہونیت، اسرائیل اور مسلم دنیا اس حوالے سے ہونے والی تحقیق کا مرکزی نقطہ ہونا چاہیے۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے یہ رپورٹ نقطہ آغاز تو ہونا چاہیے مگر آخری نقطہ کسی طور بھی نہیں۔ ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ ہولوکاسٹ اور صیہونیت کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے تحقیق کاروں کی اس رپورٹ کے ذریعے سمت متعین کرنے کا ساتھ ساتھ عوام کے سامنے تصویر کے دونوں رُخ رکھ دیں تا کہ وہ خود تجزیہ کر سکیں کہ کس کی بات میں زیادہ وزن ہے۔ ہولوکاسٹ پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے والوں نے عام قاری کو اس پورے ایشو سے روشناس کرانے کیلئے سوالات و جوابات کی صورت میں ایک اچھی کوشش کی۔ یہ سوالات اور جوابات عام قاری کو ہولوکاسٹ کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنے کے لئے بہت کارآمد ہیں ان کی اسی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید اضافوں کے ساتھ یہ سوالات و جوابات یہاں پیش کر رہے ہیں۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے چھپنے والی رپورٹ کا ''اصل'' اگر قاری کے ذہن میں محفوظ ہو تو ان سوالات و جوابات کا فائدہ دو چند ہوگا بصورت دیگر اس کی اولین افادیت تو بہر صورت یقینی ہے۔

سوالات و جوابات پیش خدمت ہیں:۔

سوال: کیا دوسری جنگِ عظیم میں 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام کے کوئی ثبوت موجود ہیں؟

جواب: نہیں!...... ہمارے پاس جو کچھ بھی موجود ہے وہ جنگ کے بعد کی وہ شہادتیں ہیں جو اس واقعہ میں ''زندہ بچ جانے والوں'' نے دیں۔ ان میں سے چند ہی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ دعویٰ تھا کہ انہوں نے یہودیوں کو ''گیس چیمبر'' میں قتل ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس معاملے کا کوئی بھی دستاویزی ثبوت موجود نہیں۔ مارے جانے والوں کی لاشیں یا راکھ کچھ بھی موجود نہیں۔ نہ ہی ایسے گیس چیمبرز موجود ہیں جن میں لاکھوں لوگوں کے مارے جانے کی گنجائش ہو۔ کوئی انسان (یہودی) صابن، انسانی چمڑے سے بنائی جانے والی اشیاء یا آبادیاتی شماریات سے متعلقہ کوئی ثبوت موجود نہیں جو اس دعوے کی تائید میں پیش کیا جا سکے۔

سوال: اس دعوے کے کیا ثبوت ہیں کہ 60 لاکھ یہودی قتل نہیں ہوئے تھے؟

جواب: بے شمار کیمیائی و تکنیکی رپورٹیں، آبادیاتی اعداد شمار، تجزیے، تقابلی ثبوت یہ ثابت کرتے ہیں کہ 60 لاکھ یہودیوں کا قتل عام ناممکن ہے۔ 6 ملین کا یہ ہندسہ غیر ذمہ دارانہ مبالغہ آرائی ہے۔

سوال: زائمن ویزنتھل کون ہے؟

جواب: زائمن ویزنتھل وہ واحد چشم دید گواہ ہے جسے ہولوکاسٹ کے مبلغین اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ شخص یہودی النسل ہے اور خود کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگِ عظیم دوم میں جرمنوں کا قیدی بتاتا ہے۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے کئی دعوؤں مثلاً 60 لاکھ یہودیوں کا قتل عام اور یہودیوں کی چربی سے صابن بنائے جانے کے خالقین میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مغرب میں اس شخص کو نازیوں کا شکاری کہا جاتا ہے۔

سوال: کیا زائمن ویزنتھل نے کبھی یہ کہا کہ ''جرمن سرزمین پر قتل عام کا کوئی کیمپ موجود نہیں تھا؟

جواب: جی ہاں! ''نازیوں کا شکاری'' کے لقب سے مشہور اس شخص نے 24 جنوری 1993ء Stars & Stripes میں یہ دعویٰ کیا۔ اس نے اسی اخبار میں یہ دعویٰ کیا کہ یہودیوں کو گیس چیمبر میں جلائے جانے کے واقعات صرف پولینڈ میں ہوئے۔

سوال: داشاؤ (Dachau) کیمپ کہاں واقع ہے؟

جواب: جرمنی میں۔

سوال: جب ویزنتھل کہتا ہے کہ جرمنی میں قتل عام کا کوئی کیمپ تھا ہی نہیں تو پھر امریکہ میں ہولوکاسٹ کے ماہرین داشاؤ کیمپ کو ''موت کا کیمپ'' کیوں قرار دیتے ہیں؟

جواب: جب اتحادیوں نے داشاؤ کیمپ پر قبضہ کیا تو وہ بہت سارے لوگوں کو اس کیمپ میں لے گئے جن میں صحافی بھی شامل تھے۔ وہاں اتحادیوں نے ان لوگوں کو بتایا کہ یہ عمارت قتل عام کیلئے استعمال ہوتی تھی۔ آج بھی ذرائع ابلاغ اس جھوٹ کو پھیلانے میں مصروف ہیں حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کا داشاؤ قتل عام کا کیمپ نہیں تھا۔

سوال: کیا آشوٹز کیمپ میں ''گیس چیمبرز'' کا کوئی ثبوت ملا ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں لوگوں کو قتل کیا گیا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: نہیں! آشوٹز پر سوویت فوج نے قبضہ کیا تھا۔ جنگ کے بعد اس کیمپ میں تعمیراتی تبدیلیاں کی گئیں اور ایک بہت بڑا کمرہ دوبارہ تعمیر کر کے اسے ''گیس چیمبر'' بتایا گیا۔ بعد میں امریکہ کے ٹاپ کے گیس چیمبر کی تعمیر اور ڈیزائننگ کے ماہر فریڈ لیوکٹر نے اس گیس چیمبر اور آشوٹز میں موجود گیس کی دیگر مبینہ سہولیات کا تفصیلی معائنہ کیا۔ اس نے ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کی جس میں اس نے بتایا کہ گیس چیمبر کے حوالے سے کیا جانے والا دعویٰ سراسر جھوٹا ہے۔ یہ جگہ نہ تو بطور گیس چیمبر کبھی استعمال ہوئی ہے اور نہ ہی آج اسے اس کی موجودہ حالت میں بطور گیس چیمبر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ فریڈ لیوکٹر کو بعد میں یہود مخالف قرار دے کر گرفتار کر کے جرمنی کی ایک جیل میں بھیج دیا گیا اور مالی طور پر اسے تباہ کر کے رکھ دیا گیا۔

سوال: جب آشوٹز ''موت کا کیمپ'' نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟

جواب: آشوٹز بڑے پیمانے کا صنعتی کمپلیکس تھا جہاں مصنوعی ایندھن تیار کیا جاتا۔ جنگ کے دوران یہاں قید کئے گئے لوگوں سے محنت مزدوری کا کام لیا جاتا۔

سوال: پہلا کنسنٹریشن کیمپ'' (بڑی تعداد میں لوگوں کے ایک جگہ محصور کرنے کا کیمپ) کس نے قائم کیا؟

جواب: 1899ء تا1902ء کو بوئر جنگ(Boer War) میں برطانیہ نے جنوبی افریقہ میں ایک کیمپ قائم کیا جسے وہ کنسنٹریشن کیمپ کہتے۔ اس کیمپ میں انہوں نے افریقی عورتوں اور بچوں کو قید رکھا۔ جہنم جیسی اس جگہ پر 30,000 سے زائد لوگ ہلاک ہوئے۔

سوال: جرمن ''کنسنٹریشن کیمپ'' ان امریکی کیمپوں سے کیسے مختلف تھے جہاں انہوں نے جنگِ عظیم دوم کے دوران جاپانی نژاد امریکیوں کو قید کئے رکھا؟

جواب: جو سب سے بڑا فرق تھا وہ یہ کہ جرمن صرف ان لوگوں کو ان کیمپوں میں لا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قید کردیتے جو ان کی سیکورٹی کے لئے حقیقی خطرہ ہوتے جبکہ روز ویلٹ انتظامیہ نے اپنے یہ کیمپ نسلی قید خانے کے طور پر استعمال کئے جہاں صرف جاپانی النسل لوگ قید کئے جاتے۔

سوال: جرمنی کے یہودیوں نے کبھی جرمن مخالف سرگرمیوں میں حصہ لیا؟

جواب: جی ہاں! مثال کے طور پر مارچ 1933ء میں بین الاقوامی یہودی تنظیموں نے جرمن اشیاء کے بین الاقوامی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا۔

سوال: کیا یہودیوں نے کبھی جرمنی کے خلاف ''اعلان جنگ'' کیا؟

جواب: جی ہاں! دُنیا بھر کے ذرائع ابلاغ نے یہ اعلان جنگ رپورٹ کیا۔ مثال کے طور پر برطانوی اخبار لندن ڈیلی ایکسپریس نے 24 مارچ 1933ء کے اپنے شمارے میں صفحۂ اوّل پر یہ سرخی دی۔ "Judea Declares War on Germany" یعنی یہودیوں نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

سوال: یہ ''اعلان جنگ'' موت کے کیمپوں کی کہانیوں سے پہلے کیا گیا یا بعد میں؟

جواب: یہ اعلان جنگ ان کہانیوں سے برسوں پہلے کیا گیا۔ یہ کہانیاں 1941ء اور 1942 کے دوران پھیلنی شروع ہوئیں جبکہ یہودیوں کی طرف سے اعلان جنگ 1933ء میں کیا گیا۔

سوال: وہ کون سا ملک ہے جس نے پہلی دفعہ عام شہریوں کو بمباری کا نشانہ بنایا؟

جواب: برطانیہ۔ 11 مئی 1940ء

سوال: جنگ کے دوران جرمنوں کے زیر قبضہ علاقوں میں یہودیوں کی کل تعداد کتنی تھی؟

جواب: 60 لاکھ سے کم۔ آبادیاتی شماریات یہ تعداد چار تا ساڑھے چار ملین بتاتے ہیں۔

سوال: اگر یہودیوں کو جرمنوں نے قتل نہیں کیا تھا تو پھر ان کے ساتھ کیا ہوا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: جنگ کے بعد یورپ میں کئی ملین یہودی زندہ رہے۔ ڈیڑھ ملین کے قریب جنگ میں کام آئے۔ یہ تمام وجوہات سے ہلاک ہونے والے یہودی تھے۔ باقیوں نے فلسطین امریکہ اور دیگر ممالک میں سکونت اختیار کرلی۔ پھر بھی جنگ کے بعد بہت سارے یہودی یورپ میں زندہ سلامت رہے۔

سوال: یہودیوں کی کتنی تعداد کو سوویت یونین (سابقہ) اپنے ملک لایا یا وہ خود آئے؟

جواب: 2 ملین سے زائد یہودیوں کا 1941ء اور 1942ء کے دوران سوویت یونین نے انخلا کیا۔ یہ وہ یہودی تھے جو کبھی جرمنوں کے زیر تسلط نہیں آئے۔

سوال: جنگ سے پہلے کتنے یہودی یورپ سے ہجرت کر گئے تھے تاکہ خود کو محفوظ رکھ سکیں؟

جواب: تقریباً 10 لاکھ۔ ان میں وہ یہودی شامل نہیں جنہیں سابقہ سوویت یونین نے اپنے ملک میں بسایا۔

سوال: جب آشوٹز موت کا کیمپ نہیں تھا تو پھر اس کیمپ کے کمانڈر روڈولف ہاس (Rudolf Hoess) نے یہ اعتراف کیوں کیا کہ یہاں قتل عام ہوا؟

جواب: اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ بعد میں برطانوی ملٹری پولیس چیف تفتیش کار نے اس اعتراف کو تشدد کے ذریعے لینے کا اعتراف کیا۔

سوال: کیا اس کے کوئی ثبوت ہیں کہ امریکی، برطانوی اور روسی پولیس نے تشدد کے ذریعے جرمن قیدیوں سے اعتراف جرم کرایا جسے بعد میں نورم برگ کے جنگی جرائم ٹربیونل میں بطور ثبوت یا گواہ کے پیش کیا جاتا؟

جواب: جی ہاں! جنگ کے بعد نورم برگ ٹرائل میں ثبوت کے حصول کیلئے تشدد کے ہتھیار کا بے رحمانہ استعمال کیا گیا۔

سوال: ہولوکاسٹ کے افسانے سے آج کل یہودیوں کو کیا فوائد حاصل ہو رہے ہیں؟

جواب: اس افسانے نے یہودیوں کو تنقید سے مبرا تسلیم کروایا ہے، یہودی فنڈز جمع

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی مہم کے دوران اسی افسانے کو استعمال کرتے ہیں۔ یہی افسانہ اسرائیل کیلیۓ امریکی امداد کی توجیہہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

سوال: ہولوکاسٹ کے اس افسانے سے یہودی ریاست اسرائیل کو کیا فائدہ ہے؟

جواب: اسرائیل کے قیام کے لئے جواز یہی ہولوکاسٹ کا افسانہ ہے۔ اسرائیلی ریاست نے اسی افسانے کے بل پر جرمنی سے اربوں ڈالر تاوان وصول کیا۔ جو ''زندہ بچ جانے والے'' لاکھوں یہودیوں کو دیا گیا۔ صیہونی اور یہودی لابی اس افسانے کو مشرق وسطی میں امریکہ کی خارجہ پالیسی کو ڈکٹیٹ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ امریکی شہریوں کو اسی افسانے کے بل بوتے پر سالانہ اربوں ڈالر کی اسرائیلی امداد کے لئے راضی رکھا ہوا ہے جو اپنے ٹیکسوں کے ذریعے ادا کرتے ہیں۔

سوال: عیسائی علماء اسے کس طرح استعمال کرتے ہیں؟

جواب: عیسائی علماء ہولوکاسٹ کی اس کہانی کو عہد نامہ قدیم کی ایک روایت قرار دیتے ہیں اور یہودیوں کو مقدس اور منتخب قوم قرار دیتے ہیں۔

سوال: کمیونسٹوں کو ہولوکاسٹ کے اس افسانے سے کیا فائدہ ہوا؟

جواب: اس افسانے نے جنگ کیلیۓ بے چین روسیوں اور جنگِ عظیم دوم سے پہلے اور بعد میں ڈھائے جانے والے روسی مظالم سے لوگوں کی توجہ بانٹ دی۔

سوال: کیا برطانیہ کو بھی اس سے کوئی فائدہ ہوا؟

جواب: جی ہاں، بالکل ویسا ہی فائدہ جو سوویت یونین کو ہوا۔

سوال: کیا اس کے کوئی ثبوت ہیں کہ ہٹلر نے یہودیوں کی نسل کُشی کا حکم نامہ جاری کیا تھا؟

جواب: جی نہیں

سوال: جنگ کے دوران جرمنوں نے کیمپوں میں کس قسم کی گیس استعمال کی؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: ''زائیکلون بی'' سے حاصل کی ہوئی ہائیڈروسائیانک گیس، یہ کمرشل کیڑے مار گیس ہے اور پورے یورپ میں اس کا استعمال عام تھا۔

سوال: ''زائیکلون بی'' گیس کس مقصد کے لئے تیار کی گئی؟

جواب: یہ کیڑے مار گیس تھی جو ٹائی فس نامی وبا پھیلانے والی جوؤں اور دیگر کیڑوں کو ہلاک کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔

سوال: کیا ''زائیکلون بی'' گیس قتل عام کے لئے موزوں تھی؟

جواب: نہیں، اگر نازیوں کا مقصود قتلِ عام ہی تھا تو وہ زائیکلونِ بی سے کہیں زیادہ مؤثر زہریلی گیس استعمال کر سکتے تھے۔ زائیکلون آہستہ آہستہ اثر دکھانے والی گیس ہے اور اتنے وسیع پیمانے پر قتل عام کے لئے قطعاً موزوں نہیں۔

سوال: کسی بھی بند جگہ کو زائیکلون بی گیس استعمال کرنیکے بعد ہوا کے ذریعے اس کے اثرات صاف کرنے کے لئے کتنا وقت درکار ہوتا ہے؟

جواب: عام طور پر 20 گھنٹے اس گیس کے استعمال اور پھر اسے صاف کرنے میں پورا طریقہ کار انتہائی پیچیدہ اور خطرناک ہے۔ گیس ماسک کا استعمال ضروری ہے اور صرف تربیت یافتہ افراد ہی اس کے استعمال کیلئے بطور ملازم رکھے جاسکتے ہیں۔

سوال: آشووٹز کے کیمپ کمانڈر روڈولف ہاس نے نورم برگ ٹربیونل کے سامنے اعتراف کیا تھا کہ اس کے آدمی قتلِ عام کے بعد گیس چیمبر سے لاشوں کو دس منٹ کے بعد صاف کر دیتے تھے۔ اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی، کیوں کہ وہ لوگ جو 20 گھنٹے سے پہلے اس گیس چیمبر میں داخل ہوتے، ان کا بھی وہی حشر ہوتا جو مارے گئے لوگوں کا ہو چکا ہوتا۔

سوال: روڈولف ہاس نے اپنے اعترافِ جرم میں یہ بھی کہا کہ گیس چیمبر سے لاشوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نکالتے وقت اس کے آدمی سگریٹ کے کش لگا رہے ہوتے وہ بھی گیس استعمال کرنے کے صرف دس منٹ بعد۔ کیا ''زائیکلون بی'' گیس دھماکہ خیز نہیں ہے؟

جواب: جی ہاں ''زائیکلون بی'' دھماکہ خیز ہے۔ روڈولف ہاس کا یہ اعتراف یقیناً جھوٹا تھا جو بذریعہ تشدد لیا گیا۔

سوال: وہ کون سے طریقہ ہائے کار تھے جو نازیوں نے مبینہ طور پر یہودیوں کو نسل کشی کے لئے اختیار کیے۔

جواب: کئی کہانیاں ہیں، گیس چیمبر کی چھت میں موجود سوراخوں کے ذریعے گیس کے کنستر یہودی ہجوم میں گرانے سے لے کر، شاور کے ذریعے گیس چیمبر میں گیس چھوڑنے اور اسٹیم چیمبرز سے لے کر بجلی کی مشین کے ذریعے ذبح کرنے تک کی تمام کہانیاں ہولوکاسٹ کی یہودی روایت کا حصہ ہیں۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ ان طریقہ ہائے کار کے ذریعے لاکھوں کا قتلِ عام کیا گیا۔

سوال: جن لوگوں کو قتل کیا جانا مقصود تھا ان سے قتلِ عام کا یہ پورا منصوبہ کیسے خفیہ رکھا گیا؟

جواب: اسے خفیہ رکھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ گیس کے ذریعے قتلِ عام ہوا ہی نہیں تھا بلکہ یہ جنگ کے دوران اُچھالا گیا پروپیگنڈا تھا۔ اگر گیس چیمبر میں یہودیوں کی اتنی بڑی تعداد کو مستقلاً قتل کیا جا رہا تھا تو باقی یہودی کبھی بھی گیس چیمبرز میں بآسانی داخل نہ ہوتے بلکہ مزاحمت کرتے مگر ایسی مزاحمت کا کوئی ثبوت اس وقت تک میسر نہیں ہے۔

سوال: تقریباً کتنے یہودی ان کیمپوں میں ہلاک ہوئے؟

جواب: تین لاکھ سے کم۔

سوال: یہ یہودی کیسے مرے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: جنگ کے دوران پورے جنگ زدہ یورپ میں ٹائی فس نامی وبا پھیل گئی تھی جو اتنی بڑی تعداد میں قیدیوں کی ہلاکت کا سبب بنی۔ اس کے ساتھ ساتھ بھوک اور طبی سہولیات کی عدم فراہمی بھی اتنی بڑی تعداد میں اموات کی وجوہات تھیں۔ جنگ کے دوران ٹرانسپورٹ اور مواصلات کا نظام تباہ ہو چکا تھا اس لئے قیدیوں کو یہ تمام سہولیات بآسانی فراہم کرنا ممکن نہیں تھا۔

سوال: ٹائی فس (Typhus) کیا ہے؟

جواب: یہ ایک بیماری ہے جو اکثر اس وقت پھوٹ پڑتی ہے۔ جب بہت سارے لوگوں کو کسی ایسی جگہ لاکر جمع کر دیا جائے جہاں سینیٹیشن کا نظام موجود نہ ہو۔ یہ بیماری جوؤں کے ذریعے پھیلتی ہے جو بالوں اور کپڑوں میں رہتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر ان گیس چیمبرز میں جرمنوں نے زائیکلون بی گیس استعمال کی ہوتی تو یہودی مرنے کی بجائے زندہ بچ جاتے کیوں کہ یہ گیس کیڑے مارہے۔

ہولوکاسٹ یہودیوں کا قتلِ عام......ایک سفید جھوٹ!

کچھ مزید سوالات و جوابات ملاحظہ فرمائیے!

سوال: کن اعداد وشمار کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جنگ عظیم دوم میں 60 لاکھ یہودی قتل نہیں ہوئے بلکہ یہ تعداد کئی سو گنا کم ہے؟ کیا کوئی اعداد وشمار دستیاب ہیں؟

جواب: ہمارے پاس ایسے مستند اعداد وشمار موجود ہیں جو 60 لاکھ یہودیوں کے قتلِ عام کے اس دعوے کو ایک انتہائی غیر ذمہ دارانہ جھوٹ ثابت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر چیمبرز انسائیکلو پیڈیا کے مطابق جنگ سے پہلے یورپ میں یہودیوں کی کل آبادی 6,500,000 (پینسٹھ لاکھ) تھی۔ صاف ظاہر ہے اگر 60

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاکھ یہودیوں کے قتل عام کے دعوے کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ تمام کی تمام یہودی آبادی کو ہلاک کردیا گیا تھا مگر ایک غیر جانبدار سوئس پبلی کیشنز بیسلر (Baseler Nachrichten) کے مطابق 1933ء سے 1945ء کے بارہ برسوں کے دوران 1,500,000 (پندرہ لاکھ) یہودیوں نے برطانیہ، سویڈن، اسپین، پرتگال، آسٹریلیا، چین، انڈیا، فلسطین اور امریکہ ہجرت کی۔ سوئس پبلی کیشنز کے ان اعداد و شمار کو خود نیویارک کے یہودی اخبار (Anfban) نے بھی سندِ قبولیت عطا کی ہے۔ نیویارک کے اس یہودی اخبار Anfbanny نے 13 اگست 1948ء کی اپنی اشاعت میں ان برسوں کے دوران ہجرت کرنے والوں کی اتنی ہی تعداد لکھی ہے۔ ہجرت کرنے والے ان یہودیوں میں سے 400,000 (چار لاکھ) یہودی ستمبر 1939ء سے پہلے جرمنی سے آئے۔ جرمنی چھوڑنے والے یہودیوں کی یہ تعداد (چار لاکھ) ورلڈ جیوش کانگریس (عالمی یہودی تنظیم) نے اپنے شمارے Unity in Dispersion کے صفحہ نمبر 377 پر خود ہی کنفرم کی ہے۔ جرمنی کے علاوہ آسٹریلیا سے ہجرت کرنے والے یہودیوں کی تعداد 220,000 تھی۔ آسٹریا میں یہودیوں کی کل آبادی 2,80,000 تھی۔ یہ یہودی ستمبر 1939 سے پہلے پہلے آسٹریا سے نکل گئے تھے۔ پریگ Institute Jewish emirgraioni prague کے مطابق مارچ 1939ء کے بعد 260,000 یہودیوں نے چیکوسلواکیہ سے ہجرت کی۔ جرمنی۔ آسٹریا، اور چیکوسلواکیہ میں ستمبر 1939ء کے بعد 360,000 یہودی رہ گئے تھے۔ پولینڈ سے جنگ پھوٹنے سے پہلے پہلے تقریباً 500,000 یہودیوں نے ہجرت کی۔ ان اعداد و شمار کے مطابق دیگر یورپین ممالک مثلاً فرانس، ہالینڈ، مشرقی یورپ وغیرہ کے ممالک میں آنے والے یہودیوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد120,000 تھی۔ یوں مندرجہ بالا حساب کتاب سے جنگ سے پہلے اور بعد میں یورپ میں یہودیوں کی کل تعداد5,000,000 (پچاس لاکھ)رہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمیں پچاس لاکھ کے اس ہندسے سے یہودیوں کی وہ تعداد بھی منفی کرنا ہوگی جو1939 کے بعد سوویت یونین ہجرت کر گئی تھی۔ اس عرصے میں صرف پولینڈ سے1,250,000 یہودیوں نے ترک وطن کیا۔ یہودی مؤرخ ریٹلنگر پولینڈ کے علاوہ مزید300,000 یہودیوں کے سوویت یونین میں داخلے کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ ریٹلنگر کے مطابق یہ تین لاکھ یہودی 1939 ء اور 1941 ء کے درمیان سوویت یونین میں داخل ہوئے۔ یوں سوویت یونین ترک وطن کر کے آنے والے یہودیوں کی کل تعداد 1,550,000 (ساڑھے پندرہ لاکھ)ہوجاتی ہے۔ کولیئرز میگزین (Colliers Magazin) کے 9 جون1945 کے شمارے میں رُوسی یہودیوں پر لکھی گئی تحریروں میں فریلنگ فوسٹر (Frielin Foster) نے یہ تعداد 2,200,000 (بائیس لاکھ) بتائی ہے۔ فوسٹر لکھتا ہے ”1939ء سے 2,200,000 یہودیوں نے نازی مظالم سے راہ فرار اختیار کر کے سوویت یونین میں پناہ لی۔“ چلیئے ہم اوپر بیان کیئے گئے اعداد و شمار میں سے سب سے کم تعداد والے ہندسے کو بنیاد بناتے ہیں۔ اس کے مطابق جرمنی اور اس کے زیر قبضہ علاقوں میں جنگ کے دوران یہودیوں کی باقی رہ جانے والی تعداد ساڑھے تین ملین(3,450,000) رہ جاتی ہے۔ اس تعداد میں سے بھی یہودیوں کی وہ آبادی منفی کرنی پڑے گی۔ جو جنگ کے دنوں میں یورپ کے غیر جانبدار ممالک میں ترک وطن کر کے آئے۔ ورلڈ المانک(World Almanac) صفحہ نمبر 594 کے مطابق جبرالٹر، برطانیہ، پرتگال، اسپین، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، آئرلینڈ اور ترکی میں یہودیوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تعداد 413,128 تھی، یوں ہمارے پاس جرمنی کے زیرِ قبضہ یورپ میں یہودیوں کی کل آبادی 3 ملین یعنی 30 لاکھ رہ جاتی ہے۔ ایسے میں 60 لاکھ یہودیوں کے قتلِ عام کو جھوٹ سے بھی بدتر کوئی نام دیا جانا بہتر ہے۔ یہ نہ تو سفید جھوٹ ہے اور نہ کالا بلکہ یہ سراسر دنیا بھر کے عوام کو 50 برسوں تک بے وقوف بنائے رکھنے کی انتہائی منظم مگر گھٹیا ترین حرکت ہے جو صیہونیوں نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے سرانجام دی۔

سوال: ہولوکاسٹ کے مبلغین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پولینڈ کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں یہاں سے 3 لاکھ یہودیوں نے جرمنی کے زیرِ قبضہ دیگر علاقوں کا رُخ کیا جہاں وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اس دعوے میں کتنی صداقت ہے؟

جواب: یہ سراسر جھوٹا دعویٰ ہے۔ ہولوکاسٹ کے یہودی مبلغین اوپر کے جواب میں دیئے گئے اعداد وشمار کو جھٹلا نہیں سکتے اس لئے انہوں نے یورپ میں یہودیوں کی آبادی 60 لاکھ باور کرانے کے لئے یہ جھوٹ گھڑا۔

(Reitlinger Die End losing, P:36)

ریٹلنگر کے مطابق 1939ء میں ان میں سے 1,170,000 کے موسم خزاں میں روس کے زیرِ قبضہ علاقوں میں مقیم تھے۔ ان میں سے تقریباً ایک ملین (دس لاکھ) کو جون 1941ء میں جرمن حملے کے دوران یورال (Ural) اور جنوبی سائبیریا کے علاقوں میں انخلا کے ذریعے بھیج دیا گیا۔ (ایضاً، صفحہ نمبر 50) جیسے کہ بتایا جاچکا ہے کہ جنگ سے پہلے پولینڈ سے 500,000 یہودیوں نے ترکِ وطن کیا۔ معروف صحافی اے منڈ آرتھر ڈیوس جس نے جنگ سوویت یونین میں گزاری، کے مطابق 250,000 یہودیوں نے جرمنی کے زیرِ اثر پولینڈ سے 1939ء اور 1941 کے درمیان ہجرت کی اور سوویت یونین کے ہر صوبے میں مقیم ہوئے (Odyssey Through

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Hell,N.Y. 1946اس تمام تعداد کو پولینڈ کی کل آبادی2,732,600 سے منفی کرنے کے بعد یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ 1939ء میں جرمن تسلط کے اختتام تک پولش یہودیوں کی آبادی 1,100,000 سے کسی طور زائد نہیں تھی۔ یاد رہے کہ اس تعداد میں آبادی کی افزائش کی نارمل شرح ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے۔ (Gutachen des institute fur Zeilgesehichte, Munich,1956,P.80) اب پولش یہودی آبادی میں ہم جرمنی، آسٹریا، سابقہ چیکوسلواکیہ (بوہیمیا، موراویا اور سلواکیہ) میں رہ جانے والے یہودیوں کی تعداد360,000 جمع کر دیں تو پورے جرمن مقبوضہ یورپ میں یہودیوں کی کل آبادی 2 ملین سے بھی کم ہوتی ہے۔ ایسے میں یہ دعویٰ کہ 30 لاکھ یہاں سے آئے یا وہاں سے، سراسر آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ بات سادہ حساب کتاب کی ہے اور آئیں بائیں شائیں سے معاملہ ہونے والا نہیں۔ اسی تعداد میں اگر ہم ہالینڈ (1,40,000) اٹلی (50,000) یوگوسلاویہ (55,000) ہنگری (380,000) اور رومانیہ میں آباد 725,000 یہودیوں کی آبادی بھی شامل کرلیں تو بھی یہودیوں کی یورپ میں کل آبادی 3 ملین سے تجاوز نہیں کرتی۔ یوں یہ تمام اعداد و شمار اس دعوے کو سچ ثابت کرتے ہیں کہ جرمنی کے زیر تسلط یورپ میں یہودیوں کی کل آبادی تقریباً 3 ملین تھی۔

سوال: کیا جرمنی کے زیر قبضہ میں آباد تمام 30 لاکھ یہودی قتل کر دیئے تھے؟

جواب: جی نہیں!...... اگر ہم 30 لاکھ کے ہولوکاسٹ مبلغین کے دعوے کے نصف کو بھی صحیح تسلیم کرلیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ ان علاقوں میں ایک بھی یہودی زندہ نہیں بچا بلکہ مکمل طور پر صفایا کر دیا گیا۔ مگر حساب کتاب یہاں بھی آڑے آجاتا ہے۔ یہ حقیقت تو ہولوکاسٹ کے مبلغین اور منکرین دونوں تسلیم کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ 1945 کے بعد بھی یورپ میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد زندہ تھی۔ مثال کے طور پر فلپ فریڈ مین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے "نازی جہنم سے کم از کم ایک ملین (دس لاکھ) یہودی زندہ بچ نکلے" (Their Boother's Keepers, N.Y 1957, P: 13) ادھر جیوش جوائنٹ ڈسٹری بیوشن کمیٹی (Juish Joint Distribution Comittee) کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق جرمنی کے مقبوضہ یورپ میں جنگ کے بعد زندہ بچ جانے والے یہودیوں کی کل تعداد 1,559,600 (تقریباً ساڑھے پندرہ لاکھ) تھی۔ یوں یہ اعداد وشمار 30 لاکھ یہودیوں کے بھی نصف ہے۔

سوال: کیا مزید ایسے اعداد وشمار ہیں جو 60 لاکھ یہودیوں کے قتلِ عام کو غلط قرار دیں؟

جواب: جی ہاں!...... ورلڈ المانک (World Almanac) کے مطابق 1938 میں یہودیوں کی یورپی دنیا میں کل آبادی 16,588,259 (تقریباً ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ) تھی۔ جنگ کے بعد 1948 میں نیویارک ٹائمز 22 فروری 1948 کے مطابق یہودیوں کی آبادی کم از کم 15,600,000 اور زیادہ سے زیادہ 18,700,000 (اٹھارہ کروڑ ستر لاکھ) تھی۔ اب اگر یہودیوں کا یہ دعویٰ صحیح تسلیم کرلیا جائے کہ جنگ عظیم دوم میں 60 لاکھ یہودی قتل ہوئے تو اس کا مطلب ہوگا کہ صرف دس برسوں میں (نیویارک ٹائمز کے اعداد وشمار کے مطابق) 70 لاکھ یہودی دنیا میں آئے۔ یعنی صرف دس برسوں میں ہی باقی بچ جانے والے یہودیوں نے اپنے ہی جتنے بچے پیدا کرلئے اور یہ سراسر ناممکن ہے۔

سوال: کُل کتنے یہودی کانسنٹریشن کیمپوں میں ہلاک ہوئے؟

جواب: مستند اعداد وشمار ہلاک ہونے والے یہودیوں کی کل تعداد تین تا پانچ لاکھ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان بتاتے ہیں۔

سوال: یہ یہودی کیسے مرے؟

جواب: ان میں سے زیادہ تر تعداد ٹائی فس نامی وبا سے ہلاک ہوئی۔ یہ وبا جنگ زدہ یورپ میں جنگ کے دوران پھیلی۔ اس کے علاوہ بھوک اور جنگ کے آخری دنوں میں طبی سہولیات کی عدم دستیابی ان ہلاکتوں کی بڑی وجہ تھی۔

سوال: یہودی جتنے کیمپوں اور چیمبرز کا دعویٰ کرتے ہیں، اگر یہ تمام چیمبرز 24 گھنٹے فعال ہوں تو اس میں زیادہ سے زیادہ کتنی تعداد میں لوگ جلائے جا سکتے ہیں؟

جواب: تقریباً 430,000۔

سوال: کیا یہ ممکن ہے کہ ان چیمبرز کو 24 گھنٹے فعال رکھا جا سکتا؟

جواب: ناممکن۔ 50% وقت یعنی روزانہ 12 گھنٹے کی فعالیت کا وقت بھی سخاوت کا مظاہرہ ہوگا۔ ظاہر ہے چیمبرز میں صرف لوگ ہی نہ جلائے جاتے بلکہ اس کی صفائی بھی کرنی پڑتی۔

سوال: جلائی جانے والی ایک لاش سے کتنی راکھ حاصل ہوتی؟

جواب: جوتوں کا ایک ڈبہ اس سے بھرا جا سکتا ہے اگر تمام ہڈیوں کو بھی جلا دیا جائے تو۔

سوال: اگر 60 لاکھ یہودیوں کی لاشیں جلائی گئی ہوں تو اس راکھ کا کیا کِیا گیا؟

جواب: اس سوال کا جواب ہولوکاسٹ کے مبلغین کے ذمے ہے۔ 60 لاکھ لاشوں کا مطلب ہے کئی ٹن راکھ۔ پورے یورپ میں ہولوکاسٹ کے مبلغین اس راکھ کو ٹھکانے لگانے کی جگہ بتا سکے نہ ہی ان کے پاس اس سوال کا جواب ہے کہ یہ راکھ آخر گئی کہاں۔

سوال: کیا جنگ کے دوران اتحادیوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ آشوٹز کیمپ کی اس دوران تصاویر اتارتے جب یہاں قتلِ عام اور پھر لاشیں جلائے جانے کا عمل جاری تھا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: بالکل تھا اور اتحادیوں نے آشووٹز کیمپ کی سینکڑوں فضائی تصاویر اتاری بھی تھیں۔

سوال: کیا ان تصاویر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آشووٹز کیمپ میں قتل عام کیا گیا؟

جواب: نہیں بلکہ تصاویر تو کوئی اور ہی منظر دکھاتی ہیں لاشیں جلائے جانے کے دوران بہت زیادہ دھواں اٹھنے کے مناظر کا ان تصاویر میں نظر آنا یقینی امر تھا مگر ایسی کوئی تصویر موجود نہیں جس میں آشووٹز یا دیگر کیمپوں سے دھواں اٹھتا نظر آتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خود ہولوکاسٹ کے مبلغین ان تصاویر کو ثبوت کے طور پر پیش کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ آپ کو بھوکے، ننگے، لنگڑے لولے تصاویر میں تو بہت دیکھنے کو ملیں گے لیکن ایسی کوئی تصویر آپ کہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔

سوال: 1935ء کے نورم برگ قوانین کس مقصد کے لئے بنائے گئے؟

جواب: یہ قوانین جرمن اور یہودیوں کے مابین شادیوں کی روک تھام کیلئے بنائے گئے۔ ایسے قوانین آج کل اسرائیل میں بھی رائج ہیں۔

سوال: کیا امریکہ میں ایسے قوانین نافذ رہے ہیں جن کے ذریعے مختلف نسلوں کے درمیان شادیوں کی روک تھام کی گئی تھی۔

جواب: جی ہاں!

سوال: ہولوکاسٹ کے سوال کے حوالے سے ریڈ کراس کی رپورٹ کیا کہتی ہے؟

جواب: انٹرنیشنل ریڈ کراس (IRC) کی ایک رپورٹ ستمبر 1944ء میں آشووٹز کیمپ کے دورے کے بعد تیار کی گئی، اس رپورٹ کے مطابق محصورین کو امداد کے حصول کی اجازت تھی اور گیس چیمبرز کے حوالے سے اڑائی جانے والی افواہیں صحیح نہیں پائی گئی تھیں۔

سوال: نسل کُشی (Genocide) نامی لفظ کس کی اختراع تھی؟

جواب: ایک پولش یہودی رافیل لمکن (Raphael Lemkin) نے 1944ء میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی دفعہ یہ لفظ اپنی کتاب میں استعمال کیا۔

سوال: کیا خود ہولوکاسٹ کے مبلغین بھی 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام پر متفق ہیں؟

جواب: نہیں! (Scourag of Swaslika London,1945) جوائنٹ ڈسٹری بیوشن کمیٹی ہلاک ہونے والے یہودیوں کی تعداد 5,012,000 (پچاس لاکھ سے کچھ زائد) بتاتی ہے۔ یہودی ماہر ہولوکاسٹ ریٹلنگر کے مطابق ہولوکاسٹ کے دوران 4,192,200 (تقریباً 42 لاکھ) یہودی ہلاک ہوئے۔ ورلڈ جیوش کانگریس کے لئے نیو یارک وفد کے رکن ڈاکٹر البم۔ پرلزویگ Dr M.Perizeg کے مطابق 70 لاکھ یہودی دوسری جنگِ عظیم میں کام آئے۔ جنگ کے بعد اخبارات میں یہ تعداد کبھی 80 لاکھ بتائی گئی تو کبھی 90 لاکھ۔

اس سے دو باتیں بالکل واضح ہو جاتی ہیں:

۱۔ یہود نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ کر نہ صرف اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کے الزام سے مبرا کرالیا بلکہ دنیا کے بیشتر وسائل پر قبضہ بھی جمالیا۔

۲۔ ہولوکاسٹ کا ذمہ دار ہٹلر عیسائی تھا لیکن اس واقعہ کے بعد یہودی عیسائیوں کو اپنا سب سے مخلص دوست اور حلیف بنانے میں کامیاب ہو گئے اور مسلمانوں کا قتل عام کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اسرائیل میں جدید امریکی اسلحہ فلسطینی مسلمانوں کے خلاف آزمایا جا رہا ہے۔

اگر ہم پوری دنیا میں امن کا بول بالا دیکھنا چاہتے ہیں دہشت گردی کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ہمیں انصاف قائم کرنا ہوگا۔ اب انصاف سے مراد وہ انصاف نہیں ہے جو عالمی طاقتیں پسماندہ ممالک سے کر رہی ہیں۔ وہ ہتھیار جن کے رکھنے کو جرم قرار دیا جاتا ہے اس کے انباران کے اپنے پاس موجود ہوتے ہیں۔ امن کے لئے مشترک باتوں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحد ہونا ضروری ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے مختلف حوالوں، ثبوتوں اور مثالوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام انسانیت کے لئے زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ اور پوری دُنیا میں جو ''مسلمان'' کی پہچان ایک ''دہشت گرد'' کی سی بن رہی ہے اُسے ڈاکٹر صاحب نے ٹھوس دلائل، تاریخ کے سچے واقعات اور حوالوں سے دُور کیا ہے۔

قرآن اور احادیث کے حوالے سے آپ نے اسلام کو رحمت ثابت کیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہدایت حاصل کرنے کیلئے قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا کریں۔ انشاء اللہ ان کے اذہان کے دریچے وا ہو جائیں گے۔ جب آپ خود قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے تو دوسروں کے حوالوں کی ضرورت نہیں ہو گی۔ تحمل، برداشت، بردباری مسلمانوں کے بنیادی اوصاف اور خصائل ہیں۔ افہام و تفہیم کی فضا برقرار رہے تو اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کرنے سمجھنے اور سمجھانے میں سہولت رہتی ہے۔ مسلمانوں میں دیگر باتوں پر اختلاف ممکن ہے لیکن قرآن اور حدیث صحیحہ پر یہ چیز ممکن نہیں ہے۔ وحدت المسلمین اور پیام امن اس دَور کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مغربی اور بالخصوص یہودی میڈیا پیش پیش ہے اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا کر پیش کرنا اس کا وطیرہ ہے۔ اسلام تو جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسلام کی تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ سرزمینِ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر معصوم بچوں کی تڑپتی ہوئی لاشیں، مٹھی بھر انسانوں کا جھکنے سے انکار، مستورات کی غیرت وحمیت اور مظلومیت آج بھی انسانیت کو کلمۂ حق بلند کرنے کا پیام دے رہی ہیں۔ اسی لئے جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے بڑی جرأت سے بش کو دہشت گرد قرار دیا اور کسی مصلحت یا خوف کو جگہ نہیں دی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روش پر چلنے والے کٹ تو سکتے ہیں کسی فاسق و فاجر کے آگے جھک نہیں سکتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے رقم ہوں گے نہ قصے یزید کے
ہم لوگ تو حسین رضی اللہ عنہ کے سیرت نگار ہیں

یہی وجہ ہے کہ شہدائے کربلا کے کردار کو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی سراہا ہے اور جب بھی ان پر ناانصافی اور سامراجیت کا غلبہ ہوتا ہے وہ اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیتے ہیں۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین رضی اللہ عنہ

Peace Tv کے پلیٹ فارم سے نہ صرف ڈاکٹر ذاکر نائیک بلکہ ڈاکٹر اسرار احمد اور دیگر عالمی سطح کے مسلم علماء اور مقررین خطاب کرتے رہتے ہیں اور اُمتِ مسلمہ کو خواب سے جگانے کے علاوہ دنیا بھر سے ہونے والی تنقید کا جواب دیتے ہیں۔ نیز دانستہ و نادانستہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہیں۔ ''دین دلیل کے ساتھ'' اِسی کی ایک واضح مثال ہے، جس میں اسلام کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلم خواتین وحضرات کو اپنے مدلل جوابات سے مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن حکیم کی 80% باتوں کو سائنسی کسوٹی پر پرکھا جا چکا ہے اور اس کے نتائج سو فیصد رہے ہیں۔ باقی بیس فیصد کو پرکھا نہیں جا سکا لیکن یہ بھی سو فیصد درست ہیں اور اگر مسلمان دوبارہ قرآن کی طرف رجوع کریں تو آج بھی سائنسی میدان میں ترقی کر سکتے ہیں اور دوسروں کو پیچھے چھوڑ سکتے ہیں۔

حجاب کے معاملات پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ویدوں میں، بائبل میں اور ہر مذہبی کتاب میں حجاب کا حکم ہے۔ حیرت انگیز بات یہ کہ جب شیکسپیئر کے ڈرامے تھیٹر کی زینت ہوا کرتے تھے اس وقت کسی عورت کو اس میں کام کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور نسوانی کردار مرد کرتے تھے نیز عورتیں ان تھیٹروں میں یہ ڈرامے دیکھنے نہیں آتی تھیں۔ آج عریانیت کا جو سیلاب ہے وہ محتاجِ بیاں نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

قارئین محترم! زاویۂ نگاہ اور نقطۂ نظر میں کسی نہ کسی حد تک اختلاف ہو سکتا ہے اور اس کیلئے افہام و تفہیم کی راہ اپنائی جاتی ہے نیز کسی غلطی کا واقع ہو جانا بھی خارج از امکان نہیں ہو سکتا۔ غلطی ہو جانا بڑی بات نہیں لیکن غلط پر ڈٹ جانا بُری بات ہے۔ جو بڑا کام کرتا ہے، زیادہ کام کرتا ہے اس سے کہیں نہ کہیں غلطی ہو سکتی ہے اور جو کام ہی نہیں کرتا اس سے غلطی بعید از امکان ہے۔ کنارے پر بیٹھ کر سمندر کی لہروں سے لطف اندوز ہونے اور تلاطم میں اُتر کر بپھری ہوئی لہروں کے مقابل ہونے والوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

عالمی بھائی چارہ اس وقت، وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اس موضوع پر بھی آپ کو "دین دلیل کے ساتھ" میں بہت کچھ پڑھنے کو ملے گا۔

آخر میں امر شاہد اور گگن شاہد کی لگن، خلوص اور کاوش کا اعتراف نہ کرنا زیادتی ہو گا۔ ان نوجوانوں کی مساعیٔ جمیلہ سے یہ خوبصورت اور پُر مغز کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اور میں ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح کے دینی کاموں کی مزید توفیقِ اولیٰ سے سرفراز فرمائے۔ نیز مرزا صفدر بیگ صاحب نظر ثانی اور اپنے ذوق و شوق اور جذبے کی وجہ سے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں اور جناب حافظ ناصر محمود صاحب کا شکریہ ادا کرنا نہیں بھولوں گا جنہوں نے پروف ریڈنگ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

پروفیسر سردار آصف (صدر پاکستان کشمیر فورم یوکے) اور بیرسٹر عابد لائرز ایسوسی ایشن یوکے نے "خطباتِ ڈاکٹر ذاکر نائیک" اور "ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے" دونوں کتابوں کی بھرپور تعریف کی اور مجھے بتایا کہ یورپ میں مقیم پاکستانیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورنوجوان نسل کیلئے یہ کتابیں بہت سودمند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کی کتابوں سے جہاں مسلمانوں کا اجتماعی شعور بیدار ہوگا وہیں غیر مسلم بھی ان سے مستفید ہوں گے اور دُنیائے اسلام میں ایک بار پھر سے خلافتِ راشدہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے خلافت کے مثالی نظام کے قیام کی راہ ہموار ہوگی۔ پروفیسر سردار آصف نے بتایا کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک سے ان کے گہرے دوستانہ مراسم ہیں اور جب بھی وہ انگلستان خطاب کیلئے تشریف لاتے ہیں ان کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ان کی تحریروں اور خاص طور پر ان کے دلائل اور مثالوں سے انتہائی متاثر ہیں۔

قارئینِ محترم!

اس کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہوں گا۔ کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات سے ضرور آگاہ فرمایئے گا۔ شکریہ!

انجم سلطان شہباز

anjumsultan14@gmail.com

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی مرے دِل میں ہے

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)

کتاب نمبر ____________

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

Peace Tv Online

24-Hour Spirtual Edutaiment
International Satellite TV Channel

Peace Tv جو اِس وقت دُنیا بھر میں 24 Hours اِسلامی چینل ہونے کی حیثیت سے انتہائی شہرت کا حامل ہے، اَب انٹرنیٹ پر براہِ راست دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا چینل ہے جس پر پہلی دفعہ دُنیا بھر کے سکالرز امن کا پیغام لے کر میدان میں اُترے کہ ''اسلام امن کا داعی ہے''...... ''اسلام ہی اصل بھائی چارہ قائم کرتا ہے''...... ''اسلام اِنسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت''۔

جہاں یہ سکالرز دینِ اسلام کو دلیل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ یقیناً آپ اِس چینل سے بے خبر نہ ہوں گے۔ آج پوری دُنیا میں دیکھا جانے والا یہ چینل غیر مسلموں کی ہی نہیں بلکہ بہت سے مسلمانوں کے نظریات کی بھی اِصلاح کر رہا ہے۔

ہم مسلمان جو کئی برس سے غیر مسلموں کے لفظی پتھراؤ سے نظریں جھکائے ہوئے تھے، اَب یہ عالم ہے کہ اِس چینل کی بدولت ہم سر اُٹھا کر اُنہیں دلائل کے ساتھ منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں، اُن کی غلط فہمیوں کو دُور کر سکتے ہیں اور دینِ حق کی طرف گامزن کر سکتے ہیں۔

Peace Tv کے مشہور خطیب ''ڈاکٹر ذاکر نائیک'' سے آج کون واقف نہیں!!...... اِن جیسی شخصیات نے اِسلام کو عروج بخشا اور آج یہ عالم ہے کہ اُن کے ہر لیکچر کو سننے والے لوگ اُن کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں، سمجھتے ہیں اور حق کی طرف لوٹ آتے ہیں!

اس وقت دُنیا بھر کے سکالرز Peace Tv کی بدولت اسلام کا پیغام پوری دُنیا تک پہنچا رہے ہیں۔ جن میں ڈاکٹر ذاکر نائیک، شیخ احمد دیدات، ڈاکٹر اسرار احمد، ڈاکٹر ابوامینہ بلال فلپس، عبدالرحیم گرین، حسین یی، یاسر فزاگا، مولانا عبدالکریم پاریکھ، ڈاکٹر جمال بیداوی، سراج وہاج، یوسف اسلام، مختار مگرائی، شبیر علی، یوسف اِیسٹس، عبداللہ حاکم کوئیک، گیری ملر، جیفری لینگ، احمد وان ڈینفر اور ڈاکٹر شعیب سیّد شامل ہیں۔

آج ہی اِس ویب سائٹ سے اپنے دوست و احباب کو متعارف کروائیں اور ساری دُنیا میں دین کا پیغام پہنچانے میں شامل ہو جائیں۔

www.peacetv.tv

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

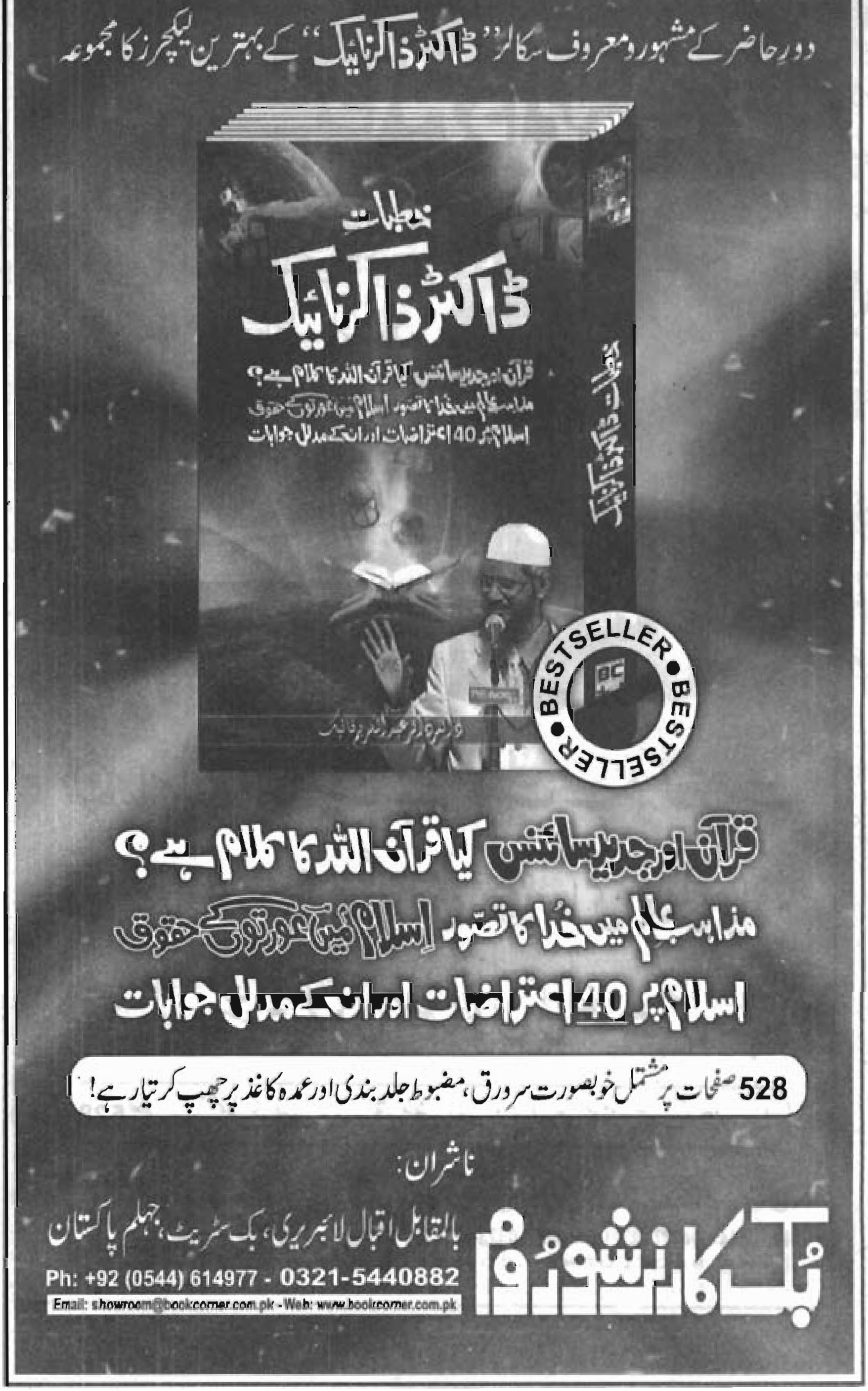

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطباتِ ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 2

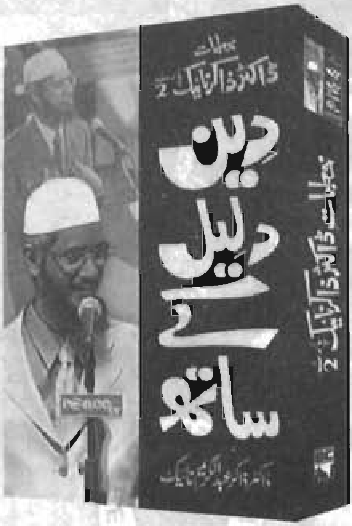

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے
اور خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 1
کی بے پناہ مقبولیت کے بعد اَب
''خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک پارٹ 2''
حاضرِ خدمت ہے!

اس کتاب میں درج ذیل خطبات کا انتخاب کیا گیا ہے

- اِسلام اِنسانیت کیلئے رحمت ہے نہ کہ زحمت
- جہاد اور دہشت گردی
- عالمی بھائی چارہ
- کیا دہشت گردی مسلمانوں کی حکمتِ عملی ہے؟

528 صفحات پر مشتمل خوبصورت سرورق، مضبوط جلد بندی اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے!

بُک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان
Ph: 0544-614977-0321-5440882-0323-5777931
WWW.BOOKCORNER.COM.PK

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

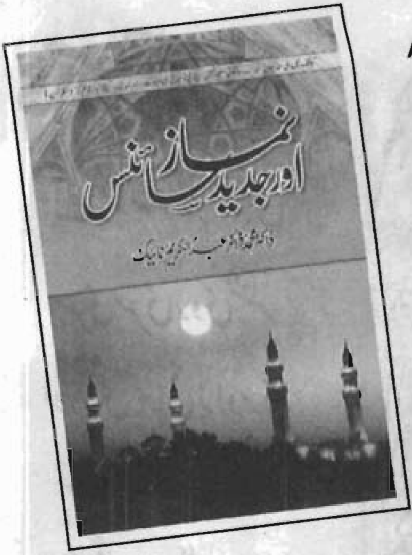

An Urdu Translation of
Lecture
"SALAH"
by
Dr. Zakir Naik

......الصّلوٰۃ......

نماز اور جدید سائنس

ڈاکٹر ذاکر نائیک

مترجم
انجم سلطان شہباز

Price Rs. 200/-

176 صفحات پر مشتمل خوبصورت سرورق، مضبوط جلد بندی اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے!

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہِ راست رابطہ کریں:

بُک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان
Ph: 0544-614977-0321-5440882-0323-5777931
WWW.BOOKCORNER.COM.PK

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ذاکر نائیک

کے ڈاکٹر ولیم کیمبل

سری سری روی شنکر

اور رشمی بھائی زاویری

کے مابین دلچسپ

و اثر انگیز مناظروں پر

مشتمل علم افروز نئی کتاب

❖ قرآن اور بائبل، جدید سائنس کی روشنی میں ❖

❖ اسلام اور ہندومت میں خدا کا تصور ❖

❖ کیا گوشت خوری جائز ہے یا ناجائز؟ ❖

528 صفحات پر مشتمل خوبصورت سرورق، مضبوط جلد بندی اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے!

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: 0544-614977-0321-5440882-0323-5777931

WWW.BOOKCORNER.COM.PK

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع اُردُو لغات

''جامع اُردولغات'' مختلف لسانی لغت واُن کے مترادفات کے ایک بیش قیمت اوراہم روزمرہ کے مستعمل ضروری الفاظ پر مشتمل ہے مثلاً ہندی، فارسی، انگریزی، عربی اور ترکی وغیرہ! ''ترتیب اندراجات'' کے عنوان سے ایک اہم اشاریہ بھی آغاز لغت میں دے دیا گیا ہے کہ جس سے لغت کا قاری بسہولت اور کم سے کم وقت میں استفادہ کر سکتا ہے۔ نیز صرف ونحو کے قواعد کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ تذکیروتانیث، واحد، جمع الفاظ کی نشست و برخاست، حرکات واعراب یہ ایک اہم مرحلہ ہے کہ جسے اس'' جامع اُردولغات'' میں نہایت عمدہ طور پر پورا کر دیا گیا ہے۔'' جامع اُردولغات'' تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور پاک وہند کے اُردولسانیات کے شائقین کی اہم ادبی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے عام حالات میں کافی ہے اور اصحاب علم وفن کا عظیم علمی وادبی کارنامہ ہے!

984 صفحات پر مشتمل آفسٹ پیپر، خوبصورت سرورق اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہ راست رابطہ کریں:

بک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: 0544-614977 - 0321-5440882 - 0323-5777931

WWW.BOOKCORNER.COM.PK

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبق آموز حکایات پر مشتمل شہرۂ آفاق کتب

پہلی دفعہ تاریخی نایاب تصاویر کے ساتھ منفرد انداز میں!

بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول

www.KitaboSunnat.com

تین سو سے زائد صفحات، اعلیٰ چھپائی، پیپر، مضبوط بائنڈنگ اور خوبصورت سرورق کے ساتھ قیمت -/300

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہِ راست رابطہ کریں:

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: 0544-614977-0321-5440882-0323-5777931

WWW.BOOKCORNER.COM.PK

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بکس سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

END OF TIME

اینڈ آف ٹائم

قیامت کی نشانیاں اور ظہورِ امام مہدی

www.KitaboSunnat.com

مصنف:
ھارُون یحیٰی

مترجم:
انجم سلطان شہباز

رنگین تصاویر کے ساتھ

کتاب کے ساتھ
"اینڈ آف ٹائم"
ویڈیو ڈی مفت حاصل کریں!

376 صفحات پر مشتمل خوبصورت سرورق، مضبوط جلد بندی اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے!

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہِ راست رابطہ کریں:

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان
Ph: 0544-614977 - 0321-5440882 - 0323-5777931
WWW.BOOKCORNER.COM.PK

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی معروف اقوام، قبائل، گوتوں اور ذاتوں کا تاریخی پس منظر اور تعارف

اُردو زبان میں اپنے موضوع پر سب سے بڑی کتاب

انجم سُلطان شہباز

کی برسوں کی محنت بالآخر منظر عام پر آ چکی ہے

اقوامِ پاکستان
کا اِنسائیکلوپیڈیا

www.KitaboSunnat.com

- 1032 صفحات
- مضبوط بائنڈنگ
- دیدہ زیب پرنٹنگ
- اعلیٰ سنچری کاغذ
- خوبصورت سرورق
- قیمت:-/1200 روپے

یہ کتاب کسی متعصب غیر ملکی مصنف کی، کسی احمقانہ تصنیف کا ترجمہ نہیں، جسے بغیر سوچے سمجھے بلا تحقیق بے شمار پبلشرز مکھی پر مکھی مار کے، یہ خیال کئے بغیر شائع کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی غیر مسلم مصنف نے اپنے احمقانہ نظریہ کو قلمبند کر ہی دیا ہے تو کم از کم ہمیں اس کو شائع کر کے کسی قوم یا فریق کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے۔ کوئی قوم یا قبیلہ سارے کا سارا، ایک جیسا نہیں ہوتا...... اگر کسی قبیلے یا قوم کے کسی ایک فرد سے کوئی غلط حرکت سرزد ہوئی تھی تو اس کا الزام اس کی ساری قوم پر تھوپ دینا یا پوری قوم اور قبیلے کو ویسا ہی لکھ دینا، کسی طور بھی مناسب اور مستحسن نہیں....!!!!

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان
Ph: 0544-614977 - 0321-5440882 - 0323-5777931
WWW.BOOKCORNER.COM.PK

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری کتابیں پیاری کتابیں

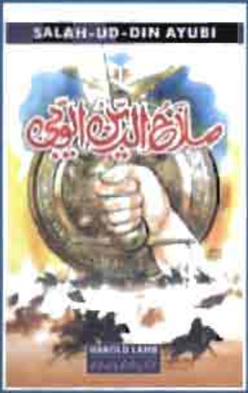

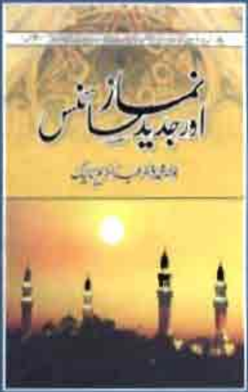

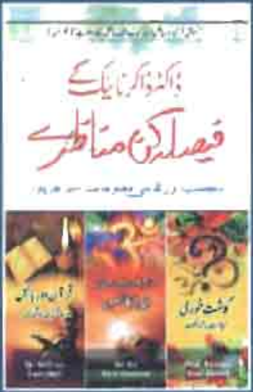

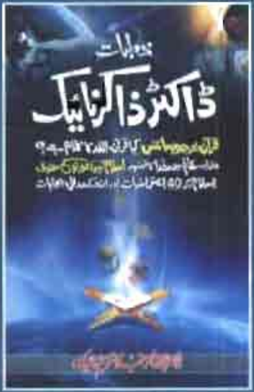

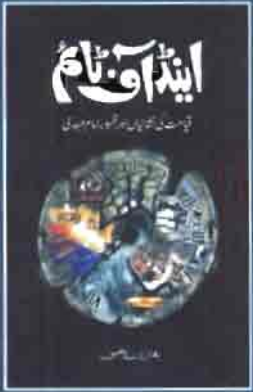

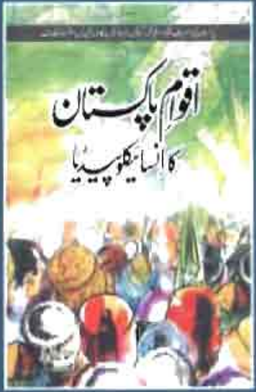

Rs. 380.00